بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ یعنی بیان حال مصنف

و سبب تصنیف

حامداً و مصلیاً معلوم ہو کہ مذہب شیعہ کا ہر زمانہ میں دشمنوں سے
مقابلہ ہوتا ہے اپنے مذہب والے بہت کم رہتے اور دشمن زیادہ ہیں خدا توفیق دے
نے مجھ سے خاکسار کو توفیق شیعان مذہب و دشمن کے ساتھ مقابلہ کی عنایت فرمائی
اسکے مناسب ہے کہ تھوڑی سی خبر خوانی کروں اور حکم واما بنعمة
ربک فحدث - نعمات الٰہی کا جو مجھ پر نازل ہوئیں ذکر کروں کیا عجب ہے
کہ یہ ذکر ہی باعث عبرت و تیقظ ہو - میرا نام مہدی علی بن سید حمایت علی
معروف بہ سید محمود از علی بن سید الٰہی بخش عرف میر مینڈھو بن سید میر
سید عبد الرسول بن سید جلال ہے الحمد للہ والشکر عبد کہ ہونے مجھ

خلعہ

[illegible] ب کا سبب کی توقع کم ہے کہ ناظرین سارے کتاب کو صبر و اطمینان

سے پڑھینگے۔ جب یہ فن غائب ہو اور لازم آتا ہے کہ وہ مسئلہ جو بحث خاص کے متعلق ہے

اسی طریقہ پر ہر مقام میں خواہ تفصیلی ہو یا مختصر اب بیان کیا جاوے کہ بقدر

ضرورت مقام تسکین بخش ہو۔ باوجود اسکے میں ان حضرات کی خدمات قدسی

میں جو اس کتاب کو دیکھیں ملتجی ہوتا ہوں کہ اس خطا و سہو کی جو نظر انکی

جہاں معلوم ہوں دامن عفو سے پوشیدہ فرماویں اسلئے کہ [illegible]۔

فہرست کتاب شفاء الجنان الملقب بہ شہاب ثاقب

مضمون	صفحہ

مضمون

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سوال	١٠٨	تیسری اور چوتھی غلطی کا سبب نا واقفیت اور حیرت ہے	١١٢
الله اگر رحیم ہے اتنے بندون کو عذاب نہین کر سکتا۔	//	پانچوین غلطی ان اسباب کا لازمہ ہے۔	//
جواب	//	تفصیل اسکی کہ یہ غلطیان کیون غلطیان ہین	//
تقریر اعتراض کی غلطیان		سبب [illegible] غلطیون کی تفصیل اور بیان فرق تدبیر سلطنت و مذہب	١١٣
غلطیون کے اسباب		سبب دوم کی غلطیون کی تفصیل اور اسلام مین رنج وہی کا منع ہونا	١١٤
پہلی غلطی کے اسباب		سبب سوم کی غلطیون کی تفصیل۔	١١٦
پہلا سبب تقلید سلطنت ہے		ازادی کے معنی لغت عرب سے	١١٨
دوسرا سبب حفاظت ضرر ہے۔		ازادی کے معنی لغت فارسی سے۔	//
تیسرا سبب۔ خیالات ازادی ہے	//	ازادی کے معنی لغت انگریزی سے	//
چوتھا سبب خواہش تاویل ہے	//	عربی اور فارسی اور انگریزی کے معانی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ درست معنی ازادی کیا ہین رفتہ رفتہ پیدا ہوتی ہے اور غلط ہو گئی ہے	١٢٠

مضمون

مضمون

مضمون	صفحہ
جواب اجمالی اعتراض اول کا - بذریعہ اثبات عدم قابلیت معترضین کے	۸
جواب تفصیلی اعتراض اول کا - بذریعہ خرق کلام کملاء کے	
جواب اجمالی مقابلہ کلام فصحاء انگریزی کا -	
جواب تفصیلی اعتراض بعض کلام کے مقفی ہونے اور نہونے کا -	
بیان وجہ ضرورت تاویل کلام مجید مین	
اصول تاویل کے کلام مجید سے متعلق کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قابلیت راسخون فی العلم مین ہے -	
بعض تاویلات و تصریحات راسخون فی العلم کی حالت کا بیان -	
تاویلات نبوی مین ایک خاص نکتہ ہے کہ وہ غائب کی تاویلین ہین -	
حالت تاویل ماولین کی نسبت وجود سموات کے	۱۱
حالت تاویل ماولین کی نسبت انکار جنات کے -	۱۷

مضمون	صفحہ
حالت تاویل ماولین کی نسبت انکار معجزہ غرق فرعون کے -	۲۷
بیان اعتراض کہ علماء اسلام کی تاویلون مین اور ماولین کی تاویلون مین فرق ہے	[illegible]
جواب اول کہ محال عادی و عقلی مین امتیاز نہین کیا جاتا -	[illegible]
دوسرا جواب کہ علماء کی تاویلون اور حال کی تاویلون مین یہ فرق ہے کہ وہ نظریات مین ہے بنظر فلسفہ -	[illegible]
تیسرا جواب کہ یہ تاویلین تحریف ورن ہین	[illegible]
چوتھا جواب کہ حال کی تاویلین مخالف لغت ہین -	[illegible]
پانچوان جواب کہ تبعیت فلاسفہ بمقابلہ دین عموماً غلط ہے اور آگ کا عنصر ماننا خصوصاً -	[illegible]
ترک تمسک احادیث کا یہ ضرر کہ چھوٹی تدبیرین اس سے فوت ہوجاتی ہین -	۴۲
تمسک احادیث پر استہزا کا بیان	۴۸
متمسکین احادیث کے اوہام مین مبتلا ہونے کا بیان -	[illegible]

مضمون

مضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت

کرور کرور شکر اللہ تعالیٰ کا بنی نوع انسان پر واجب ہے جسنے ہمکو ایسا بنایا کہ ہماری کوئی نظیر دنیا مین نظر نہین آتی ۔ کرور کرور احسان اللہ تعالیٰ کا ہمپر ہے کہ اوسنے مخلوق کو ہمارے فائدہ کے لیے بنا کر ہمکو اونکا حاکم کیا ۔ اے اللہ ہم اوس شکر کے ادا کرنے سے قاصر ہین ۔ اور اس نعمت کے لیے تجہسے بڑے مالک کے سامنے سوا اسکے کیا کر سکتے ہین کہ سجدہ کرین جو سب سے بڑی منت اور عاجزی و شکر کا طریقہ تونے ہم مین خلق فرمایا ہے ۔ سجدہ بہی کرین اور تیرے حکم بہی بجالائین جن حکمونکے پہونچانے کو تونے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نبی کو بہیجا ۔ اللہ اکبر! کیا پاک نبی عنایت فرمایا کہ جب اوسکی خوبیون پر ہم خیال کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ آدمیت کا نمونہ کیا ہے اور تونے آدمی کو کیا کیا رتبے دیے ہین ۔ اوسکے ساتھ تونے اوسکی آل اور جانشینون مین کیا کیا خوبیان پیدا کین اون خوبیون نے کیا کیا اثر دکہلائے

دکہلائے جبکا فیض ابتک ہم لوگون پر جاری ہے - تیرے احسان بنی نوع انسان پر
اتنے ہین کہ اونکو ہر وقت تیرے شکر مین مصروف رہنا چاہئے - اُن نعمتون کے
ساتہہ جو تونے ہمکو دی ہین بڑی نعمت یہہ عطا فرمائی ہے کہ ہمکو اپنا بندہ بنایا اور شکر کا
آسان طریقہ ہمکو یہہ دیا کہ ہم تیرے ہوکر رہین - اے اللہ تونے ہمارے لئے مراتب
عظیمہ مقرر فرمائے اور تونے ہمکو اون تک پہونچنے کا وسیلہ دیا کہ جسقدر عقل کے موافق
کام کئے جائین اُوسیقدر اون مرتبون پر پہونچتے جائین - تونے اون ذریعون مین اپنی
کمال مہربانی سے آسانی دی - اپنی توفیق ہمارے ساتہہ رفیق کی کوئی امتحان ایسا
سخت ہمارے لئے نہین رکہا جو ہم سے نہ ہوسکے اور بمقابلہ اوسکے مراتب بہت ہی
عظیم بنائے - اے اللہ تونے کو پیدا کیا اور اوسکو ہمپر غلبہ نہین دیا -
باوجود اسکے اوسکے ذریعہ سے جو امتحان لیا اوسکے مراتب بہی بلند فرمائے - اے اللہ
مین قصد کرتا ہون کہ تیرے شکر نعمت مین اسطرح مصروف ہون کہ اُس مخلوق
کی بابت جو دہوکا ہو رہا ہے اور اوسنے جو دہوکے دئے ہین کچہہ لکہون - تو
توفیق دے - تو مدد کر - تو راہ نیک دکہلا - اور تو اوسے مقبول فرما —
بمحمد والہ الامجاد وصلوٰۃ اللہ علیہم الی یوم المعاد - وہ دہوکے بہت دنون سے
ذکر ہو رہے ہین اور ہر وقت کے مذاق کی مطابق اونکے جواب ہوتے ہین

مین آجکل کے مذاق کی موافق کچھ بیان کرنا چاہتا ہون - اور اوسکو یون شروع کرتا

فہرست اجمالی

ہون کہ پہلے وہ سات سوال بیان کرتا ہون پہر جواب کو بہی سات حصون

پر تقسیم کرتا ہون -

حصہ اول - تمہید - دلائل کی دقت

پہلا حصہ جسکا نام تمہید ہے اوسمین ذکر اسباب کا ہے کہ دلیلو نمین صحیح کو سقیم سے

پہچاننا کتنا مشکل ہے -

حصہ دوم - نظام عالم کی خوبیون کا بیان

دوسرا حصہ جسکا نام باب اول ہے اوسمین ذکر نظام عالم اور اوسکی خوبیونکا ہے

حصہ سوم - نظام عالم کے متعلق بعض اعتراضات کا جواب

تیسرا حصہ جسکا نام باب دوم ہے اوسمین ذکر اون اعتراضات کا ہے

جو آجکل دلونمین نظام عالم کے متعلق خطور کرتے ہین - اور اونکے جوابات کا

حصہ چہارم - آیات قرانی متعلق شیطان اور اونکے نکات و اسرار

چوتہا حصہ جسکا نام باب سوم ہے اوسمین ذکر اون آیات قرانی کا ہے

جو متعلق شیطان کے ہین - اور نیز اون نکات کا جو آیات مذکورہ پر غور کرنے

سے ظاہر ہوتے ہین - اور بعض اعتراضات کے جوابات کا

حصہ پنجم - سوالات کا جواب اجمالی

پانچوان حصہ جسکا نام باب چہارم ہے اوسمین ذکر ساتون سوالون کے

جواب اجمالی کا ہے

حصہ ششم - سوالات کا جواب تفصیلی

چہٹا حصہ جسکا نام باب پنجم ہے اوسمین ذکر جوابات تفصیلی یعنی ہر سوال کے

مقابل علحدہ جواب کا ہے -

ساتوان حصہ جسکا نام خاتمہ ہے اوسمین ذکر حقیقت شیطان کا اور اوسکے وجود کا ہے - اور یہہ بہی بیان ہے کہ شیطان کے وجود سے انکار کی اصلی وجہ کیا ہے - اور اوسکے وجود کے متعلق تاویل اور عموماً مذہب کی باتون مین تاویلات کرنے کی برائی کیا ہے اور بغیر تاویلون کے تاویلات کرنے کی بہ نسبت کام اچہا چل سکتا ہے -

شیطان اور ... چیزون کا بیان

شیطان کے سات سوال

وہ سات ... جنکی نسبت علماء نے لکہا ہے کہ شیطان نے فرشتون سے کئے اور کہا کہ جناب اقدس الہی مین ان سوالات کو عرض کرو اور جواب مانگو - یہہ ہین -

توضیح اللہ تعالی نے جو جواب دیا اوسکا ذکر باب چہارم مین ہے -

پہلا سوال

شیطان کو کیون پیدا کیا

پہلا ...

اَنّہ علم قبل خلقی ... شیئٍ لیصدرَ عنّی ویحصل منی فلمَ

اللہ تعالی کو میری پیدایش سے پہلے معلوم تہا کہ مجہسے کیا افعال صادر ہونگے پہر اوسنے

خلقنی او ... الحکمۃ ...

مجہے پیدا ہی کیون کیا میرے پیدا کرنیمین خصوصاً کیا حکمت ہے

دوسرا سوال

تکلیف معرفت کیون

دوسرا سوال

اِن خَلَقنی عَلی مُقتَضی اِرادتہ ومَشیتہ فلِمَ کلّفنی بمعرفتہ

بلکہ اللہ تعالی نے اپنے ارادہ اور مشیت کے مطابق مجہے پیدا کیا تو پہر تکلیف معرفت

وَطَاعَتِہٖ وَمَا الْحِکْمَۃُ فِی التَّکْلِیْفِ بَعْدَ اَنْ لَا یَنْتَفِعْ

اور طاعت دینے مین کیا فائدہ تہا - کیونکہ اللہ کو بندون کی طاعت سے نفع اور نیکی

بِطَاعَتِہٖ وَلَا یَتَضَرَّرُ بِمَعْصِیَتِہٖ

نافرمانی سے نقصان نہین ہوپہنچتا - اسمین کیا حکمت ہے

تیسرا سوال

تیسرا سوال

سجدہ آدم کا کیون حکم دیا

اذا خلقنی و کلفنی ... مت تکالیف ...

جب مجہکو پیدا کیا اور عموماً اپنے احکام کا مکلف بنایا مین نے اللہ تعالی کو پہچان لیا

والطاعۃ واطعت فلم کلفنی بط... آدم و ... جود لہٗ

او فرمان بردار ... اوسکی عبادت کرنے لگا - پہر علی الخصوص سجدہ حضرت آدم کا مجہے کیون حکم دیا

وما الحکمۃ فی ہذہ ... علی الخصوص ... معرفتی وطاعتی

اس حکم دینے مین کیا حکمت ہے کیونکہ آدم کیطرف سجدہ کرنے سے میرا عرفان اور طاعت زیادہ

چوتہا سوال

چوتہا سوال

لکا سجدہ ... وقت الٰہی ... کیون ...

اذا خلقنی و کلفنی علی الاطلاق و کلفنی بہذہ التکلیف علی الخصوص

جبکہ مجہکو عموماً کل احکام کی بجا آوری اور خصوصاً آدم کے سجدہ پر مامور فرمایا

فاذا لم اسجد فلم لعننی و اخرجنی من الجنۃ

پس اگر مینے سجدہ نکیا تو پہر مجہپر کیون لعنت کی اور کیون جنت سے نکالدیا یعنے پکہہ بتا

ما الحکمة في ذلك لعبد ان لا ارتکب قبیحا الا قولي لا اسجد الا لك

ہین کیا تہا صرف یہہ کہا تہا کہ سواے تیرے دوسرے کو سجدہ نکرونگا اسمین کیا حکمت ہے

پانچوان سوال

ا خلقتني وکلفني ... وخصوصا فلم اطع فلعنني ... دني

بلکہ مجہکو پیدا فرمایا اور تکلیف اطاعت کی عموما وخصوصا فرمائی مگر مینے اطاعت نہکی اور مجہے ملعون کرکے نکالدیا

... رقني الی ... دخلت الجنة ثانیا وغررته

پہر مجہے اسطرح کیون چہوڑ دیا کہ مین جنت مین جانے پایا اور حضرت آدم

بوسوستي فاکل من ... عنها واخرجه من الجنة معي

وسوسہ مین ڈالکر گیہون کہلا دیا اور پہر اونکو بہی جنت سے نکالدیا اگر مین جانے

الحکمة في ذلك ... من دخول الجنة استراح مني وبقي خالدا فیها

احضرت آدم ہمیشہ جنت مین رہتے اور مجہسے محفوظ رہتے۔ اسمین کیا حکمت ہے

چہٹا سوال

ذا خلقني وکلفني عموما وخصوصا ولعنني

بلکہ مجہکو پیدا کیا اور ہدایت کی عموما اور سجدہ آدم کی خصوصا تکلیف دی اور نافرمانی

پانچوان سوال

مجہے مردود کرکے جنت مین کیون آنے دیا کہ مین آدم کو گیہون کہلا سکا

چہٹا سوال

ثُمَّ طَرَّقَنِي اِلَى الْجَنَّةِ وَكَانَتِ الْخُصُومَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ آدَمَ

پہر نکالدیا اور پہر جنت مین جانے دیا او سوقت مجہہ مین اور حضرت آدم مین دشمنی تہی

فَلِمَ سَلَّطَنِي عَلَى اَوْلَادِهِ حَتَّى اَرَاهُمْ مِنْ حَيْثُ

پس مجہکو اونکی اولاد پر کیوں مسلط فرمایا اور وہ بہی اسطرح کہ مین اونہین دیکہتا ہون وہ مجہے

لَا يَرَوْنَنِي وَتُؤَثِّرُ فِيهِمْ وَسْوَسَتِي وَلَا تُؤَثِّرُ فِيَّ قُوَّتُهُمْ

نہین دیکہتے میرا وسوسہ اونمین اثر کرتا ہے اونکی قدرت وقوت واستطاعت مجہہ مین اثر نہین کرتی۔

فَمَا الْحِكْمَةُ فِي ذَلِكَ

اسمین کیا حکمت ہے کیونکہ اگر وہ مطیع اور فرمانبردار پیدا ہوتے کوئی اونکا دہوکے دینے والا نہوتا۔ پاک زندگانی

سَامِعِينَ مُطِيعِينَ

عبادت واطاعت کے ساتہہ بسر کرتے زیادہ بہتر اور شایان حکمت تہا۔

ساتوان سوال

ساتوان سوال

سَلَّمْتُ هَذَا كُلَّهُ وَكَلَّفَنِي

یہ سب کچہہ مینے تسلیم کیا کہ مجہے پیدا کیا اور تکلیف معرفت دی اپنی ذات کی۔ اور سجدہ آدم کی

وَاِذَا لَمْ اُطِعْ لَعَنَنِي وَطَرَدَنِي وَاِذَا اَرَدْتُ دُخُولَ الْجَنَّةِ

اور جب مینے فرمانبرداری نہ کی نکالدیا ۔ اور پہر جب مینے جنت مین جانا چاہا

قبل اسکے کہ جواب ان اعتراضات کا دیا جاے بیان کرنا ایک تمہید کا ضرور
معلوم ہوتا ہے - وہ یہہ ہے کہ حق تعالی نے بعض خوض کرنے والون یعنی سوچنے
والون کی امور عظیمہ مین مذمت فرمائی ہے اور یہہ ایک طرح کی ممانعت ہے
- وہ ممانعت عوام کے اسی لئے ہے کہ اونکی عقل بہت چہوٹی ہے اور جب
وہ عمدہ تدبیرون اور صنعتون کے سمجہنے مین قاصر رہتے ہین تو اعتراضات کرتے
ہین اور اون اعتراضات سے گمراہ ہو جاتے ہین اور مفاسد مین پڑتے ہین

سلطنت کے رموز ہر شخص کے فہم کے قابل نہین

مثال کے طور پر سلطنت اور بادشاہونکا حال قابل غور ہے - فارسی کا ایک
مصرع مشہور ہے ع رموز مملکت خویش خسروان دانند - یعنی باریکیان اپنے
ملک پر حکومت کرنے کی بادشاہ ہی جانتے ہین - ظاہر ہے کہ جو ضرورتین بادشاہون
کو پیش آتی ہین عوام کو پیش نہین آتین انسان جو نتیجہ نکالتا ہے وہ ہمیشہ اون
معلومات پر مبنی ہوتا ہے جو اوسکے پیش نظر ہین - ہر شخص کی معلومات کے وسایل
اسقدر وسیع نہین ہوتے جتنے اون لوگون کے وسیع ہوتے ہین جو بہت سے آدمیون سے
معاملہ کرتے ہین بہت سے ملکون مین پہرتے ہین بہت سی باتین دیکہتے سنتے ہین -
پس جو نتایج تہرے معلومات پر کسی نے نکالے ہین ممکن نہین ہے کہ اونکو وہ شخص
سمجہہ سکے جسکو اوسقدر معلومات نہین ہوئے - نتیجہ یہہ ہے کہ کم معلومات والا

مجرم ہے

جو بڑے معلومات والے پر اعتراض کریگا غلط ہی ہوگا اور مفاسد بہی اوس مین بڑے ہونگے یہہ مثال پُرانے بادشاہون کی ہے جب ایک شخص کے ہاتہ مین باگ سلطنت کی ہوتی ہتی - زمانہ حال مین آپ ملاحظہ فرمائے کہ سلطنت کی باگ واقعاً ایسے چند عقلاء کے ہاتہ مین ہے جنکے معلومات مجموعاً اسقدر زیادہ ہین کہ کسی ایک فرد مین جمع نہین ہو سکتے - با اینہمہ برابر ہم دیکہہ رہے ہین کہ لوگ سلطنت پر اعتراض کرتے ہین اور یہہ بہی دیکہہ رہے ہین کہ جب اصلی کیفیت اور وجہ کسی خاص عمل کی معلوم ہوتی ہے قائل ہو جاتے ہین کہ اعتراض غلط تہا اور وہ عمل جو سلطنت نے کیا صحیح تہا - جب کبہی ہم قایل نہین ہوتے اوسکو ہمارا تعصب کہنا لازم ہے اسلئے کہ اس بابت کوئی شک نہین کر سکتا کہ انگریزونکی سلطنت مین بہت سی خوبیان موجود ہین ایک طریقہ کا انصاف ہوتا ہے - امن موجود ہے بیرونی دشمنون سے اطمینان ہے مراسلت اور مسافرت کی لا انتہا آسانی ہے - تجارت آزاد ہے ۔ پس یہہ سب نتائج جو پیدا ہوئے ہین ضرور صحیح افعال کا نتیجہ ہین - آپ خفا نہ ہوجئے کہ مین انگریزونکی تعریف آپ کے خلاف طبع کرتا ہون - اسبات پر غور کیجئے کہ ہندوستان مین مختلف گروہون پر انسانون کے یہہ لوگ حکومت کرتے ہین - آپ انصاف سے مجموعی حالت پر غور فرمائے کہ ہر گروہ

ایک ایسی مناسب حالت مین خوش ہے کہ ایا کسی حونش نہ ہتا کیونکہ مسلمانون کے وقت مین ہندو دراصل ناراض رہتے تہے - ممکن نہین ہے کہ اونکے مذہب مین مداخلت ہو اور وہ راضی رہین - ہندون کے وقت مین مسلمان ضایع کئے جاتے تہے - بہرحال جو لوگ سلطنت پر اعتراض کرتے ہین وہ ضرور حقیقت حال سے بے خبر ہین - اونکو معلوم نہین کہ مختلف گروہون پر حکومت کرنے کے لئے - انتظام کے درست رکہنے کے لئے امن باقی رکہنے کے لئے اندرونی اور بیرونی دشمنون سے بچانے کے لئے - کیا کیا کچہہ کرنا پڑتا ہے - اس ناراضی سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ معترضین قوی سلطنت کے دشمن ہین اور اس سے کیا ہوتا ہے؟ - اپنے پانوئمین کو لہاڑی مارتے ہین - اپنا ضرر کرتے ہین -

سلطنت کی مثال حقیقت عالم کی سلطنت مین فرق ہے

یہہ مثال سلطنت کے ساتہہ صرف آپ کے سمجہانے اور غور کرنے کے لئے دیجاتی ہے ورنہ یہہ مثال حق تعالی کی سلطنت کے ساتہہ کسی طرح صحیح مثال نہین ہے - یعنی تشبیہہ ناقص ہے - اسلئے کہ جتنی بڑی سلطنت اللہ تعالی کی ہے اوسقدر بڑی کوئی نہین ہے - اور اوسکی مصلحتین بہی ضرور اسقدر بڑی ہین کہ ہماری سمجہہ مین انا اونکا ناممکن اور محال ہے - بہرحال چونکہ کوئی مثال دنیا کے پیدا کرنے

۱۶ سے کی

(27)

والے کی حکومت کی مِل ہی نہین سکتی اسلئے کہ موجود نہین ہے پس اوسکے جملہ مصالح کا پہچاننا ضرور ناممکن ہے - جسقدر لوگ بیان کرتے ہین بقول ایک عالم مشہور کے ہرکس زسرِ قیاس حرفے گفتند گفتہ؛ اپنی چہوتی عقل کے موافق اوس معلومات پر جو اونکو ہے نتیجے نکالتے ہین جو ضرور محض قیاس ہونا چاہیے اور اکثر وہ نتیجے غلط ہونے چاہیین - یہی وجہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جو نکات اور حقایق ارشاد فرمائے ہین وہ اون لوگون کو جو اپنی عقول ناقصہ پر بہروسہ کئے ہوئے بیٹہے ہین اور واقع مین سخت بیخبر ہین ناممکن معلوم ہوتے ہین اور اونکو خلاف عقل اور ناممکن جانکر بعض بعض پر اونمین سے ہنستے ہین -

نَعوذُ باللهِ مِن شُرُورِ اَنْفُسنَا وَسَیِّاٰتِ اَعمَالِنَا

مخلوق کو شناخت ذات خالق نہین کا بیان

ایکروز کا مین ایک واقعہ عرض کرتا ہون کہ ایک شخص اپنے بال بچون کے ساتہہ کہانا کہانے مین مصروف ہوئے دسترخوان بچہا روٹیان آتی جاتی ہتین - ایک لڑکی عنا؁ دعـ؁ سال عمر کی جو بہت ذہین اور غایر فکر کرنیوالی ہتی بول اوٹہی کہ ابا جان اللہ کیا چیز ہے - اونہون نے جواب دیا کہ بیٹی یہہ بات کہ اللہ کیا چیز ہے - کوئی نہین بتلا سکتا - اسلئے کہ تم دیکہتی ہو کہ یہہ روٹی جو پک کر تمہارے سامنے آئی ہے کیا جان سکتی ہے کہ اوسکو جسنے پکایا ہے وہ

کیا چیز ہے ~~کوئی نہین بتا سکتا~~ تم دیکہو کہ روٹی بغیر پکانے والے کے یہان نہین آتی تو یہہ ساری دُنیا بغیر بنانے والے اور سخت تدبیر کرنے والے کے کیسے بن سکتي ہے

سلطنت خالق ... ساخت مین ہوسکتی

پہر غور فرمائے کہ انگریز جو سلطنت کرتے ہین وہ ایک سلطنت ہے یعنی ایک ملک مین امن قایم رکہتے ہین اور سلطنت کے متعلق ضروری اُمور بجا لاتے ہین وہ کسیکو پیدا نہین کرتے - مرنے والے کو زندہ نہین رکہ سکتے - پانی نہین برساتے ہوا نہین چلاتے - سورج چاند نہین بناتے - اونکي سلطنت اور اونکے علم مین اسقدر بڑی خوبي ہے کہ وہ یہہ جانتے ہین کہ مثلاً جب سمندر مین ایک خاص قسم کی ہوا پیدا ہوگي تو موسم مین ایک خاص قسم کا تغیر ہوگا - مگر یہہ امر وہ نہین جانتے کہ وہ کسطرح پیدا ہوگي یعني وہ ~~[illegible]~~ اسباب سے نتیجون کے پیدا ہونیکي بابت باخبر ہین لیکن اسباب کے وجوہ سے قطعاً بے خبر ہین - پس مجازي سلطنت کے اُمور مین جب بہت سي عقلین قاصر رہتي ہین تو حقیقي سلطنت کے اُمور مین کیون تمام عقول قاصر نہ رہین

... ائی اور برائی ... ین امتیاز کی وقت

ان اعتراضات مین جنکي بابت ہم بطور جواب کچہہ کہنا چاہتے ہین اصل مین یہي سُقم ہے کہ لوگون نے اپنے خیال مین اپنے اغراض پر نظر کرکے کچہہ

امور

امور اچھے مان لئے ہین کچھہ بُرے - تب یہہ اعتراض ہے کہ بُرے کیون پیدا
ہوئے - اول تو یہہ امر بہت بحث کے قابل ہے کہ اونکا اعتقاد نسبت اچھائی
اور بُرائی کے صحیح ہے یا نہین - ثانیاً یہہ امر دیکھنا چاہئے کہ اچھی چیز کو اچھی چیز
اونہون نے کیسے جانا ہے - ضرور اسلئے جانا ہے کہ وہ بدی کو جانتے ہین -

اچھا

بیشتر یہہ اعتراض اون لوگون کا ہے جنہون نے اچھائی کو ایک خیالی بات دل مین
ٹہرالیا ہے - جنکو ایسے خیال کے لوگ سمجھتے ہین اونکی حالت پر غور فرمائے -

فقیرون مین جو بڑا سمجھا جاتا ہے اوسکی بھلائی کی حالت

فرض کریجئے کہ ایک فقیر ہے جسے لوگ بہت اچھا جانتے ہین وہ کیا کرتا ہے جو
رات دن عبادت کرتا ہے - کسی سے بُرائی نہین کرتا - آپ غور کیجے کہ وہ جو
دوسرون کا مال بلا محنت استعمال کرتا ہے - یہہ کیا اچھا ہے - یہہ کہو گے
کہ وہ دوسرونکا بھلا کرتا ہے - یہہ تو ضرور ہی غلط ہے کہ وہ ساری دنیا کی بھلائی
کرتا ہے - یا جو شخص اوسکی پرورش کرتا ہے اوسکی حاجتین پوری کرتا ہے -
میرا خیال یہہ ہے کہ وہ جو عبادت کرتا ہے صرف اپنے آیندہ آرام کے لئے کرتا ہے -
حاجت کسیکی اوسکے ہاتھہ مین نہین اور وہ مفت خورہ ہے -

امیر و محسن جو بھلا جانا جاتا ہے اوس کی حالت

ایک امیر کو فرض کریجئے کہ اوسکی لوگ مدح کرتے ہین کہ بہت اچھا ہے - کیا اچھا
ہے - بڑا مخیر ہے - بڑا نیک ہے - کیا آپ نے ایسے امیرونکا انجام نہین

دیکھاکہ مجلس افروزی کے لئے مصاحب جمع ہوئے انتظام سے بے خبری ہوئی
قرضہ ہوا جالاخر خود بھیک مانگی یا اولاد کو اس قابل چھوڑا کہ بھیک مانگین ۔

[illegible]مین جو بھلائی بھی [illegible] ہے اوس بھلائی [illegible]ی حالت

ایک کلکٹر کو لیجئے اوسکی تعریف ہے کہ بڑا اچھا ہے ۔ وہ کیا کرتا ہے سب لوگونکی
سنتا ہے ۔ اور بڑا رحم دل ہے ۔ یعنی برائیون کو معاف کرتا ہے ۔ کیا بدی
کی سزا نہ دینا اچھا ہے ۔ کیا ہر اہل غرض کی بات سننے سے مفاسد نہین
پیدا ہوتے ۔

[illegible]رتہ مین جو بھلائی [illegible]ی جاتی ہے اوس [illegible]ی کی حالت

۶ اسیطرح درباب حق تعالیٰ آپنے اپنی خیالی نیکی کے موافق سمجھا ہے کہ وہ نیک
ہے ضرور وہ ایسا نیک ہے کہ کوی اوسکی دوسری مثال نہین ہے ۔ لیکن
وہ زندہ کو مردہ کرتا ہے ۔ جنکی عورتون کو تکلیف دیتا ہے ۔ وہ جرائم کی سزائین
علاوہ اسکے جو آئندہ کے لئے مقرر ہین دنیا مین بھی دیتا ہے ۔ پس جو نیکی
آپ نے خیال کرر کھی ہے وہ غلط نیکی ہے ۔ آپ اوس خالق کا حال سوچ
رہے ہین جو ایک بڑا منتظم ہے ۔ اوسمین طرح طرح کے اوصاف موجود ہین جب ایک صفت
۸ کو دوسرے صفت سے ملائیگا عقل حیران ہو جائیگی ہے ایک صفت دوسری صفت
کی مضاد اور مخالف معلوم ہوگی اور آپ کی سمجھ سے باہر ہو جائیگی
(یہ نقد آپ سے ذات تعالیٰ [illegible] مراد نہین عامہ خلائق مراد ہین)

اسیلئے

اسي لئے يہ امر ہے کہ جو لوگ قابليت نہين رکہتے اونکو اللہ جل شانہٗ کے
امورات مين سوچنا ہي منع ہے - اسي لئے مين ناظرين کي خدمت اقدس
مين گذارش کرتا ہون کہ اگر اپکي طبيعت مين زيادہ خلجان کي کيفيت ہو تو آپ
ان مباحث مين نہ پڑين - اور خيال کر لين کہ وسوسہ شيطاني ہے اور آگے
اس کتاب کو ملاحظہ نفرمائين -

شرح بیانات بالا انکار دلائل

ممکن ہے کہ جو کچہہ آپسے مينے گذارش کيا آپ فرمائين کہ اسکے معني يہہ ہين
کہ دليل کام کي چيز نہين ہے - اور جب دليل کام کی چيز نہو تو کوئي چيز ثابت
ہي نہين ہوسکتي حالانکہ دنيا کا کام دليل سے چلتا ہے - مثلاً جو شخص
مکانمين بيٹہا ہو وہ چاندني چہٹکي ہوئي ديکہہ کر جان سکتا ہے کہ چاند نکلا ہوا
ہے - گو اوسنے چاند کو اوسوقت نہ ديکہا ہو - جو شخص مرا پڑا ہو
اور سينہ مين اوسکے زخم ہو جس سے خون اوبلا ہوا ہو آپ جان لينگے کہ يہہ زخم
اس موت کا باعث ہے اور کسي نے گولي چلائي يا تلوار ماري ہے تب زخم
ہوا ہے - کوئي زخم کا لگانے والا ہے - اسکي توضيح بہي ضرور معلوم ہوتي ہے -
پس جاننا چاہئے کہ ہم دليل سے اور اوسکي صحت سے کب انکار کرتے ہين
- ہمارا مطلب يہہ ہے کہ محض دليل جو قوت فکر اور معلومات کا نتيجہ

ہے قوت فکر و معلومات پر اوسکی صحت اور عدم صحت موقوف ہے۔

اگر ادمی کی عقل اور قوت صحیح ہے تو دلیل بہی جو صحیح معلومات پر مبنی ہے صحیح ہوگی ورنہ نہین۔

مثال عدم صحت دلیل کی جو انکہ سے دیکہکر پیدا کی ہو

ایک مثال اوسکی یہہ ہے کہ ایک شخص جو دنیا مین نہین پہرا اور ناواقف ہے جب موسم گرمی مین ایسے جنگل سے گذریگا جہان ریت کے سوا اور کچہہ نہو جان لیگا کہ تالاب بہرے ہوے ہین۔ یہہ نتیجہ غلط ہے۔ گو انکہ سے دیکہی ہوئی چیز کے متعلق نکالا ہے۔ غلطی اسلئے ہوئی کہ اس شخص کو معلوم نہین کہ گرمی مین دُور کی ریت بہ شکل تالاب نظر آتی ہے۔

مثال عدم صحت دلیل کی جو سنکر پیدا کی ہو

ایک مثال یہہ ہے کہ ایک مجسٹریٹ کے سامنے ایک شخص لایا گیا جو اس الزام مین ماخوذ تہا کہ اوسنے اپنے آقا کے مال کی چوری کی اور جب اوسپر سختی ہوئی تو اوسنے چُرایا ہوا مال دیدیا۔ دو ادمیون نے قسم کہاکر بیان کیا کہ اسنے چوری کا مال دیا ہے اور اوس شخص نے بہی قبول کرلیا کہ ہان مینے مال آقا کا چُرایا تہا اور ایک جگہہ چہپا رکہا تہا سینے دیا ہے۔ مجسٹریٹ نے یہہ نتیجہ نکالا کہ یہہ چور ہے اور اسکو چُوری کی سزا دینی چاہئے۔ اوس دن مجسٹریٹ حکم نہ دیسکا۔ دوسرے دن اوسکے پاس ایک گمنام عرضی آئی اوسمین لکہا تہا کہ یہہ شخص جو چُوری کرنا اپنی

اپنی نسبت قبول کرتا ہے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے کیونکہ چوری آقا
کے بھتیجے نے کی ہے اور اوسکے دوست نے - اور وہ دونون وہی شخص
ہین جنہون نے قسم کہا کر بیان کیا ہے کہ یہہ مال قبول کرنے والے کے دینے
سے ملا ہے - مجسٹریٹ کو آقا اور ملازم کے تعلق سے شبہہ ہوا اور اوسنے
زیادہ تحقیقات کی اور آخر کو دونون نے قبولا کہ دراصل چور وہی تہے جنہون نے
قسم کہا کر گواہی دی تہی اور جو الزام مین پکڑا ہوا آیا تہا صرف آقا کے بہتیجے کے
بچانے کے لیے الزام اپنے اوپر لیتا تہا - وجہ اسکی یہہ تہی کہ جسکے یہان چوری
ہوئی تہی نہایت بامروت تہا چوری اوسکی غیبت مین ہوئی تہی اور پولیس والے
اوسکے گہر پر پہونچنے سے پہلے آچکے تہے اوہنون نے مال بہی بہتیجے سے لیلیا تہا
اور اصلی کیفیت بہی معلوم کر چکے تہے - اِس بہتیجے کی شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی
تہی - بیوہ بہاوج یعنی چور کی مان نے خوشامد کی تہی اور مالک نے مروت
مین آکر اپنے ایک وفادار ملازم سے کہہ دیا تہا کہ تم ایک دو برس جیلخانہ
مین رہنے کی مصیبت جہیل لو اور میرے خاندان کو بدنامی سے اور اس بہتیجے کو
قید سے بچا دو - اوسنے قبول کر لیا تہا - چنانچہ مجسٹریٹ نے اصلی مجرمونکو سزا
دی اور وفادار ملازم کو چہوڑ دیا - یہہ مثال فرضی نہین ہے ایک مقدمہ ہے جسکی

مثل ایک ضلع مین موجود ہے - پس غور کرنا چاہئے کہ جو نتیجہ پہلے دن مجربؔ
نے نکالا تہا وہ غلط تہا اسلئے کہ غلط معلومات پر مبنی تہا گو پہلے دن لاجواب تہا -

واضح دلائل مین سخت دہوکہ ہوسکنے کا بیان

یہانتک دلیلونمین دہوکہ ہوتا ہے کہ جو دو مثالین صحیح نتیجے کی اعتراض مین
بیان کی ہین ممکن ہے کہ وہ ہی صحیح ہون - جس شخص نے چاندنی سے چاند کو جانا ممکن
ہے کہ وہ روشنی کسی دوسرے ستارہ کی ہو - یا کسی بڑی برقی روشنی کا عکس
ہو - یا بنایا ہوا چاند ہو جیسے مشہور ہے کہ ایک جہوٹے دعویدار پیغمبری نے نکالا
تہا - اور وہ شخص جو مرا پڑا ہوا تہا بازیگر ہو - خون جو آپ نے اُبلا ہوا دیکہا وہ اوسکے
جسم کا ہو اور وہ زخم صرف بنا ہوا ہو جیسے آپ نے عمل شعبدہ بازون کو تماشہ
کرتے ہوئے دیکہا ہوگا - وہ شخص مرا ہوا ہی ہو دم سادہ لیا ہو - زیادہ تر
غور کے قابل یہہ بات ہے کہ آپ روز نارنگی کو دیکہہ کر نتیجہ نکال لیتے ہین کہ اوسکے
اندر سے پہانکین نکلین گی اور اون پہانکونمین جو زیرہ ہوگا اوسمین رس ہوگا -
لیکن اگر موم کی نارنگی کو جیسے بنتی ہے آپ دیکہینگے تو ہی یہی نتیجہ نکالینگے حالانکہ
اوسمین نہ پہانک ہوگی نہ رس - اس سے یہہ بات ظاہر ہے کہ دلیلون کی
صحت اور دہوکون سے بچنا آسان کام نہین ہے - گو دلیل حقیقت مین
ایک شے مستقل ہے -

شعبدہ

اسپج

علم منطق [illegible] کے نیا [illegible] بیان

اسیلیے لوگون نے اسباب مین کتابین تصنیف کی ہین اور بڑے بڑے قواعد مقرر کیے ہین جنکی نسبت دعوی کیا جاتا ہے کہ اوس طریقہ پر جو شخص فکر کریگا خطا نہوگی - حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ جسقدر اوس طریقہ پر فکر کرنیوالے خطا کرتے ہین اتنا وہ لوگ نہین کرتے جو اوس علم سے واقف ہی نہین ہین - ثبوت اسکا یہ ہے کہ جسقدر منطقی لوگومین اختلاف ہوتا ہے اوسقدر دوسرومین نہین ہوتا - ضرور ہے کہ ایک نتیجہ صحیح ہو - پس یہان جو ایک ہی امر کے بابت مختلف نتیجے نکالتے ہین وہ سب کیونکر صحیح ہو سکتے ہین -

عدالت عالی کورٹ کی حالت سے دلائل کی وقعت [illegible] اعتبار بر استدلال

آپ ہائی کورٹ کو ذرا غور سے دیکھیے کہ ایک ہی معاملے مین ایک وقت وہی جج ایک رائے دیتے ہین دوسرے وقت دوسری رائے - حالانکہ اون رائے دہندون کے کمال عقل اور کمال قوت فکری مین کوئی شخص شبہہ نہین کر سکتا - پریوی کونسل مین جب وہ فیصلے جاتے ہین اونکی غلطیان ثابت ہوتی ہین - یعنی دوسرے نتیجے نکالے جاتے ہین - قیاس یون چاہتا ہے کہ اگر کوئی اور مجمع ایسا مان لیا جائے کہ اوسے پریوی کونسل کے احکام کی نظر ثانی کا اختیار دیا جائے تو وہ بھی ایسا ہی کریگا - چنانچہ جو شخص شرح محمدی کے احکام جانتا ہے اوسے معلوم ہے کہ وقف یا وصیت کے معاملات اوس عالی عدالت

سے ابتک صحیح فیصلہ نہین ہوئی - ایسے ہی اُمور کا نتیجہ یہہ ہے کہ اب اختلاف
رائے ایسی آسان شئی ہے کہ لوگ اختلاف کرنے والون کو معذور سمجھنے
لگے ہین - پہراپ غور کیجئے کہ کن معاملات کی نسبت علی الاکثر اب واقع ہوتا ہے
- اون معاملات کی نسبت جنمین دست آویزین تحریر شدہ موجود ہین رجسٹریان ہوچکی
ہین - قوانین پہلے سے معاملات کے فیصلے کے لے منضبط ہین - نظائر اونکی شرح
کرچلے ہین یہان سوجنا اللہ تعالی کے کارخانہ کا مقصود ہے جسمین بدلنے والے
قانون اور اختلاف کرنے والی رائین ورماندہ ہین - اوس تبرے کارخانے کی مثال
دوسری موجود ہین جہان قیاس کام دے -

دلائل کا صنعف یہان تک میری نظر سے ہے کہ جسقدر مخلوقات ہین بعض ایسی
ہین کہ اوسیطرح کی مخلوقات مین ایک تجربہ صحیح ہوتا ہے - یہی تجربیات سب
مضبوط و یقین ہوجاتے ہین - مگر وہی تجربہ اوسیطرح کی مخلوق مین ناکافی و بیکارہ
ثابت ہوتا ہے - نتیجہ یہہ ہے کہ دلیل عموماً مضبوط شے نہین مثال
اوسکی یہہ ہے کہ آپ غور فرمائے کہ افتاب کی حرارت اور آگ کا خاصہ
یہہ ہے کہ برف کو گلا دے اور جب تک وہ برف کو نہ گلانے برف سے جو چیز
ڈھکی ہوئی ہو اوسپر حرارت افتاب کا اثر نہ پہونچے - مگر آپ دیکھئے کہ

دلائل عدم ثبوت امتیاز کے متعلق تجربیات کی ایک مثال

ایسا مضبوط

اب مضبوط قاعدہ اللہ تعالی جلشانہ کے بعض مصنوعات ہم قسم مین کسقدر ٹوٹا
ہوا ہے - چنانچہ بذریعہ غبارہ جو لوگ بہت اوپر گئے ہین اونہون نے یہہ
بات دیکھی ہے کہ کرہ ارض کے گرد ہوا اسقدر سرد ہے کہ اوسمین پہونچکر
ادمی زندہ نہین رہ سکتا حکماء سابق قائل تھے کہ کرہ زمہریر ہمارے اوپر ہے
اوسپر کرہ نار ہے اوسکے اوپر افتاب ہے - معنی یہہ ہین کہ ہم برف سے ڈہکے ہوئے
ہین باوجود اسکے وہ برف بھی بحال خود قایم رہتا ہے مگر گرمیونمین افتاب کی
حرارت اور آگ ہم لوگون کو اسقدر ستاتے ہین کہ بدن پر آبلے پڑجاتے ہین -
یہہ عجیب بات ہے کہ تہوڑی سی برف تو اتنے بڑے آفتاب اور آگ کی گرمی کو ایسا
بچائے کہ جب تک اوس سے ڈھکے رہنے بچے رہے - اور اتنی بڑی سردی
کرہ زمہریر یا ہوا سرد کے کچھہ نہ کر سکے - یہہ بات کہ شعاعین ٹیڑھی ترچھی ہوجاتی
ہین اور اثر بدل جاتا ہے زمین پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو گرم کرتا ہے قریب
داون کو گرمی پہونچاتا ہے - مضبوط نہین معلوم ہوتی اسلئے کہ آگ کے انگارے
برف پر ٹیڑھے ترچھے رکھہ دیجئے اثر یکسان ہوگا - آخر کرہ زمہریر سب طرف
یکسان محیط ہے اور کسی قسم کی شعاعین ہون سیدھی یا ترچھی سب برف
مین سے ہوکر آتی ہیں مگر آپ کے قاعدہ کلیہ کو توڑے ڈالتی ہین — اسلئے

شعاعین ایسی سرد ہوا مین ہوکر آتی ہین کہ سوا ءاس مثال کے
اور کوئی مثال دنیا مین نہین ہے جہان آگ کی شعاعین اور بہت بعد ایسے
سرد مقام سے مرور کی گرمی کا اثر رکہہ سکتی ہون جسقدر وجوہ اسکے حکماء نے
بیان کئے ہین وہ وجوہ گرمی کی احساس کے ہین ایسی کوئی مثال نہین بتلائی
جسمین گرمی اور سردی باوجودیکہ ایک دوسرے مین نفوذ کرتی ہون بحال خود
باقی ہون ہمیشہ یا سردی معدوم ہوجاتی ہے یا گرمی کیونکہ یہہ دونون صریحاً اضداد مین -
اس بیان سے یہہ امر ذہن نشین ہوگیا ہوگا کہ گو دہین ہی پر مدار عالم کا ہے مگر
دلایل مین امتیاز کرنا اور صحیح کو سقیم سے پہچاننا کیسا دشوار کام ہے جسکی وجہ
سے عالم ان اختلافات مین مبتلا ہے کہ حقیقت مین دو ادمی بہی ایک رائے
کے کم ہوتے ہین -

بیان اسکا کہ انکی قوت امتیاز کیونکر رفع فرماتا ہے

میرا خیال یہہ ہے کہ حق تعالے کو جو نبی بہیجنے کی ضرورت ہوئی وہ یہی ہی کہ
لوگونمین ایک ایسا ادمی بہیجنا چاہئے (۱) جو ایسی مضبوط عقل کا ہو کہ اوسپر
صحت دلایل مین امتیاز کرنے کے لئے (۲) پورا اعتماد کیا جائے - اور اوسکی
قوت فکری ایسی خاص طرح کی بنائی ہوئی ہو (۳) جو کبھی غلطی نکرے - اور وہ جان
سکتا ہو کہ حقیقت مین یہہ دلیل صحیح (۴) ہے اور یہہ دلیل غلط ہے - وہ

دلایل

دلائل کو ایسی واضح باتون سے ثابت کرے کہ دل مان جائے اور وہ دکہلا دے

کہ اوسمین کیا قوت ہے یعنی وہ قوت ہے جو اور کسی فرد بشر کے اندر ہنین ہے۔

ضرور ہے کہ اسمین بڑی آسانی ہوسکتی ہے اور جہگرا چک جاتا ہے - آپ

اون دلایل کو دیکہئے جو اپنے نبی کی زبان سے حق تعالے نے کہلائے ہین - وہ

سب چہوتے چہوٹے ہین - نہایت مختصر اور واضح - اور وہ صرف اونہین

مطالب کے لئے بیان کئے گئے ہین جو حق تعالے کی ذات کی شناخت کے

متعلق ہین - جب شناخت ہوگی اور حق تعالے کے پیغمبر کو پیغمبر مان لیا

توجسقدر احکام بیان ہوئے اونمین اکثر دلیل ہنین بیان کی گئی (مثلاً نماز کیون

واجب کی ہے - عدد رکعات کیون مختلف ہین - عام فائدہ اور نقصان ہر

چیز کی دلیل ہنین ہے) اسلئے کہ دلیل کا سلسلہ ہی خطرناک تہا - حق تعالے

کے وجود کی بابت جسقدر دلایل ہین میرے نزدیک وہ اسقدر ظاہر ہین کہ

اگر آدمی اون سے انکار کرے تو وہ پانی کے پانی ہونے سے انکار کرسکتا ہے

اور آگ کے آگ ہونے سے - اسیلئے بعض بڑے علماء کا مقولہ ہے کہ

وجود باری تعالے کا مان لینا تو گویا ایک فطری اور طبعی امر ہے -

اب مین مقصود اصلی کیطرف توجہ کرتا ہون اور دعاء کرتا ہون کہ اپنی جو گذارش

۲۲

کرون آپ کی تسکین اور تفریح کا باعث ہو گو یہہ میرا لکہنا بہی ویسی سے مگر یہہ بات پائیگا کہ صرف اون چیزون کیطرف توجہ دلائی سے جنکے موجود ہونے مین اگر انکہہ کہول کر دیکہئے تو کوئی شخص شک ہنین کرسکتا اور اونکے وہ مصالح بیان کئے ہین جو بہت ہی ظاہر ہین -

باب اول

باب اول

اسمین نظام عالم اور اوسکی خوبیون کا

نظام عالم کی خوبیان

اصل مین یہہ اعتراضات خلق شیطان اور اوسکے اقتدار کی بابت ہنین ہین - بلکہ اوس نظام اور حکمت علی اور صنایع و بدایع الہی کے متعلق ہین جو اس بڑے کارخانہ مین موجود ہین جسکی عظمت اور دقایق کنہ ماہیت کا پہچاننا اب تک ہماری سمجہہ سے باہر ہے - یہی وجہ ان اعتراضون کے دشوار معلوم ہوتے کی ہے - اسلئے لازم آتا ہے کہ کسی قدر بسط کے ساتہہ اس سلسلہ نظام کی خوبیون کا جہانتک ہماری سمجہہ مین آسکتی ہین بیان کیا جائے -

نظام عالم کے بیان کی وجہ

۲۳

پس سب سے اول اجلائے بدیہیات سے یہہ بات ہے کہ جناب باری تعالی جل شانہ نے جو عالم کو ایجاد فرمایا ہے اوسکے مخلوقات مین بڑا افراط

او

افراط کا

اور تنوع ہے، اور باوجود افراط اور تنوع کے اونمین عجیب و غریب نظم ہے
افراط کو آپ ملاحظہ فرمائے ستارون کو دیکھئے - اونکی کثرت کہ وہ گنے
نہین جاسکتے، ضرب المثل ہے! - ہوا کو دیکھئے کہ اتنے بڑے کرۂ زمین
پر محیط ہے - مٹی کو دیکھئے، زمین کی وسعت اور فضحت نہایت عظیم الشان ہے!
- اسقدر بڑا کرہ زمین کا ہے کہ ہر جگہ پہونچنا کسی فرد بشر کا ناممکن ہے -
پانی سمندر کو ملاحظہ فرمائے - بارش کو دیکھیے - دریاؤن کی عظمت اور طغیانی
کو دیکھئے - جو چیزین زمین اور آسمان کے اندر ہین اونکو بنظر تعمق دیکھئے
کیا کثرت ہے! مثلاً ذی روح یعنی انسان - حیوان - چرند - پرند کیڑے
- مکوڑے - انسانون کی کثرت ہر بازار مین ہر فوج مین کیسی نظر آتی ہے -
اور ملکون ملکون مین یہی یہی ہین - انکے ساتھ سواریان - باربرداری کے
جانور - ہاتھی - گھوڑے - اونٹ - خچر - اور پھر اور مخلوق -
اُنھون چڑیان کروڑون چڑیان - کیڑے - مکوڑون کا تو شمار نہین ہوسکتا!
دیا تصور مین بہی تعداد اونکی نہین آسکتی - نباتات کو ملاحظہ فرمائے - گویا
مواد اونکے حصر کو کافی نہین - جمادات کا بھی یہی حال ہے -
غرض یہہ ایسی بدیہی چیزین ہین کہ زیادہ اشارہ اونکی طرف ضرور نہین

طرف پھیرئے اونکا ذکر کیا کیا جاتا ہے کہ خیال اونکی افراط پر رجوع

ہو کیسی کثرت ہے!۔

تنوع کا بیان

اب تنوع پر نگاہ فرمائے۔ ستارے کتنے چھوٹے بڑے گونا

گون اور مختلف خاصیتون کے ہین جنمین سے بہت تھورونکا علم ہمکو ہوسکتا ہے۔

کوئی ثابت ہے کوئی سیارہ ہے کسیکی تاثیر یہ ہے کہ گرمی پیدا کرتا ہے

کوئی دانہ پیدا ہونے مین مدد کرتا ہے۔ کوئی اوسے پکانے مین مدد کرتا ہے

کوئی چیزہ کو پکاتا ہے! وقس علے ہذا۔

ھوا متنوع اجزا، سے مرکب ہے۔ اختلاف امتزاج سے طرح طرح سے

متنوع ہوجاتی ہے جسکا تنوع ہماری سمجھ مین آسانی سے نہین آتا ظاہر تنوع

اوسکا یہ ہے کہ ایک ہوا ہے کہ پانی برساتی ہے - ایک ہے کہ خشکی پیدا کرتی ہے

ایک ہے کہ بیماری پیدا کرتی ہے۔ ایک ہے کہ بیماری دور کرتی ہے۔ ایک ہے کہ دل خوش کرتی ہے

ایک ہے کہ پریشان کردیتی ہے -

مٹی کو دیکھئے وہ بھی مختلف اجزا سے مرکب ہے اور اسلئے اتنے اقسام کی ہے کہ ایک شخص نہین سکا ہر قطعہ

کہین ہیرا پیدا ہوتا ہے کہین کوئلہ کہین گنا پیدا ہوتا ہے کہین گھاس بھی نہین جمتی کہین سیب پیدا

پانی کی طرف توجہ فرمائے اوسکا بھی ایسا ہی حال ہے۔ کہاری

میٹھا

میٹہا ہے - کڑوا ہے - اور صدہا چہوٹے چہوٹے فرق اس عنصر مین ہین —
انسانون کو ملاحظہ فرمائیے کہ اِنمین کتنا تنوع ہے - ہر شخص اپنی صورت
کے خاص فرق سے پہچانا جاتا ہے ....

حیوانات مین سے کوئی چیز لیلیجئے - بیلون کو دیکہئے - اختلاف صورت
و رنگ و قد و قامت پر لحاظ کیجئے - کوئی اتنا بڑا ہے کہ گاڑی کہینچتا ہے -
کوئی اتنا چہوٹا ہے کہ پنجرہ مین رہتا ہے - بندرونکا تنوع مشہور ہے -
پرندونمین سے اسی طرح کسی چیز کو لیلیجے - مثلاً طوطا - سیکڑون طرح کا ہے
باعتبار رنگ و قد و ہیئت کے - کوئی سفید - کوئی سبز کوئی چتلا کوئی سرخ
- اور کوئی مختلف رنگون پر شامل ہوتا ہے ....

حشرات . پر جب متوجہ ہوجئے گا عجب ہوگا - سانپ کتنی
قسم کے ہین - چہوٹے کیڑے کتنے نوع کے ہین - تتلیان لاکہون قسم کی ہین
پانی اور ہوا اور ہر عنصر کے کیڑے کتنی طرح کے ہین ....

نباتات کے اقسام آپکو ہی معلوم ہین کہ گنتی سے زیادہ ہین ...

جمادات کی بہی یہی حالت ہے - اونکے فرق خاصیت پر جب نظر
ڈالئے اور اونہین کے فرق خاصیت پر کیا موقوف ہے الی حد اشیا کی

فرق خاصیت میں ذرا توجہ کیجئے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اسقدر تنوع ہے جسکا کوئی شمار نہین - اللہ اکبر - بعض چیزین ایسی ہین کہ اونکے کہانے سے زندہ مردہ ہوجاتا ہے - بعض ایسی ہین کہ قریب المرگ تندرست ہوجاتا ہے - ایک شے ایسی ہے کہ قبض ہوجاتا ہے - ایک ایسی ہے کہ اسہال ہوجاتا ہے - ایک چیز جلاتی ہے ایک چیز جلے کو اچھا کرتی ہے - ایک پگہلاتی ہے - ایک منجمد کرتی ہے۔

تنوع بمنزلہ اضداد ہوجانیکی حد کو پہنچا ہے

اس تنوع کی کوئی حد نہین ہے اور جب یہہ تنوع لاتعدد لاتحصیٰ اشیاء مین ہے وہ اس رتبے اور حد پر پہونچ گیا ہے کہ مخلوقات ایک دوسرے کی ضد ہوگئے ہین - اگ کو پانی کے ساتہہ کر دیجئے یا اگ بجہہ جائیگی یا پانی بخار ہوکر اوڑ جائیگا - ادمی کو شیر کے ساتہہ بند کر دیجیے وہ اسے یا پہیہ اوسے مار ڈالیگا - یہان تک اضداد ہین کہ جو چیز ہے وہ اپنا بقا اور نفع چاہتی ہے اور دوسرے سے حاصل کرتی ہے کہ وہی دوسرے کا یا اپنا ضرر ہے اور گویا ہر چیز ضد ایک دوسرے کی ہے -

و تضاد با ہمہ [illegible]

باوجود اسکے انمین ایک نظم ہے کہ ہر شے اپنی اپنی جگہہ موجود ہے اور ایسی حالت مین ہے کہ اونکا اثر اونمین پورا برقرار ہے - ان اضداد کے

پیدا کرنے

پیدا کرنے مین اور اونکے ایک مدت تک بحال خود رکہنے مین فی الواقع عجیب صنعت ہے کہ تصور اور بیان اوسکے احاطہ سے قاصر ہین -

اضداد سے کیا کیا کام حق تعالی نے لیے ہین اور مخلوق پیدا کی

یہہ خوبی اور صنعت یعنی اونکا پیدا کرنا بحال خود برقرار رکہنا ضرور حیرت مین ڈالتا ہے مگر اس سے بہی زیادہ حیرت اس بات پر نظر کرنے سے ہوتی ہے کہ اضداد سے کیا کام اللہ تعالے نے لیا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر کام ہوئے ہین اضداد کے ذریعہ سے ہوئے ہین - ایک مخلوق کی قوت دوسری مخلوق سے جو ضد ہے ملاکر دونو کو محدود کیا ہے اور اوس سے اور مخلوق پیدا کئے ہین اور وہ چیزین جو مخلوق کے کام آئین - اصل اشیاء مین ایک خاص قوت بڑے زور شور کی اور نہایت تام اور کامل ہے مثلاً پانی کی قوت کیسے کیسے مضبوط پل توڑ دیتا ہے! - قطعات اراضی جنہین لاکہون آدمی ایک جگہہ سے دوسری جگہ لیجائین دم مین ادہر سے اودہر کر دیتا ہے! - مضبوط پتہر ایسے کٹ جاتے ہین جیسے لکڑی چہری سے کٹ جاتی ہے ہوا کی قوت - کیسے مضبوط درخت جڑ سے اوکہڑ جاتے ہین! - کڑورون من پانی لئے ہوئے بادل اوسپر چلتے ہین! - وہی پانی جو ایسا قوی ہے اوسکے ذریعہ سے چلتا پہرتا ہے - بڑے بڑے جہاز اوڑے اوڑے پہرتے یا رُکے رُکے رہتے ہین -

آگ

آگ کی قوت - کوہ آتش فشان سے پتھر اسطرح گل کر بہتے ہین کہ جیسے
بانی اور شہرون کو تباہ کر ڈالتے ہین جب آگ زور سے مشتعل ہو جاتی ہے
بجھانا مشکل ہوتا ہے اوسی مین لوہا اور ساری وہ تین جو ایسی سخت ہین
کہ اکثر چیزین اون سے کٹ جاتی ہین گل جاتا ہے ....

مٹی کی قوت ہر چیز کو گلا کر اپنا سا کر دیتی ہے - کیسی سخت سے سخت
شے کیون ہو ....

~~یہ قوتیں~~ قوتین غور فرمائیے کتنے زور کی ہین کہ بظاہر اجتماع اونکا محال معلوم
ہوتا ہے - چنانچہ ہوا اور مٹی مین کسقدر زور اور اختلاف ہے -
ہوا ہر وقت متحرک ہے - مٹی ہر وقت سکون کی حالت مین ہے -
آگ ہر وقت جلاتی ہے - بانی ہر وقت بجھاتا ہے - باوجود اسکے یہہ
چارون ایک جگہہ ہین اور یہی مادہ خلق ہین جنکا نام اربع عناصر مشہور ہے -
اسوقت کی تحقیقات مین عناصر بہت زیادہ ثابت ہوئے ہین - اوس
بحث سے قطع نظر کرکے ان اربع عناصر یعنی آگ - ہوا - بانی - مٹی پر
غور فرمائیے کہ انہین سے جمادات پیدا ہوئے انہین سے نباتات انہین سے
کیڑے انہین سے چوپائے انہین سے دوپائے یہان تک کہ آدمی
انہین سے

آگ عنصر قرار نہین پائی

انہین سے پیدا ہوا - ہر چیز مین دو یا زیادہ چیزون کو کمابیش ملا کر ہر ایک
کی قوت محدود کی ہے اور اسقدر متنوع اور بافراط اشیاء پیدا فرمائی ہین
کہ سبحان اللہ - !

مخلوقات مین قوتون کا تنوع اور وہی مادہ فضیلت ہے اسلیے انسان بہتر ہے مخلوقات سے

ان مخلوقات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہان اونکے اندر افراط سے
اونکی قوتون مین تنوع کا افراط ہے اور وہی کمی بیشی مادہ فضیلت ہے
مگر قوت ایک خاص زور کی سب کے اندر موجود ہے - جمادات مین اسقدر
قوت ہے کہ جیسے ہین ویسے ہی رہین اتنا خاصہ اونمین ضرور معلوم ہوتا ہے
کہ جو چیز اونپر آپڑے اور اونسے ملصق رہے وہ اوسے اپنا سا بنالین - حرکت
ارادی اونمین نہین ہے - یہہ قوت نباتات مین ہے کہ وہ مٹی کو اپنا سا چند روز
کے لیے کرلین اور حلد بڑہین مگر حرکت ارادی اونمین بہی نہین ہے - یہہ
مخلوقات اوس مخلوقات اول سے اسلیے افضل ہین کہ مخلوقیت اور تغیراون
مین زیادہ ہے اور وہ زیادہ کام کرتی ہین چنانچہ پہل لاتے ہین - جمادات نہین
لاتے - مگر نباتات مین بہی یہہ قوت نہین ہے کہ خود حرکت ارادی کرین -
جنمین یہہ قوت ہے وہ جاندار ہین اور اسلیے وہ مخلوق ثانی یعنی نباتات سے
بہتر ہین - کیونکہ جس چیز مین ایک خاصہ زیادہ ہو اوسی سے وہ بہتر ہوگا

جسمین وہ خاصہ ہنو مفردات تو وہ ہین ہی ہتین - حرکت سے وہ ضایع ہونے
سے بچتے ہین نباتات نہین بچ سکتے - جان والونمین وہ چیزین اون چیزون سے
بہتر ہین جنکو اپنی پرورش کا زیادہ مادہ دیا گیا ہے اور دشمن سے بچنے کا
بہتر طریقہ بتلایا گیا ہے اور وہ اون سے بہی زیادہ کام کر سکتے ہین مثلاً کیڑونمین
یہ مادہ کم ہے - اون سے چوپایون مین زیادہ ہے اون سے انسانونمین
بہت ہی زیادہ ہے - انسانون سے زیادہ یہہ مادہ کسی مین نہین ہے -
اور اسلئے اون چیزونمین جو ہمکو دکہلائی دیتی ہین انسان سب سے بہتر
مخلوق اللہ تعالی کی ہے - اوسکی قوتون کا کوی مخلوق بہ اضداد مقابلہ نہین
کر سکتا یہانتک کہ وہ سب پر غالب ہے - جن سے وہ بنا ہے اونپر بہی
اوسے غلبہ ہوتا ہے - معنی اوسکے یہہ ہین کہ اللہ تعالی نے زمین کی چیزون مین
اختلاف مراتب رکہا ہے اور ہر چیز مین تہوڑا یا بہت اپنی حفاظت اور دفع ضرر کا
مادہ بذریعہ اپنی قوت کے دیا ہے - اور اوسقدر وہ مادہ عنایت فرمایا ہے کہ
اوسکے بقا کو اور اوسکی منفعت کو جسلئے وہ پیدا ہوا ہے جب تک منظور ہے
فی نفسہٖ کافی ہو - مثلاً جمادات مین اونکی مضبوطی مادہ دفع ضرر و حفاظت
کا ہے - نباتات مین اونکی افراط اونمین بغیر کمال پر پہونچے ہوئے نکلتا ہونا
باعث

باعث دفع ضرر و حفاظت کا ہے - حیوانات مین مختلف ذرایع عطا فرمائے
ہین - کسیکو سینگ - کسي کو بہاگنے کا مادہ - کسیکو ڈنک - کسیکو کچہہ کسي کو
کچہہ - ادمي مین سب سے بہتر مادہ عقل ہے ہم جب اول سے آخر تک نظر
والتے ہین تو ہر چیز مین ایسے مادے پاتے ہین اور انسان مین سب سے کامل
- باوجودیکہ اختلاف مراتب جیسا اور تمام مخلوق مین ہے اسمین بہي ہے
پس ضرور انسان بہترین مخلوق اللہ تعالي کا ہے -

اس مادہ فضیلت پر ایک اعتراض کا جواب

مادہ فضیلت ہماري نظر سے ہے کیونکہ ہم ناظرین یہہ نظر غلط نہین ہے غور
فرمائے کہ خواص اور صفات مین مادہ فضیلت دو چیزین ہین ایک خاصہ
اور صفت کافي نفسہ تام و کامل ہونا - دوسرا ایک سے زیادہ خواص
اور صفات کا ہونا - عناصر مین خاصہ اول زیادہ ہے مخلوق بعناصر مین خاصہ
ثاني جہان ترکیب بہ اضداد ہو اور خواص محدود کئے گئے ہون ہر ایک مخلوق
باضداد مین وہ کمال خاصہ کا جو مفرد مین تہا باقي نہین رہ سکتا لیکن اوسمین
تعدد خواص کا ہوتا ہے یہہ تعدد اوس خاصہ واحد سے یقیناً افضل ہے -
چنانچہ ہم دیکہتے ہین کہ تیز خاصے ہمارے لئے مضر ہوتے ہین ظاہر مثال یہہ ہے
کہ جامع ادمي غیر جامع ادمي سے اچہے سمجہے جاتے ہین گو غیر جامع مین ایک

فن کامل تر موجود ہو جرنیل وہی ہوتا ہے جسمین سپاہی پن بھی اعلی درجہ کا ہو
اور قوت نظم جو سپاہی پن کے خلاف ہی ہے اعلی درجہ کی ہو - حق تعالے
اسی لئے بہتر ہے کہ اوسمین سارے صفات کمال موجود ہین پس جتنے صفات
زیادہ انسان مین ہون وہی زیادہ افضل ہونا چاہے اور وہ ہو کہ ہونا چاہئے کہ
زور کی قوت مفرد مجموعی اور متنوع قوت سے افضل ہے - قوت مفرد بھی
کام کی ہے اور افضل ہے مگر یہہ اجتماع اور تعدد اوس سے بھی اعلیٰ اور افضل
ہے - اگر اس طریقہ دلیل کو نہ مانئے تو اسطرح ضرور ماننا پڑیگا کہ عقل آدمی مین
افضل ہے اگر عقل ہو جانور کے لئے بیر ے اور بہتر مین فرق نہین ہے - عقل
وہ چیز ہے جس سے تعدد صفات حاصل ہوتا ہے پس انسان کے افضل
المخلوقات ہونے مین شک نہین ہو سکتا یہی نہین ہے کہ ہم اپنے آپ میان
مٹھو بنتے ہین بلکہ حقیقت مین افضل ہین ورنہ ہم اور کسی مخلوق کے کام کے
ہوتے یہہ نہوتا کہ سب ہمارے کام کے ہوتے ہین -

دوسری طرح یون سمجھے کہ ہر عنصر ایک کام کا ہے اگر وہی کام باعث فضل
ہوتا تو دوسرا نکما اور بغیر فضل کے ہوتا - چونکہ دوسرا بھی اپنے موقع پر
کام کا ویسا ہی ہے جیسا پہلا تو جہان دو صفتین جمع ہون ایک صفت

سے بہتر ہین

سے بہتر ہین جہان چار صفات جمع ہون دو صفتون سے بہتر ہین - وقس علی ہذا جہان صفات کا مجموعہ ہو اوسمین جسقدر ہر صفت مین کمال ہو وہ زیادہ فضیلت ہے چونکہ سب صفات اللہ تعالی مین جمع ہین وہ سب سے بہتر ہے آدمی مین بعد اللہ کے اسقدر صفات جمع ہین کہ بعد اوسکی ذات پاک کے اوسی مین سب سے زیادہ کثرت صفات کی ہے اسلئے وُہی اور سب سے بہتر ہو سکتا ہے یہہ صفات کسی دوسرے مین نہین - ایک سے دو کا ہونا روپیہ کی مثال مین بخوبی ظاہر ہے صرف دو حذا اچھے ہین جسکی اور وجہ خاص ہے - یہہ امر کہ یہہ قاعدہ اور ایسے ہی قاعدے سب ہمارے طبعزاد ہین اور اسلئے صحیح نہین (غلط ہے) آپ کسی دوسرے سے قاعدہ بنوا کر لائے تب مقابلہ اور حجت فرمائیگا - صریح اُمور مین مجادلہ بیفائدہ محض ہے -

اچھا

انسانون کی قوتون کا بیان

اب انسان کی قوتون پر جو عطاء الٰہی ہین غور فرمائے - ہم مین وہ طاقت ہے کہ لوہا ہاتھ سے توڑ ڈالتے ہین - روپیہ سی سخت چیز کے حرف مٹا دیتے ہین - ہم مین وہ طاقت ہے کہ مُلک فتح کر لیتے ہین - ہم حکم دیتے ہین اور کوسون تک کی مخلوقات جنکو ہمنے دیکھا بھی نہین ہمارا حکم مانتی ہے اور یہان تک مانتی ہے کہ ہم اپنے بنی نوع کو بھی مثل پشہ کے مار ڈالتے ہین تو وہ کچھ بھی مقابلہ ہمارا نہین

سکتا - ہم مین وہ طاقت ہے کہ ہم ہر مخلوق کو اپنے بس مین لے آتے ہین
چاہے وہ کتنا ہی ہمسے زبردست کیون نہو - ہم ہاتہی کو قابو مین کر لیتے ہین -
ہم شیر کو مار ڈالتے ہین اوسکو تابعدار کر لیتے ہین - ہم چرندونکے علاوہ پرندونکو
ایسا تابعدار کر لیتے ہین کہ جو ہم کہین کرائین اور یہ ہمارے ہی پاس چلے آئین
یہانتک کہ ہم خود اون چیزونسے جن سے بنے ہین مقابلہ زور سے کرتے
ہین - پانی کو پہیر جاتے ہین آگ کو بجہا دیتے ہین - مٹی کو کہود ڈالتے ہین -
ہوا کو روک دیتے ہین - اللہ اکبر! یہہ قوتین اسقدر زور کی اور آزاد ہین
کہ ہم جو چاہتے ہین ہوجاتا ہے یعنی مثلاً جب چاہتے ہین لوہا گلا لیتے ہین -
جیسا چاہتے ہین اوسے موڑ لیتے ہین یا ایسا نوک دار یا دہار دار کر لیتے
ہین کہ جب چاہتے ہین اوس سے جسے چاہین کاٹ ڈالین - پہاڑ و مین
روزن ہوجاتا ہے وہ بیچ سے کٹ جاتے ہین - جہان کو ہم چاہتے ہین پانی بہتا ہے
جہان کو نہین چاہتے نہین بہہ سکتا - جتنا نیچا ہو سطح زمین پر آجاتا ہے -
ایک پانی اوپر بہا کرتا ہے دوسرا نیچے کو چلا جاتا ہے کیا ممکن کہ ایک دوسرے
مل جائے - ہمنے ایسی عمارتین بنائین - ہمنے ایسے باغ بلگائے - ہمنے
اونمین ایسے آدمی جمع کئے - ہمنے ایسی حکومت حاصل کی کہ ہمکو خیال ہوا
کہ

(حاشیہ: یا وہ ہم مین خاص امتزاج سے پیدا ہوئی ہین)

کہ ہم ہی خدا ہین یہہ بہشت ہے اورسب کچہہ جو دکہلائی دیتا ہے ہمارا ہے - علحدہ علحدہ قوتو نپر نظر کیجیئے تو زیادہ حیرت ہوگی - مثلاً ایک دیکہنے کی قوت ہے وہ اسقدر قوی ہے کہ چہوٹی سی انکہہ اتنے بڑے پہاڑ اور اتنے بڑے ستارونکو جیسے چاند اور سورج ہین دیکہہ سکتی ہے - اگر اس قوت کو بڑہائین تو وہ یہانتک بڑہ جاتی ہے کہ حائل رہے باوجود آدمی اوسیطرح دیکہہ سکتا ہے جسطرح بلا حایل ہونے کے - پہلے لوگ اسے کشف کہا کرتے تہے اوراب قوت مقناطیسی نام ہے - ایک قوت تعقل ہے اوسکے کرشمے ملاحظہ فرمائیے - وہ عقل یہانتک زور آور چیز بنائی گئی ہے کہ سخت سے سخت قدرتی ضرورتو نپر بعض وقت غالب آجاتی ہے - اوسی کی بدولت ہے جو کچہہ ہمکو حاصل ہے - ہم غلہ حاصل کرتے ہین - ہم کپڑا طیار کرلیتے ہین - ہم مکان بناتے ہین - ہم دشمن کو دفع کرتے ہین - ہم دوست کی مدد کرتے ہین - ہمنے وہ اصول اور قواعد بنائے ہین جن سے بولنا لکہا جاتا ہے - محنت کا معاوضہ ایک جگہہ رکہا جاتا ہے یعنی روپیہ - ہمنے کیسے کیسے نازک قاعدے حساب کے بدولت عقل ایجاد کئے - کیسی کیسی کلین تیار کین - کیسی کیسی عجیب خاصیتین دریافت کین - جنکے ذریعہ سے کوسون کے فاصلہ پر آدمی بات کرسکتا ہے اور آن کی آن مین جواب ہو پہنچتا ہے -

اس سے بھی زیادہ حیرت ناک یہہ امر ہے کہ جتنی چیزین مخلوق ہوئی ہین اون سب مین نفع ہے اور باوجود اختلاف مراتب ہر چیز ہمارے ایک بڑے نفع کے لئے بنی ہے گو خلق کرنے کا کام اوسمین زیادہ ہو یا کم یعنی ہمکو کیسے ہی کم درجہ کی معلوم ہوتی ہو - مثلاً جمادات - دیکھیے اونمین کتنے منافع ہین؟ - دہاتین کن کن کاموںمین آتی ہین؟ - کن کن کاموںمین آتے ہین؟ - زمین مین سے جو جو چیزین نکلتی ہین کیا کیا کام دیتی ہین؟ - مثلاً اگر پتہر کا کوئلہ نہ نکلتا اور ریلونمین لکڑی کا ہی خرچ ہوتا تو نہ ریل کا کرایہ اتنا سستا ہوتا نہ آپ کو لکری اتنی ملتی کہ جاڑون مین تاپ لیتے یہانتک کہ روٹی پکالین - مین کتنی قوت ہے؟ آپ بوٹیون کی قوتون کو خیال فرمائے ~~اور منافع کو بھی~~ بعض بوٹیان ایسی ہین کہ اندر سے پر لگا دیجیے ون بہر مین بچہ نکل آئیگا - کیسی ہی دہات سخت مضبوط ہوگی جائیگی - آدمی کے امراض جسقدر دوائین ہین اکثر بوٹیان ہین ~~یہہ ہین نفع~~ - کیڑون مین کسقدر نفع ہے؟ - شہد ایکو کہان سے ملتا ہے؟ - ریشم ایکو کہان سے ملتا ہے؟ - پرندون کا گوشت کسقدر مزیدار ہے اور اونکے گوشتونمین اور پرونمین سے کتنے منافع حاصل ہوتے ہین؟ - ......

الغرض کوئی بری سے بری چیز یعنی جو آپ کو بری معلوم ہوتی ہے لیلیجے اور اوسکا منافع

اوسکے منافع ملاحظہ فرمائے مثلاً سنکہیا ایک چیز ہے کہ اوسکے کہانے سے
آدمی مرجاتاہے مگر زیادہ کہانے سے مرتاہے۔ اگر بقدر مناسب کہائے بخار بہی
اوتر جاتاہے اور قوت بہی ہوتی ہے۔ فضلہ آپکو بُرا معلوم ہوتا ہے مگر اوس سے
دیا سلائی کا مادہ اور اوسکے کیڑے سے انکہہ کی دوا ملتی ہے۔ کہیتون مین ڈالا
جاتاہے قوت پیداوار کی بڑہ جاتی ہے میرد خہ اروں کا کام صفائی ہے
۔ سور کی چربی اوجاع مین آخر علاج بعض مقامات پر ہے۔ لال سر کا
کنکہجو ا سکہلائے ناکمین پہونکیئے صرع دفع ہوجائیگی۔ بچہو کا تیل آپکو معلوم ہے
کس نفع کاہے۔ مکہیان آپکو معلوم ہے کہ کیون مخلوق ہوئی ہین یعنی اسلئے
کہ ہوا مین جو ردادت ہے اوسکو جذب کرتی ہین اور گرم ملکومین اسکی ضرورت ہے
اور ایسے ہی بہت سے حشرات کی۔

اضداد کا خلق برا نہین ہے

اب بعد اسکے غور فرمائے کہ خلق اضداد بُرا ہے یا نہین۔ ظاہر ہے کہ ہرگز برا
نہین پہر چارون عنصر پر غور فرمائے۔ آگ نہوتی تو روٹی کیسے پکتی۔ پانی نہوتا
تو روٹی کیسے بنتی۔ مٹی نہوتی تو روٹی کا غلہ کہان سے آتا۔ ہوا نہوتی تو غلہ کو
ایک جگہہ سے دوسری جگہ کون پہونچاتا کون اوسکو سکہلاتا۔ اگر پانی آگ سے
نہ ملایا جاتا اسطرح کہ ایک دوسرے کو نہ بجہاوے یا ضایع نہ کردے بخار کیسے

(بلا اسباب ہوتی ہی نہیں)

پیدا ہوتا - تو ہا بغیر اگ وہوا ومٹی کے کہان سے آتا - اتنی ضرورت کی چیزین
کہان سے ملتین اور آپ کیسے دنیا بہر مین چلتے پہرتے - بہت موٹی مثال یہہ ہے
کہ اپ ہر وقت لکہتے ہین قلم او نگلیو مین پکڑتے ہین ایک (۱) اونگلی وہ ہوتی ہے
جسپر قلم رہتا ہے دوسری (۲) اوسے حرکت دیتی ہے تیسری (۳) اوسی روک
دیتی ہے تب قلم چلتا ہے اور وہان کو چلتا ہے جہان کو آپ چاہتے ہین - اس سے
یہہ سمجہہ مین اتا ہے کہ خلق اضداد اور اوسکا امتزاج سب سے بڑی ترکیب ہے
اور ہر ترکیب مین ہمارا فائدہ ہے - اسلئے یہہ سب سے بڑی نعمت ہمارے
لیئے ہے -

وجہ اسکی کہ اضداد مین برائی کیون معلوم ہوتی ہے

برائی جو ہمکو معلوم ہوتی ہے وہ اسلئے معلوم ہوتی ہے کہ ہم ان عمدہ اشیاء کو
کام مین لانے کے اندر غلطیان کرتے ہین - دیکہئے کہانا کیسی اچہی چیز ہے جب
نہین ملتا اور قحط ہوتا ہے لوگون کی کیا حالت ہوتی ہے کہ بچے بیچڈالتے ہین -
درختون کے پتے کہاتے ہین اور جب وہ بہی نہین ملتے مردار اور گوبہی کہا
جاتے ہین اور جب کچہہ نہین ملتا مرجاتے ہین - لیکن وہی کہانا ہے جب زیادہ
کہالیتے ہین بدہضمی اور تخمہ ہوتا ہے سخت تکلیف مین پڑتے ہین اور نکمے رہتے
ہین یہانتک کہ مربہی جاتے ہین - اسیطرح ہر ایک اضداد کا حال ہے -

منلا لطافت

مثلاً لحاف اچہا معلوم ہوتا ہے اگر گرمی مین نہین -

اضداد ہونا سبب تقویت [illegible] انعدام ایک دوسرے کا نہین ہے -

پہر غور فرمائے کہ اضداد ہونے سے یہہ بات لازم آتی ہے کہ ہر چیز اپنی ضد کو معدوم کرے اور چونکہ خلق بذریعہ اضداد ہے اور تکمیل خلق اور خلق مین جلب منفعت داخل ہے تو جلب منفعت کے خاصہ سے یہہ امر لازم ہوتا ہے کہ ہر چیز ہر دوسری سے آپ نفع اوٹہانے کی کوشش کرے اور وہی انتفاع دوسرے کے انعدام یا ضرر کا باعث ہو - اسکا اثر ضرور ہے چنانچہ آدمی کا آدمی دشمن ہے - جانور کا جانور - نباتات نباتات کی دشمن ہین - چنانچہ سایہ مین بڑے درخت کے چہوٹے نہین ہوتے - بڑے جمادات چہوٹون کو توڑتے ہین وقِس علیٰ ھذا - باوجود اسکے حیرت ہوتی ہے کہ ہر چیز مین اپنے حفظ اور بقاء کا مادہ دیا گیا ہے جیسا اوپر بیان ہوا - اور عرض کرون کہ جو چیزین زیادہ مضر ہین کمیاب اور دُور ہین اور جو چیزین ایسی نہین ہین ہر جگہ با فراط موجود ہین - شیر آدمی سے جدا رہتا ہے - سانپ بہی الگ رہتا ہے - سخت زہر نادر الوجود ہین - پانی اور ہوا اور غلہ ہر جگہ ہے - مگر یہی نہین ہے کہ دور ہین پاس بہی ہین اور پہر بہی بحال خود قایم ہین یہہ نظم واقع مین اعجب العجاب ہے -

ان سب [illegible]

اس سلسلہ پر جو درجہ بدرجہ عطا، قوّت اور خواص کا ہے جب غور فرمائیگا

معلوم ہوگا کہ جتنی قوتین ہین وہ دیدگئی ہین اور مل چکی ہین اور درجہ بدرجہ اختیار ہے
کہ اوس قوت کو کام مین لائے یا نہ لائے - اور اوسی اختیار سے یہ بات
پیدا ہوتی ہے کہ یہی اختیار ہے کہ اوسے اچھی طرح کام مین لائے یا بُری طرح چنانچہ
ہر چیز کی قوت پر غور فرمائے - پانی کی - آگ کی - ہوا کی - جمادات کی نباتات کی -
حیوانات کی ہمکو غرض اسوقت ان کی قوتون کے دیکھنے سے نہ اور اونپر غور کرنے
سے - پس ان بڑی قوتون کو جب ہم آدمی مین دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر
قوتین حق تعالے نے عطا فرمائی ہین وہ اسطرح عنایت فرمائی ہین کہ اپنی ذات
مین ایک حد تک تام اور کامل ہین ایسی حالت نہین ہے کہ کام کوئی دوسرا کرتا
ہو اور وہ آدمی مین ہو کر ظاہر ہوتا ہو جیسے کٹ پتلی یا کلون کے پُرزے ہوتے
ہین - اسلئے کہ کوئی وجہ نہین ہے کہ جب اور چیزونمین خواص اور قوتین ہون
اور خاصہ لازمی ہون انسان مین وہ قوتین اور خواص نہ ہون نہ خاصہ لازمی ہون -
آگ مین خاصہ اور اوسکے ساتھہ لازم ہو - پانی مین خاصہ اور اوسکے ساتھہ لازم ہو - ہوا مین
خاصہ اور اوسکے ساتھہ لازم ہو - مٹی مین خاصہ اور اوسکے ساتھہ لازم ہو - انسان عجب اوسنے بنے
کٹ پتلی کے مثل ہو کر بے حس و حرکت ہو جائے - سارے خواص اور لزوم جاتے رہین - وہ عقل بیکار کرنے
والا نہین ہو سکتا وہ انسانی کی ازادی اس بات سے ظاہر ہے کہ آدمی صحیح اور غلط دونون

قسم کے نتیجے نکالتا ہے - چنانچہ یہہ نتیجہ بہی نکالتا ہے کہ اللہ تعالے مجبور ہنین -
اگر اللہ مجبور ہوتا - یا کبہی کوئی نتیجہ غلط نہ نکالتا نہ کوئی برا فعل کرتا - یا ہمیشہ
غلط نتیجے نکالتا اور ہمیشہ برے افعال کیا کرتا - حالانکہ ایسا ہنین ہے - کیا آپ
یقین کر سکتے ہین کہ نیوٹن جو یہہ نتیجہ کبہی کبہی نکالتا ہے کہ اللہ تعالے جلشانہ ہنین ہے۔
دنیا ایک مخلوق بجال خود ہے یہہ نتیجہ بہی اللہ کا نکلوایا ہوا ہے - یہہ نہین ہوسکتا -
یہہ کہ اللہ نے لڑکی پیدا کی اور پہر اوسی اللہ نے اس ڈر کے مارے کہ اوسکی
شادی کے مصارف کہان سے آئینگے یا کسیکا داماد ہونا اللہ تعالے کو ناگوار ہوگا اوس
لڑکی کو مار ڈالا - اگر ایسا ہوتا خلق نفرتا صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب آدمی کا فعل ہے
اور خواص اور قوتین اوسکی جسقدر اوسکو ملی ہین اوسی کی ہین یعنی جتنی ہین
اپنی حیثیت مین پوری ہین -

دفع دخل اس
کا کہ نیکی اور
بدی کرانیوالا

اگر کوئی کہے کہ بدی شیطان پیدا کرتا ہے اور نیکی اللہ اور اصلی انسان مثل کل کے ہے
تو یہہ سقم لازم آئیگا کہ جب شیطان اور اللہ دونون ایک ہی کل کا چلانا چاہین تو شیطان
غالب ہو - غالبًا اوسکو ہونا چاہیے جو کل کو بناے اور شیطان خدا ہو - اگر ایسا
نہو بدی نہو - کوئی وجہ ہنین کہ اگر انسان کل کی مثل ہو تو جو کل کو بناے اوسے
اپنے چلانے کو نہ بناے - اگر فرماے کہ بعض کلین یعنی آدمی اللہ نے اپنے چلانے

کے لئے مخصوص کرلی ہین اور بعض شیطان کے چلانے کے لئے چھوڑ دی ہین

تو یہ اوس سے بہی زیادہ غلط ہے - اسواسطے کہ ہم دیکہتے ہین کہ بد سے برا آدمی

بہی نیک کام کرتے ہین - اور نیک سے نیک آدمی سے بہی فعل بد یا افعال بد

صادر ہوتے ہین - بلکہ عام طور پر یہ حالت دیکہی جاتی ہے کہ ہر آدمی سے بعض

اچہے بعض برے افعال صادر ہوتے ہین - یہانتک کہ بعض برے خواص بہلائی

سے پیدا ہوتے ہین اور بعض اچہے خواص برائی سے پیدا ہوتے ہین

چنانچہ بعض آدمی بڑے خیرات دینے والے ہوتے ہین مگر وہ رشوت بہی

بہت سی لیتے ہین - بعض مین عادت سلوک اور احسان کرنے کی ہوتی ہے

مگر وہ بے موقع احسان کرتے ہین - بعض آدمی عشق مجازی کے بعد خدا پرست

ہوجاتے ہین - اللہ تعالے نے توفیق اور شیطان کے متعلق جو فرمایا ہے وہ

اعانت ہے اور اعانت کا یا ترک اعانت کا وعدہ بعد اسباب نکلتا ہے

کہ استحقاق اعانت خود اپنے اختیار سے پیدا کیا جائے آپ اوس سے

دہوکا نہ کہائے -

...ت کی کہ افعال مین ... معلوم ہوتی ... نسبت

جیسا کہ اضداد کی نسبت مین بیان کیا ہے کہ وہ بجائے خود برے عمل

اور نہایت عجیب و غریب خواص رکہتے ہین برائی اونہین غلطی استعمال

کی ہے

کی ہے اسیطرح اب اون افعال پر غور فرمائے جو انسان سے سرزد ہوتے
ہین کہ برے کونسے ہین اور اچھے کونسے ہین اور برائی اونمین کیون پیدا
ہوتی ہے شاید سب سے بہتر معیار اور محک یعنی کسوٹی پہچان کی یہ ہے کہ جو
فائدہ دینے والے ہین وہ اچھے ہین جو مضرت اور نقصان پیدا کرنے والے ہین
وہ برے ہین - جو فائدہ دینے والے نہین ہین وہ خواہ مخواہ نکمے ہین دونون سے
ایک قسم کے ہین فائدہ خواہ اسوقت کا ہو یا آیندہ کا - مضرت خواہ اسوقت
کی ہو یا آیندہ کی - نہایت غور فرمائیگا تو آخر کو یہین تشریف لے آئیگا -
مثال عرض کرون - ایک ہاتھ ہلانے کی قوت ہے - اپنے سر مین اپنے ہاتھ
سے ایک اینٹ اوٹھا کر مار لیجئے سر مین چوٹ لگے گی شاید خون نکلیگا -
درد ہوگا زخم ہوگا ممکن ہے کہ وہ سڑ جاتے اور مر جائے - وہی اینٹ اوٹھا کر
ایک بچھو کے مارئے اگر وہ مر جائے آپکا دشمن جو آپ کے قریب آرہا ہے
اور کاٹنے کو تھا دفع ہوجائیگا - یا سانپ کا سر کچل جائیگا اور آپ بڑی
تکلیف یا مرنے سے بچ جائیگا - اور لیجئے کہ زوجہ سے مجامعت سخت
ضرورت ایک صحیح بچہ پیدا ہوسکیگا جب تھوڑی سی رغبت سے
اور نسل کا قصد کیا ہوگا ایک قوت ضائع ہوگی اور وہ اضاعت نا حق کا ضعف

پیدا کرنگی ۔ اگر عادت ہو جائیگی بے حد ضعف ہو جائیگا اگر اولاد ایسی
حالتون مین پیدا ہو گی کمزور روتی بسورتی ناک بہتی پیدا ہوگی سب قوا یہ
اوسکے ضعیف ہونگے خصوصاً دماغ نکما ہوگا ۔ اگر عورت محیلہ ہین تو ہے
اور فرض کیجیے کہ وہ کسی دوسرے کی ہے دونون کو ضرر ہوگا ممکن ہے کہ اوسکی
ناک کاٹ لیجاے اور وہ ساری عمر مبتلاے تکلیفات رہے اور بلائین
دور دور تک سرایت کرین ۔ اگر نہین ہے اوسکے اخلاق خراب ہون اوسپر
سے اعتماد جاتا رہے اور اوسکی ساری زندگی تباہ ہو جاے ۔ آپ ایک
ہاتہ اسلیے ملاتے ہین کہ مستحق کو دیتے ہین ایک اسلیے ملاتے ہین کہ
پاس کچہ ہین اوس سے آپ کتنی خیر کرتے ہین ۔ اس سے آپ اپنے
ہارنے کا رنج اوٹہاتے ہین یا دوسرے کو بلا وجہ ہارنے کا رنج دیتے ہین
اور دونون اوقات عزیز ضائع کرتے ہین جو ہار جیت محض اتفاق پر موقوف
و منحصر ہے آپ غور فرماے کہ ہاتہ ملانے کی قوت دنیا آپکو اچہا ہے یا برا ہے ۔
آپکو عقل دنیا برا ہے یا اچہا ہے ۔ الغرض ان تمام عجیب و غریب قوتون کا ان
تمام خواص کا جو انسان مین پیدا ہوے ہین دنیا اچہا ہے یا برا ہے ۔ آپ ذرا آنکہ
کہولکے تہوڑی سی توجہ فرماے کوئی ذی عقل نہین کہہ سکتا کہ ان قوتون کا
دنیا برا ہتا

دنیا بُرا ہتا جو مصلحت سے ہی عطا ہوئی ہین اور جو انعام ہی ہین -

اب مثال کے طور پر اون بعض قوتون کچھ خیال فرمائے جو باعث تکلیف ہین اور بظاہر فی نفسہٖ بُری معلوم ہوتی ہین - انسان کو ایک مادّہ دیا گیا ہے کہ درد کو معلوم کرے - بچہ جب رحم مادر مین ہوتا ہے اوسکا رکہنا تاکہ وہ وہان رہے اور ایک حالت پر آئے ضروری ہے - اگر درد معلوم کرنے کی قوت نہوتی بچہ نکل جاتا اور خبر نہوتی اور وہ مطلب یعنی اوسکا پرورش ہونا فوت ہوجاتا - اسلئے درد کی کیفیت کی تمیز دنیا ضروری تہا - واقع مین درد کے احساس کی قابلیت ایک بڑی نعمت اور بڑی بخشش ہے اور یہی حال ہر خاصیت کا ہے اگر تفصیل کی جائے تو یہہ بحث ختم ہونے سے رہ جائے - صرف اسقدر غور کرنا کافی ہوگا کہ اگر درد کا احساس نہوتا آدمی کا ہاتہ ٹوٹ جاتا اور خبر نہوتی - کٹ جاتا اور خبر نہوتی - کون ہاتہ ٹوٹنے اور کٹنے کو روکتا - پس یہہ قوت احساس کیسی ضروری چیز ہے جو بظاہر بُری معلوم ہوتی ہے - نتیجہ یہہ ہے کہ ہر قوت ایک بڑی نعمت اور ایک بڑی ضروری چیز ہے جسکے بغیر کام نہین چل سکتا ....

ذرا سی اور زیادہ توجہ کی ضرورت ہے - قوت احساس اسلئے عنایت

اون قوتون کا ... جو باعث تکلیف ... ظاہر معلوم ہو

ہوتی ہے کہ ادمی کے اعصاب مین قوت صدور افعال کی پیدا ہو ورنہ وہ بے

حس ہوتے یعلقاً قوت ہی نہوتی پس دونون کی ایسی حالت ہے کہ ایک بغیر

دوسرے کے ہو ہی نہین سکتا - یہی ایک نکتہ ہے جو زیادہ غور کے قابل

ہے یعنی اگر مادہ حس نہوتا ادمی مثل کل کے ہوتا - کلو نکے پرزو نپر غور کرنے سے

یہہ فرق سمجھہ مین اتا ہے کہ اونمین حس نہین ہوتا - جب ٹوٹ جاتے ہین بے

خبر پڑے رہتے ہین - بے حس ہونے کی وجہ سے کلونکی قوت اپنی ذات

مین تمام نہین ہے جب تک انسان ہو کل بیکار ہے - چل نہین سکتی -

نہ پرزہ بدلا جا سکتا ہے - وہ محدود کام کے لئے ہے - مثلاً کپڑا بننے کی کل -

سینے کی کل - لوہا بنانے کی کل - اوزار بنانے کی کل - تولنے کی کل -

اپنے منٹ یعنی ٹکسال مین دیکھی ہوگی یہہ سب کلین ایک ایک کام کی ہین -

وہ کل جو ان سب کلون کو بناتی اور چلاتی ہے ضرور اوسمین ان کلون سے

مغایرت اور فوقیت ہے - یہہ کلین اللہ کی بنائی ہوئی کل سے کہین ادنی

درجہ کی اسلئے ہین کہ انمین مادہ حس نہین ہے - الغرض اگر انسان مین

قوت حس کی نہوتی انسان ایک کل ہوتا اور محض کل اسلئے قوت احساس

دونون کے لئے ہے وہی قوت احساس درد کی قوت ہے اور وہی قوت

صدور افعال کی

صدورِ افعال کی قوت ہے اور دونون کیسی ضروری اور کتنی بڑی نعمت ہین۔
اور کیسی ملی جلی ہین کہ جدا نہین ہو سکتین ۔ اگر انسان ایسا پیدا کیا جاتا کہ
بھلائی کے وقت تو اوسمین قوت ہو برائی کے وقت وہ قوت جاتی رہے تو
بھلائی اور برائی کے افعال کا انسان تابع ہوتا اور پھر اوسکی مثال جمادات اور
بعض حیوانات کی سی ہوتی یا اون خاصیتون کی سی جنپر انسان خلقتہً مجبور ہے۔
(مثلاً کہانا معمولاً ایک ہی راستہ سے کہایا جاتا ہے فضلہ ایک ہی راستہ سے دفع
ہوتا ہے) اور جو سلسلے آگے گذارش کئے جاتے ہین کہ ادمی کہان کہان ان
قوتون کے ذریعہ سے پہونچ سکتا ہے سب جاتے رہتے - اس طریقہ خلقت مین
سوائے اسکے کہ اختیار ہو دوسری صورت ہی نہین نکل سکتی ....
نتیجہ اس بیان کا یہہ ہے کہ بھلائی اور برائی کوئی مجسم شے یا مخلوق الٰہی نہین ہے
جسکو بہت سے لوگون نے اپنے خیال مین ٹھہرا رکہا ہے صرف نسبت سے اور موقع
استعمال قوت سے بھلائی برائی پیدا ہوتی ہے اگر نسبت نہو برائی کوئی چیز
نہین ہے -

جب مخلوق من الاضداد اور متضاد قوتون پر آپ نے غور کیا تو اس بات پر بھی غور
کرنا لازم ہے کہ انکے ملانے اور ادن سے کام لینے کی ترکیبین ابتداءً کیسی جیوتی

ساتی ترکیب چیون چھوٹی [illegible]

چہوتي معلوم ہوتي ہين اور جمع ہوکر وہ کسقدر عمدہ اور قوي ہوجاتي ہين اور آثار
ونتايج ذرا ذرا سے فرق سے کسقدر متغير ہوجاتے ہين - يعني ايسي حالت ہے
کہ اگر اون آثار کو ابتداء بيان کيجئے تو يہہ معلوم ہوگا کہ ايک بے حقيقت چيز ہے
- ليکن وہي بے حقيقت چيزين ايسے ايسے نتايج انجام کار پيدا کرتي ہين
کہ اگر وہ بے حقيقت چيزين ہوتين کبہي وہ نتايج بزرگ اور منافع سترگ جو
عقل کو حيرت مين ڈالتے ہين اور عقل سے باہر ہوجاتے ہين پيدا ہوتے -
نتيجہ اس بيان کا يہہ ہے کہ ترکيبونکو گو چہوٹي معلوم ہون خواہ بڑي حقير نہ سمجہنا
چاہئے گو اوسوقت وہ کيسي ہي چہوٹي اور بے حقيقت معلوم ہوتي ہون -
تفصيل اس اجمال کي يہہ ہے کہ آپ علوم کے ابتدائي مراتب پر غور فرمائے
اول لکہنے کو ليجئے - آواز کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گئے اور ہر ٹکڑے کے لئے ايک
نشاني بنائي گئي جسکا نام حرف ہے اور پہر وہ نشانيان ملائي گئين - اولاً
ٹکڑا کرنا کيا ضروري تہا پہر حروف بنانے کيسے ضروري تہے مگر يہہ سب ايسے بے
حقيقت اور ہنسي کے قابل معلوم ہوتا ہے - آ - عا - جا - وغيرہ وغيرہ
- مگر بعد مشق اور مرکب ہوجانے کے ملاحظہ فرمائے کہ اس بہونڈي سي ترکيب سے
کتنا ضروري کام نکلا جو تمام علوم اور فنون اور دنيا مين بسر اوقات کا ذريعہ ہے

حساب کو ديکہ

حساب کو لیجئے - حساب اسطرح شروع ہوا کہ ایک شخص کو منظور ہوا کہ ایک فوج جو اوسکے سامنے سے گذرتی ہے معلوم کرے کہ کتنی ہے - اوسنے ہر آدمی کے واسطے ایک کنکری گڑھے مین ڈال دی - اوسکے بعد اکائی دہائی سیکڑا بنے - اِس بنانے سے تمام دنیا کا کام چلا اور ایسا نفیس علم نکلا کہ بغیر اوسکے کوئی بہی کام نہین ہوسکتا - ہر چیز مین حساب کی ضرورت ہے - حروف اٹھائیس ہین - دن کے چار پہر ہین - بنئے کے یہان سے جنس بغیر حساب کے نہین خریدی جاتی - آدمی حساب کے ذریعہ سے کتنے کام کرتے ہین اور اوسیکے ذریعہ سے زندہ رہتے ہین ~~دنیا حساب کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہین~~ دوا بلا حساب کہا جائے مرجایگا - یہہ ایسا امر ظاہر ہے کہ اوسمین طول دینے کی ضرورت نہین ہے مگر اولاً غور فرمائے کہ وہ کیسا بے حقیقت سا طریقہ تہا ہیر اور . . . کو ملاحظہ فرمائے - اقلیدس کے اشکال جو ذریعہ تمام عمارات اور پلون کے بنانے کا ہین وہ ابتداءً غور کیجئے کہ کیسے کیسے سہل قاعدون سے شروع کیا گیا ہے اوسکے حدود اور اصول موضوعہ اور علوم متعارفہ پر خیال فرمائے - مثلاً ایک علوم متعارفہ مین سے یہہ ہے کہ جتنی چیزین کسی ایک چیز کے برابر ہوتی ہین وہ سب آپس مین برابر ہوتی ہین - یہہ کیسی آسان سی بات ہے - مگر ایسی ہی چہوٹی باتین جمع کری گئین اور

چند اصول جمع کرکے کتنا نفیس اور مشکل علم نکالا گیا ہے جسکے ذریعہ سے تمام دنیا کی
کلین اور عجیب عجیب چیزین ایجاد ہوئین - واقع مین ترکیب کو ایسا دخل ہے کہ
عقل حیران ہوجاتی ہے - آدمی جو ایک دو من سے زیادہ بوجھ نہین اوٹھا سکتا
ترکیب سے ہزار دو ہزار من اوٹھا سکتا ہے اور اوسی ترکیب مین ایک اجتماع
قوت ہے اوس سے کروڑون من بوجھ اوٹھائے جاتے ہین - مثلث بنا کر اکثر کام
نکالے جاتے ہین اور مثلث ایک ڈوکیل ٹھوکنے سے بن جاتا ہے - کیل کتنی بے
حقیقت چیز ہے - یہہ بے حقیقت چیز بعض وقت ایسا نفع دیتی ہے کہ اوس سے
جان بچ جاتی ہے - بڑی بڑی ترکیبونکو جانے دیجیے چھوٹی چھوٹی ترکیبون پر غور فرمائے
آدہ سیر چنے انسان کہا سکتا ہے - اوسی آدہ سیر چنون کو بوتل مین رکھہ دیجئے
بوتل میں کپڑا لپیٹ دیجیے اور بوتل کے منہ مین سیکین بہر دیجیے ایک چھوٹا گڑہا بنائے
اور ایک بڑا بڑے گڑھے مین بوتل رکھکر اوپر سے بہر دیجئے اور آگ دیجئے - چھوٹے
گڑھے مین جو برتن رکھا جائے اوسمین اون چنون کا تیل نکل آئیگا - بھلا اوسکو تو
کہا جائے - چنا سوائے بہوک دور کرنے کے کچھہ اور بڑا کام نہین کرتا مگر یہ تیل
بہت سے امراض کی دوا ہو جاتا ہے - یہان تک چھوٹی چھوٹی ترکیبون کو اثر ہے
کہ اون لوگون کا نتیجہ جو ان تدبیرون پر لحاظ کرتے ہین اون لوگون کے نتیجہ سے جو

چھوٹی چھوٹی

چھوٹے چھوٹے اسباب پر لحاظ نہین کرتے ایسا مختلف ہوتا ہے جیسا رات اور دن مین فرق و اختلاف ہے ۔ اسکی مثالین لاکھون ہین چنانچہ روزمرہ کے استعمال مین ملاحظہ فرمائے ~~یہین ایک~~ ویسی مصالحہ اور دال چاول سے ایک آدمی ایسے مزہ کی کھچڑی پکا سکتا ہے کہ کہائے تو اونگلیان چاٹتے رہجائے ایک ایسی پکاتا ہے کہ زبان پر رکھنے کو جی نہین چاہتا ۔ ~~یا ...~~ ~~...~~ ~~...~~ لکڑی اور لوہے کے تختے کو بہت کرکے توڑیے آسان یا تھوڑے بوجھہ سے ٹوٹ جائیگا اگر اوسکو کہڑا کرکے توڑیے کئی گنے بوجہہ سے ٹوٹیگا حالانکہ صرف پیر پہیر سیدھا اور تیڑھا کرنے کا ہے بہلا لکڑی تو مضبوط شے ہے انڈا جو شیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے اگر اوسے سیدھا کہڑا دباکر توڑے وہ بھی تو بمشکل سے ٹوٹتا گیتھلنے سے ٹوٹ جاتا ہے ....

مینے اپنی آنکہہ سے دیکہا ہے کہ ایک شخص موم کا تیل بغیر نمک ملائے ہوئے خشت آب نارسیدہ کے ذریعہ سے نکالتے تہے اور موم کی مقدار سے قریب ½ کے نکلتا تہا اور ایسا نفع کرتا تہا کہ مینے کسی دوا کو ایسا نفع کرتے ہوئے جیسا

وضع اوجاع مین یہہ تیل کرتا ہتا کم دیکہا ہے - یعنی خفیف درد مین ایک
دفع لگانے سے یہہ معلوم ہوتا ہتا کہ کبہی وہان درد ہوا ہی نہین ہتا - سخت قسم کے
اوجاع مین یہان تک کہ جب وہ خدر پیدا کرین اور اوس حالت مین کہ لقوہ
یا فالج کا مادہ ہو اوسکا بکثرت استعمال باعث استیصال ہوجاتا ہتا - مین ترکیب
ظاہری اوسکی لکہے دیتا ہون آپ بنائے ایک قطرہ بہی تیل کا نہ نکلیگا اور اگر واقف
ہوجائے مختلف آنچ لگا دیجئے وہ تیل اوسیقدر نکل آئیگا اور ایسا نکل آئیگا کہ
ٹھنڈے پانی مین بہی نہ جمے - ترکیب یہہ ہے کہ مٹی کی ہانڈی جسمین دو ڈہائی
سیر چیز سمائے لیجے اوسکی پیندی پر گوڑ کے شربت کا لیپ کر دیجے (یہہ بہی
عجیب ترکیب ہے کہ مٹی کی ہانڈیان سخت آنچ مین چٹک جاتی ہین لیکن
جس ہانڈی مین گوڑ کے شربت کا لیپ کر دیا گیا ہو صدہا من لکڑی کی آنچ
مین بہی نہین ~~ہاتی~~ چٹکتی) اوس ہانڈی کے اوپر چولہے کی راکہہ جسکا وزن ڈیڑہ
سیر ہو آدہ پاؤ نمک ملاکر ہانڈی پر کپڑا لپیٹ کر گل حکمت کر دیجے اوپر
اوسکے چپنی مین روزن کر دیجے اوسمین پیتل کی ٹیڑہی نلکی لگا دیجے کہ
ایک سرا اوسکا چپنی مین رہے ~~دوسرا~~ برتن مین ہانڈی کے اندر موم کو
اسطرح بند کر دیجے کہ پہلے اینٹ ~~کے~~ کہو ہو کی ہاتہ لگائے اوسکے بعد موم دیجے پہر
اینٹ کا (؟)
ٹکڑے کو دیجے

اینٹ کیوھ دیجئے وزن اینٹ کیوھ کا موم سے دیوڑھا ہو ہانڈی کے منہ سے اینٹ
کیوھ اور موم ہتوڑا نیچا رہے بیہہ ہانڈی بہٹی پر اسطرح سے رکہی جائے کہ آنچ بہٹی
کی ہانڈی کے گرد سے نہ نکلے - علاوہ اسکے کانچ کی حالت کو ترکیب کے ذریعہ سے
ملاحظ فرمائے اولاوہ کہار وار مٹی سے اسطرح نکل آتا ہے کہ کچہہ بڑی وقت نہین ہوتی
بعد نکلنے کے مختلف ترکیبون کے ذریعہ سے صاف ہوتا ہے صاف کرتے کرتے اوس
سے خوردبین بنائی جاتی ہے جو اشیاء کو اپنی مقدار سے ہزارون گنا زیادہ دکہلاتی ہے
یہانتک کہ انسان کی کہال مین جو باریک روزن ہین جنکو مسامات کہتے ہین
اتنے بڑے دکہلائی دیتے ہین کہ اونمین خون بہتا ہوا نظر آجاتا ہے چہوٹے چہوٹے
کیڑے نظر آنے لگتے ہین اور اوس سے بڑی بڑی تدبیرین متعلق علاج کے پیدا ہوتی
ہین - غرض اس بیان سے یہہ ہے کہ جب ترکیبون کو ویس کے طور پر بیان کیا جائے
تو کچہہ مضبوط معلوم نہین ہوتین لیکن حقیقت مین بڑی مضبوط ہوتی ہین - چونکہ
آپ متوجہ طرف دریافت اور غور اون تراکیب اور صنایع کے ہین جو خلق عالم
مین مخفی اور پوشیدہ ہین اور یہہ دیکہہ رہے ہین کہ ایسے مدبر کے افعال قابل
اعتراض ہین یا نہین اوسکے غور مین اس امر بزرگ سے غفلت نہ
کیجئے گا -

اب اس ترکیب پر غور فرمائے کہ اختلاف مراتب انسانون مین کیون ہے
اور یہہ کیا ترکیب ہے معلوم ہوتا ہے کہ عقلون مین اور دیگر قوتون مین چہوٹے بڑے
ہونیکا فرق ایک بہت بڑی ضرورت سے رکہا گیا ہے ۔ وہ یہہ ہے کہ ان قوتون کے
ساتہہ جب انسان کی تکمیل ہو تو اوسکو ایک اور قوت دینے کی ضرورت تہی یعنی
بہت سی انسانی قوتون کو جمع کرکے قوتونکا مجموعہ بنایا جائے اور اوس سے
ایسے ایسے بزرگ اور ایسے ایسے نفیس کام لئے جائین کہ ایک انسان کی قوت
سے گو کیسی ہی بڑی ہو ہرگز نہ ہوسکین ۔ یہہ قوت مجموعی اتنی بڑی چیز ہے
کہ بقاء حیات اسکے ذریعہ سے ہے اور تمام آرام اسکے سبب سے ہین ۔ مان
لیجئے کہ حضرت آدم سرندیپ مین اوترے جو جزیرہ ہے اونکی اولاد بڑہی
اور بڑہتے بڑہتے یہانتک بڑہی کہ وہ جزیرہ اونکے مکانونکو ہی کافی ہوا ۔
اگر جہاز نہ بنائے گئے ہوتے اور ذریعہ جزیرہ سے باہر جانے کا ہوتا تو خلقت بڑہتے
بڑہتے ہو کون مرجاتی ۔ اوس مخلوق کے لئے نہ کہیت ہوتے جو کہانے کا غلہ
پیدا کرتے نہ جگہہ ہوتی جسمین تندرست رہتے اسلئے سمندرون اور بڑے
دریاؤن کے پار جانے کے ذرایع بنانا ایسا ہی ضروری تہا جیسی اور ضرورتین
ہین جنپر مدار زندگی کا ہے ۔ جہاز کا بنانا بغیر اجتماع قوتون کے ناممکن ہے

کیونکہ ہماری بہاری

کیونکہ بھاری بھاری شہتیر اور بڑے بڑے تختے جنمیں بڑا بوجھ ہے ایک ادمی
نہین اوٹھا سکتا نہ درخت سے کاٹ کر لا سکتا ہے - قوتون کے جمع کرنے کی غرض
بدون اسکے حاصل نہین ہوسکتی کہ آدمیونمین ایسا امتیاز اور تفاوت رکہا جائے
کہ ایک دوسرے سے بڑا ہو تاکہ چہوتے بڑون کی اطاعت کرین اور ایک ایک
طرح کی قوتین علحدہ علحدہ جمع کیجائین اور علحدہ علحدہ ضرورتونمین صرف کی جائین
- علحدہ علحدہ ضرورتونمین صرف کرانا قوتون کا بغیر دباؤ اور اقتدار کے نہین ہوسکتا
- سب سے بڑے دباؤ اور اقتدار کا نام بادشاہت ہے - اگر ایسا نہوتا یعنی کوئی
بادشاہ نہوتا تو مجموعی قوتین یہی مجموعاً مجموعاً جدا رہتین اور وہ اجتماع جونکہ ناقص
ہوتا انتظام نہوسکتا - غور فرمائے کہ دو برابر کے ادمی یا جانور ایک دوسرے کے
مطیع نہین ہوتے - دو بادشاہ برابر قوت کے ایک دوسرے کی اطاعت
نہین کرتے - فرداً فرداً قوتون کی ایسی مثال ہے جیسے لکڑیان برابر برابر قوت
رکھتی ہین مگر ایک دوسرے کی اطاعت نہین کرتین اونمین اجتماع بغیر رسی باندھنے
کے نہین ہوسکتا یعنی تیسری شے کے - مجموعاً مجموعاً قوتون کے اجتماع کی مثال
عرب کے قبیلے اور جرگے ہین - باوجودیکہ انونمین عقل ہے مگر جلب منفعت
کا مادہ جو دوسری بڑی ضرورت سے دیا گیا ہے اسباب کا مانع اور حارج ہے

کہ اطاعت بغیر فرق کے کیجائے - جب معلوم ہوا کہ اجتماع قوت ایسا ضروری امر ہے اور اتنی بڑی مصلحت سے دیا گیا ہے تو ملاحظہ فرمائے کہ جو عام ناراضی خاصیت حلب منفعت کے سبب سے ہے کہ کیوں ہمکو اللہ زیادہ نہین دیتا اور کیوں ہم اپنے سے بہتر نہین ہوئے کسقدر غلط ہے -

اسی ضرورت پر خیال کرنے سے کہ قوتین جمع کیجائین اس خاصہ کا دینا ضروری ہوتا ہے کہ انسان مین مناسبت بعض کامون سے دی جائے - یعنی جب وہ اوسکو کرین ایسا اچھا ہو کہ بغیر مناسبت والون کی قوتین جمع ہون تو عجیب وغریب کام ہون یہہ ذریعہ بقاء تفاوت کا ہے اور تجارت جو ایسی عمدہ چیز ہے اسی خاصہ سے پیدا ہوئی ہے چنانچہ آدمی بعض زور آور بنائے گئے ہین بعض کمزور - بعض کو کھیتی کرنے کا سلیقہ زیادہ ہے بعض کو ہتیار چلانے کا - بعض کو حساب سے مناسبت ہے بعض کو روپیہ جمع کرنے سے - بعض کو کسی سے نہین ہے - بعض کو نثر اچھی لکھنی آتی ہے بعض کو نظم - اگر مناسبت نہوتی اتنی ضرورت مبادلہ محنت کی نہوتی - اور نہ تجارت کی جڑ ہے

اس مناسبت وتفاوت سے ایک اور نکتہ سمجھہ مین آتا ہے وہ یہہ ہے کہ جب کامون کی تقسیم کیجائے جیسے روم قدیم کی ابتدائی حالت مین ہوئی تو بعض انسانون کے متعلق کھیتی کا کام ہوگا کہ وہ غلہ بوکر تیار کرین - بعض کے متعلق

ہوگا کہ وہ

[illegible]

ہوگا کہ وہ کپڑا تیار کریں اسلئے کہ اونکے کام میں کوئی خلل نہ ڈالے اونکے کھیت
اون سے نہ لیلے اونکے آلات زراعت نہ چہین لے - محافظت کی ضرورت ہوگی
اسباب کے لئے بہی اور بیرونی دشمنون سے حفاظت کے لئے بہی - پس چونکہ
غلہ اور کپڑا مدار زندگی اور آرام کا ہے بہت سے آدمیون کو یہہ کام کرنا پڑیگا
- اونکی حفاظت بہت سے آدمیونکی قوت جمع کئے بدون نہین ہوگی پس ایسے
آدمی درکار ہونگے کہ جنمین زور زیادہ ہو اونکو ہتیار اچہا چلانا آتا ہو وہ اسی
کام کے ہون - اگر اونمین یہہ خاص مادہ ہو یعنی قوت اور ہتیار چلانے کا تو
تہوڑون سے یہہ کام نکل آئیگا - اون ہتیار چلانے والونکی قوت جب جمع
ہو جائے تو بسبب خاصہ جلب منفعت کے وہ ایسے خطرناک ہونے چاہئین
کہ وہ سب کا مال چہین لین اور وہی حفاظت ذریعہ ضایع ہونے غلہ اور
کپڑے والونکا ہو جائے - اسلئے ضرور ہے کہ کوئی روک ہو تاکہ اونکی
اس عمدہ خاصیت کو برمحل او رمناسب موقع پر استعمال کرائے - وہ لوگ
سوچنے والے اور انصاف کرنے والے ہونے چاہئین - انصاف والے
بہی غلطیان خاصہ جلب منفعت و دیگر وجوہ سے کرینگے اور اونکی غلطیان
روکنی پڑینگی اونکے لئے حاکم بنانا پڑیگا جو ہر غلطی کو خواہ کسیکی ہو دور کرے

ہر قوت کو جہان ضرور ہے کام مین لا سکے - آخر قوت کا جو آدمی ہو وہی بادشاہ ہونا چاہئے - اوسے جمہوری سلطنت کا پریسیڈنٹ کہئے یا پارلیمینٹ کی مدد والا بادشاہ یا کوئی خودسر شہنشاہ - ہر صورت مین ایک ایسا شخص لازم ہوگا جو رایون کو قطع کرکے ایک حکم نکالدے اور ختم کر دے - ~~اب ایکس شخص~~

اس شخص پر جسکی قوت ایک لشکر کی قوت ہے غور فرمائے - بادشاہ ہمیشہ اپنی رعایا کی افراد سے بہتر نہین ہونے یعنی ایسے کہ اون سے بہتر کوئی آدمی موجود نہو اکثر وزرا ر بہتر ہوتے ہین جب قوتون کے مجموعے کو دیکھئیگا تو صاف ظاہر ہوگا کہ مجموعی قوتون سے کسی ایک کی قوت ہرگز بڑی نہین ہوسکتی پس ایک ادمی کیونکر سب کا - یا اتنے بہت سے آدمیونکا بادشاہ ہو جاتا ہے - ویس کے لیے مستثنے حالتون کو چھوڑ دیجئے عام حالتون پر غور فرمائے - آیا یہی بلاوجہ مان لینا اور اطاعت بلاوجہ بادشاہ بن جانے کا ذریعہ ہوتی ہے یا کوئی دوسرا ذریعہ ہے خاصہ جلب منفعت اور آزادی کی خواہش ہمیشہ اطاعت کے مخالف ہے پس وہ کون چیز ہے کہ اتنی قوتون کو اطاعت کی حالت مین باقی رکہتی ہے اس سے یہہ نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ بغیر اوس مدد کے جو ایک لشکر کی قوت سے باہر اور علاوہ ہے بنتا ہے کیونکہ جب ایک چیز کی دوسری چیز روک ہے

پنجم اوس مدد کا

بغیر اوس مدد کے جو ان نہ بیرون سے باہر ہو ممکن نہین ہے کہ پیدا ہو۔ ایک
شخص کچھ نہین کر سکتا جب تک اون قوتون سے باہر اور اونکے علاوہ اوسکے ساتھ
دوسری مدد نہو جو اوسے حالت اقتدار مین باقی رکھے اسلئے سمجھ مین آتا ہے کہ بادشاہ
ہونا صرف اللہ کی مدد پر موقوف ہے نہ کسی دوسری چیز پر۔ اور یہ بڑی دلیل اوسکی
ہے کہ خداوند عالم موجود ہے اور اصلی سلسلہ انتظام کا ان اسباب سے اور بغیر ان
اسباب کے اوسکے ہاتھ مین ہے۔ وما [illegible] عند اللہ العزیز [illegible]یم

بادشاہ بنانے کی اور ضرورت کا بیا

بادشاہت قایم ہونے کی ایک اور ضرورت ہے اوسکو خیال فرمائے کہ جب عمدہ
کام تقسیم ہو گئے تو ایسے کام باقی رہ جائینگے جن سے بڑی ضرورت کی وجہ سے طبعاً
نفرت انسان مین خلق کی گئی ~~ہے~~ [illegible] فضلہ اوٹھانے کا کام ہے۔ فضلہ سے نفرت
خلق کی گئی ہے۔ ~~[illegible]~~ وہ فضلہ سے اگر نہ ملے کہانا پینا بند ہو جائے وہی نفرت باعث نکالنے
کا ہوتی ہے ~~[illegible]~~ اوسکے
اجتماع و [illegible] مین ضرر پیدا کیا گیا ہے تاکہ ضرر دفع ہو ~~[illegible]~~
~~[illegible]~~
~~[illegible]~~
~~[illegible]~~ بس اوسکو کسکے سپرد کرنا چاہئے؟ اور کون سپرد
کرے اسکے لئے بھی ایک طرف ضرورت کم عقل دینے کی اور اونمین ایسا مادہ خلق کرنے

کی ہے کہ آخر کو وہ نفرت جاتی رہے - اور دوسری طرف اسکی ضرورت ہے کہ بعض آدمی مجبور
کیے جائیں اور دبائے جائیں کہ وہی کام کریں اوسکو بغیر بادشاہ کے کوئی نہیں کر سکتا - اوسکے
بعد اچھا کام کرنے کے لئے فرصت دینے کا ذریعہ آدمی کے ذاتی کام کر دینا یعنی خدمتگاری ہے
وہ بھی چونکہ ادنی درجہ کا کام ہے اوس سے نفرت دینا ضروری ہے تاکہ آدمی میں
بلندی کی طرف رجوع کرنیکا مادہ پیدا ہو اوسکے لئے بھی دباؤ کی ضرورت ہے جس سے
غلامی کا ابتداء مادہ پیدا ہوا - لوگ اس طریقہ کو بہت برا کہتے ہیں مگر خیال فرمائے
کہ کسقدر ضروری ہے باوجودیکہ اسمیں جو برائی غلطیوں سے پیدا ہو گئی تھی اوسکو بہت کچھ
اصلاح کر کے دور کیا گیا ہے مگر اصل غلامی بحال خود موجود ہے

...ت کے
...نافع

الغرض جب بادشاہت کا سلسلہ قائم ہوا دیکھئے کہ کتنے کام ہوئے سلطنتوں نے
ہی علوم کی تدوین کی - جغرافیہ بنایا - تحقیقاتیں کیں - لوٹنے علوم حکمت اور فلسفہ
اسقدر تر ہائے کہ اگر سلطنت نہوتی یہ عمدہ اشیاء کہاں آتیں لہذا اختلاف مراتب
کو ہرگز بُرا نہ کہئے اگر [illegible] ہی بُرا معلوم ہوتا ہو -

...کا ...دنیا
...ب ہیں

اب خدا کے حکم فرمائے کہ انسان کو قوتوں کا اکرام سے دیدینا مناسب ہے
یا نہیں - معلوم ہوتا ہے کہ اس طریقہ خلق کے ساتھ جو اس عالم کے بنانے
میں اختیار کیا گیا ہے اور اس سے بہتر اور طریقہ ہمارے خیال سے باہر ہے -

ایسا ممکن ہیں

ایسا ممکن ہنین - کیونکہ اوسقدر قوتین جسقدر دیتی ہین اگر رفتہ رفتہ ملجاتین یعنی
جب مضغہ مین روح پڑتی اوسکو پوری عقل اور قوت اوسیوقت پیدا ہوجاتی تو وہ
رحم مین نہ رہتا جیسا اب ادمی تنگ مقام مین ہنین رہ سکتا وہ شرم گاہ مادر کو اوس
حالتمین دیکہتا جب اوسنے قوت اور تمیز ہوتی نہ اوسکا رکہنا ضروری ہوتا اور یون
ہوتا کہ نطفہ رحم مین اوہر پہونچا اودہر باپ ماں سے جدا ہونے پایا تہا کہ بچہ باہر
اگیا - رفتہ رفتہ تغیر اور بڑہنا جیسا بچے کی نظر سے ضروری ہے ماں کی نظر سے
بہی ضروری ہے ورنہ روح پڑنے تک یا آدمی پتہر سا ہوتا اور بڑہ نہ سکتا - یا
ایکدم سے بڑہتا اور ماں کے اعضاء کو سخت نقصان پہونچاتا بظاہر
یہہ طریقہ برا معلوم ہوتا ہے کہ انسان رحم مادر مین رہ کر ادمی کے خون سے پرورش
پائے اور جب پیدا ہو ایسا بے بس اور کمزور ہو اور اوسکی پرورش دوسرونکے
ہاتہہ مین ہو اور وہ محنت اپنی قوتون کے بڑہانے کی اوٹہائے لیکن خلاف اس
طریقہ کے اگر خلقت انسان واقع کیجاتی تو انسان انسان مین تعلق نہوتا انسان
کو ان قوتون کا دینا بیکار ہوتا - آپ غور فرمائے کہ اصلی تعلق انسانون مین
بذریعہ ولادت کے ہے اور بعد اوسکے تعلقات اسلئے پیدا ہوتے ہین کہ انسان دوسرے
لوگون کے ذریعہ سے کمال پیدا کرتا ہے اور اونکی قوتون کے صرف سے جو علوم اور

منافع پیدا ہوئے جو اتنی بڑی ضرورت کے لئے ہیں حاصل کرتا ہے اور انسان کو ان سے نفع ہوتا ہے کہ یہی مبادرہ محنت کا ہے اگر انسان کو یہہ قوتین دفعۃً ملجاتین وہ بیکار اسلئے ہوتین کہ یون ہوتا کہ ادمی بنا بنایا پیدا ہوا اور تہوڑے دنون جیا اور کچہہ کہایا اور پیا اور مرگیا - یہہ وہی حالت ہے جو چوپائین کی ہے یا جمادات و نباتات کی - اگر یون فرض کیجئے کہ صرف تجربہ اوسے باقی رہتا تو یہہ فرض ہو نہین سکتا اسلئے کہ پہر لازم آئیگا کہ نمو ہو جب تکمیل قوت اوسی وقت ہو چکی تو ضرورت نمو کی نہین اور یہہ ممکن نہین کہ ادمی مین سے ادمی اپنے قد کا دفعۃً نکل آئے - یہہ امر قاعدۂ ظرف و مظروفیت کے خلاف ہے اسکے علاوہ تجربہ سے مادّہ عقلی مین ترقی ہوتی ہے جب فرض کرو کہ مادّہ عقلی کی تکمیل ہو چکی تجربہ بہی بیکار اور ناممکن ہوگا جہان اجتماع قوتون کا بڑے منافع کے لئے ہے یہی ذریعے اجتماع قوتون کے ہین اور اونہین مین یہہ نفع ہے کہ انسان باقی رہے قوی دشمن اوسے ہلاک نکرین خود انسانون کی ضرورتین ان نونکو ہلاک نکرین معنی یہہ ہین کہ اگر اسطرح خلق ہوتا بیکار بہی ہوتا بہترین مخلوقات سے بہی ہوتا اور انجام مین ہوتا ہی نہین ہلاک ہوجاتا -

اس طریقہ کے اختیار کرنے سے یہہ امر لازم ہوتا ہے (علی الخصوص اس بات پر

نظر ثانی

نظر کرنے سے کہ اختیار دیا گیا ہے اکہ انسان مین ایسی قوت دیجائے کہ وہ
خود اپنی قوتون کو بڑہا سکے - اپنی بری قوتون کو اور جنکو وہ پیدا کرین اونکی بہی قوتون
کو اور وہی ذریعہ اسباب کا ہو کہ وہ اپنا شرف دوسرونپر خود ثابت کرے -
یہہ سلسلہ اول اوس ذریعہ مین جوانسانون کی پرورش کا ہے ہی پایا جاتا ہے؛
اور بعد پرورش بہی پایا جاتا ہے - چنانچہ ملاحظہ فرمائے کہ بچون کی اچہی حفاظت
کا دوسرا ثمرہ ہوتا ہے بُری کا دوسرا - مثلاً اگر اولاد کو اول سے وقت پر
سونے - کہانے - اوٹہنے - چلنے - پہرنے - علم اخلاق کی مطابق افعال
صادر کرنے کی عادت ڈالئے وہ اور طرح کے بچے ہونگے - اونکی ان باتونکا
انتظام نہ کیجئے وہ بالکل دوسری طرح کے ہونگے - اور ایسی حالت ہوگی کہ
پہر اونکو مشق اچہے افعال کی کرانا دشوار ہوگا - اگر اونکو مٹہائی کہلائیے ایک خلط
زیادہ پیدا ہوگا بچے ناتندرست رہین گے اور وہ ایام نمو اور بڑہنے مین
ضرر کا باعث ہوگا - اونکی اچہی طرح پرورش کیجئے قوی اور تندرست ہونگے
- چنانچہ ہم دیکہتے ہین کہ جن بچون کے مان باپ یا اوستادون نے اپنی
اولاد یا شاگردونمین اس بات کی پہلے سے احتیاط کی ہے کہ وہ جہوٹ
بولنے کے خوگر نہون یعنی اونکو اسقدر کبہی نہین ڈرایا کہ جہوٹ بولنے کی علتو

پڑے ہر قصور مین معافي اسلئے دي کہ جہوٹ بولنے کي عادت ہنو اور سوائے
جہوٹ کے اور سزا کمتر دي وہ سچے ہو گئے اور اوس سچائي نے اونکو مجبور
کر دیا کہ تمام افعال قبیحہ سے جنکے چہپانے کے لئے اللہ تعالی نے شرم کا مادہ
دیا ہے کہ وہ بہي روک اون افعال کے صدور کي ہو بچے (اوبچے رہے) اور اسبابت سے جو
فوائد ہو سکتے ہین اور وہ محتاج بیان ہنین ہین اونکو حاصل ہوئے جنہون نے
ایسا ہنین کیا اونکي اولاد مین جہوٹ بولنے کي مشق پیدا ہوئي اور اونہون نے
تمام افعال قبیحہ کئے یا کم سے کم اونمین نفرت اون افعال سے جاتي رہي -
جنہون نے بچون کو رات دن پڑہایا اور اونکي حفاظت جسماني نہ کي پرورش
مین مذکورہ بالا غلطیان کین وہ ایسے کمزور ہو گئے کہ جب وہ ایک درجہ
کمال پر لکہہ پڑہ کے پہونچے اوسے کام مین نہ لا سکے اور سب محنت اکارت
ہو گئي زندگي وبال ہوئي - اور جن لوگون نے اِسکي حفاظت کي یعني اونکو
ورزش کرائي اور چلنے پہرنے کي بہي مشق کرائي وہ قوي رہے اور ہر کام
کر سکے - یاد رہے کہ باوجود اِس طریقہ کے انسان مجبور ہنین ہوتا کیونکہ
جب اوسکو شعور پیدا ہوتا ہے ان باتون کي تمیز آتي ہے ہر ایک سقم کا جو
پیدا ہوتے ہین رفع کرنا اوسکے ہاتہہ مین بہي ہوتا ہے اور ابتدائي حالت

بطور ایک بخشش کے ہوتی ہے

وہ مادہ مشق

جب انسان میں سمجھ آگئی اور قوت بھی ایک حد کی پیدا ہوئی تو ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی قوتوں میں یہ خاص
بات ہے کہ ہر قوت کی اگر مشق کیجائے تو وہ بڑہ جاتی ہے اگر وہ قوت بیکار کیجائے تو جاتی رہتی ہے -
مثال اوسکی یہ ہے کہ ہاتھ ہلانے کی قوت پنجہ کے ذریعہ سے بڑہ جاتی ہے اور کتنی بڑہ جاتی ہے کہ
پنجہ کش کے ہاتھ کا تھپڑ لٹھ کا اثر پیدا کرتا ہے ہاتھ کو اوٹھائے رہنے سے جیسے جوگیوں کو آپ نے دیکھا
ہوگا کہ ہاتھ اونچا رکھکر خشک کر دیتے ہیں گھٹ جاتی ہے اور کتنی گھٹ جاتی ہے کہ ہاتھ ہلانے
تک کی قوت جس سے دشمن کو دور کرنے اور اپنے کام کرنے کی قابلیت ہے جاتی رہتی ہے -
جیسی قوت ہاتھ میں ہے ویسی ہی ذہن اور قوائے دماغی میں ہے - مشکل باتوں کو سوچنے کی
مشق کیجیے جیسے علم منطق او حساب اور فلسفہ کے اصول تو عقل کی قوت بڑہ جاتی ہے نہیں
تو نہیں بڑہتی - الغرض جس طرح ورزش سے اعضا کی قوت بڑہ جاتی ہے اسی طرح علوم پر
محنت کرنے سے عقلی قوت بڑہ جاتی ہے - البتہ اوسقدر محنت کہ اصلی قوت فوت ہو جائے مضر ہے -
کیونکہ قوتوں کو محدود رکھنا بھی لازمی ہے اگر ایسا نہوتا بڑہنے کی حد ہوتی اور وہ بڑہنا بھی بڑی خرابیوں کا
باعث ہوتا کم سے کم یہ ہے کہ سب میں مساوات ہو جائے اور یہ اجتماع قوت نہو اور وہی آدمی کے انعدام کا ذریعہ ہو

مشق مفید ہے الخ

جب معلوم ہوا کہ انسان کی قوتوں میں یہ مادہ ہے کہ جو انسان ایک کام کی مشق کرے وہ
کام اون انسانوں سے اچھا کرے جنکو اوسقدر مشق نہیں ہے خواہ اونہوں نے دوسرے کاموں میں

مشق بہم پہونچائی ہو یا نہین - لازم آتا ہے کہ ہر قوت کے بڑہانے کے وہ ذرائع اور وسیلے
پیدا کئے جائین جو اونکو بڑہا کر اقصاء غایۃ کمال پر پہونچا دین - چنانچہ وہ وسایل بہی ساتہہ
ساتہہ پیدا ہوئے ہین جنکا نام اضداد ہے - طریقہ ارتقاء مدارج کمال کی تیسری وجہ
قوت ہائے جسمانی - قوت ہائے عقلی - جسمانی مین ترقی کرنے کے
لئے آدمی کو جب ورزش سکہلاتے ہین پہلے ڈنڈ کراتے ہین - پہر اونکی تعداد کو بڑہاتے ہین -
جب فقط ڈنڈ پیلنا کافی نہین مثلاً مگدر ہلانا سکہلاتے ہین - اونمین پہلے چہوٹے ہلکے
ہلکے مگدر پہرانے کو دیتے ہین اوسکے بعد بہاری بہاری یہانتک کہ نوبت بہ بیرزم کی نوبت پہونچتی ہے
پہر کشتی لڑنا سیکہتے ہین اول اوستاد زور دلاتا ہے اور جب شاگرد قوت مین اوستاد سے زیادہ
کمال پیدا کرتا ہے یا اوستاد کا زور دلانے والا کوئی نہین ہوتا یعنی کمال پیدا ہوتا ہے وہ پیلچم سے
زور کیا کرتے اور قوت بڑہایا کرتے ہین - اسیطرح جب پنجہ کی مشق کرتے ہین آدمی سے پنجہ
کرتے ہین اور جب قوت مین کمال پیدا ہوتا ہے لوہے کے پنجہ سے پنجہ کرکے کمال کو اقصاء
غایۃ پر پہونچایا کرتے ہین - نتیجہ یہہ ہے کہ کمال اضداد سے پیدا ہوتا ہے - پہلے اضداد ہم جنس سے
کمال حاصل کیا جاتا ہے جو ضد نیکر کمال پیدا کراتے ہین پہر اضداد غیر جنس سے جو بنی بنائے ہوئی ضد ہین -
بعد اسکے قوت --- دی کو لیجئے .. بچون کی تعلیم شروع کیجاتی ہے تو اونہین حروف
جو بولی کے اجزاء ہین سکہلائے جاتے ہین - اوسکے بعد اونکا ملانا - اوسکے بعد عبارت - تب قاعدے زبان کے -

نہیں الوس

۱۸۵

تب اوس زبان کے علوم سکہلاتے ہین - اسمین پہلے آسان قواعد پہر مشکل سکہلاتے ہین - یہانتک کہ بقدر
اوس علم مین آگہی باعتبار قابلیت متعلم کے ہوسکتی ہے ہوجاے - جب قوت عقلی ایک حد کمال کو
اس مشق کے ذریعہ سے پہونچ جاتی ہے تب انسان معاملات مین ڈالا جاتا ہے اور وہ تجربہ کرکے اقربا
اور اغیار سے عقل کو تیز کرتا رہتا ہے قوت جسمانی ایک حد تک بڑہتی ہے مگر قوت عقلی کے بڑہنے
کی ایسی حالت ہے کہ اوسکے اندر کوئی حد نہین لگائی جاسکتی دونون قوتون مین یہہ امر غور کرنے کی
قابل ہے کہ قوت ہاے جسمانی کے لئے اضداد جنس و غیر جنس دونون موجود ہین جنکا بڑہنا محدود ہے لیکن قوت
ہاے عقلی کے لئے ضد غیر جنس کوئی نہین جسکا بڑہنا محدود نہین - اگر فرض کیا جاے کہ جسمانی قوتین جنکی عقل
حاکم ہے اضداد ہین تو یہہ اضداد ویسے اضداد نہین ہین جیسے لوہا انسان کے لئے - کیونکہ خواہش ہاے نفسانی
جب بُری طرح کام مین لائی جائین قواے جسمانی کی دشمن ہوتی ہین - اگر فرض کیا جاے کہ انسان جب دشمن
ہو ضد ہے اور حیوان جب دشمنی کرے ضد انسان ہے، یہہ ہی صحیح نہین ہے اسلئے کہ وہ اضداد بہی قواے جسمانی کے ہین -
کیونکہ اثر جسم کے ذریعہ سے ہوتا ہے صرف عقل کا دشمن بلا تعلق جسم کے بہی ہونا ضرور ہے جو سواے عقل کے اور کسی چیز کا دشمن
نہ ہو - یہہ امر معلوم ہوچکا ہے کہ اقتضاے غایۃ کمال بغیر وسایل غیر جنس کے نہین ہوتا - اسکے بعد غور کیجیے کہ قواے عقلی بڑی چیز ہین
یا قواے جسمانی [illegible] چیز ہے جو باعث امتیاز انسان اور حیوان وغیرہ کا ہے اوسکے لئے دلیل بیان کرنے کی کوئی
ضرورت نہین پس اب غور فرماے کہ قواے جسمانی کے اقتضاے غایۃ کمال پر پہونچانے کے وسایل اور ذرایع تو وہ چیزین ہوئین
جو متضاد اور مخالف قواے جسمانی کے ہین جیسے لوہا کہ آدمی اوس سے قتل ہوتا ہے یا لکڑی جو آدمی کو جلا ڈالتی ہے مگر عقل کے اقتضاے

غایتہ کمال پر پہونچانے کے وزرایع اونمین محدود ہون جو عقل بے خود بنائے یا ضداو مخالف عقل کے نہین بلکہ عقل کے محکوم ہین - یہ قیاس صحیح نہین ہوسکتا کہ اونی خاصیت کی چیز کے لئے اعلیٰ ذریعے تکمیل قوت کے ہون اور اعلیٰ کے لئے اوسیقدر اور ویسے ہی اعلیٰ نہون - اونی چیز جو محدود رہتی ہے اپنی قسم مین اعلیٰ مرتبہ کی ہوجائے لیکن جو ویسی اعلیٰ قسم کی چیز ہے اور کون اعلیٰ وہی جو باعث فخر و امتیاز ہے اور جسکی ترقی مین کوئی حد نہین لگائی جاسکتی اعلیٰ نہو کہ یہ غلط ہے ترکیبون کی باریکیون کو یہان ملحوظ رکھئے - بس ضرور عقل کے لئے ایسی کوئی چیز ہونی چاہئے کہ جب اوس ضد غیر جنس سے عقل مقابلہ کرے اور وہ محض دشمن عقل ہو تو عقل مین وہ کمال پیدا ہو کہ بدون اوس مقابلہ کے پیدا نہوسکتا ہو وہی شیطان ہے اور ذریعہ عقل کے اقتضائے غایت کمال پر پہونچانے کا ہے -

اسی طریقہ پر کہ انسان بذریعہ استعمال اضداد کے کامل بنتا ہے غور کرنے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ جسقدر زیادہ استعمال اضداد کیا جائے اوسیقدر زیادہ کمال پیدا ہو اور وہی وجہ انسان کی دوسرے انسانون پر ترجیح کی ہو اسکے لئے ضرور ہوتا ہے کہ اوسکے اندر کمال پیدا کرنے کے ذرایع دشوار سے دشوار ہون کہ جو دشواریون پر غالب آوے وہ سب سے بہتر ہوجائے اونچے بنائے جاویں -

دنیاوی مثال اسکی وہ امتحان ہین جو دنیا مین آدمیون نے مقرر کرئے ہین آپ خیال فرمائے کہ بچون کو پہلے ایک سی کتابین پڑہاتے ہین جو لڑکے ذہین اور محنتی ہوتے ہین اونکو یاد کرلیتے ہین جو نہین ہوتے وہ یاد نہین کرسکتے - یاد کرنیوالے آگے بڑہ جاتے ہین نہ یاد کرنے والے پیچھے رہ جاتے ہین بس محنتی اور ذہین ہونے کی شناخت کے لئے امتحان ہے - پھر آگے بڑہکر اور امتحان ہوتے ہین جو ذریعہ شناخت کمال کا ہین یہانتک کہ ایک سلسلہ امتحانون کا قایم ہوگیا ہے اونہین میں وہ امتحان بیجا ہین جنمین شہرت ہے کہ لڑکے ایسون کے پرورش کئے ہوے ہون جنہون نے لڑکین سے استعمال عمدہ خواص کا سیکھا ہے اور وہ ذہین اور محنتی اور

...کا معیار اور اوسکے ... ت امتحان ہے

...یوی امتحان

اچھے ہو جاوین

اچھے ہوئے بدون ایک مدت معین میں وہ امتحان نہیں دے سکتے - وہی لوگ ہیں جنکو حکومت ملتی ہے اور وہ ضرور ثابت کرتے ہیں کہ اپنی خلقی اور ذاتی قوت کے ذریعہ سے اور باعتبار صحیح استعمال اضداد کے برتر ہیں - اونمین ملکہ پیدا ہو چکا ہے کہ تو تونمین انسان کی جو زور ہے اونکی عقل او سپر غالب ہے وہ اپنی خواہشونکو روک سکتے ہیں - یہہ طریقہ اوس بڑے طریقہ ایجاد سے نکالا گیا ہے جو اللہ تعالے نے اپنی مخلوقات مین اختیار کیا ہے - آپ ذرا غور فرمائینگے تو معلوم ہوگا کہ یہہ طریقہ امتحان کا ایسا ہے کہ بغیر اوسکے کام نہین چل سکتا تھا - تاہم یہہ بھی ظاہر ہے کہ بہت ہی مشکل امتحان سول سروس کا بہتر سے بہتر دنیاوی آدمی نبانے کا ذریعہ نہین ہے اسلئے کہ اس گروہ مین بھی گو بہت کم ہون برے ہوتے ہین - اسکی مثالین ہمارے سامنے ہین کہ سولین کی موقوفی کی نوبت آئی ~~اور اونکو ...~~ کیا آپ ~~...~~ شک کر سکتے ہین کہ ذاتی تنعم مین فاحش غلطیان نہین ہو سکتین - یہہ مقام بڑی بحث کا ہے اور جب بحثون کو تمام کریجیئے تو اس سے یہہ بات سمجھہ مین آئیگی کہ عقلی قوت کا ضد جواب تیار کیا ہے یعنی دنیاوی علوم کافی نہین ہین کوئی اور ملکہ اور مادہ ہونا چاہئے جو انسان کو روکے رہے اور غلطی کبھی ہونے دے - یہہ بات بہت نازک ہے اور اگر زیادہ غور فرمائیگا تو زیادہ سمجھہ مین آئیگی خصوصاً

دینی مثال سے ظاہر ہوگی -

دینی مثال دینے سے پہلے کچھ اوسکے امتحان کی تشریح کرنی ضرور معلوم ہوتی ہے -

دنیا کے امتحان یہہ ہین کہ آدمی لکہایا جائے پڑہایا جائے اور اوسکو بذریعہ علم اخلاق اپنی

خواہشونکا اوسقدر روکنا بتلایا جائے کہ جو دنیا کے لئے ضروری ہے - دین مین مقصود

ایک خالق عالم کا پہچاننا اور اوسکی عبادت کرنا ہے اور پہر اوسکی عبادت مین اپنے آپ کو

ختم کردینا - پس بعد علوم ضروری کے جو ذریعے اور وسیلے شروع شناخت کے ہون یا بغیر

اونکے آدمی کو ایسی مشکل بحث مین پڑنا ہوتا ہے کہ جہان اندہیرا ہوتا ہے - ادمی فطری

طور پر اللہ کیطرف متوجہ ہوتا ہے مگر بعد اسکے اوسپر غور کرکے اس پیچیدہ نظام کا سمجہنا اور

اپنے آپ مین ایسا مادہ پیدا کرنا کہ صحیح راستہ پر چلا جائے ضرور ہوتا ہے تاکہ وہ دکہلائے

کہ اوسنے اپنے آپ کو بڑے اور عمدہ کامون کے لایق بنالیا ہے اوسکی سب سے پہلی تعلیم یہہ ہے

کہ قوتون کو اسقدر روک سکے کہ اونہین نیست ونابود کرڈالے - اوسکا امتحان یہہ ہوتا ہے

کہ وہ ہر بلا مین پڑے مگر مالک کو نہ بہولے اوسکی یہانتک اطاعت کرے کہ بلا مین خوش

رہے اور پہر جب اوسپر افاضہ علوم وکمالات ہوجائے اور اوسمین ایک وہ کمال جو کسی

اہل دنیا مین [illegible] مین سے پیدا ہوجائے تو بہی وہ اس بات کو نہ بہولے کہ مین بندہ ہون

کے - کارخانہ قدرت اللہ تعالے کا اتنا بڑا ہے کہ مین بندہ ناچیز ہون - باوجود اسقدر بلندی

وہ اور بلندی کی طرف رجوع کرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپکو ناچیز اور اوسکا گنہگار بندہ سمجھتا رہے - یہہ مراتب طے کرے تو وہ امتحان مین کامل العیار ہو اور اوسکے کمال کے بعد ہی اوسکا زمانہ راحت [illegible] کا شروع ہو جائے - دیکھئے وہ امتحان کتنا سخت ہے اور اوسکے پاس شدہ کیسے عمدہ ہین - وہان کوئی مثال نہین ملتی کہ اچھے اور برے دونون اون لوگون مین ہون -

دینی امتحان کی مثال گروہ انبیاء و اوصیاء ہین جنمین سے اسوقت خاص قابل ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت امام حسین علیہ السلام ہین - حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام طفلی سے نبی ہوئے یہہ خاص مدد اللہ تعالیٰ کی تہی اونہون نے ہمیشہ عبادت مین بسر کرکے دنیا کو چہوڑے رکہا - ہمیشہ مصائب مین ثابت قدم رہے - اونکے معتقدین خاص قایل ہین کہ اسی کام مین جان فدا کی اور سولی پانے کی سی سخت بلا قبول کری - اوسکے ذریعہ سے اونکو حیات ابدی حاصل ہوئی سولی پاتے ہی اونکا زمانہ راحت شروع ہوا - جناب امام حسین علیہ السلام ابتداء عمر مین منصوب بہ امامت نہین ہوئے نہ وہ مثل حضرت عیسیٰ علیہ السلام تنہائی پسند تہے لیکن اونکو امور دینی کے لئے جتنی سختیان خیال مین آسکتی ہین سبکا مقابلہ کرنا پڑا یعنی گرمی کی شدت کا بہوک کا - پیاس کا - پیارے بچون اور عزیزون اور لایق مصاحبون کے اپنے سامنے

وس کے
لوگون
حضرت
سلار

قتل ہونیگا - اور اوس حالت یاس مین تڑپنے کی ضرورت کا - اِس اندیشہ کا کہ بعد مین عیال لوٹے جائینگے بے حرمتی ہوگی - اضاعت مال کا - اور سب سے بعد اپنی جان کا - دیکھئے کہ اِن کمال مرتبہ کی سختیونکا مقابلہ آنحضرت نے کس زور شور اور ضبط سے کیا کہ کوئی مثال اوسکی دنیا کی تاریخ مین نہین ہے - آنحضرت کی حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اونمین اپنی قوتون کے روکنے کا اِسقدر تام اور کامل مادہ حاصل ہوچکا تہا اور اتنی قوت حاصل ہوچکی تہی کہ قوتون کو روکتے روکتے اونکو نیست و نابود کر سکین یعنی اپنی مرضی سے شہید ہون - اپنی مرضی سے شہید ہونے کا ثبوت یہہ ہے کہ لڑائی بیعت پر تہی اگر مرضی سے شہادت نہ ہوتی بیعت کا اقرار کر دیتے پہر وا اقرار جملہ مصائب سے نجات ہوجاتی - اقرار اسلئے نہین کیا کہ بیعت کرنے سے جو مفاسد ہوتے حقیقت مین وہ قابل برداشت کے نہین تہے - پس ضرور ہوا کہ سلامتی چہوڑکر ہلاکت کو اختیار کرین

رضا

- یہہ سچ ہے کہ دنیا مین خودکشی ہوتی ہے - بسا ہی جان دیتے ہین لوگ روپیہ کے لئے ہلاکت مین پڑتے ہین لیکن اون لوگون کے افعال مین اور جناب امام حسین علیہ السلام کے افعال مین زمین و آسمان کا فرق ہے - خودکشی نافہمی اور ذریعہ اوس رنج کے دور کرنے کا ہوتا ہے جسکا علاج قدرت مین خودکشی کرنے والے کے نہین ہوتا - رنج مین انسان مثل پاگل اور مجنون کے ہوجاتا ہے - مجنون کے افعال قابل استدلال نہین ہوسکتے -

سپاہی پن

سپاہی جو جان دیتے ہین وہ خوبی ہے مگر اس خوبی مین اور سپاہیون کی خوبی مین
یہ فرق ہے کہ اونکو امید و بیم دونون ہوتے ہین یہان سوائے بیم اور ہر طرح ننگ و ہناوی
نقصان کے کوئی امید نہ تھی سپاہی اکثر مجبور ہوتے ہین یہان کوئی جبر سوائے ضرورت دین کے
نہ تھا۔ ضرورت دینی یہ تھی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ رسالت
کر کے اسلام کو جاری فرمایا تھا اور وہ اسلام کیا اسلام تھا کہ اوسکے ذریعہ سے اعلیٰ سے
اعلیٰ مرتبہ قوت صدور افعال حسنہ اور خدا پرستی کا پیدا ہوتا تھا حقیقت مین معدوم ہوجاتا اور
نام ہی اوسکا روئے زمین پر باقی نہ رہتا کیونکہ تاریخی حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ یزید ایک نہایت بد افعال شخص تھا اور مسلمان نہین تھا جو واقعہ مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ اسباب
کی دلیل قاطع ہین کہ وہ دشمن اسلام تھا ایسے آدمی کے خلیفہ اسلام ماننے سے اسلام کی تسلیم ہوجانے سے
ایسی برائی کا بیج بویا جاتا کہ اینده چلکر اسلام کو بیخ و بن سے اوکھاڑ دے۔ چنانچہ
یزید ایسی قوت پانے کے کہ اوسوقت کسی مسلمان مین اوس سے قوت مقابلہ باقی نہین
رہی تھی پہلا کام اوسنے خاندان نبوت کے برباد کرنے کا کیا۔ دوسرا خانہ نبوت کے
خراب کرنے کا تیسرا خانہ خدا کے نیست و نابود کرنے کا یہانتک کہ وہ خود نیست
و نابود ہوگیا۔ ضرر اوسکا جسقدر ہونا چاہئے تھا صرف اسلئے نہین ہوا کہ امام حسین
علیہ السلام کی مخالفت نے چونکا دیا۔ جتنے مسلمان اوسوقت موجود تھے اون

سب میں سے صرف امام حسین علیہ السلام نے اس ضرورت کو جان لیا اور جو کچھ اس شر عظیم کے دفع کرنے میں ہو سکتا تھا وہ سب کچھ کیا - الغرض ایسی حالت میں کہ قتل دوسروں کے مصائب عظیم سے بچ جانا خود امام کے ہاتھ میں تھا حضرت نے اپنے اوپر یہ سختیاں گوارا کیں - دیکھئے کہ حضرت میں کتنی بڑی قوت صدور افعال حسنہ اور حمایت اسلام کی تھی - اِس قوت کا اظہار اوسی حمایت کی وجہ سے ضرور تھا وہ ہوا - اور کیسا سخت امتحان اون سے لیا گیا اور وہ کیسے اوسمیں کامل العیار نکلے - فرمائیے کہ وہ امتحان سوِل سروس اور ہر دنیا کے امتحان سے مشکل تھا یا نہیں - اور اولکا رتبہ اقلاً ہر دنیا کے آدمی سے جو اوسوقت موجود تھے بہتر ہونا چاہئے یا نہیں - آپ غور فرمائے کہ جو ذرایع اس امتحان کے تھے وہ یا تھے اگر عرب نہ ہوتا گرمی کی یہ شدت نہ ہوتی - آفتاب نہ ہوتا تو گرمی نہ ہوتی - پانی نہ ہوتا تو پیاس نہ ہوتی - غلہ نہ ہوتا تو بھوک نہ ہوتی - دشمنوں کی کثرت نہ ہوتی تو بے بسی نہ ہوتی قاتل نہ ہوتے تو شہادت نہ ہوتی - غور فرمائے کہ عرب کا پیدا کرنا برا ہے - نہیں - آفتاب کا پیدا کرنا برا ہے؟ - نہیں - پانی کا پیدا کرنا برا ہے - نہیں - غلہ کا پیدا کرنا برا ہے - نہیں - دشمنوں او قاتلونکا پیدا کرنا بھی برا نہیں ہے - اسلئے کہ وہ بھی تو ادسی جنس و نوع میں سے ہیں جس میں امام علیہ السلام تھے سو یہی بشری قوتیں دشمنوں میں تھیں جو امام میں تھیں پس جیسے ان اضداد کے پیدا کرنے میں خلق کو آپ برا نہیں سمجھتے برائی نہیں ہے اون اضداد میں بھی جنہیں آپ برا سمجھتے ہیں بحیثیت

بحیثیت خلقت برائی نہین ہے - کوئی حجت اللہ تعالی پر اور کوئی الزام نہین ہے -
الزام اونمین اپنی قوتون کو بری طرح استعمال کرنے کی مشق اور اپنی غلطیون سے حاصل ہوتا
- مگر بغیر اونکے وجود کے امام کو رتبہ شہادت کا ملنا ممکن نہین تہا نہ ان کمالات کے اظہار کا
- جیسا امام کا پیدا کرنا تہا ویسا ہی انکا وجود بہی ضروری تہا - اسیطرح شیطان کا پیدا کرنا حضرت
آدم کے ساتہہ ضروری تہا - وہ مراتب جو امام حسین علیہ السلام کو بعد اس امتحان کے حاصل ہوے
ہونگے قیاس یون چاہتا ہے کہ سختی جب سب سے زیادہ تہی مراتب بہی سب سے زیادہ تہے -
اس مثال پر غور فرمائے - مشہور ہے کہ ایک بادشاہ شکار کو نکلا ہرن کے پیچہے اوسنے
گہوڑا دوڑایا اور اسقدر دور ہوگیا کہ لشکر اوس تک نہ پہونچ سکا - شام ہوگئی اور وہان ہی
کہ جنگل مین پہاڑون کے سوا ہے کوئی چیز ماکولات اور مشروبات سے نہ تہی وہ بادشاہ
سرگردان وحیران ہوا اور اس عادت سے کہ ہمیشہ تنعم مین بسر کرے سخت مصیبت مین
مبتلا ہوکر قریب بہ ہلاکت پہونچ گیا - اوسوقت بادشاہ کو پہاڑی پر ایک مکان نظر آیا جسکے
دیکہنے سے ایسی راحت ہوئی جیسی مایوسی مین جان بچنے سے ہوتی ہے - بادشاہ وہان گیا
- چونکہ شکاری لباس مین تہا اوسے مالک مکان نے جو ایک برانی بڑھیا تہی نہ پہچانا کہ یہ کون
ہے بادشاہ نے اوس سے پانی طلب کیا مگر پانی موجود نہ تہا اوس نیک ضعیفہ نے
اپنی ایسی بکری کا دودہ بادشاہ کو دیا کہ وہی بکری صرف اوسکا مال دنیا تہا - بادشاہ کو

ایک شا
اور بیان آ
ی احسان و
کا مرتب

اوس بہوک پیاس مین اوس تہوڑے سے دودہ نے عجیب راحت دی - بادشاہ
گہوڑے سے اوترپڑا دودہ پیا بڑہیا سے حال پوچہا تو اوسنے بیان کیا کہ میرے ایک لڑکا ہے
وہ ہر روز محنت کو بستی مین جو یہان سے دور ہے جاتا ہے اور شام تک جو پیدا کرتا ہے وہی
قوت لایموت کا ذریعہ ہوتا ہے - بادشاہ منتظر رہا کہ وہ آئے تو بہوک دور ہونے کا
سامان ہو - وہ لڑکا بڑہیا کا اوس روز معمول سے زیادہ دیر مین آیا اور جب آیا خالی
ہاہتہ آیا مان سے بیان کیا کہ آج مزدوری نہین ملی - بڑہیا کو حیرانی اور بادشاہ کو سخت
پریشانی ہوئی - بڑہیا اپنے بیٹے کو الگ لیگئی اور صلاح کی کہ مہمان بہوکا رہنا نہین چاہئے
اسکی کیا تدبیر ہوسکتی ہے آخر کو دونون نے اوسی بکری کو ذبح کیا جنگل کی لکڑیان توڑین اور
اور آگ جلاکر اوسے بہونا لڑکا خیمہ سے پانی لایا اوس گوشت کو بادشاہ کو کہلایا اور پانی
پلایا کہال بکری کی بادشاہ کو بچہادی اور سلادیا - صبح ہوتے ہی بادشاہ کا لشکر ڈہونڈتا
ڈہونڈتا بادشاہ تک پہونچ گیا - اوسوقت بادشاہ نے حکم دیا کہ بڑہیا اور اوسکے
بیٹے کو ساتہہ لے اوین - گہر لاکر دونون کی مہمانداری کی اور تین روز تک بڑی تعظیم اور
تکریم سے رکہا بعد تین دن کے بادشاہ نے اپنے اراکین سلطنت کو جمع کیا اور پوچہا کہ
بتلاؤ اس عورت اور مرد کا مجہے انصاف کیا بدلا دینا چاہئے اس بات پر غور کرو کہ مجہے اوس پانی اور گوشت
ایسی ضرورت تہی کہ بدون اوسکے مرجاتا اور پہر یہ ساری سلطنت میرے لئے نکمی ہوجاتی

شعر ہمین کیا جو قبرون پہ رہیلے رہے ؤ کہ ہم او سکے اندر اکیلے رہے ؤ

اوس حالت مین اِن دونون نے تمام مال جو وہ رکہتے تہے میرے اوپر تصدق کیا

ہے اور مجہے دیدیا ہے اور نیز اوس حالت مین کہ کسي ثمرے نفع کي توقع مجہے نہ تہي۔

کیسنے کچہہ تبلایا کیسے کچہہ کہا آخر کار بادشاہ نے کہا کہ چونکہ یہہ دونون میري بقا و انتفاع

سلطنت کا باعث ہوئے ہین اور زندگي کا جواب یہہ ہے کہ مین انکو سلطنت کے

انتفاع کا مزا چکہاؤن ۔ اس مثال پر حال امام علیہ السلام کو غور فرمائے کہ جس شخص نے

اپني اولاد۔ اپنا مال۔ اپني آبرو۔ اپني جان یعني اونکے پاس جو کچہہ تہا وہ اسکي لئے

صرف کر دیا کہ اللہ کا دین باقي رہے اور خداشناسي کے طریقے اور ذرایع ضایع

نہو جائین خدا جو سب سے بہتر بدلا دینے والا ہے اوسکا کیا بدلا دیگا ۔ ضرور اوسکا بدلا یہہ ہے

کہ ساري خدائي کا اختیار اوسکو ہو وہ دین کا بادشاہ ہو ۔ اور بعد اِن مراتب کے اوسکو

وقت سزا اور جزا پورا اختیار خلق پر دیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اِسکي سے یہہ بات بہي سمجہہ مین آتي ہے کہ بادشاہونکي تعداد کي زیادہ ضرورت ہین

مگر بادشاہ بنانے کي ضرورت بہي اہم ہے ۔ اسلئے دشمنون کي تعداد زیادہ

ہوني چاہئے اور اونکي کم ۔

بیان اور ایک نکتہ قابل بیان ہے کہ شہادت ایک ایسي ضروري چیز ہے کہ جسکے

ان کام نہین چل سکتا - وہی ذریعہ غلبکا ہے اور قوتون کے روکنے کا اسلئے
کہ جبتک دشمن دفع نہ کئے جایئن غلبہ نہین ہوسکتا وہ بہی انسان ہین بغیر مرے
مارے کیونکر دب سکتے ہین - ایسی ضروری چیز کے لئے دیکہئے اسلام نے کیا کام کیا ہے
- اور کمال یہہ ہے کہ قول ہی سے نہین بتلایا خود اوس شخص کے نواسے نے جو بانی اسلام تہا
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فعل سے اور خود حاصل کرکے بتلایا ہے - کیا اب آپ اسلام
اور اوسکے بانی کو یون کہہ سکتے ہین کہ وہ محض حصول حکومت کے لئے سب کچہہ کرتا تہا -
نہین اوسنے ایسی تعلیم دی تہی کہ محض دین کے لئے جان دی جاتی ہے خواہ حکومت
ہو یا نہو - یہہ دکہلانا دیکہئے کتنی بڑی ضرورت سے ہے اور شہادت امام حسینؑ کیا چیز ہے -
بعض لوگ جو اس کمال کے مرتبہ کی منقصت اور استخفاف کرتے ہین افسوس ہے
کہ وہ کسقدر اصلی ضرورتون سے ناواقف ہین مثلاً بعض لوگون کو میٔنے کہتے ہوئے
سنا ہے کہ شہادت حضرت مسلم اسکا باعث ہوئی کہ حضرت نے یہہ مصائب اپنے
اوپر گوارا فرمائے - کیا ہزارون بادشاہ ہون کو آپ نے شکست پر دب کر صلح کرتے
ہوئے نہین دیکہا اگر خاص سبب نہوتا حضرت صلح کر لیتے - اس قول کے معنی یہہ ہین
کہ بانی اسلام اور اوسکے ایسے لواحق مین اصلی نیکی باعث ان افعال کے صدور کا
نہین تہی - غصہ اور دوسری چیزین تہین - حالانکہ اور سارے افعال اونکے

ا۔ شبہات وغیرہ

اسکے

اسکے خلاف ہین - بعض کہتے ہین کہ ہندہ کا معاملہ اس غصہ کا سبب ہتا - مختصر قصہ
اوسکا یہہ ہے کہ ہندہ نے خانہ نبوت مین پرورش پائی ہتی اور جناب امام علیہ السلام کے
نکاح مین ائی ہتی وہ بہت خوبصورت ہتی یزید کو جب اوسکی کیفیت معلوم ہوئی درپے
ہوا کہ وہ میرے نکاح مین آئے معاویہ نے جناب امام علیہ السلام کو لکہا کہ آپ اوسے
طلاق دیدیجیے کہ یزید اوس سے نکاح کرنے وہ غصہ ورہے اوس سے اور آپ سے
عداوت ہونا بہتر نہین ہے امام علیہ السلام نے طلاق دیدیا - یہہ بات غور کے قابل
ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو طلاق دیدے اسلئے کہ بغیر ضرورت سخت کے اور بغیر
کمال مرتبہ مین ضرورت کے ظاہر ہوجانے کے کچہہ نہین کرنا چاہیے یعنی لڑنا اور تلوار کا
معاملہ - وہ کسقدر اپنے نفس پر قابو رکہنے والا ہوگا - جو شخص اس عار کو گوارا کرے
کیا وہ اِن تکالیف مین بیعت کی عار کو گوارا نہ کرلیتا اگر محض ضرورت دین کے
لئے نہ لڑتا - دیکہئے ایسے خیالات کسقدر لغو ہین - کیا ایسا شخص حضرت مسلم اور
ایک عورت کے لئے یہہ تکلیفین گوارا کرلیگا - ہرگز نہین - ہرگز نہین - ضرور مبارک
مین نفس کو ڈالنا منع ہے مگر شہادت جب ایسی ضرورت سے ہو منع نہین
ہوسکتی فرض ہوجاتی ہے - - - - - - - - - - - - - - - -

~~مبارک بن نرانی کی بابت ہتری تقین نہین ہے - - - بہ کہ~~

کہ یون کہا جائے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے - لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ - یعنی اپنے ہاتھون
اپنے اپکو ہلاکت مین مت ڈالو - جناب امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام نے اگر
ہلاکت خود اختیار فرمائی خلاف حکم خدا کیا - یہہ صریحاً غلط ہے - اسلئے کہ اللہ تعالی نے
ہلاکت کو منع فرمایا ہے - شہادت کو منع نہین فرمایا - بلکہ اوسکا حکم دیا ہے - یہہ شبہ
ہلاکت اور شہادت کے معنی مین فرق نہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے - ہلاک - ہلوک -
تہلکہ - تہلکہ سب کے معنی نیست ہو جانے کے ہین - شہادت جس کسی کو نصیب ہوتی ہے
اوسکی نسبت خود اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ - ترجمہ - اونکو مرے ہوے مین شمار نکرنا
بلکہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے ہین اور کہاتے پیتے ہین - معنی یہہ ہین کہ شہید
ہلاک نہین ہوتا - یعنی نیست - دوسرا لباس یعنی جسم پہینکر ہماری نظرون سے
چہپ جاتا ہے اور اس حیات سے بہتر حیات اوسکو حاصل ہو جاتی ہے کہاتا پیتا
چلتا پہرتا ہے - جب دونون ارشاد الہی کو ملائے کہ ایک طرف قتال کا حکم ہے
اور مرنے مارنے کا دوسری طرف ہلاکت مین اپنے اپکو ڈالنے کی ممانعت ہے تو
صاف معنی یہہ ہوتے ہین کہ جب ہلاکت بے فائدہ ہو ہلاکت ممنوع ہے جب
دین دین کا نفع ہو شہادت واجب ہے چنانچہ شیخ سعدی بہی فرماتے ہین -

قوم و در روحانِ اژدرها - کیونکہ اوسوقت ہلاکت بے نفع محض ہوگی -

خداوند عالم نے کتمان ایمان مومن آلِ فرعون کی تعریف فرمائی ہے - اسلئے اگر کتمان

ہوتا ہلاکت بے نفع واقع ہوتی - شہادت جناب سید الشہدا مین دین کا نفع ہی نہتا بلکہ

باقی رہنا دین کا اوسپر موقوف تہا - پس وہ ہلاکت ہوئی جو ممنوع ہے اعلی درجہ

کی شہادت ہوی جسکا حکم ہے اور واجب ہے باقی رہا مواقع استعمال کا جاننا - ظاہر ہے

کہ جو شہادت قبول کرے اور ایسا ہو وہ مواقع استعمال کو یقیناً ہمسے بہتر جان

سکتا ہے اور لازم ہے کہ جانے ....

الغرض واقعہ جناب امام حسین علیہ السلام ایسا صاف واقعہ ہے جسپر کوئی اعتراض

ہنین ہوسکتا کوئی دوسرا واقعہ ایسا صاف ہنین ہے -

بعد اسکے اسباب پر غور فرمائے کہ آیا یہی کافی ہے کہ انسان جب قوتون کے عمدہ اور

برمحل صرف کرنے کی مشق کرے باعث ترجیح ہو - یا قوتون کے اس مشق کی طرف

راغب کرنے کے لئے کسی دوسری چیز یا ترکیب کی بہی ضرورت ہے - ظاہر ہے کہ

سخت ضرورت ہے اسلئے کہ انسان مین جو قوتین ہین وہ ایسی تیز ہین کہ آدمی

اونکے برلانے مین اسقدر بے سوچے سمجھے کام کرتا ہے کہ مضرتین اونکی بہت زیادہ ہین -

مثلاً قتل کرتا ہے - چوری کرتا ہے وقس علی ہذا - قتل سے جو مضرتین ہین

وہ ظاہر ہین یعنی انسان جو اللہ نے ایسی عمدہ شے بنائی ہے معدوم ہوتا ہے اوسکے
معدوم ہونے سے اکثر اوقات ایک گہر کا انتظام بگڑجاتا ہے - عورتین بیوہ ہوجاتی ہین
بچے ناتربیت یافتہ رہ جاتے ہین - چوری سے جو مضرتین ہین ظاہر ہین - آدمی
دوسرے کا مال جو ایسی محنت سے پیدا ہوتا ہے بغیر استحقاق کے لیلیتا ہے -
بعض وقت چوری ہوجانے کی مضرتین مثل قتل کے ہوتی ہین - جیسے عرب مین
پانی یا لندن مین گرم کپڑے چورالینا بعض صورتون مین - پس قوتون کے
بے محل استعمال سے روکنے کے لئے سزا کا مقرر کرنا ضروری ہے - علاوہ اسکے
چونکہ قوتون مین تیزی دی گئی ہے اور ہر برے اور اچہے کام کی مضرتین اور منافع
ہر وقت پیش نظر نہین رہ سکتے بعض مضرتین ایسی نازک ہین کہ وہ باعتبار استعمال
وقت مضرت نہین ہین بعض وقت وہ مضرت اسلئے ہوجاتی ہین کہ آدمیون کی
قوت کے جمع ہونیمین حارج اور مانع ہوتی ہین یعنی میل جول کے اصول پس
اونکے لئے کسی تیسری چیز کی ضرورت ہے جو انسان کو بتلایا کرے اور پیش نظر رکہا
کرے کہ یہہ کام برا ہے اور اسکے کرنے سے خرابی پیدا ہوگی اور وہ بہی روک افعال
بد کی ہو جسکا نام سزا ہے - مثالین اوسکی یہہ ہین - (۱) انسان کے لئے
پیشاب کرنا لازمی چیز ہے اور اوسکا جاری کرنا تندرستی کا مدار ہے -

گ

مگر مجموعین جیسے میلے اور بازار مین بول کرنا منع ہے اسلئے کہ وہ بیحیائی ہے -
بیحیائی اسلئے مضر ہے کہ اوس سے افعال قبیحہ آخر کو پیدا ہوتے ہین - علاوہ برآن زیادتی
پیشاب سے ایسی بدبو پیدا ہوتی ہے کہ وہ ہوا کو بگاڑ دیتی ہے اور آخر کار وہ مجامع کے
متفرق کر دینے کا منجملہ اور اسباب کے ایک سبب ہوتا ہے - ذاتی ضرورتین اسکی طالب ہین -
مگر مجامع کی ضرورتین اسکی مانع ہین -

(۳) غصہ کرنا چھوٹے بچون کے ڈرانے کے لئے کہ تعلیم مین مار پیٹ کی ضرورت ہو
اچھی چیز ہے - غصہ مادہ اپنی ذلت سے روک کا ہے جسکو حمیت کہہ سکتے ہین -
طعن کرنا جب طالبعلمون کی غلطی کی وقت مناسب پر روک ہو نہایت آسان
ترکیب اصلاح کی ہے مگر ظاہر ہے کہ مجموعین یہی دونون چیزین کیسی مضر ثابت ہو سکتی
ہین - آپ غصہ فرمائے دوسرے کو بھی غصہ آجائے لڑائی ہو
طرفین کے طرفدار شریک ہون اور کشت و خون ہو جائے گو ہر روز ایسا نہین ہوتا - طعن کرنے
کی بھی یہی حالت ہے کہ لوگ طعن کر جاتے ہین اور کچھ نہین ہوتا غصہ مین جب زور
ہوتا ہے مصالح اوسکے پیش نظر نہین رہتے -

(۴) سچائی اور راستی جب معاملت دوسرے سے ہو لازمی ہے ورنہ کوئی کام
نہین چل سکتا - یعنی اگر سچائی نہوتی تو نوٹ کیسے چلتا - ہنڈی کیسے جاری ہوتی

اور یہہ روپیہ کے بچنے اور رکھنے کی تسلی کیسے پیدا ہوتی - حالانکہ سچائی کے فائدے
ہروقت پیش نظر نہین رہتے بلکہ آسان طلبی اور راحت کی خواہش مقتضی ہوتی
ہے کہ جھوٹ بولئے اور مال اوڑا کر بفراغت بسر فرمائے - بہت سے لوگ ایسے
ہین اور ہو سکتے ہین کہ قوت اونکی اونکو بعد اسِ ترکیب کے یعنی اچھے افعال کی مشق
باعث ترجیح ہونے کے ضرر نہ پہونچا سکی -

جزا کا بیان

اس طریقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سزا کا بنانا لازم ہے جب وہ لازم ہو
اوسکے جانب مقابل پر یہہ غور کیجیے کہ جب سزا مقرر کیجائے افعال نیک کے لئے
جزا کا بنانا بھی ضرور ہوتا ہے یہہ زیادہ غور فرمائے کہ انسان کا سخت امتحانون مین
ڈالنا اور اوسکا پڑنا اور ہمیشہ نیک افعال کرتے رہنا اوسکو کس رتبہ کی جزا کا مستحق
بناتا ہے اور آیا ہر فعل کی جزا اُسے دُنیا مین ملجاتی ہے وُہی اوسکی کافی جزا ہے؟
ظاہر ہے کہ نہین ہے کیونکہ اس صورت مین افعال نیک کی تعداد شمار سے زیادہ ہوگی -
ہم دیکھتے ہین کہ اوس مقدار کی جزا نہین ملتی بلکہ ہزارون بڑے بڑے افعال نیک کی
بھی نہین ملتی خصوصًا جب آدمی ملک کے لئے مثلًا جان دیدے اوسے اسکی جزا کچھہ
بھی نہین ملتی - علاوہ اسکے جزا کا بنانا اسلئے بھی ضرور ہے کہ سزا روک ہے ترقی
[illegible] کا ذریعہ نہین ہے اور یہہ امر ضرورت جزا کو ایسے ظاہر کرتا ہے کہ لاجواب ہے -

[illegible]

حقیقت مین سزا اور جزا دونون کا مقرر کرنا ترکیب کا تعدد ہے اور مختلف صورتومین
تکمیل تدبیر لازم شے ہے - کیونکہ نتیجہ اختیار دو چیزین ہین - نیکی اور بدی یا بھلائی
اور برائی - نیکی مین دو چیزین ہین ایک بقدر اپنی ضرورت کے دوسری اپنی ضرورت
سے زیادہ - اگر سزا مقرر ہوتی اور جزا ہوتی بعد اپنی ضرورت کے زیادہ نیکی کے کام کرانیکا
کوئی ذریعہ ہوتا اور وہ بیفائدہ ہوتی اور اوس صورت مین انسان قریب قریب حیوان
مطلق کے ہوکر بیفائدہ ہوجاتا - یعنی اور رون کے کام کا معنی یہہ ہین کہ اختیار کو اچھا
بنانے کے لئے کوئی تدبیر ایسی ہین ہے کہ اللہ تعالی نے اوہنار کہی ہو اور نہ کی ہو =
سزا بھی بنائی اور جزا بھی کہ دونون ملکر تو اچھا کام کرائین بغیر اسکے تدبیر مکمل نہ تھی -

سزا و جزا رفعل میں سزا اور جزا کی برابری

جب یہہ دونون امر سمجہہ مین اگئے تب غور فرمائے ضرور ہے کہ سزا اور جزا ایسی ہون
کہ ہر فعل مستحق سزا کے لئے سزا ہو - اور ہر فعل مستحق جزا کے لئے جزا - ورنہ کوئی وجہہ
ہین کہ بعض افعال سزا سے باقی رہین بعض کی سزا ہو بعض کی جزا ہو بعض کی نہو -

دونوں کے دینا ... سزا جا...

اب دنیا مین جو سزائین ہین اونپر غور فرمائے کہ وہ صرف ایک طریقہ سے دیجا سکتی ہین -
یعنی اونکے لئے مقرر کرنا قاعدہ کا ضرور ہے - قاعدہ مقرر نہ کرنے کی برائیونکو ملاحظہ فرمائے -
فرض کیجئے کہ چوری اور زنا کی سزا کا قاعدہ مقرر نکیا جاتا تو یون ہوتا کہ جو شخص جاہتا
کہدیتا کہ فلان شخص نے میرے مال کی چوری کی جو چاہتا کہدیتا کہ [illegible]

ورت سے زنا کیا حالانکہ شاید اوس ذریعہ سے وہ خود چوری کرنا چاہتا ہو یا خود

زنا کا طالب ہو - اسلئے یہہ قاعدہ مقرر کرنا ضروری ہوا کہ گواہ کے بدون کوئی سزا نہ

دیجائے - یہانتک کہ ہر معاملہ کے لئے قاعدہ مقرر کرنا ضرور ہوا ہے چنانچہ لین دین کے

لئے تحریر کیا جانا دستاویز کا لازم کیا گیا ہے ورنہ اعتماد اوٹھ جائیگا جو چاہے

دعوی کردیگا اور دوسرے کا مال حاصل کرلیگا - الغرض قاعدہ کے بدون کام نہیں چل سکتا -

اب قاعدہ مقرر کرنے کی دوسری شق پر غور کیجئے قاعدہ ہی ہزاروں جگہ انصاف ہونیکا مانع ہے،

ہزاروں جگہ بے انصافی کرنیکا سبب ہے - لیکن اسلئے مقرر کیا گیا ہے کہ قاعدہ کے مقرر

کئے بدون جو مضرتیں پیدا ہوتی ہیں وہ اوس مضرت سے جو قاعدہ مقرر کرنے پر

ہوتی ہیں بہت ہی اونی درجہ کی ہیں - انگریزی قوانین کی نسبت بعض لوگونکا یہہ

خیال ہے کہ ہندوستان میں اِس سے بڑی خرابی پیدا ہوئی ہے - اسقدر جہوٹ کا رواج

ہوا ہے کہ دلونمیں سے جہوٹ کی برائی جاتی رہی ہے یہانتک کہ اب زبان زد عوام و

خواص ہے کہ صاحب یہہ عدالت تہوڑا ہی ہے کہ جہوٹ بولیں۔ یہہ خیال بالکل غلط ہے اسواسطے

کہ انگریز اہل اسلام کے معاملات وراثت و ازدواج وغیرہ کے شرع کے موافق فیصلہ

کرتے ہیں اور ہندوں کے ہندوں کے شاستر کے مطابق عام معاملات اپنے قوانین کے

[illegible] مبنی ہیں جو باستثناء بعض مسائل جزئی کے خلاف شرع و شاستر

نہین ہین - اس سے ظاہر ہے کہ یہ وجہ جھوٹ کے رسوخ کی نہین ہے - البتہ میرا خیال یہ ہے
کہ انگریزی قوانین اس ملک کی عام رعایا کے لئے زیادہ نازک ہین - علاوہ اسکے اوس قانون کے
متعلق کرنے والے وہ ہین جنکے دماغون مین وہ نزاکتین مرتکز ہین اور وہ خود بھی نازک
فہم ہین کہ بعض اوقات سیدھے سادے معاملونکو اسقدر نزاکت سے سوچتے اور فیصلہ
کرتے ہین کہ وہی غلطی کی جڑ ہوتی ہے - ایسی غلطی ضرور ہونی چاہئے اسلئے کہ جہان
نزاکت معاملے مین موجود نہین اوسمین پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی رسم و رواج سے عدم
ممارست بھی اسکا سبب ہوتا ہے جسکی مثال ملّا عبد الرحمٰن جامی کی حکایت ہے -
امیر خسرو ایک ہندی شاعر تھے اونکا ایک شعر ہے - گر مہ شود برادستارہ شود بری +
با خوان نعمت تو کند کے برابری - ملّا صاحب چونکہ ایرانی تھے بھڑا اور بڑیون کو
نجانتے تھے کسی نے اس شعر کے معنی پوچھے تو ملّا نے جو طبع آزمائی کی تو تین سو
معنی کہے اور سب غلط تھے - آخر کار برسون کے بعد معلوم ہوا کہ بڑا اور بڑی ہندوستان کے
دو کھانون کے نام ہین اونسے تشبیہ دی ہے - ان دونون امر کا اثر رعایا پر یہ ہوتا ہے کہ
وہ معاملات بھی اور سارے امور حماقت یا شرارت سے کرتے ہین بے سوچے سمجھے کر گذرتے ہین -
جب چارہ جوئی کی ضرورت ہوتی ہے تب یہ خیال ہوتا ہے کہ معاملات مین نزاکتین پیدا
ہونگی اونکو سوچتے ہین اور بقدر فہم سوچ سوچ کر رخنون کو بند کرنا چاہتے ہین - اسی بناوٹ

کی ضرورت ہوتی ہے اور جھوٹ بولنے اور بلوانے کی - تقریباً ہر مقدمہ مین ایسے
خیالات ہوتے ہین - اگر مدعی کو کم ہون مدعاعلیہ کو زیادہ ہوتے ہین - اگر مدعاعلیہ کو کم
ہون مدعی کو زیادہ ہوتے ہین - اسلئے کوئی مقدمہ جب تک رہنے بند ہون نہین چلتا۔ پس
حقیقت مین یہہ قصور قانون اور اوسپر عمل کرنے والے حکام کا نہین ہے بلکہ اصول تقرر
قانون کا ہے اور بعض عمدہ تدابیر اُنکا جنسے چارہ نہین علاوہ برآن جھوٹ بولنے
کی عادت کچھ جدید نہین ہے - لوگون کو یہہ اعتراض ہے کہ قوانین انگریزی کا یہہ نتیجہ ہے
~~کہ ایک گروہ قانون انگریزی کا یہہ نتیجہ ہے~~ کہ ایک گروہ قانون پیشہ نکا پیدا ہوگیا ہے
اور انصاف کی قیمت اتنی گران ہوگئی ہے کہ گرانی اوسکی ہر جگہ پہونچنے کو مانع ہے -
~~[illegible]~~ اوسکے مجرمون کو قانونی نزاکتین سزا سے بچا دیتی ہین یہہ امور بھی
متعلق قانون کا نہین ہین بلکہ اوسی اصول تقرر قاعدہ کا متعلق ہے - اس حالت پر غور کرنے سے
صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ قاعدہ کے بغیر کام نہین چل سکتا - اور قاعدہ گو کتنا ہی آسان ہو باعث
نا انصافی کا ہے - اور مین جسقدر عمدگی نزاکت کی ہو وقت بڑھجاتی ہے اور یہہ ایسا امر ہے جسکا علاج قوت بشری سے باہر ہے
جب یہہ بات معلوم ہوئی کہ قاعدہ کے باوجود ہر گناہ کی سزا نہین ہوسکتی اور دنیا
مین ہر فعل مستحق جزا کی جزا نہین مل سکتی تو لازم آتا ہے کہ ایسے ذرایع پیدا کئے
جاوین کہ ہر گناہ سزا پاوے اور ہر فعل صواب جزا - میری رائے مین وہ سوائے اسکے

[illegible] الٰہی ذریعہ کا
[illegible] ہر فعل کی سزا یا جزا
[illegible] کا ملنا عقبیٰ

کہ عقبیٰ کا

کہ عقبیٰ کا وجود مانا جائے دوسرے [illegible] نہین ہوسکتا - اور چونکہ اوسمین تاخیر [illegible]
اعتبار احتیار زیرے
[illegible] اوسمین دونون کا اعلیٰ درجہ پر ہونا بہی لازمی ہے پس سزاے عقبیٰ وجزاے اخرت ماننے
سے انسان کی روح کا بقا لازم آتا ہے اور خداوند عالم کا وجود اس ترکیب پر خیال کرنے سے کسقدر ظاہر معلوم ہوتا ہے -
~~تناسخ کا [illegible]~~ [illegible] اعتقاد ہے
کہ انسان کی روح پیدا ہوئی دُنیا مین اٗے اور افعال کے مطابق اوسکو سزا یا جزا ملے [illegible] ختم
قدیم ہے
ہوگیا - دوسرا اعتقاد یہہ ہے کہ روح [illegible] اور بار بار
دُنیا کی بھٹی مین آتی اور جوش کہاتی رہتی اور ہمیشہ کہاتی رہیگی کبہی یہہ معاملہ ختم نہوگا تو اعتقاد
تناسخ ایسا غلط معلوم ہوتا ہے کہ مجہے کسی دلیل کے بیان کی حاجت نہین - ۲) اوسکے یہہ معنی
ہین کہ جیسے کٹ پتلی کی تماشہ والے کے پاس چند کٹ پتلیان ہوتی ہین اسیطرح اللہ تعالیٰ کے
پاس چند روحین ہین تماشہ والا بعض کٹ پتلیون کو ایک طرح کے کپڑہ پہنا کر ایک تماشہ کے
لئے نکالتا ہے اور بعد تماشہ کے چھپا دیتا ہے - اور یہی کام دوسرے تیسرے تماشہ کے لئے
کرتا ہے - اسیطرح اللہ تعالیٰ چند روحون کو ایک لباس جسمانی پہنا کر نکالتا ہے پہر چہپا لیتا ہے -
اوسکا تماشہ ختم ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ختم نہین ہوتا - یہہ تو فعل عبث ہوا - اسلئے کہ آخر کسکو اللہ تعالیٰ
یہہ تماشہ دکہلاتا ہے - کوئی ہے جو مثل تماشہ دیکہنے والے کے ہو - کٹ پتلیون کو اس سے کیا نفع -
(۳) اوس آدمی کو سزا دینا جبکہ اپنے گناہ معلوم نہین یا بعد گناہ کی سزا کے یا بعد افعال نیک کی جزا کے
اوسکو دوسری حالت مین بہجنا یا مطلقاً پہر دُنیا سے امتحان گاہ مین بہیجنا اور برابر بہیجتے رہنا
بلا نتیجہ محض ہے - کیونکہ اوس سے وہ کچہہ متنبہ نہین ہوسکتا - ہم روز دیکہتے ہین کہ اس خیال کا
نفع کچہہ نہین ہے یا اسقدر کم ہے کہ بمقابلہ اُس تکلیف کے کچہہ نہین - بلکہ اس سے لازم آتا ہے

ظالم ہے - یعنی اپنے تماشہ کے لئے تمام عالم کو اس بلا مین مبتلا کر رکھا ہے (۴) روح کا
اور ظاہر ہے - اگر عدم سو فنا نہیں ہے خدا بھی قائم اسکا اور وہ باطل ہے

درحقیقت یہہ اعتقاد اوسی وقت تک صحیح ہو سکتا ہے کہ دنیا قدیم ہو - ورنہ نہین -

روح کے وجود کی نسبت اربعہ عناصر پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ مٹی ایک
مادہ ہے جس مین پانی اور ہوا اور آگ ملائی گئی ہین - پانی کا کام یہہ ہے کہ باعث امتزاج
کا ہو - ہوا کا کام یہہ ہے کہ قوت متحرکہ پیدا کرے - آگ کا کام یہہ ہے کہ اوس قوت متحرکہ کو
کام مین لائے - یعنی ہوا نہ ہوتی تو چلنے پھرنے کی قابلیت نہ ہوتی - آگ نہ ہوتی تو وہ چیز نہ ہوتی جو اوس
چلنے پھرنے کی قابلیت اور قوت کو کام مین لاتی - یعنی انبعاث یا will power جب انسان مرجاتا ہے
تو مٹی اور پانی باقی رہ جاتی ہین حرکت کی قوت اور اوس قوت کا متحرک باقی نہین رہتا
اب یہہ امر غور کے قابل ہے کہ یہہ دو چیزین جو علحدہ ہوگئین اون دونو مین ایسی علحدگی
ہوئی کہ اپنے اپنے مقام پر چلی گئین - یعنی ہوا ہوا مین جا ملی اور آگ آگ مین -
یا دونو مین امتزاج باقی رہا - اب اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ حیوانو مین قاف عقل نہین ہے
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان مین آگ اور ہوا کا امتزاج اوس طریقہ کا نہین ہے
جیسا حیوان کا ہے اب غور کرنا چاہئے کہ انسان کوئی کام اسطرح کرتا ہے اور کر سکتا ہے
یا نہین کہ جو طریقے ادراک اور عقل مین آنے کے بذریعہ جسم کے ہین بدون اوسکے
وہ کام ہو جائے - مطلب یہہ ہے کہ ادراک بذریعہ حواس خمسہ کے ہوتا ہے
یعنی سننا و دیکھنا - چھونا - چکھنا - سونگھنا - انکے بغیر بھی ادراک ہوتا ہے
یا نہین

ہاہنیں - اب یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ہوتا ہے اسلئے کہ قوت مقناطیسی
کچھ ٹہرہانے سے جب آدمی عامل اور معمول بن جاتے ہین تو معمول ایسی جگہہ کی خبر لاتا ہے
جسکو حواس خمسہ سے تعلق نہین ہے اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان دونون چیزون یعنی آگ اور ہوا کا امتزاج
انسانی روح مین بالکل دوسری طرح کا ہے - ہم انسان کی موت کا قیاس حیوان کی موت پر کرتے
ہین لیکن یہان وجہ فرق کی موجود ہے اسلئے روح انسانی قابل بقا بعد موت کے ہے -

خواب
وجود
دور
حکما
نزد

انسان خواب دیکھتا ہے انسان کے خواب مین روح وہ کام کرتی ہے جو صرف روح کا ہے اوسکے
بابت خیالات حکماء کا ذکر ضرور ہے - وہ کہتے ہین کہ انسان مین ایک مادہ آرام کرنیکا ہے خون دماغ کے
اعصاب مین ٹہر جاتا ہے اور اسلئے اعصاب کام کرنے سے معطل ہو جاتے ہین - چونکہ اعصاب تمام جسم مین ہین
اسلئے پہلے دماغ بے خبر ہوتا ہے پھر باقی جسم بے خبر ہوجاتا ہے اور آدمی آرام مین آجاتا ہے - جب جاگنے کا
وقت ہوتا ہے اور بقدر ضرورت آرام کر چکتا ہے تو خون رفتہ رفتہ دماغی اعصاب سے ہٹنا شروع ہوتا ہے
بعدہ اور جسم کے اعصاب سے اور جب بالکل ہٹ جاتا ہے تب آدمی جاگ اٹھتا ہے - چونکہ مقام تعقل دماغ ہے
اور تصورات مین ہر ممکن اور ناممکن چیز آتی ہے - لیکن جاگتے مین حواس کے ذریعہ سے تجربہ اور ادراک
صحیح کرنے والا قوت متخیلہ کا ہوتا ہے - سوتے مین نہین ہوتا لہذا اوس عرصہ مین کہ دماغ کے اعصاب
جو سب سے پہلے کام کی قابل ہوتے ہین ابتدا کام شروع کر دیتے ہین اور واسوفنت کر دیتے ہین
جبکہ روکنے والا اور ٹھکانے والا نہیں ہوتا تب آدمی کے ایسے امور خیال کے اندر آتے ہین جو محض خیال اور ناممکن ہین

اور وہی خواب ہے اور خواب اسلئے کوئی منتج شے نہین ہے یعنی جس سے کوئی فائدہ یا نتیجہ پیدا ہوتا ہو۔

لیکن اگر غور کیجئیگا تو یہ بات پائیگا کہ یہ دلیل اس خیال پر مبنی ہے کہ حواس خمسہ کے علاوہ جسکا

ادراک معمولی طور پر ہوتا ہے کوئی دوسرا ذریعہ اور کوئی دوسری شے موجود نہین جسکے ذریعہ سے

ادراک ہو۔ غلطی اسکی اسبات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اگر ایسا ہوتا ہر جاگنے کے پہلے ایک خواب

کھینچ دیا کرتا حالانکہ ایسا نہین ہوتا علاوہ اسکے غلطی یہ ہے کہ اعصاب مین قوت ادراک

اسقدر تیز ہے کہ اتنا کم وقفہ ہوتا ہے جسے کہہ سکتے ہین کہ وقفہ نہین ہوتا مثلاً بدن پر ہاتھ رکھے

فوراً دماغ مین خبر پہونچتی ہے کہ ہاتھ رکھا - قصد کیا اور ہاتھ ہلا - پس یہ توقف جو خوابون مین

ہوتا ہے خلاف اوس طریقہ کے ہے جو اعصاب کے کام کرنے کا ہے - یہ امر کہ خون رفتہ رفتہ

گھٹتا ہے اس اعتراض کو اسلئے نہین توڑتا کہ بدن مین سونے کے وقت سیلان خون کا بند نہین

ہوتا اس سے ظاہر ہے کہ سوا دماغ کے باقی بدن مین خون نہین ٹھہرتا اور اعصاب جسم کے

بحال خود رہتے ہین لازم ہے کہ خون دماغی اعصاب اور اونکی جڑ سے جسوقت ہٹے فوراً

خیال

تمام بدن جاگ جائے - دوسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ خیال محض ہو دکھلائی

نہین دیسکتا کیونکہ آنکھہ ذریعہ دیکھنے کا ہے وہ اگر جاگ گئی ہے ایک چیز حواس خمسہ سے

جاگ چکے پس تصحیح کرنے والا خیال کا موجود ہو گیا آپ نے مانا ہے کہ حواس خمسہ

تصحیح خیال کرتے ہین آنکھہ سب سے بڑا ذریعہ اس تصحیح کا ہے قطع نظر اسکے جتنے حواس

انسان مین

انسان مین رکھے گئے ہین اونکو سب مانتے ہین کہ نہایت عجیب و غریب صنایع اومین موجود ہین - پس اس صنعت کے وجود کو بلا وجہہ ماننا بدیہی ہوسکتا ہے نہ مجھ بلا دلیل کیونکہ مثال اسکی ایسی ہے کہ اگر کسی کل کا ملاحظہ فرمائے اور اوسکو نہ سمجھے تو اوسیوقت آپکو بعض پُرزے بیکار معلوم ہونگے پُرزے افسوس کی بات ہے کہ کل کی نسبت کسی پرزے کے بیکار ہونیکا خیال آپ اسلئے نہین کرتے کہ کلون کے موجدون کو عاقل اور باکمال جانتے ہین مگر انسان کی سی کل کے بعض خاصیتونکے بیکار ہونے کا آپ یقین کرتے ہین اسلئے کہ آپ اوسکے موجد کے باکمال ہونے سے بے خبر ہوجاتے ہین - آپ خواب مین ارواح سے ملاقات کرتے ہین اور وہ ارواح ایسی چیزین بتلاتی ہین کہ انسان کے خیال کے متعلق نہین ہے - مثلاً بعض چیزین جو زندگی مین کسی نے مخفی رکھی تھین اوسے مرے ہوئے کی روح نے بتلادی ہین - حکماء نے غالباً یہہ قیاس بعض حیوانون کو سوتے مین آوازین دینے سے کیا ہے جیسے گھوڑا - اوسکے خوابمین اور انسان کے خواب مین فرق ظاہر ہے - گھوڑے کبھی جاگنے کے قریب ~~بہت~~ نہین آواز کرتے لہذا وہ مقدمہ جاگنے کا نہین ہے حکماء کی دلیل پر غور کیجئے وہ اوسے مقدمہ جاگنے کا کہتے ہین - علاوہ اسکے عقل انسانی اور عقل حیوانی مین جو فرق ہے وہ بہی ظاہر ہے - ہمکو کیا معلوم ہے کہ روح حیوانی کیسی ہے ~~شیخ~~ تعریفجسمین ~~اسکا~~ خواب کا وجود ~~ہی بیان کر گیا ہے~~ شدہ مذکور ہے - یہان استدلال مین ارشادات شرعی پیرا

معرض بحث کی گئی کہ یہہ بیان عقلاً سوچنے کا ہے - پہر افسوس اس بات کا ہے کہ ایسی
چیزون کے غلط ہونیکا اب مضبوط خیال دلمین ٹہرا لیا اور راسخ کر لیا گیا ہے کہ گو
ناقل کیسا ہی معتبر ہو اوس خیال کے آدمی اوسکو جہوٹا کہہ دیتے ہین - چنانچہ وجود روح کے
انکار سے ایسی چیزونکی تکذیب لازم آتی ہے کہ اگر تکذیب کیجائے تو بڑا علم نکما قرار پاجائے
- وہ علم تاریخ کا علم ہے اسلئے کہ تاریخ مین لکہا ہے کہ فلان واقعہ یون ہوا - تاریخ فتوح الشام
مین علامہ واقدی نے لکہا ہے کہ جب قلعہ حلب کا مسلمانون نے محاصرہ کیا کئی مہینے گذر گئے
مگر وہ قلعہ فتح نہ ہوتا تہا - یوقنا اوسوقت حاکم حلب تہا اور بڑا مدبر اور دلیر ادمی تہا وہ موقعہ
ڈہونڈہا کرتا تہا اور جب مسلمانون کو غافل پاتا چہاپا مارتا تہا اسوجہہ سے مسلمان تنگ آگئے
تہے اور حیران تہے یہہ خبرین سنکر دامس ابو الہول نے مدینہ طیبہ سے قصد حلب کا کیا اور
جب سردار لشکر اسلام کے پاس جنکا نام حضرت ابو عبیدہ تہا پہونچے اور اون سے ملاقات
ہوئی اونہون نے دامس سے پوچہا کہ تم بزرگ منش ادمی معلوم ہوتے ہو تمہارا دل
اس قلعہ کے فتح ہونے کے باب مین کیا کہتا ہے دامس نے جواب دیا کہ ابہی سفر مین مینے
ایک خواب دیکہا ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ فتح ہوگی خواب یہہ بیان کیا کہ
گویا میری قوم آگے چلی گئی ہے اور مین اونکے نشان قدم دیکہتا ہوا جلدی جلدی چلا جاتا ہون
جب اونکے قریب پہونچ گیا تو دیکہا کہ میری قوم کے آدمی حیران و پریشان کہڑے ہوئے ہین
سپینے

مینے پوچھا کہ آگے کیون نہین بڑھتے اونہون نے جواب دیا کہ دیکھو سامنے پہاڑ ہے ہوسکے
پار جانے کا راستہ نہین ملتا ہے مینے کہا کہ یہہ شگاف نظر آتا ہے چلو اسمین ہو کر نکل چلین
اونہون نے جواب دیا کہ اس شگاف مین ایک بہت بڑا خونخوار اژدہا رہتا ہے وہ ایسا ہے
کہ اوسنے بڑے بڑے دیرونکو ہلاک کر دیا ہے تب مینے کہا کہ آؤ اسپر ایکدم سے جا پڑین
مار ڈالینگے اونہون نے جواب دیا کہ اوسکے منہ سے آگ کے شرارے نکلتے ہین کوئی
پاس نہین جا سکتا مینے کہا کہ کوئی راستہ ایسا ڈھونڈو کہ اوسکے پیچھے سے جا کر مارین
اونہون نے جواب دیا کہ یہہ بہی ممکن نہین ہے اسلئے کہ قد اوسکا اتنا بڑا ہے کہ پیچھے جانے
کی راہ نہین یہہ سنکر مین خود گیا اور تلاش کی تو ایک راستہ ملا کہ بہت ہی دشوار اور تنگ
تہا مین اوسمین بڑی محنت سے پہونچا اور منتظر وقت رہا یہانتک کہ آہستہ آہستہ اژدہے
کے پیچھے پہونچ گیا اور اوسے مار ڈالا یہہ دیکہکر میری قوم بہی میرے پاس پہونچ گئی مگر وہ
بہی بڑی دقت سے پہونچی ابو عبیدہ اس خواب کو سنکر بہت خوش ہوئے اور سب
مسلمانون کو بلوا کر یہہ خواب سنوایا وہ سب بہی بہت خوش ہوئے سب نے یقین کر لیا
کہ یہہ مژدہ فتح ہے چنانچہ واقع مین تہا - وہ اس محاصرہ مین شریک ہو گئے اور تعبیر اس
خواب کی یہہ ہوی کہ قلعہ اہنین کی ایسی ہی تدبیر سے فتح ہوا کہ جسکے معنی یہہ ہین کہ اس خواب
مین بتلا دیا گیا تہا کہ قلعہ یون فتح ہوگا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ ستائیسین رجب

محاصرہ کو واثلہ کے پہونچنے کے بعد بہی گذر گئے اور اونکی بہی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی
تو واثلہ نے ابو عبیدہ سے کہا کہ اب مجھے ایک تدبیر سوجہی ہے وہ یہ ہے کہ تینسو
آدمی مجھکو دیجیے ہم سب لوگ یہین چھپ رہین گے اور آپ لشکر کو یہان سے اتنی دور
ہٹا لیجائے کہ قلعہ والے یون سمجہین کہ مسلمانون نے محاصرہ اوٹھا لیا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
یہہ وہ بات تہی جو خواب مین دیکہا تہا کہ واثلہ آگے بڑہ گئے اور راستہ ڈہونڈہ کر نکالا۔
الغرض جب رات ہو گئی واثلہ نے اپنے ساتہیون سے کہا کہ چپکے چپکے چلے آؤ
یہہ لوگ پہاڑ کے نیچے تک پہونچے۔ واثلہ نے ساتہیون سے کہا کہ کوئی آدمی پکڑ لاؤ
کہ اوس سے راستہ پوچہین کوئی جانے پر راضی نہین ہوا اور واثلہ خود گئے اور کئی دفعہ
کر کے چند آدمی پکڑ لائے او مین خرابی یہہ نکلی کہ وہ نہ انکی زبان سمجہتے تہے اور نہ یہہ اونکی۔
یہہ وہ بات ہے کہ راستہ ڈہونڈنے مین دقت پیش آئی آخر کو ایک ایسا شخص پکڑا
آیا جو زبان عربی جانتا تہا ایک رومی اور وہ [illegible] راستہ بتلانے پر راضی ہوئے واثلہ نے
دو ساتہی ابو عبیدہ صاحب کے پاس بہیجدئے کہ ہم صبح کو جب دروازہ کہولین اور
لڑائی ہو تو آپ داخل قلعہ ہو جائے ۔ واثلہ اڑتالیس ساتہیون کو لیکر خود بکری
کی کہال اوڑہ کر چلے یہانتک اون دونون راہبرون نے پشت قلعہ کی دیوار تک
پہونچا دیا یہہ قلعہ خواب مین اژدہا دکہلایا گیا تہا تو اسی اسطرح قلعہ پر چڑہے

کہ خود بیٹھ گئے اور سات آدمی اپنے اوپر یکے بعد دیگرے چڑہائے اور جب

ساتون ایک دوسرے پر چڑہ چکے تو قلعہ کی دیوار کے برابر ہوگئے سب سے اوپر کا آدمی

کنگنی پکڑ کر قلعہ مین کود گیا برج کے پہرہ والے کو نشہ شراب مین مست پایا اوسکی

ٹانگ پکڑکر نیچے گرادیا دو اور پہرہ والے بہی مدہوش ملے اونکو قتل کردیا اور ردائین

ڈال کر اپنے ساتہیون کو اوپر کہینچ لیا آخر کار صدر دروازہ پر پہونچ گئے خوب

تلوار کی اس اثنا مین حضرت ابو عبیدہؓ معہ لشکر کے پہنچ گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔ یہہ وہ

بات تہی کہ خواب مین دکہلایا گیا تہا کہ قوم بہی بعد کو پہونچ جاویگی۔ اگر آپ اس مثال

مین کوئی شک کرتے ہون تو واقدی کا دوسرا واقعہ سنئے جسمین شک کی گنجایش

نہین معلوم ہوتی وہ یہہ ہے کہ وہی یوقنا جو مسلمانون کا ایک سخت دشمن تہا اور دشمنی

اوسکی یہانتک بڑہی ہوئی تہی کہ محاصرہ حلب سے پہلے جب اوسنے لڑائی کا قصد

کیا تو یوحنا اپنے حقیقی بہائی سے صلاح پوچہی اوسکی رائے لڑنے کی نہ ہوئی

یوقنا اتنا سخت تہا کہ اتنی سی بات پر یوحنا کو قتل کرڈالا مگر وہی یوقنا بعد فتح حلب

فوراً مسلمان ہوگیا زبان یوقنا کی رومی گریک تہی مسلمانون نے اوسکے اسلام کا

خوب اعتبار نہ کیا جب حلب سے فراغت حاصل ہوئی تو مسلمانون نے انطاکیہ کا

قصد کیا اور یوقنا کے دل کو ٹٹولا تو یوقنا نے مسلمانون سے عربی زبان مین باتین کرنی

بولتیں اور ایسی عربی بولتا تہا جیسے ٹہیٹ عرب حالانکہ فتح حلب کو اتنے دن
نہ گذرے ہتے کہ زبان آجائی عربون کو تعجب ہوا اور یوقنا سے دریافت کیا کہ تمہاری
زبان ہم رومی جانتے تہے عربی کب سیکہہ لی یوقنا نے جواب دیا کہ مینے آج رات کو ایک
شخص نورانی کو خواب مین دیکہا جنہون نے اپنا نام محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بتلایا مین اونپر ایمان لایا اور اونسے خواہش ظاہر کی کہ مجہے زبان عربی آجائے آنحضرت
نے اشارہ کیا مین جو اوٹہا تو کامل عربی دان تہا اِس خواب کی برکت سے جو یوقنا کی
قلب ماہیت ہوئی اور اوس اشارہ خواب نے جو آئینہ قلب یوقنا کی جلا کر دی وہ یہہ تہی کہ یوقنا
جیسا مسلمانون کے لئے مضر تہا ویسا ہی مفید ہوگیا اِس مقام پر یہہ امر قابل غور ہے
کہ ایسا شخص صرف مفتوح ہوجانے سے ایسا ہو سکتا تہا اور ایسی نفرت اسلام کی
دفعتہً دل سے جاسکتی تہی یا ہنین ظاہر ہے کہ جب تک کوئی خاص وجہ ہنو عام طور سے
ایسا ہنین ہوتا۔

شمس العلما مولوی ذکا اللہ صاحب نے تاریخ ہند مین بحوالہ تاریخ بیہقی لکہا ہے۔
کہ جب امیر سبکتگین بخارا کو جاتا تہا تو راہ مین منزل خاکستر مین قد فروکش ہوا
اور یہان صدقہ و خیرات مین بہت کچہہ روپیہ دیا اور گہوڑے پر سوار ہوکر پانچ جیہ آدمیون سے
ایک جگہہ کو کہودنے کے لئے حکم دیا جب اونہون نے کہودا تو ایک توڑے کی میخ نکلی

آخر سبکتگین نے اوسے دیکھا اور گھوڑے پر سے اوترا اور بہت رویا اور جائے نماز
منگا کر دوگانہ شکر الہی آوا کیا جب لوگون نے اس حال کا سبب پوچھا تو اوسنے کہا
کہ یہہ قصہ نادر سنو کہ جس آقا کے مین ملک مین تہا مجہے اور بارہ اور غلامون کو جو میرے
ہمراہ تہے جیہون سے پار اوتار کر شہرقان مین وہ لیگیا اور اسجگہہ سے گورکانان مین لایا
یہان کے بادشاہ نے سات غلام خریدے اور مجہے اور پانچ اور غلامون کو نہ خریدا پہر
نیشاپور کی راہ مین مرو رود اور سرخس مین چار غلام اور اوسنے بیچے اور مین اور
ایک اور غلام باقی رہے مجہے سبکتگین دراز کہتے تہے اور اتفاق سے میرے آقا کے
تین گہوڑے میری ران کے نیچے زخمی ہو چکے تہے جب مین یہان خاکستر مین آیا
تو میرا گہوڑا زخمی ہوگیا اسپر میرے آقا نے مجہے بہت مارا اور زین کو میری گردن پر رکہا
اور قسم کہائی تہی کہ نیشاپور مین جو کچہہ تیری قیمت ملیگی مین وہی لیکر بیچ ڈالونگا اسی
غم مین مین سوگیا کہ حضرت خضر کی زیارت ہوئی اونہون نے مجہے بشارت دی کہ تو بڑا
نامور بادشاہ ہوگا جب پہر اس سرزمین پر آئیگا تو تیرے ساتہہ بہت لشکر ہوگا اور تو
اوسکا سوار ہوگا تو غم نکر شاد ہو جب یہہ پایگاہ بلند تجکو نصیب ہو تو خلق خدا کے ساتہہ
نیکی اور انصاف کرنا مین نے اوٹہہ کر غسل کیا اور پچاس رکعت نماز پڑہی اور اس
میخ کو لیکر یہان نشانی کے لئے گاڑ گیا صبح میرے آقا نے سفر کیا مجہے یہہ میخ مانگی

جب مین نہ دیسکا تو اوسنے تازیانون سے مجھے خوب مارا اور یہہ سخت قسم کہائی
کہ جو قیمت تیری ملیگی وہ لیکر تجھے بیچ دالونگا نیشاپور تک دو منزل پیادہ پا چلایا
وہان البتگین نے مجھے اور میرے دو یارون کو خرید لیا جس سے اس درجہ پر پہونچا
کہ تم دیکھتے ہو - یہہ حکایت ہی بڑی دلیل صحت خواب کی ہے جو گہری گڑی ہوئی
میخونکی طرح مضبوط ہے اور دلمین ایسی پیٹھتی ہے کہ نکل نہین سکتی -

علاوہ اسکے ہر تاریخ مین ایسے ایسے واقعات مذکور ہین جو عقل انسانی سے باہر ہین -
اگر ہر اوس واقعہ کو جو خیال مین نہ ائے جہوٹ مان لیجئے تو جو شخص ایک بات مین
جہوٹا مانا جائے کوئی وجہہ نہین ہے کہ دوسری بات مین نہ مانا جائے مثلاً تاریخ روم قدیم کے
پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہیڑیا رامیلس اور جبلیس کو اوٹہا لیگیا اور اوسنے اونکی
پرورش کی - یہہ ایسا واقعہ ہے کہ عقل مین نہین آتا - چونکہ روم کی تاریخ لکہنے والا بہی
اوسی خیال کا ہے کہ غیر معمولی باتون کو جو محض قدرت الہی سے واقع ہوتی ہین نہ مانے
اسلئے وہ حیران ہوتا ہے کہ یہہ واقعہ اسلئے گویا کہ مانا جاتا ہے کہ نشان سلطنت کا یہی تہا
کہ ایک تصویر بنائی جاتی تہی جسمین ایک بہیڑنی دو بچونکو دودہ پلاتی ہے اور اسلئے
ایسا مضبوط ہے کہ انکار نہین ہوسکتا اسلئے ذکر کیا گیا -

اسیطرح اودہ مین یہہ بات مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ کی گود مین مچہلی دریا سے

روم
اور بہیڑیا
شیر خوارگی
بادشاہ
اچہل کر آئی

اُچہل کر آ گئی - یہہ امر بہی عقل سے باہر ہے اسواسطے کہ مچہلی کشتی سے ڈرتی ہے اور
ڈر کے مارے کے بہاگ جاتی ہے پس اوسکا خود گود مین آنا ناممکن ہے اور یہہ تاویل
کرنا کہ ڈر کے مارے کوئی مچہلی کہیں اوچہلی ہو اور کشتی مین آپڑی ہو صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ
یہہ ماننا ایسا ہی ہے جیسے مان لیا جائے کہ روٹی ناک سے کہائی گئی لیکن اس خلاف
عقل بات کا ثبوت یہہ ہے کہ صوبہ اودہ مین یہہ رسم ہو گئی ہے کہ ہر بڑے دروازہ پر
مچہلی کی تصویر بناتے ہین گویا کہ سلطنت اودہ کا نشان مچہلی ہے - اسی طرح حضرت
عیسیٰ کا معجزہ مُردہ زندہ کرنیکا ہے - اوسکا انکار کرنا یہہ معنی رکہتا ہے کہ تمام قوم عیسائیونکی
جو اسوقت تک دنیا مین بڑی کثرت سے آباد ہے اس واقعہ کو بیان کرتی ہے اور بالکل
جہوٹی ہے میرے نزدیک یہہ امر جو حضرت عیسیٰ سے سرزد ہوتا تہا جہوٹا نہین ہے جو اوسکو
خلاف عقل مانتا ہے اوسکی عقل صحیح نہین ہے -

مردہ کو زندہ کرنا دلیل اس بات کی ہے کہ روح کا وجود ہے - وُہی تعلق اونہین معلومات کے
ساتہہ اگر آگ اور ہوا اپنے اپنے مادہ مین جا کر ملجاتین اور اوس خاصیت سے جو بعد
امتزاج پیدا ہوئی ہے خالی اور علحدہ ہو جاتین - تو پہر اونکا عود ساتہہ ان معلومات کی
نہین ہو سکتا تہا - نئی روح بنتی وُہی روح نہ آتی کیونکہ جب اربع عناصر الگ الگ
ہو گئے تو اون سے ایک نئی چیز پیدا ہو سکتی ہے وُہی پرانی چیز نہیں ہو سکتی -

اسباب پر غور کرنے سے کہ انسان میں تغیرات ہوتے ہیں ایک اور دلیل اسطرح
وجود روح کی کہ بعد فنا جسم باقی رہے باریک طور سے سمجھہ میں آتی ہے اور وہ یہہ
کہ فرض کیجئے کہ انسان کی زندگی تین حصوں میں منقسم ہے - پہلا حصہ بڑھنے کا جسے ایام
نمو کہتے ہیں - دوسرا حصہ بڑھکر ایک حالت پر ٹہر جانے کا جسے سن وقوف کہتے
ہیں - تیسرا حصہ قوتوں کے گھٹنے کا جسے پیری یا ایام انحطاط کہنا چاہئے کہ وہی مقدمہ
فنا جسم کا ہے - اگر یہہ مانا جائے کہ روح ایسی چیز نہیں ہے کہ جسم سے جدا ہونیکے
بعد باقی رہ سکے تو یہہ ماننا پڑیگا کہ روح امتزاج اربع عناصر کا خاصہ ہے یعنی جیسی
اور قوتیں اعضاء انسانی کے اندر اس امتزاج سے پیدا ہوتی ہیں دماغ میں قوت
عقل پیدا ہوتی ہے - یہہ فرض ظاہر طور سے غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ قوائے جسمانی
کے ساتھہ نمو اور وقوف اور انحطاط عقل کا نہیں ہوتا اگر قوت عقل محض دماغ کی
قوت کا نام ہوتا تو ہمیشہ ساتھہ ساتھہ اعضا کے بڑہا گھٹا کرتی حالانکہ ہم دیکھتے ہیں
کہ قوت اعضا جب گھٹ جاتی ہے قوت عقل بڑھجاتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ روح کے وجود کا ابتدائی ذریعہ خارج میں آنیکا تو ضرور جسم ہے مگر بعد میں روح
ایسی چیز ہوجاتی ہے کہ اعضا کے ضعف کو اوس سے تعلق نہیں ہوتا ورنہ عقل بہی
ممکن ہے کہ یہ اعتراض کیا جاوے کہ قوله دماغی تو اعضا کے
ایسی ہی ہوتی [illegible] تو ساتھہ ساتھہ بڑھتی گھٹتی ہیں

مگر عقل

مگر عقل کے زور کو دوسری قوتین یعنی خواہشین پردہ مین رکھتی ہین جب وہ کمزور
ہو جاتی ہین اونکا پردہ اوٹھکر عقل مین ترور معلوم ہونے لگتا ہے جب انسان
زیادہ بوڈھا ہو جاتا ہے تو مسلوب الحواس ہو جاتا ہے - یہہ غلط ہے کہ یہہ استدلال
اوس حالت سے ہے کہ گویا آدمی مرگیا - موت کے بعد جیسا ہم روح کو نہین پاتے ایام
سلب حواس مین بھی نہین پاتے. اوسکا پہلا فرق اوقات نوم سے بخوبی سمجہہ مین آتا ہے
سوتے مین روح موجود ہوتی ہے مگر بیکار رہتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آدمی مر
گیا ہے ایام سلب حواس مقدمہ اوس سونے کا ہے جس سے انسان اوسیوقت
جاگ سکیگا جب خدا چاہے - دوسری طرح فرق حالت جنون پر غور کرنے سے
سمجہہ مین آتا ہے - جنون مین بھی حواس مسلوب ہوتے ہین بعد صحت پھر حواس
آجاتے ہین - پس معنی یہہ ہین کہ جیسے قوت عقل کے لئے سونا اور جنون پردہ ہین
سلب حواس بھی پردہ ہین یہہ نہین ہے کہ قوتین جسمانی خواہشون کی اور جسم کی
عقل کا پردہ ہین پردہ صرف اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ روح وعقل کا ادراک جبتک
وہ جسم مین رہتی ہے حواس کے ذریعہ سے ہوتا ہے. حواس اعضا کے خواص ہین اعضا کے
ساتھہ اونکے خواص مین ضعف لازمی ہے. پس وہ ذرایع کا انعدام ہے اصلی شے کا
انعدام نہین ہے. خواہشین پردہ عقل کا اگر اسطرح ہوتین [illegible]

ہے تو عقل فی نفسہ نہ بڑھتی - عقل جانا کرتی ہے کہ یہ خواہشوں کے زور سے
غلطی ہو رہی ہے ~~[illegible]~~ - پس جبکہ انحطاط قوت
دماغی کے باوجود عقل بڑھتی ہے لازم آتا ہے کہ وہ چیز بہر اعضا کی قوت سے جدا ہو کر قاعدہ بالا پر بڑھ
اور کام کرنے کا پیدا کر لیتی ہے - بامنہ روسبن وہ مادہ موجود ہوتا ہے جو ہمیں نہیں ہوتا۔

وجود شیطان | اگر روح کا وجود مانا جاوے اور یہ کہ روح عقل کا جسم ہے اور وہ ظاہری جسم کی قوتوں سے
علیحدہ بھی کام کرتی ہے تو اوسکا ضد سوائے شیطان کے دوسرا نہیں ہو سکتا - اوس وقت کے
لئے کہ جب قوتیں اعضا کی گھٹ جائیں اور عقل بڑھے استعمال اضداد کے قاعدہ سے
اوسکو محنت اور ورزش کے طور پر بڑہانے کے لئے شیطان کے کام ذریعہ ترقی کا ہو سکتے ہیں
دوسرا نہیں ہو سکتا ایسی اعلی قوت کا ضد نہ ماننا اور شیطان کے وجود سے انکار
کرنا بڑی غلطی ہے -

(حاشیہ: دوسری حالت کو نہیں سکتا)

پیرسالی | جب انسان میں قوت و یجانے اور انسان اپنی عجیب و غریب حالت کو دیکھے تو لازمی
خاصہ اوسکا یہ ہے کہ اوسمیں صفت تکبر پیدا ہو - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہوتا ہے -
پہلوانوں میں جب زور زیادہ آجاتا ہے تو رفتار رنگ اونکی مستانہ ہو جاتی ہے اور وہ بالکل
اپنی ہستی سے بے خبر ہوتے ہیں - جوش جوانی میں انسان اندہا ہوتا ہے اور اوسکو کچھ نہیں دکھلائی
دیتا جوانی دیوانی مشہور ہے اور ایک شاعر نے اس مضمون کو بہت اچھا نظم کیا ہے وہ کہتا ہے کہ
شعر

شعر اچہا ہوا شباب کا عالم گذر گیا ٭ ایک جن چڑہا ہوا تہا کہ سر سے اوتر گیا ٭

اوسی مدہوشی کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ہم دیکہتے ہین ہزارون گہرا ور ریاستین تباہ ہوگئین ۔

بہت سے اشخاص نے جب دیکہا ہے کہ ہم مین یہہ طاقت ہے کہ جو چاہین آن کی آن مین

ہو جائے صدہا انسان قتل ہو جائین گہر لوٹ لئے جائین ملکون کی صورت متغیر کردی جائے

تو ایسی خود پرستی پیدا ہوئی ہے کہ اون لوگون نے دعوی خدائی کیا ہے ۔ ....

~~یہ صفت~~ صفت تکبر سخت ترین مضرات مین سے ہے سب سے زیادہ برائی اس صفت مین یہہ ہے

کہ جو صفات انسان مین پیدا ہو سکتی ہین تعداد اونکی اسقدر زیادہ ہے کہ تمام عمر اگر معمولی

انسان جملہ کمالات کو حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہین ہو سکتا ۔ پس صفت تکبر جو انسان کو

بتلاتی ہے کہ مین سب سے بڑا ہون وہ آدمی کو ارتقاء مراتب کمال سے باز رکہتی ہے

یعنی وہ ایسی سخت غلطیان کرتا ہے کہ جو اپنے لئے ہی سخت مضر ہون اور دوسرون کے

لئے بہی ~~[illegible]~~ اسلئے انسان کے واسطہ ایسے ذرایع پیدا کرنے

چاہئین کہ جو اس صفت خبیث سے محفوظ رکہین ۔

اب خیال کیجئےگا کہ بعد اسکے کہ انسان ایک حد پر پہونچ جائے اور اوسمین کمال پیدا ہو جائے

جسمین سے ایک کمال یہہ ہے کہ طبیعی ضرورتون پر غالب آجانے کی اوسکو مشق ہو جائے

اور اوسمین ملکات قدسی اور مشق صدور افعال حسنہ کی پیدا ہو جائے تو اوسکو یہہ

خیال ہوناکہ مین دوسرون سے بہتر ہون صحیح واقعہ اور صحیح خیال ہوگا لیکن وہی خیال
ہروقت موجب تکبر ہوسکتا ہے اگرچہ صحیح ہو - خداشناسی اور خداپرستی سب سے بہتر
ذریعہ انسان کے اقتضائے غایت کمال پر پہونچنے کا ہے - مان لیجے کہ ایک تبراگروہ
انسانون کا اسکا قائل ہوچکا ہے - تو اب غور کیجئے کہ اوس کمال پر پہونچنے کے بعد جبکہ
قوتین مغلوب ہوچکین تھی وہ کون ذریعہ ہے کہ انسان کو تکبر پیدا ہونے نہ دے - ظاہر
ہوتا ہے کہ وہ ذریعہ یہہ ہے کہ ایک ایسا دشمن ہو جسمین سب سے بڑی طاقت دہوکہ
دینے کی اور بہلا دینے کی اور خدا سے پہیر دینے کی اور افعال قبیحہ کیطرف دعوت کرنے
کی موجود ہو اور وہ بغیر روک توک کے ہروقت قابو پا سکتا ہو تاکہ باوجود ملکات قدسیہ کے
ہروقت انسان ڈرتا رہے کہ مبادا غلطی ہوجائے اور وہی خوف بقاء کمال اور ترقی کمال کی طرف
کمال کی ذریعہ ہو - ایسا ذریعہ اگر غور کیجئے واقع مین فضل الہی ہے اور غور کرنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ ایسا ضروری ہے کہ بغیر اوسکے کام نہین چل سکتا - سو یہی وجود شیطان
کا سبب ہے -

مصلحت وجود شیطان کا بیان دوسرے الفاظ مین یون ہوسکتا ہے کہ جو وجود مالک
تام ہو اور ملکیت اوسکی بڑے زور شور کی ہو اور اوسکی ملکیت کا پہچاننا ہی سب سے بہتر
ذریعہ مختلف قوتون کے مغلوب کرنے کا اور بہت بڑی برائیون سے بچنے کا ہو تو اگر قوت دیکھا ہے

اور اوسمین

اور اوسمین اختیار اپنے ہاتھ مین باقی نہ رکہا جائے تو وہ خلاف اوس مالکیت کے ہوتا ہے

جو اوس وجود عظیم جل شانہ کو حاصل ہے جہان ہم قوتوں مین زور دیکہتے ہین یہ بات پاتے

ہین کہ باوجود آزاد اور قوی قوت موجود ہونے کے کوئی مرتبہ قوت کا ایسا نہین ہے کہ ہر وقت مین

بڑی قدرت کا اقتدار اوسکے ساتھ ~~ہے~~ تاکہ وہ مالک کے بس مین رہے یہ بس مین رکہنا بہت ہی

یہ نہ خود بخیال کرے ہم اللہ کے بس مین نہین سو اوسمین سرکشی و نافرمانی پیدا ہو کر لگا

ضروری چیز ہے ~~جس سے یہ فائدہ ہے کہ یہ جہان ہونگے~~ آپ کسی قوت کو دیکھیے اور کسی حالت پر

ہمت قدرت الٰہی کا اقتدار ساتھ رہتا ہے مثلاً

غور فرمائے بادشاہ جب اپنی مین مصروف ہو اور ہزارون جانین ہلاک کرا رہا ہو

ایکدم سے اوسکی زبان بند ہو سکتی ہے - آدمی بڑی ہوس مین روٹی کہاتا ہو کلا بند ہو سکتا ہے -

ذرا سا درد پیدا ہو کر ہاتھ بیکار ہو سکتا ہے سر مین درد ہو کر عقلی قوت معطل ہو سکتی ہے

پس غور فرمائے کہ جہان سب قوتین روک اور بس مین اللہ تعالےٰ کے ہین جب آدمی پورا مرتبہ کمال پر

پہنچ جائے تو کیونکر ~~[illegible]~~

پہنچ سکتا ہے کہ وہ اللہ کی قدرت سے باہر ہو جائے اور اوسکے لیے مادہ سرکشی پیدا ہو

اقتدار قدرت سے جدا ہو جائے - اگر ایسا ہوتا یہ ہوتا کہ ترقی نامحدود ہو کر وہ تو سرسوا ہے وجود

دوسری نہیں ہو سکتی ~~[illegible]~~ اگر آپ اون نکات اور کیفیت عبودیت پر جو اپنی ہستی کو بے حقیقت سمجہا کر

آدمی کو سب سے زیادہ مفید بناتی ہے غور فرمائیگا تو معلوم ہوگا کہ شیطان ایک بڑی ضروری چیز ہے

جب ہم یہ بات دیکہتے ہین کہ اللہ جل شانہ کے کارخانہ مین ہر چیز موجود ہے خواہ ہم اوسکا تصور

کر سکین یا نہ کر سکین تو ماننا چاہئے کہ جو چیز نہ ہوتی وہی کمال قدرت کا نقصان ہوتا جس سے

ذات باری تعالےٰ منزہ ہونی چاہئے کیونکہ وہ کمال اعلیٰ درجہ کا غور کرنے سے ثابت ہے -

باب دوم

اسمین ذکر اون اعتراضات کا ہی جو آجکل

دلونمین نظام عالم کے متعلق پیدا ہوئے

جب مصالح نظام عالم پر جو بقدر اپنے فہم کے مینے بیان کئے مین آپنے غور کیا مناسب ہوگا کہ اون شبہات مفرات کی طرف توجہ فرمائے جو نظام مذکور پر دلون مین پائے جاتے ہین اور سمجھے جاتے ہین -

ایک شبہ یہ ہے کہ ان قوتون کا دینا اور شیطان کا پیدا کرنا اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی بری مصیبت مین پڑنا اور ساری خرابیون کا سبب ہوا - اور نتیجہ برا ہوا . . . .

یہ شبہ اول سے اخر تک غلط ہے - اور کاہل آدمیون کو اوسوقت پیدا ہوتا ہے جب وہ درماندہ ہوتے ہین - وہ مآل کو نہین سمجھتے کہ اگر قوتین انسان مین اور اختیار اونکے صرف مین لانے کا جبتک نملتا تو ہم مین اور حیوانون مین - ہم مین اور درختون مین - ہم مین اور پتھرون مین فرق نہوتا -

اگر قوتین دیجاتین اور اونکا اوکسانے والا پیدا نہ کیا جاتا تو بھی انسان اور حیوان مین کچھ فرق نہوتا - عالم مین نظام نہوتا یا ایسا فرق ہوتا نہ قابل اعتداد و اعتنا ہو -

تھوڑی دیر کے لئے حیثیت دین سے قطع نظر فرماکر باعتبار دنیا افعال جوارح انسانی پر جو بوجہ عطاء قوت صدور افعال صادر ہوتے ہین توجہ فرمائے - اول تعداد کو دیکھئے - پھر اونکی [illegible] کو پھر افعال کو جو اعضاء کے ذریعہ سے صادر ہوتے ہین - کسی ایک عضو کے افعال پر خیال کو رجوع فرمائے -

بحث مقدم

سب سے مقدم آلہ کام کرنیکا ہاتھ ہے - دیکھئے - کسی ایک آدمی نے مدۃ العمر مین کتنی مرتبہ ہاتھ ہلایا ہوگا - غالباً تعداد اوسکی حصر و شمار سے افزون ہو - اِن افعال مین بعض وہ افعال ہونگے جو انسان اور حیوان مین مشترک ہین تاہم بیشتر تعداد اون افعال کی ہوگی جو انسان کے لیے مخصوص ہین - جیسے لکہنا - غلہ پیدا کرنا - کہانا تیار کرنا - اوسکا انسان کیطرح کہانا - کپڑا پیدا کرنا - کاغذ پیدا کرنا - شیشہ آلات بنانا - لوہا بنانا اور لاکہون چیزین تیار کرنا - افعال انسانی مین اب امتیاز فرمائیے کہ کتنی دفعہ ہاتھ ہلانا فعل جایز تہا - کتنی دفعہ ہاتھ ہلانا عمل ناجایز - اوسوقت غالباً شک باقی نہ رہیگا کہ عطا قوت ہاتھ انسانی ایک عجیب و غریب نعمت ہے اور شکایت کتنی غلط اور ناشکری ہے - اگر نقشجات جرائم پر توجہ مبذول فرمائے تو ظاہر ہوگا کہ اونکا حساب انسانون کے عدد پر کیا جاتا ہے یعنی مردم شماری پر - افعال انسانی پر نہین - تاہم وہ ہزاروان حصہ یا کچھ کم زیادہ ہوتے ہین - کتنے معاملات وہ ہین جو کچہریون مین نہین آتے - کتنے وہ ہین جو آتے ہین - کتنے آدمی ہین جو معہ مال و زن و فرزند صبح کو خوش و خورم اوٹھتے ہین - کتنے ہین جو چورون کے ظلم سے مبتلا فریاد و تظلم ہوتے ہین - دنیا کی وہ ترقی جو حیرت انگیز ہے کس عمل سے آئے - پس ملاحظہ فرمائے کہ یہ شبہ کا حلی کا ہے یا کسی اور چیز کا - اور غلط ہے یا نہین - اگر یہ خیال باعتبار زمین ہے جو حقیقت مین نہین ہے اور اسلیے ہے کہ اوس مین مختلف ہوگئے - کفر زیادہ ہوگیا - تو واضح رہے کہ کفر و اختلاف ملل بوجہ عقل کے ہے - عقل ایسی نعمت ہے کہ اوس سے بہتر اور کوئی

۹۸

نعمت انسان کو عطا نہین ہوئی - اوسکا شرف ظاہر ہے - اگر اتنی بڑی نعمت سے آپ اغماض
اجتناب کرنا چاہتے ہین کہ آپنے غور نہین کیا اور بدیہیات سے یعنی وجود صانع سے انکار کر دیا ہے
تو یہ قصور منعطی کا نہین - ذرا انصاف فرمائے - کیونکہ یہ کہنا اون بچّون کے خیال سے کم نہین ہے
کہ پڑھنے لکھنے کی محنت تکلیف دہ ہے اوس سے بچنا چاہئے - دین کو اگر باعتبار اعتقاد مسلمانون کے
نہ دیکھئے تو جو مسلمان نہین ہین اپنے آپکو حق پر سمجھتے ہین - اور اونکی تعداد زیادہ ہے اور اسلئے
تعداد افعال جوارح بھی زیادہ ہے - اگر باعتبار اعتقاد اسلام کے دیکھئے تو زمانہ کو باعتبار اعتقاد
اسلام کے مدتون پر منقسم فرمائے - اسلام نے قرار دیا ہے کہ زمانہ اچھے افعال کا اور عموم اسلام کا
زمانہ عموم ضلالت سے زیادہ ہوگا اور یہ بھی قرار دیا ہے کہ بعد اسلام مسلمان کا ہر فعل مسلمان کو
مستحق ثواب بناتا ہے - چنانچہ کہانا پینا - اولاد - اونکی پرورش - اور جملہ افعال جو گناہ نہون -
اوسپر اللہ تعالی کی غفاری - پس افعال زمانہ قلت اسلام اور افعال زمانہ عموم اسلام دونون کو
ملائیے اور دیکھیے کہ افعال حسن باوجود اسکے تعداد مین بہت زیادہ ہین اور جو اعتراض دلون مین
اس حکمت پر پیدا ہوتا ہے کسقدر غلط اور فضول ہے -

باعتبار دنیا ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کی مشیت انسان کو اقتصار غایت کمال پر پہونچانے کے مقتضی
ہوتی ہے - اور حاکم ارض و ما فی الارض بنانے کی - حکومت کے لئے سوائے ازضیات
اور محکوم پیدا کرنے کی ضرورت ہے - پس خیال کرنا چاہئے کہ خوف بد اعمالی حکام سے کسی کو
حاکم نہ بنانا

حاکم نہ بنانا اچہا تہا یا بنانا اچہا تہا - ضرور اچہا تہا - جو بداعمالی کرتے ہین یہان یا وہان سزا پاتے ہین -
اب دونون اعتبار یعنی دنیا اور دین کی نظر سے خیال فرمائیے - کیا آپ خیال فرما سکتے ہین کہ اس چوری کے مارے
کہ آپ زیادہ کہائینگے بہوک ندیجاتی اور وزریعہ پرورش بدن کا اور اوسکے بقاء کا آپ سے لیلیا جاتا - اسلئے
کہ چلنے پہرنے کی قوت دینے سے چوری کے لئے جانا ممکن ہوگا - یا آنکہ دینے سے نظر بد کا محل ہوگا - ہاتہ
پانون اور آنکہ ندیجاتی - اسلئے کہ نیت کسی خراب ہوگی عقل نہ ملتی - یہ قصور ان کا ہے کہ اچہی قوت کو
برے طور سے کام مین لاکر اللہ تعالی کی ناشکری کرتا ہے کیونکہ اوسنے یہ نعمتین صرف آپکو کامل بنانے کے
لئے دی ہین اور اپنی قوت سے انتہاء مرتبہ کمال پر پہونچنے کے لئے جو اسے سوچیگا برا نہ کہیگا - یہ آپ
سمجہے کہ جہان محنت نہین ہوتی کچہہ نہین ہوتا - یہی ذریعہ بڑے مراتب حاصل کرنیکا ہے مثل مشہور ہے
جہان شہید نہین بادشاہت نہین - جہان کسرت نہین پہلوان نہین - جہان ہتیار نہین سپاہی نہین -
پس اسلئے کہ شہید ہونگے اسلئے کہ محنت سے پسینہ آجائیگا تہک جائیگا ہاتہ پانون دو چار کے ٹوٹ جائینگے
کیا محنت اور طریقہ محنت کو برا کہا جا سکتا ہے یا اوسمین برائی ہے ؟ نہین ہے - اور نتیجہ بروں کے لئے برا
اچہون کے لئے اچہا ہے - زیادہ غور فرمائے کہ قلت اور کثرت ایسی چیزین نہین ہین کہ وجود اونکا
خارج مین دکہلائی دیتا ہو بلکہ یہ دونون صفتین ہین جو صرف مقابلہ سے پہچانی جاتی ہین مثلاً ایک سے دو زیادہ
ہین - ایک قلیل ہے دو کثیر - اسیطرح ایک سو کے مقابلہ مین دو سو کثیر ہین اور ایک لاکہہ کے مقابلہ
مین دو لاکہہ - اور اسیطرح - لیکن ایک سو سے ایک قلیل ہے اور ایک ارب سے ایک لاکہہ قلیل ہے - اسی

ظاہر ہے کہ ہر قلیل ممکن ہے کہ دوسری کثیر کے مقابلہ مین قلیل ہو مگر اپنے سے قلیل کے مقابلہ مین کثیر ہو۔

تاہم اب یون ہوتا ہے کہ اپنی مقیاس کی حیثیت سے اطلاق قلّت اور کثرت کا کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے

کہ بدی کثیر سمجھی جاتی ہے کیونکہ بدی کی ایسی حالت ہے جیسے مثل مشہور ہے کہ ایک مچھلی دریا کو گندہ

کر دیتی ہے۔ مگر جسقدر بدی عالم مین ہے وہ کثیر معلوم ہونی چاہئے کیونکہ نیک آدمی کو ایک بدی سے اوسقدر

تکلیف ہوتی ہے جسقدر ہزارون نیکیون سے آرام نہین ملتا میرے خیال مین یہی معنی زمانہ کی شکایت کے

ہین جہان ایک بدی سے تکلیف ہوتی ہو ہزار ہا بدی سے نیک بندون کو ایسی تکلیف ہونی چاہئے کہ چلا

اوٹھین۔ چنانچہ بدی سے نفرت کا پیدا کرنا بھی ایک ضروری امر ہے۔ تاکہ نیکی کی طرف جانے کا مادہ

پیدا ہو۔ ایک نفیس آدمی کو بیت الخلا مین بند کر دیجے جہان آدمی رفع حاجت کر چکا ہو وہ نفیس آدمی

(اگر چہ آلودہ مقام سے [illegible] بیت الخلا [illegible])

تحمل نہ کر سکیگا ~~اور وہان سے بھاگ جائیگا~~۔ الغرض دراصل یہی بات ہے نہ مناسبت سے مصارف کو

قوت ہائے انسانی کے جب دیکھیگا معلوم ہوگا کہ غلط مصرف صحیح مصرف کے بانسبت اقل قلیل تھے۔

یہہ امر بھی قابل غور ہے کہ صنائع بزرگ و حکمت ہائے سترگ مین بعض پہلو مضرت کے ہوتے ہین

اون مضرتون کے سبب سے اونکو اور اونکے موجدون کو برا نہین کہہ سکتے۔ بلکہ منفعت دیکھکر اوسکے

کمال کا اقرار کرتے ہین۔ مثالین اسکی محتاج بیان نہین ہین۔ جیسے قانون کی مضرتین بعض جگہ قانون

ذریعہ عدم انصاف کا ہوتا ہے۔ کنوان کھودنا آخر اوسمین کوئی گر پڑتا ہے۔ نہر نیا بناؤ اوسمین لوگ

ڈوب جاتے ہین۔ بند ٹوٹ جاتا ہے صدہا بیگہ کی فصل ضائع ہو جاتی ہے۔ نہر سے رطوبت بڑھ گئی

[illegible]

اور ضرر بہونچایا - ریل بنانا - ہزارون آدمی ریل نکلنے سے بیکار ہوگیا ہے جنکی بسر اوقات صرف کرایہ باربرداری

وغیرہ پر تہی - لیکن ان چیزون کو اسلیے برا نہین کہہ سکتے کہ اونکے منافع مضرتون سے بدرجہا زیادہ ہین -

۱۰ - اسپر بہی عجیب وغریب فرق یہہ ہے کہ اللہ تعالے کی حکمت خلق اور انسان کی حکمت خلق مین یہہ فرق ہے

کہ جناب ایزد متعال چونکہ ہر طرح کی قدرت رکہتا ہے اور اضداد پیدا کرکے اونمین وہ نظم جو اونکے بقا کے

لیے ضروری ہے پیدا فرماتا ہے اوسکی ذات پر اس قسم کا الزام بہی عاید نہین ہوسکتا کہ بری صنعتون مین

تہوڑے ضرر بہی ہین - اوسکے افعال جو متعلق بشر کے ضرر کے ہین وہ سزائے جرائم یا تدابیر عالم مین -

وہ جسکو چاہتا ہے ہر حال مین بچالیتا ہے - انسان جو ایسے کارہائے بزرگ کرتا ہے چونکہ تدبیر اوسکی

اوسی صنعت مین محدود ہوتی ہے ضرر کو دفع کرنا انسان کی قدرت مین نہین ہوتا اسلیے انسان

ذمہ دار بہی اسے بری نہین ہوتا ان کے مجعولات مین استحسان کثرت وقلت منافع ومضرات سے ہونا محدود ہے -

یہان مثال ذیل پر غور فرمائے - ایک شخص کو مکان بنانا ہے وہ اوسمین سب چیزین بنایگا - تہ خانہ -

بالا خانہ - دالان - شہ نشین مالخانہ - دہلیز - باورچیخانہ - آبدار خانہ - غسل خانہ - پاخانہ -

اوس شخص کو جسنے اینٹین بنائین اختیار ہے کہ جس اینٹ کو جہان چاہے لگائے - چہت مین یا

پاخانہ مین - اگر اوسکا جی چاہے خانہ باغ کے لئے تفریح کے لئے یقینا اوسے اختیار ہوگا کہ وہ سبزہ بیگانہ

کو اکہاڑ ڈالے - پہولون کے گلدستے بنائے - درختون کی شاخین اونکے خوبصورت کرنے کو کاٹ

ڈالے - پرانے درخت اکہاڑ ڈالے - پانی بہانے کے لئے دیوار و بنین روزن رکہے اس سے مقصد

اینٹوں کی حالت مین فرق ہوگا ہر اینٹ جوڑنے کے لیئے چھیلنی پڑیگی تاکہ خوبصورت شکل آسئے

بعض محراب کے لیئے کاٹی جائیگی - تو اینٹ یہ کہے کہ مالک نے کاٹنے کا فعل برا کیا اور بسوئی کو [illegible] یا معترض کو

بنا کر وہ اون ظلموں کا باعث ہوا اور بڑا ظلم کیا تو کتنا غلط ہے مالکانہ تصرف او ظلم مین کچھ فرق فرمائیگا (جو اینٹوں یا جنوں پر گذرے)

یا نہین - بعض بزرگوں نے اس مثال کو اسبات کے ثبوت مین لکہا ہے کہ نظام عالم من حیث

الکل بہتر سے بہتر ہے گویا عتبار ہر جزو کے بہتر سے بہتر نہو مجکو اس رائے سے اتفاق نہین ہے معمار عمارات

کی صنعت مین او معمار عالم کی صنعت مین جلن یہ فرق ہے کہ معمار عمارت اینٹوں کو اچھے برے

مقامات مین لگا دیتا ہے معمار عالم جب تک اجزاء عالم کو خود برا یا بہلا ہو جانے کا موقع نہین

دیتا بھلی یا بری جگہ مین نہین لگاتا - پس نظام جیسا من حیث الکل بہتر سے بہتر ہے من حیث الجزو

بہی بہتر سے بہتر ہے یہان ہر چیز وہین ہے جہان اوسے ہونا چاہئے اگر سیر گاہ ہوتی جیلخانہ ہوتا

سلطان کا کارخانہ عمارت نامکمل تہا - حقیقت میں صانع عالم کو جو یلی تشبیہ دینا جب وہ غرض
ہو سکتہ مثال نہین ہے - کم سے کم ایک شبہ سے تشبیہ دینا چاہئے تھا . . . . .

اس مثال پر بہی غور فرمائے کہ بادشاہ ہزاروں آدمی کو لڑنے اور جان دینے کے لیئے نوکر رکھتے

ہین جسکا اونکو معاوضہ دیتے ہین تعجب ہے کہ ۔۔ ۔۔ روپیہ تنخواہ جان لینے کی وجہ ہے اور جو

مالک کہ در اصل کہانے پینے کو ہر وقت دے وہ کچھ استحقاق نہ رکہے کہ جس مصلحت سے

چاہے آدمی کو لیلے - ایک اور عجیب فرق باوجود اسکے صنایع الہی مین یہ ہے کہ اوسنے یہ بہی

ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے انسان کو جب ان وقتوں مین ڈالا تہا تو اوس سے اور سب مخلوق سے پوچھ لیا تہا -

کیفیت یہ

کیلئے یہ بوجہ حکومت کا جو عقل و اختیار سے پیدا ہوتی ہے اپنے ذمہ لینا قبول نہ کیا انسان نے قبول کیا۔

پس اب تو بلا تشبیہ یہ صورت ہو گئی جیسے کوئی ادمی کسی ادمی کو نوکر رکھے اور یہ تیلا دے کہ تمکو

جان دینی ہو گی اسی سے نوکر رکھتا ہون - فرمائے کہ بعد اسکے جب کوئی شخص نوکری قبول

کرے نوکر رکھنے والا کیونکر ملزم ہوا - یہ تشبیہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ تشبیہ

صحیح نہین ہے ۔ جان دینی ہوئی ادمی کی تہی :: حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہوا -

اللہ نے عالم کو مظہر تمام عجیب و غریب قدرتون کا بنایا ہے - اگر وہ تمام

محنت ہی نہ کرتا اور بدلا ہی نہ دیتا - اوسے اختیار رہتا کہ جس چیز کو جس کام مین چاہے

لائے اب تو وہ بدلا دیتا ہے - اور باوجود اسکے کہ عالم مظہر قدرت ہے ذات ایزدی

منزہ ہی نہین ہے لایق ہزار ہزار شکر ہی نتیجہ کی برائی اوسوقت معلوم ہو گی جب

انکہ بند ہو جائیگی اور ہم اپنے مراتب بزرگ کو پائینگے - کیا یہ خیال صرف اون لوگون

کا نہین ہے جو وجود انسان کو دنیا تک محدود سمجھتے ہین - اور سخت بیخبر ہین -

اسی کے ساتھ یہ شبہہ دلمین آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ قادر مطلق ہے وہ اسطرح

پیدا کرنے کی قدرت رکھتا تھا کہ اتنی ہی برائی ہوتی - لیکن یہ غلط ہے - غلطی یہ ہے

کہ خداوند عالم کے کارخانہ مین ہر چیز موجود ہے اور اختیارات درجہ بدرجہ ہین -

اس قسم کی شکایت ہر مخلوق کی طرف سے ہو سکتی ہے - مثلاً کہہ سکتی ہے کہ مجھے

اقتدار نے کی قدرت کیون نہ دی ہوا کہہ سکتی ہے کہ مجھے سکون کیون نہ دیا۔
پانی کہہ سکتا ہے کہ مجھہ مین جلانے کی خاصیت کیون نہ ہوئی آگ کہہ سکتی ہے کہ مین
ٹھنڈے اثر کی کیون نہ پیدا کی گئی۔ جمادات کہہ سکتے ہین کہ ہم نباتات کیون نہ ہوئے
نباتات کہہ سکتے ہین کہ ہم حیوانات کیون نہ ہوئے۔ اگر سب کو راضی کیا جائے
تو یہ معنی ہونگے کہ ایک ہی چیز پیدا کیجائے۔ اوسوقت تنوع اور صنعت مختلف
کا وجود معدوم ہوگا۔ یہ صریحاً غلط ہے۔ افسوس ہے کہ آدمی کہتا ہے باوجود دیکہ اپنی
شرافت دیکہتا ہے کہ مین بلا اختیار کیون نہ پیدا کیا گیا یا میری
حالت ایسی کیون نہوئی کہ جب مین چاہتا بدی کی قابلیت
مجھسے سلب ہوجاتی یعنی میری حالت مثل حیوانات اور پیڑون
اور نباتات وجمادات کی ہوتی ....

معنی اس اعتراض کے غور کرنے سے یہ پیدا ہوتے ہین کہ محال ممکن کیا جاتا۔ اسلئے
کہ انسان کا یہ چاہنا کہ جب مین چاہتا مجھسے بدی کی قابلیت سلب ہوجاتی عین طلب
اس بات کی ہے کہ اوسکے افعال مین اختیار وجبر دونون کا جمع ہوجائین اور یہ امر ہونہین
سکتا اسلئے کہ یہ جمع بین الضدین ہے اور اجتماع ضدین محال ہے۔ اس بات مین
لوگ بہت بحث کرتے ہین کہ اللہ تعالے جل شانہٗ محال پر قادر ہے یا نہین ہمارے نزدیک

(31)

ضرور قادر ہے لیکن محال کا محال قرار دینا ایک قاعدہ ہے جو بغیر کسی سخت ضرورت
اور وجہ کے نہین توڑا جاتا اور اوسکا عموماً توڑنا اس عالم اسباب کے لئے خلاف
مصلحت ہے۔ مگر اللہ تعالے باستثناء اوس حالت کے کہ کسی کو خاص تحاتمین قدرت
دیدے اس اختیار کو اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے اگر ایسا ہو انتظام باقی نہ رہے سزائین ناممکن
ہو جائین اور حق تعالے پر الزام خلف وعدہ کا لازم آئے۔ مثلاً اگر اونٹ سوئی کے
ناکہ سے نکل جاتا تو آپ مست ہاتھی سے اپنی حفاظت کیسے کرتے۔ کیونکہ وہ روزن دیوار سے
مکان مین چلا آتا۔ اگر توجیہ ہوتا ہوا سب کو اوڑا ئے اوڑائے پہرا کرتی کوئی چیز بجائے خود
برقرار ہوتی۔ رسّی اگر گلا نہ گہونٹتی پہانسی کیسے لگتی۔ آگ نہ جلاتی تو عذاب الہی کیونکر
ہوتا۔ بس دفع ضرر اور جلب منفعت کا (برائی دور کرنے اور بہلائی حاصل کرنیکا) ان
متنوع اور متضاد اشیاء مین صرف طریقہ یہ ہے کہ مصلحت اوسکی اسباب کی مقتضی ہو کہ
محال ممکن ہو جائے۔ بڑی چیز بڑی حالت مین چہوٹی چیز سے نہ نکلے۔ پانی نشیب مین
بہے بغیر اسباب ظاہر کچہ ہو۔ ....

ہمارے علماء نے محال کو دو قسم پر منقسم فرمایا ہے۔ ایک محال عادی دوسرا محال عقلی۔
محال عادی جیسے کوئی آدمی پہاڑ کو نہین اوٹہا سکتا۔ محال عقلی جیسے ایک چیز حادث
اور قدیم دونون نہین ہو سکتی۔ دو اور دو پانچ نہین ہو سکتے۔

بیان جو یہہ مینے گذارش کیا ہے میرا یہہ مطلب ہنین ہے کہ ہمارا محال ہمارے لئے محال ہنین - مقصود یہہ ہے کہ یہہ جو کچھ ہے ہماری نظرت سے اور ہمارے لئے ہے - اور وہ وہ قاعدہ ہے جو اوس قاعدہ سے نکالا گیا ہے جسکو تمام مخلوقات اور اوسکے نظام مین جناب باری تعہ نے مرعی رکہا ہے - جب بحث اللہ تعہ کی ذات سے کیجائے کہ وہ محال بہ اعتقاد رہے یا ہنین - تو میرا اعتقاد یہہ ہے کہ اللہ تعہ مین سب قدرت ہے اسلئے کہ اگر محال عادی کے یہہ معنی لئے جاوین کہ مثلاً اللہ تعہ نے یہہ قاعدہ بنایا ہے کہ آدمی جسمین صرف اسقدر طاقت دی گئی ہے کہ وہ دو چار من بوجھہ اوٹہالے پہاڑ کو جسمین گنتی سے زیادہ وزن ہو ہنین اوٹہا سکتا جب تک آدمی کی یہی طاقت رہے پہاڑ اوٹہانا محال ہا - ضرور اللہ تعالی اس قاعدہ کو ہنین توڑتا مگر آدمی کے جثہ مین طاقت پہاڑ اوٹہانے کی دیسکتا ہے اور اگر چاہے یہہ قاعدہ بہی مقرر کرسکتا ہے کہ اسی طاقت کا آدمی پہاڑ اوٹہا لیا کرے جیسے یہہ قاعدہ مقرر ہے کہ برتن مین جو چیز ہو جب تک برتن نہ کہلے یا نہ توٹتے وہ چیز برتن سے باہر ہنین آسکتی حالانکہ ہمنے دیکہا ہے کہ باہر آگئی برتن نہ کہلا نہ توٹا - ورنہ خرق عادت اور معجزہ کیا ہو - معنی اس سب کے یہہ ہوئے کہ محال عادی صرف ہمارے لئے محال ہے خداوند عالم کی قدرت کاملہ سے ہرگز باہر ہنین ....

باقی رہا محال عقلی وہ ایسا امر ہی ہنین جو فی الحقیقۃ کوئی شے ہو سکے آپ غور کیجئے کوئی شے

~~شے ہے کہ آپ غور کیجئے~~ اشے ایک وقت مین معدوم و موجود ہو سکتی ہے حادث و قدیم
کیا ایک چیز ہو سکتی ہین واجب و ممکن کیا ایک چیز ہونگے کوئی عدد ایسا ہو سکتا ہے کہ نہ زوج ہو
نہ فرد یا کوئی معدود ایسا فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ زوج بھی ہو فرد بھی یہہ وہ باتین ہین جو عند
العقل شیئیت (کوئی چیز ہونا) کی حد سے خارج ہین انمین خود قابلیت اسکی نہین ہے کہ
قانون قدرت کے کلیون سے اونکا کچھہ تعلق ہو سکے اکثر لوگ کہا کرتے ہین خدا اپنی مثل پیدا کرنے
پر قادر ہے یا نہین لیکن اتنا نہین کرتے کہ خداوند عالم جسکو پیدا کریگا وہ مخلوق اوسکا ہوگا
وہ واجب الوجود کہان ہوگا وہ اپنے وجود و بقا مین مستغنی غیر سے کب ہوگا وہ مثل باری تعالے
جل شانہ کے کہان ہو سکتا ہے یہہ محض دہوکے کی بات ہے تہورے سے التفات سے اسکا
باطل ہونا بالکل ظاہر ہو جاتا ہے -

~~بعد~~ بعد اسکے یہہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ محدود قوتین اللہ تعالے نے کیون عنایت فرمائی ہین -
وجوہ اوسکے [illegible] ظاہر ہین - اول یہہ کہ اگر ~~نامحدود~~ نامحدود قوتین ہوتین تو سلسلہ اطاعت
بلکہ آدمی خدا ہوتا - اور سرکشی نہین - یہہ نامحدود ہونا تو قوتون با ہی متنفی ہین -
اور عبدیت کا باقی نہ رہتا ~~اور یہہ بہت سی مصلحتون سے ضروری ہے ایک اونمین سے~~
~~نیہہ کہ~~ انسان کے بہتر سے بہتر بننے کا ذریعہ خداشناسی ہے - ۲ دوسری یہہ کہ
مضرتین اوسکی قابل برداشت نہوتین یعنی انسان پہاڑون کو توڑ ڈالتا جسوقت اوسکا زمین
جی چاہتا ایسے کام کرتا جو اورون کے لئے مضر ہین - خصوصاً بقائے اضداد کو اور یہہ کوئی

پہیر جاے خود باقي نہ رہتي سارا انتظام مگڑ جاتا سو واقع مین اس سے زیادہ قوت کا

دینا بہي عالم کا باعث ہوتا ۔ تیسرے اگر قوتین نا محدود ہوتین تو ترکیب واقع

نہوتي کیونکہ اب اتني قوتین ہین جو جمع ہو سکتین قوت عقلي کے فرق پر آپ اس مثال

سے غور کیجئے کہ ہر عقل اگر برابر ہوتي مزدور مزدوري کے لئے کبہي نہ ملتے کیونکہ عقل

بتلاتي ہے کہ تہوڑي سي محنت سے بڑا نفع حاصل کرو جب ہر شخص کو عقل یہي بتلایا کرتي کیسے

ریل کي سڑک اور نہر بن سکتي کروڑون من متي اور پتہر کون ڈہوتا اور کہودتا یونون کا

زور اور خود غرضي ڈیرہ آنہ پر دن بہر کام نہ کرنے دیتے ۔ اگر یون کہئے کہ جب کام نہوتا

عقل والے بہي مزدوري کرتے جیسے اب ضرور تومین کرتے ہین تو غلط ہوگا کیونکہ بڑي

سي بڑي عقل کو لیجئے اوسکو مقیاس بنائے اب بعض عقلین زور کي اتنے بڑے بڑے

ایجاد کرتي ہین کہ لاکہون آدمي اونکي تکمیل کرتا ہے سب کے سب اتني ایجاد ین کرتے

تو سب کي تکمیل کے لئے آدمي کہان سے آتے لہذا سب معطل اور بیکار رہتین ایک بہي

پوري نہ ہوتي ۔

شبہ یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے مصنوعات کا علم کامل کیون نہین دیا ۔ اس سے

بڑي خرابي پیدا ہوئی ہے علم کا محدود رکہنا نہایت بڑي مصلحت سے ہے ۔ پہلي

یہہ ہو سکتي ہے کہ انسان کي عقل باوجود اسکے کہ بہت بڑي ہے پہر محدود ہے ۔

اتنے بڑے کارخانہ کا علم بھی اتنا بڑا ہونا چاہئے کہ عقل محدود مین نہین آسکتا۔

~~دوسری~~ وجہ یہہ ہوسکتی ہے کہ اگر علم ہر چیز کا دیدیا جاتا تو ترکیب نوع انسان کے خلاف ہوتا اور وہ حالت جو حق کو انسان اپنے قوت بازو سے ترقی کر کے حاصل ہوتا ~~اور پھر انسان کے لئے دنیا مین کوئی عمدہ کام باقی نہ رہتا~~ تیسری

وجہ یہہ ہوسکتی ہے کہ انسان اپنے بقاء کے ذرایع ایسے پیدا کرسکتا کہ جب تک چاہتا زندہ

رہتا۔ مرنا کوئی نہین چاہتا اور یہہ بہت بڑی برائی ہے کیونکہ انسان اوسوقت تک

زندہ رکھا جاتا ہے جب تک اوسکا زندہ رکھنا بہت سی مصلحتوں سے ضروری ہے۔ ایک

یہہ ہے کہ اوروں کے لئے جگہ ہو جیسکی ایک مثال بادشاہ ہیں اگر بادشاہ زندہ رہتے

تو اونکا کوئی جانشین نہوتا اور اونکے قایم مقام نفع سلطنت سے محروم رہتے سوائے

بادشاہوں کے اور مخلوق اگر ہمیشہ زندہ رہتی معنی یہہ ہوتے کہ دنیا ایک دفعہ پیدا ہو جائے

خلق کرنے کا کام جاری نرہے۔ دوسرے[۲] یہہ ہے کہ انسان امتحان گاہ مین پڑا نہ

رہے۔ ظاہر ہے کہ جیسے برے افعال کی دنیا مین قواعد کی وجہ سے سزا نہین ہوسکتی

ایسے ہی وجوہ سے جزا بھی دنیا مین بعض افعال کی خصوصاً خدا شناسی کی کافی نہین

ہوسکتی موت کے بعد جزا کا وقت شروع ہوتا ہے اور امتحانوں سے فراغ پاکر جو ایسے

سخت ہین نتایج سے منتفع ہوینگا۔ بس انسان بغیر موت کے ہمیشہ امتحان مین پڑا

رہتا یعنی تکالیف دنیا مین اور مقام امتحان مین ہی پڑا رکھنا ظلم ہے۔ تیسرے[۳] یہہ ہے

کہ ہر [illegible] کی برائی دور ہو - بعد موت اونکی سزا کا وقت شروع ہوتا ہے - برے آدمیون کا باقی رکہنا بعض وقت اس مصلحت سے ضرور ہوتا ہے کہ جب انسان اپنی قوتون کو بری طرح استعمال کر کے اپنی ذات کو شے مضر ثابت کرے تو اوسکی قوتین دوسرون کی سزا کا باعث ہوتی ہین - سزا سے آدمی دنیا مین ذلیل ہو جاتا ہے بعض سزائین اسلئے ایسی نیانی ضرور ہین کہ ذلت ہو اور آدمی اگر چہ نیک اوتبے اور افعال نیک کرنے لگے تو ذلت اوسکی آئندہ کی ترقی کے لئے بارج ہو سکین جب برون کا مجموعہ محض نکما ہو جاتا ہے تو ذلیل کیا جاتا ہے کہ وہ معدوم کر دئے جاتے ہین - اونکا معدوم کرنا بڑی ضروری چیز ہے - بعض وقت ایسی ضرورت ہوئی ہے کہ کل ایک دفعہ معدوم کر دئے گئے مثال اوسکی شہر پامپیآئی ہے - آپ دیکہئے کہ قبل ولادت حضرت عیسی علیہ السلام کے کوہ آتش فشان کے ذریعہ سے یہ شہر دفعۃً نیست و نابود کر دیا گیا تہا - اب جو آثار اوسکے نکلے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر اخلاق مین اہل شہر کے خرابی ہوئی تہی کہ فحش تصویرین حالت مخصوص کی عام راستون اور پلون پر اونہون نے لگائی تہین - اس سے قیاس کرنا چاہئے کہ اور اخلاق اہل شہر کے کتنے برے ہونگے - عجیب اضطراب و اختلاف ہوگا کوئی کسیکی نہ سنتا ہوگا ہر عیب ہنر ہوگیا ہوگا تمام مردم شماری اولاد زنا ہوگئی ہوگی اور ایسی حالت ہوگئی ہوگی کہ اصلاح نہ ہوسکتی ہو - اس حالت مین

۲ ملاحظہ فرمائے کہ موت اور بندونکا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مین رہنا اور محدود دیا جانا قوتون

اور علم کا کتنا ضروری ہے اور وقت مناسب تک ہی باقی رکھنا کتنا لابد ہے ۔۔۔۔۔۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر علم محدود نہوتا تو منجملہ اوسکے ایک علم غیب کا ہوتا ۔ علم غیب دنیا بہت

مضر ہے کیونکہ اوس سے نظم عالم باقی نہین رہ سکتا مثلاً اگر معلوم ہو جائے کہ روپیہ بعد جمع ہونے

کے لٹ جائیگا تو کوئی اوسے جمع نہ کرے ۔ جب معلوم ہوجائے کہ فلان بچہ بعد تکمیل کے بد افعال

ہو گا کوئی اوسے پرورش نکرے ایک جانب یہہ ہو دوسری جانب پر خیال فرمائے چورون کو

جب علم غیب ہو کوئی روپیہ باقی نہ رہے جسے وہ لوٹ نہ لین ۔ جو بد آدمی ہون وہ نیک

بچون کو زندہ نرہنے دین ۔ اسی طرح اگر علم غیب کی وجہ سے علم اپنی موت کا حاصل ہو جائے

تو کتنی برائی ہو ۔ ملاحظہ فرمائے کہ جس شخص کو پھانسی کا حکم سنا دیا جاتا ہے اور بے

اختیاری موت اوسکے سامنے ہوتی ہے اوسکی کیا حالت ہوتی ہے ۔ اکثر لوگ ایسے ہو جاتے

ہین کہ اون سے کوئی کام دنیا کا نہین ہوتا ۔ اگر موت کا وقت معلوم ہوتا تو وہی شخص جب معلوم

ہوتا کہ مین آج نہ مرونگا لڑائی کے لئے نکلتا شہادت اور مغلوبیت معدوم ہو جاتی جسکے بدون

بادشاہت نہ بنتی جو قوتون کے لئے روکنے کا ذریعہ حاصل ہوتا ۔ موت سے ڈر اس صورت

سے نکلگیا کہ وہی روک بہت سے جرایم اور قتل نفوس کی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اعتراض محدود ہونے علم کا ناشکری ہے اسلئے کہ ہمارے علم کی قلت باعتبار مجموع

معلوم کے ہے مگر باوجود اسکے ہمارا علم اسقدر تھوڑا ہے کہ جتنے علوم ہین ایک آدمی اونکے
حاصل کرنے پر قادر نہین ہوسکتا - چنانچہ مثال اوسکی یہہ ہے کہ لندن کے
کتب خانہ شاہی مین اسقدر کتابین ہین کہ - اگر چار سو صفحہ ایک کتاب کے ہر روز ایک آدمی پڑھے تو چالیس
برس مین بھی سب کو نہین پڑہ سکتا جو چیزین ہمسے مخفی ہین اگر اونکی خدا کی مصلحت پر غور کریں
تو اتنی بزرگ ہے کہ ہمکو ہر خدا کا شکر گذار ہونا چاہیے مثلاً اگر وباؤن کی وجہ معلوم ہو جائے
تو اونکی ایسی روک ہو سکے کہ کبھی وبا نہ آیا کرے - بظاہر یہہ اچھا معلوم ہوتا ہے مگر
حقیقت مین بُرا ہے اسلئے کہ اگر وبائین نہون ایام امن مین جیسا اس سلطنت میں
مخلوق کی تعداد اسقدر بڑھجائے کہ سامان کہانے پینے کا بہم نہ پہونچے اور جائے اسکے
وبا مین ہزار دو ہزار مرتے ہین اوسوقت سب کے سب مر جائین ہلاکت عام ہو جائے
چنانچہ اب بھی زندگی گرانی کی وجہہ سے غربا پر سخت ہے اور یہہ گرانی لازمہ مردم شمار
بڑہ جانے کا ہے جو اچھی سلطنت ہے وہ رعایا کا آرام چاہتی ہے وبا سے بچانا
اگر قادر ہوتی اتنا بچاتی کہ کوئی نہ مرتا - اسلئے بچانے کا ذریعہ سلطنت کے ہاتہ مین
دیا گیا تاکہ وہ الزام سے پاک رہے - اس بیان سے یہہ امر بھی معلوم ہوگا کہ جو
مینے گذارش کیا ایسا ہے کہ اون ترکیبون پر جو آثار سے معلوم ہوتی ہین توجہ دلانے
اصل وجوہ ممکن ہے کہ اس سے بہت بہتر ہون اور ضرور بہتر ہین -

ایک

جواب شبہ کا کہ اور تو نے عالم کو پیدا ہی کیوں

ایک شبہہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے عالم کو پیدا ہی کیون کیا - جواب اسکا یہ ہے کہ اس امر
متعلق جتنی تقریرین بیان ہوسکتی ہین خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ پیدا ہونے مین منافع ہین -
درو ہی منافع وجہ خلق کی ہوسکتے ہین - اگر خلق عالم پر قیاس کیا جائے تو یہ وجہ معلوم
ہوتی ہے کہ جہان قوت ہوگی وہ اپنا کام کریگی - ہوا مین جو قوت متحرکہ ہے وہ اپنی
رکت مین ہر وقت مصروف ہے آگ مین جو قوت ہے وہ ہر وقت اوس سے ظاہر
ہوتی ہے اور آتش پرستون کے یہان آگ ہر وقت لکڑی کو کہاتی ہے - پانی مین جو
اصیت ہے ہمیشہ اوسکا ظہور ہے - مٹی مین جو خاصیت ہے ہمیشہ اوس سے روئیدگی
وتی ہے - اسی طرح جب خداوند عالم مین قدرت خلق ہے اور مخلوقات پر نظر کرنے
ے ظاہر ہوتا ہے کہ ہے تو اوس قدرت کا ظہور بہی ضروری ہے - البتہ یہ فرق ظاہر موجود ہے
مخلوق چیزون مین جو قوتین ہین اور جنکو عنصر کہتے ہین خواہ وہ چار ہون یا زیادہ سب بسبیل
اضطرار کام کرتے ہین - یعنی ممکن نہین کہ آگ مین گرے اور جل نہ جائے - پانی مین پڑے
ور نہ جائے - جب بچون کے اعضا مین قوت آنی شروع ہوتی ہے خواہ مخواہ ہاتہ
ون کو ہلایا کرتے ہین - لیکن اوس بڑی قوت مین جو ان قوتون کی پیدا کرنے والی ہے
خوبی ہے کہ وہ اون قوتون کو اوسی وقت صرف کرتی ہے جب چاہتی ہے چنانچہ
ہم دیکھتے ہین کہ چاند - سورج - زمین اور اربع عناصر جتنے خلق ہوچکے ہین مخلوق

ہو چکے - روز روز نئے ہنین پیدا ہوتے - اگر خالق مین قدرت خلق اضطراری
ہوتی تو ہر مخلوق کے خلق کا کام یہی ہمیشہ جاری رہتا اس سے ظاہر ہے کہ اوس خالق
عالم مین روک کی یہی قوّت ہے جو مخلوق قوتون مین یعنی مجرد قوّت یا عنصر مین نہین ہے
اور یہہ دلیل اسکی ہے کہ اضطراری نہین ہے - اور جب اضطراری نہو خلق بغیر مصلحت کے
نہین ہو سکتا - [illegible] نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے جن و انس کو
اطاعت اور بندگی کے لئے پیدا کیا ہے معنی اوسکے یہہ ہین کہ اونکا کام بندگی اور اطاعت

اوپر مصلحت خلق کے

کرنا ہے - یہہ معنی نہین ہین کہ مطیع نہوتے تو وہ مطاع نہوتا[۱۳] - یہہ تو اپنے اوپر قیاس
اور غلط ہے - کیونکہ ذات خداوند عالم محتاج نہین اور یہہ احتیاج ہے - مطیعون کے ہونیسے
ہمارا رتبہ بڑھجاتا ہے - اوسکو ہماری اطاعت یا غیر اطاعت کی احتیاج نہین نہ اوسکا رتبہ
بڑھتا ہے - کیونکہ رتبہ دوسرون کے مقابلہ مین جبکے اوسقدر مطیع نہین ہین بڑھسکتا
اور انسان اقران و امثال مین وقار حاصل کرسکتا ہے - اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل نہین اور
عظمت کی انتہا نہین - الغرض حکم اطاعت وجہ خلق کی نہین ہے وہ کریم ہے اور وجہ خلق محض

بیتہ شبہ بڑا کا دہریت سے

یہہ وہی شبہ ہے جسنے لوگون کو یہہ دہوکا دیا ہے کہ دنیا ایک چیز بحال خود موجود ہے
جسکی ابتدا اور انتہا معلوم نہین اور اسلئے نہ کوئی اسکا خالق ہے نہ دنیا کے بعد کچھ
میرے نزدیک یہہ خیال اوس خرابی سے پیدا ہوتا ہے کہ جب کثرت صنایع مرا

غور کرتے کرتے عقل کی ہو کر بیکار اور ایسی حیران ہو جاتی ہے کہ بالکل تہک رہتی ہے
وسوقت وہ حیرانی خالق عالم کی طرف رجوع کرنے سے مانع ہو جاتی ہے اور آدمی
یہ خیال کرتا ہے کہ اصلی خالق انکا کوئی نہین ہے - ضرور یہہ غلط ہے اور جیسا پہلے شروع
سالہ مین بیان کیا ہے اب خوض ممنوع ہے - یہ گذارش کرتا ہون کہ کسی کارخانہ
و دیکہہ کر آپ یقین کر لیتے ہین کہ اس کارخانہ کو آدمی نے بنایا اور ساتہہ ہی اوسکے
یقین ہوتا ہے کہ بنانے والے ہین اسقدر کمال صنعت تہا جسنا اوس کارخانہ کے دیکہنے
سے آپ نے سمجہا ہے مگر کارخانہ عالم کے صنایع افسوس ہے کہ آپ دیکہہ کر یہہ خیال
رتے ہین کہ صنعتین تو بے انتہا ہین مگر صانع اونکا کوئی نہین - یا بعد بنانے کے بیدخل
ہے افسوس ہے کہ ایسے امر واضح سے غفلت ہوتی ہے اور یون خیال ہوتا ہے کہ
ایسے صنایع پر قادر ہے وہ محض علت العلل ہے مقام پر بعض صنایع کے
انہ عالم کا وجود دلیل روشن وجود اور ہمیشہ قادر مطلق ہونے واجب الوجود کے ہین بیان
یا مناسب معلوم ہوتا ہے - نے اس مقام کو بڑے زور سے لکہا ہے
ہا اوسیکا حاصل ترجمہ لکہنا کافی ہوگا -

لیہ صاحب فرماتے ہین کہ صاحبان عقل پر پوشیدہ نہین ہے کہ دین کی جڑ یہہ ہے کہ اللہ تعالی
ے موجود ہونے کا یقین کامل حاصل ہو - اہل تحقیق کے نزدیک آدمی تقلید کے ذریعہ سے

یعنی دوسرون کی پیروی سے درجہ ایمان پر نہین پہونچتا بلکہ عدم ایمان ہے - پس
اللہ تعالے جلشانہ کے وجود کا اذعان اپنی تحقیق سے ہونا چاہئے - یہہ بات ضروری ہے
کہ آدمی کی جیسی عقل ہوگی ویسی ہی اوسکی دلیلین ہونگی موٹی عقل کے لوگ موٹی باتون سے
باریک عقل کے لوگ باریک دلیلون سے سمجھینگے اس فرق سے اصل ایمان مین فرق نہین
ہوسکتا جس شخص کو تہوری سی ہی عقل ہو وہ بہی جب غور کریگا اور اس بڑے دریا مین
غوطہ ماریگا کچہہ نہ کچہہ یقین کے موتی اوسکے ہاتہہ لگین گے - اور ایمان اوسکا اللہ کے فضل سے
کامل ہوجائیگا - وجہ اسکی یہہ ہے کہ اس بات کے آثار کہ اللہ تعالے جلشانہ موجود ہے ذرہ
ذرہ پر بڑے زور سے بجلی کی مثال چمک رہے ہین اور نشانیان اللہ کے پروردگار ہونے کی
ہر مخلوق سے چند در چند کیطرح ہر وقت اور ہر حالت مین بلند اور ظاہر ہین - چنانچہ یہہ بات اُس آیہ وافی
ہدایہ سے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ ہر چیز اللہ جل شانہ کی تسبیح کرتی ہے لیکن تسبیح اوسکی تم سمجہتے نہین
ہو ظاہر ہے - چنانچہ شاعر شیرازی نے بہی کیا اچہا کہا ہے :: برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار :: سوائے اسکے اور بہی کسی نے خوب لکہا ہے کہ
شعر ہر گیاہے کہ از زمین روید :: وحدہ لاشریک لہ گوید :: چونکہ بعض لطیف نکتے
میرے ذہن مین گذرے ہین وہ اتنے ہین کہ اگر اجل مہلت دے اور اللہ کی مدد شامل ہو
تو ایک بڑی کتاب مین سمائین تاہم چونکہ بیان صرف بطریق تمہید بیان کرنا کافی معلوم ہوتا ہے
کہ بعض

کہ بعض نکات بیان کرنے پر اکتفا کرون جس شخص کو علم تشریح سے مناسبت ہے
یعني آدمي کے بدن کے حال سے اوسکو عجیب وغریب صنعتین اس آدمي کے بدن مین جو
بطور ایک طلسم کے بے معلوم ہوتي ہین - انسان کا ذکر اسلئے کیا جاتا ہے کہ وہ نوع حیوانات
مین سب سے بہتر ہے - ورنہ عجیب وغریب حکمتین ہر حیوان کے خلق مین ظاہر ہین خصوصاً
اون حیوانون کے جسم مین جنکا جثہ بہت چہوتا ہے جیسے چیونٹي اور مچھر اور اوس سے بہي چہوتے
کہ باوجود چہوتے ہونے کے اعضاء رئیسہ اور انتڑیان سب اونمین ہین - الغرض
ابتداء اللہ تعالي کي قدرت کا معائنہ نطفہ کے متعلق کرنا چاہئے کہ ایک پتلے واہي چیز سے
جسکا قوام ایکسا ہوتا ہے ایسي سخت چیزین جیسے صلب اور جیسے پٹھے کہ جن سے
برتین ان ن کے ربط ہے پیدا ہوتے ہین اور یہي سفید بوندین ہوتي ہین جنسے کالے
بچے اور گورے چٹے آدمي پیدا ہوتے ہین اور نیز متوسط صورتون کے - چنانچہ
قران مجید مین اسکي طرف اشارہ فرمایا ہے - . . . .
اگر آدمي کي انکہ غور سے دیکھے تو غذا کا ایک حال سے دوسرے حال مین ہوجانا
جسے کیلوس اور کیموس کہتے ہین ایسا امر ہے کہ بجز اللہ تعالے کي تدبیر کے اگر ہر قسم کي حرارتون
کو اکٹھا کیجئے اور یوناني حکیمون اور انگریزي ڈاکٹرون کو جمع فرمائے اور وہ ہزار ہزار
فکر اور غور کرین اور طرح طرح لگادین اور آنچین دین تو کبہي کیلوس اور کیموس

ہیں بنا سکتے ماحصل یہہ ہے کہ بہلا غذا میں سے خون تو نکال دیں حالانکہ ظاہر میں معدہ کے
اندر اتنی بہی تو گرمی نہیں ہے جتنی تنور میں ہوتی ہے اگر ہوتی تو معدہ پر ہاتہہ رکہنے سے معلوم ہوتی -

راقم اسوقت انگریزی طبیبوں کی یہہ تحقیقات ہے کہ معدے میں معدے سے ایک مادہ
پیدا ہوتا ہے جو کہانے میں جب وہ معدے کے اندر پہونچتا ہے ملجاتا ہے اور کہانے کو ہضم
کرتا ہے یعنی ایک حال سے دوسرے حال میں لے آتا ہے اس مادہ میں طبخ ہونا اس حکمت
کا منافی نہیں ہے اسلئے کہ اب بہی سرد چیزیں مانع ہضم ہوتی ہیں بس وہی مادہ
حرارت اور آتش طبخ ہے -

حکیم صاحب بچہ ماں کے پیٹ میں اسطرح رہتا ہے کہ منہ بچہ کا ماں کی پشت
کی طرف ہو تاکہ اعضاء رئیس و شریف یعنی دل اور جگر اور معدہ محفوظ رہیں اگر کوئی صدمہ
ماں کے پیٹ پر پہونچے تو بچہ کی پشت پر کہ سخت ہے پہونچے اور بچہ کو اثر اور ایذا ہو
یہ عجیب حکمت ہے یہہ حکمت اور وہ حکمت جو بچہ کے پیٹ سے باہر آنے میں ہے
ایسی عجیب و غریب ہیں کہ آدمی کے عقل سے باہر ہیں یعنی یہہ ادراک اور پہچان بچہ کو
کون دیتا ہے کہ جہاں بچہ کی بناوٹ پوری بن چکی فوراً قصد کرتا ہے کہ باہر کہلے میدان
میں نکل آئے پہر اوس سے یہہ کون بتلا دیتا ہے کہ جیسا ماں کے رحم میں تہا ویسا نہ نکل
سکونگا جب پاؤں جوڑے رہینگے تو تنگ جگہ سے نکلنا مشکل ہوگا اور اگر ہاتہہ اوپر کو

اوٹہا

اوہٹہ جائیگے تو بہی نکلنے مین دقت ہوگی بلکہ نکلنے کا احتمال ضعیف ہوجائیگا چنانچہ اگر
کبہی جیسب ظاہر بوجہ ضعف کے اور دراصل بسبب مشیت قادر مطلق کے ایسا ہوتا ہے
اکثر بچہ ہلاک ہوجاتا ہے مگروہ جسے خدا نہ چاہے بچتا نہیں۔ پس جب بچہ باہر آنیکا قصد کرتا ہے
تو کون اوسکو پہیر دیتا ہے کہ وہ اولٹ کر سر اپنا نکلنے کی طرف لے آئے تاکہ جب سر نکل آئے
تو ہاتہہ بند ہے ہوئے اور پاؤن جوڑے ہوئے نکلین کہ یہی پہیر لینا بچہ کا دردزہ کہلاتا ہے
اور جب اس حرکت سے جسکی عادت نہین ہے تکلیف ہوتی ہے ٹہر جاتا ہے - اِس
سبب سے درد ٹہر ٹہر کر آیا کرتے ہین - ٹہر کر پہیر بچہ حرکت کرتا ہے پہیر درد ہوتا ہے -
ان سب باتون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حرکتین جو بچہ اپنے ارادہ سے کرتا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ اتنی پہچان اور سمجہہ رکہتا ہے - غور کیجئے کہ بچہ کو یہہ ادراک اور سمجہہ کسنے
عطا فرمائی ہے - یہی حال پرندون کے بچون کا ہے - جہان خلقت بچہ کی تمام ہوئی
کہلے میدان مین آنے کے لئے انڈے کے چہلکے کو چونچ سے توڑ ڈالتا ہے اور نکل آتا ہے -
یہہ ادراک کہان سے آیا - یہہ تو صرف خالق عالم کے دینے سے ہوسکتا ہے -
اور فائدون اور حکمتون کو جو اعضائے ظاہر و باطن مین ہین کون پورا بیان کرسکتا ہے دیکہئے
کہ دانتون کے ہی اندر کتنی کتنی حکمتین پوشیدہ ہین یعنی چونکہ داڑہین پیسنے کے واسطے بنائی
گئی ہین سل بٹہ کی صورت مین بنائی گئی ہین تاکہ اچہی طرح پیسنا واقع ہوسکے لیکن کہلے ہالکیان

توڑنے سخت چیزون کے بنے ہین اور اسلئے گاجر کی سی شکل کے ہین تاکہ ایک سرا
اونکا نوکدار ہو اور اوس چیز مین جسکا توڑنا مقصود ہے آسانی سے گھس جائین - یہی وجہ ہے
کہ جن جانورون کی غذا گوشت ہے اورا ونکو ہڈیان زیادہ توڑنی پڑتی ہین اونکے منہ مین
کچلیے زیادہ ہوتے ہین سامنے کے دانت کہ مطلب اونکا ہوا کا روکنا ہے اور کاٹنا
دوسری چیزونکا اسلئے وہ چوڑے مثل دیوار کے اور تیز مثل تلوار کے بنائے گئے ہین -
فائدے معدے اور رحم مین خشونت پیدا کرنے کے تاکہ جن چیزونکو رکھنا چاہین پکڑ
لیا کرین- اور پھیپڑے کے جیتہ کی شکل ہونے کے تاکہ اوسکے اندر ہوا چلی جائے اور نکل
کہ وہ زندگی کے لئے لازمی ہے طبیب بہت اچھی طرح جانتا ہے - ملاحظہ فرمائے کہ
جب آدمی بیمار ہوتا ہے اور اِن فائدون مین خلل پڑجاتا ہے کیا کیا ضرر افعال مین اِن
اعضا کے پیدا ہوتے ہین - یہانتک ہر عضو مین فائدہ ہے کہ پیشانی کی لکیرین بھی بے
نہین ہین - اگر پیشانی مین چین نہ ہوتی ہمیشہ پسینہ ٹپکتا اور آنکہہ کے اندر آجاتا ا
اسکا کشتکا آنکہہ کے فعل کا ہارج ہوتا اور اوس حالت مین دیکھنا تو تکلیف ہوتی - اللہ تعا
کے فضل نے پیشانی کی چینون مین یہہ کام کیا ہے کہ پسینہ اومین جمع ہوتا رہتا ہے جب
زیادہ ہو جاتا ہے اِنسان پونچہہ ڈالتا ہے - - - - - - - - - - - - - - - -
ایک بہت باریک حکمت جو اطبا سے معلوم ہوئی یہہ ہے کہ عورتون مین رحم جب

صرف بچہ پیدا کرنا ہے ابتداء عمر مین مقدار معین سے بہت ہی چہوتا ہوتا ہے فائدہ
اوسکا یہہ ہے کہ بچپنے مین جو مادہ اس عضو کے بڑہانے مین صرف ہوتا بیکار صرف ہوتا
بلکہ اوسکا حصہ بہی دوسرے اعضا کے بڑہانے مین صرف کیا جاتا ہے اور جب بدن
قریب حد کمال کے پہونچتا ہے اور اوسکے کام مین آنے کا وقت آتا ہے چونکہ اور اعضا
کو اسقدر احتیاج بڑہنے کی نہین رہتی اسلئے جلدی سے اوسمین نمو آجاتا ہے اور بڑا
مادہ بڑہنے کا اوسمین صرف ہوتا ہے ۔ ....

راقم مین کہتا ہون کہ چہاتیون کی یہہ حالت ہر شخص نے دیکہی ہے ۔ اگر رحم پہلے سے
بڑہ جاتا تو بلوغ اس سے پہلے ہو جاتا ۔ بلوغ کے دیر مین ہونیکا نفع یہہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا
انسان ممکن تہا کہ بچپنے سے ہی چہوٹے ہونے لگتے ....

پہر حکیم صاحب فرماتے ہین کہ اون بہت سی دلیلون مین سے جو اللہ تعالے کی
کمال قدرت اور کمال صنعت کی ہیانتک کہ اس بات کی کہ قدرت کی انتہا نہین ہے ایک
دلیل آدمیونکی صورت کا فرق ہے ۔ یہہ عجیب و غریب بات ہے کہ تمام اعضا آدمیون کے
خاص طول و عرض کے ہوتے ہین اونمین سے ایک چہرہ ہے کہ عرض اوسکا بہت ہی چہوٹا
ہوتا ہے کروڑون آدمی ہر زمانہ مین موجود ہوتے ہین لیکن صورتون مین اسقدر فرق ہوتا ہے
کہ ایسی مشابہت کہ تہوڑا سا بہی شبہہ پہچان مین ہو نہین ہوتی ۔ باوجود اسکے کوئی عضو

~~بہت~~ پیدا ہونا ... ہتے نہین ہوتا کہ حد سے باہر نکل جائے - قیاس عقلی چاہتا ہے کہ اگر دو آدمیون کی صورتین ایک سی ہون تو بہائیون کی صورتین جو ایک ماں اور باپ سے پیدا ہون اور ایک ہی ملک مین رہتے ہون اور ایک ہی غذا کہاتے ہون ضرور ایک سی ہون ~~الا~~ اگر کوئی نجومیون کی تقلید کرے اور سمجہے کہ جو بچہ اوس ایک وقت مین پیدا ہو جب ستارون کا جوڑ ایک ہے تو وہ دونون ایک صورت کے ہونے چاہئین مگر نہین ہوتے یہانتک کہ جوڑوان بچے کہ جنکا نطفہ ایک وقت مین قرار پاتا ہے اونمین بہی فرق ہوتا ہے اگر مشابہت بہی ہوئی تو ایسی نہین ہوتی کہ پہچان مین نہ آسئے ظن قریب بہ یقین یہہ ہے کہ جب سے حضرت آدم علیہ السلام کے اولاد پیدا ہونی شروع ہوئی ہے باوجود فرق زمانہ کے دو آدمی بہی ایک صورت کے پیدا نہین ہوئے - اس بات کی تائید کہ شکلون کے اختلاف کی کوئی حد نہین اسبات سے ہوتی ہے کہ جب ہم پرانی تصویرین دیکہتے ہین کوئی تصویر ایک دوسرے کی مثال ایسی نہین ہوئی کہ ایک کی صورت دوسرے سے جدا ہو - - - - - - - - - - -

راقم صورت ہی جدا نہین ہوتی ہر عضو مین باریک فرق ہوتا ہے چنانچہ ہاتہ کی لکیرون مین سے انگوٹہی کا نشان زمانہ حال مین لیا جاتا ہے اور جو نسنتہ ہزار آدمی کا ایک دوسرے سے اتبک نہین ملا نہ امید ہے کہ کبہی ملیگا - جل شانہٗ - اگر خلقت کا ذریعہ محض ~~[illegible]~~ نیچر ہوتے یہہ فرق کون اور کیون ~~کرتا~~ ہوتا - - - - - - - - - - - -

ہرجا عجب

پہر حکیم صاحب فرماتے ہین اسی طرح سے اور قریب اسکے آوازونکا فرق ہے - کہ وہی گلا جسکا عرض اور شکل ایک طرح کے ہوتے ہیں ایک طرح سے ہوا پر اثر پہونچاکر آواز پیدا کرتے ہین تاہم آواز ایک آدمی کی دوسرے آدمی کی آواز سے جدا ہوتی ہے یہانتک کہ جب ملاقات ہوجائے اور باتین ہوتی رہین گو تہوڑے دن ہون ایک آدمی سے دوسرے آدمی کی آواز اسطرح پہچانی جاتی ہے کہ غلطی کم ہوتی ہے - پس اگر سارے عالم کے حکیم اگلے پچہلے جمع ہون اور عمرین غور اور فکر کرنے مین صرف کردین تو کوئی سبب اسکا سوا اسکے نہین نکلیگا کہ اگر شکلونمین ایسی مشابہت ہوتی کہ ایک سے دوسرا نہ پہچانا جاتا انتظام عالم کا برہم ہوتا اوس سے بڑے بڑے فساد پیدا ہو جاتے چونکہ مشابہت آوازون کے ساتہہ ساتہہ مشابہت شکلون کی ہے پس حکیم مطلق نے اپنی قدرت کاملہ سے اتنے آدمیون مین کہ سارے عدد انکے گننے کے لئے کافی نہین ہین صورتون اور آوازون مین فرق پیدا کیا ہے لیکن جتنی برائیان صورتون کی مشابہت مین زیادہ تہین اور بہ نسبت اوسکے مشابہت آوازمین کم تہین آوازون مین مشابہت کا تفرقہ بہ نسبت صورت کے تفرقہ کے کم رکہا ہے - یہانتک کہ بہایم اور طیور مین بہی بخیال ضرر صورتون کا فرق کیا ہے - حکیم لوگ یعنی فلسفی جو ان امور کو طبیعت کی طرف منسوب کرتے ہین (جسکا نام آجکل نیچر رکہہ لیا ہے) اور خداوند عالم کو اسکا مدبر نہین جانتے اگر یہان ذکر کرنا سرسری

طور پر منظور ہوتا تو تفصیل سے بیان کیا جاتا کہ کیا غلطی انکے فہموں میں ہے - کیونکہ یہہ بات
بہت عجیب ہے کہ اسکا اقرار کرتے ہیں کہ طبیعت جو کچھہ کرتی ہے اللہ کے حکم سے کرتی ہے :-
کاش وہ لوگ اس بے فائدہ توسط کو یعنی طبیعت کے اوٹھا دیتے ....
اسی طرح عجیب صنعت خطوں کے فرق میں معلوم ہوتی ہے یعنی آدمیوں کے لکھنے میں -
دو آدمیوں کا خط بہی ایک دوسرے کے مشابہہ نہیں ہوتا - وہ خط انسان جسکی مشق کرتا ہے
دوسری چیز ہے - ہمارا مطلب اوس خط سے ہے کہ بعد سیکہنے کے جب لکہنا آجاتا ہے
اور آدمی لکہتا ہے - اوسکی مصلحتیں اوسیطرح کی ہیں جیسی ابہی بیان کی گئیں - یہہ خاصہ
بہی اللہ کے قلم نے انسان میں لکہا ہے یعنی ایجاد فرمایا ہے ....
اسی طرح سے وہ قوت کاریگری کی ہے جو اللہ تعالےٰ نے چہوٹے چہوٹے پرندوں میں
پیدا فرمائی ہے - جیسے شہد کی مکہی اور بیا اگر تمام عالم کے ریاضی دان صناع اور کاریگر
متفق ہوکر ایک دوسرے کی مدد کریں تو شہد کا چہتہ اور بیے کی جہونجہہ نہ بنا سکیں گے -
• بعض جانور ایسے ہیں کہ جو گہر نہیں بناتے اور اونکے انڈے دینے کا وقت مخصوص ہوتا ہے
جب وہ وقت آتا ہے گہونسلا بنا لیتے ہیں - جیسے چیل کوے - ظاہر اور بدیہی ہے کہ
سوای الہام مدبر کائنات کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے جس سے اونکو علم اس بات کا
ہو کہ اب وقت انڈے دینے کا ہے اور بچے نکالنے کا اونکے لئے مکان بنانا چاہئے -
یہانتک کہ وہ

یہانتک کہ وہ جانور جنکو پالتے ہین اونمین بہی یہہ حالت ہوتی ہے کہ جب انڈے دینے

کا وقت آتا ہے تو نرم چیزین چونچ سے چن کر کابک مین رکہہ لیتے ہین اور ایک نرم

بچہونا بنا لیتے ہین ضرور یہہ چیزین علم الہامی سے ہین چنانچہ شیخ رئیس یعنی بوعلی

سینا نے شفا کے کتاب النفس مین علم کو تین قسمون پر منقسم کیا ہے - کسبیات[1]

- تجربیات[2] - الہامیات[3] اور مثالین الہامیات کی اسطرح پر دی ہین کہ جیسی ہمنے

بیان کی ہین - مثلاً بہاگنا بکری کا بہیڑیے سے بغیر اسکے کہ اوسے پہلے کبہی دیکہا ہی

ہو یا اوس سے کوئی ضرر اوٹہایا ہو - یا بچے کا پیدا ہوتے ہی دودہ پینے لگنا اور جبتک

طاقت پوری ہو اور کہڑا ہونا سیکہے بچے کا ستون یا تخت کو جو لپہ اوسکے پاس ہو پکڑ لینا -

پس ظاہر ہے کہ یہہ حرکات ارادی ہونیاں کے تابع مین بدون اسباب کے کہ اونکو پہلے

سے جانتا ہو اور خیال کرسکتا ہو سوائے الہام کے کہان سے آسکتی ہین - ....

راقم الہام خاصۂ طبیعت نہین ہو سکتا ورنہ عام ہوتا یعنی بکری کا بچہ بہیڑیے ہی سے

نڈر اکرتا اپنے ہر دشمن سے ایک سا ڈراکرتا ....

حکیم صاحب - اسیطرح وہ بہت سے جانور ہین جنکا جوڑا ایک نہین ہوتا اور نر بچے

کی تربیت مین شریک نہین ہوتا - جیسے مرغ - بط - اللہ تعالےٰ اونکے بچے مین یہہ طاقت

دیتا ہے کہ بچے نے جہان انڈا توڑا اور باہر نکلا اوسیوقت دانہ چنے اور کہانے لگا اگر

ایسا ہوتا فقط مادہ سے تربیت نہ ہوسکتی - حکمت اسکی یہہ ہے کہ اس ترکیب ولادت
سے جانور بہت سے بچے اور انڈے دے سکتا ہے - اونکے جسم پر اتنے بال وپر
موجود ہوتے ہین کہ جو اوسوقت کے ڈھکنے اور محفوظ رکہنے کے لئے ضروری ہین کیونکہ
دوسرے جانوروں کی طرح اوسکا محافظ کوئی نہین ہوتا چنانچہ اون جانورون مین جنمین
نر اور مادہ دونون بچے کی تربیت مین مصروف ہوتے ہین - ہم دیکھتے ہین کہ اونکے بچے ایسے
پیدا ہوتے ہین کہ خود اونمین حرکت کرنے کی طاقت نہین ہوتی - نر اور مادہ اپنے پوٹہ سے
نکال کر اونکو کہلاتے ہین اور وہ اکثر دوہی انڈے دیتے ہین اونکے بچون پر پر نہین ہوتے
لیکن وہان بہی گوشت پر جلد اتنی مضبوط ڈہکی ہوتی ہے کہ تنکون کا چبھنا جو اونکے نیچے بچھا ہے
اوس جلد کو زخمی نہ کرے - ....

اسیطرح اون جانورون مین جنکا جوڑا معین ہے یعنی مادہ سوا اپنے نر کے دوسرے
سے جفتی نہین کہاتی یہہ مادہ بہی تعجب انگیز ہے - چنانچہ کنجشک کی جب مادہ مرجاتی
ہے تو وہ دوسری چڑیا کر لاتا ہے بچے تماشا دیکہنے کے لئے چڑیا کو پکڑ کر چہپا دیتے ہین نر
تہوڑی دیر مین دوسری چڑیا کر لاتا ہے - جب مادہ آگئی بچے پکڑی ہوی چڑیا کو چہوڑ دیتے
ہین اوسوقت چڑیون چڑیون مین لڑائی ہوتی ہے چڑا کچھہ دخل نہین دیتا اور دوسری
چڑیا تہوڑی دیر کے بعد بہاگ جاتی ہے - اس کہیل مین اللہ کی عجب حکمت معلوم ہوتی ہے
کہ اس نے

کہ اس نرکو اتنی جلد کہانسے مادہ ملجاتی ہے پہر اوس مادہ کو کیسے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس نر کے پاس مادہ نہین ہے اور اس دوسری مادہ کو کہان سے علم ہوجاتا ہے کہ پہلی مادہ کا استحقاق مجہسے زیادہ ہے اور چپ چاپ چلی جاتی ہے - الغرض ظاہر ہے کہ یہ سب الہام اللہ تعالی کا ہے ان سب افعال ارادی کو فلاسفہ طبیعت کی طرف منسوب نہین کرتے -

چرند اور پرند ہر چند مکلف نہین ہین تاہم منافذ طیور کے کہ اونمین بسبب چہوٹے ہونے جثہ کے اور نیز بسبب تنوع کے کہ وہ بہی دلیل بسط قدرت کی ہے ایک ہوتے ہین چرندون کے دو ہوتے ہین لیکن دونون مستور رہتے ہین وہ یہ ونمین یہہ کہال مین جو آلہ تناسل کہال کے اندر ہوتے ہین اونپر جلد نہین ہوتی ورنہ فضول ہوتے فضول کو صنایع حکیم مین ہرگز مداخلت نہین - باوجود انکے وہ لحم محض بہی نہین ہوتے بخلاف انسان کے کہ ستر اوسکا محض متعلق عقل کے ہے اوسمین غلاف پیدا کرنا فضول ہوتا - اگر جلد نہوتی ہمیشہ متاذی ہوتا - باوجود اسکے جلد باریک اور ذکی الحس دی گئی ہے تاکہ مانع تلذذ نہو - - - - - - -

نقل

یہنے ایک عجیب تماشا اپنی آنکہہ سے دیکہا کہ سوچنے والی نظر ہی اوسکی وجہ دریافت کرنے سے حیران تہی وہ یہہ تہا کہ چرھتی جوانی کے دنونمین حبیب میرے بزرگ جو آسودہ حال تہے لیکن اون دنونمین تنگدست ہوگئے تہے نواب سعادت علیخان مرحوم کے دربار مین کہ مین اونکے ساتہہ تہا حاضر ہوئے - نواب صاحب مرحوم نے ایک ہاتہی کا بچہ جو مادہ تہا لوگون کے

دکھلانے کے لئے منگایا اوس بچہ کے پاخانہ کا راستہ نہ تہا فقط پیشاب کا راستہ تہا۔

وہ بچہ جب اوسے سوائے پینے والی چیزون کے دوسری چیز کہانے کو دیجاتی تہی جیسے گنا

یا روٹی اون سب کو وہ بچہ خوب چباتا تہا اور چبا چبا کر عرق چوس لیتا تہا اور باقی کو اسطرح

گرا دیتا تہا جیسے ارہ کے دونو طرف ہوکر برادہ نکلتا ہے بلکہ برادہ سے بہی زیادہ باریک

کر کے گراتا تہا اس حال کو جتنے وہان سو دو سو آدمی حاضر تہے سب نے دیکہا ہے اب فرمائے

کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہہ غامض اور راک اور بڑی پوری سمجہہ اوسے کیونکر نصیب ہوئی کسنے

تبلایا کہ اگر مین موٹی چیزین کہا جاونگا تو کہانے سے نکلینگی وہ راستہ نہین ہے۔ اسلئے صرف

پینے والی چیزین کہانی چاہئین تاکہ فضلہ اوسکا پیشاب کے راستہ سے نکلجائے۔ عام ہاتہون

مین جو طبیعت اور عقل حیوانی ہے اوسکا مقتضا یہہ نہین ہے۔ ایک فرد کی طبیعت کو افعال

ارادی نہین کہہ سکتے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسی طرح نباتات کے پیدا کرنے مین بہی عجیب طرح کی صنعت الہی ظاہر ہوتی ہے چنانچہ

کتاب شفا کے عنصریات ملاحظہ فرمائے اسی ایک نکتہ مین جو بیان کیا جاتا ہے ہزارون

طرح کی اللہ تعالے جلشانہٗ کی صنعت ظاہر ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائے کہ بیج کتنے چہوٹے

ہوتے ہین اور اوسے درخت کتنے بڑے بڑے پیدا ہوتے ہین بڑہنے کا مادہ تو سب کو معلوم

ہے کہ یہی پانی اور مٹی ہے اور پانی اور مٹی کا مزا ایکسا ہے باوجود اسکے کیسے کیسے

میٹھے پہل جیسے انگور اور کیلا اور انجیر اور انبہ اور رطب اور کہٹے جیسے لیموں و املی ۔ پیدا ہوتے ہین ۔ غور کیجئے کہ یہہ اختلاف مزون کا کہان سے آتا ہے ۔ یہہ بہی تو نہین ہے کہ جو مزا بیج کا ہو وہی پہل کا ہو بلکہ اکثر بیج کا مزا پہل کے مزے سے خلاف ہوتا ہے ۔ چنانچہ یہہ امر اون درختون سے جنکی شاخ لگائی جاتی ہے اور درخت پیدا ہوتا ہے بہت ظاہر ہے ۔ حاصل کلام یہہ ہے کہ جس شخص نے یہہ بات کہی ہے کہ اللہ تعالے کے موجود ہونے کا علم اور اوسکا جان لینا فطرت نوع انسان کی ہے یعنی جیسے بکری کی فطرت بہیڑیے سے ڈرنا ہے وہی فطرت اللہ تعالے کے وجود کو پہچنوا دیتی ہے نہایت درست اور صحیح ہے ۔ راقم حروف کے نزدیک جو انکار کیا جاتا ہے وہ فطرت کا انکار ہے اور اس سبب سے پیدا ہوتا ہے کہ آدمی بعض وقت ایسا اسباب مین مبتلا ہوتا ہے کہ سبب کے سبب سے غفلت ہوجاتی ہے ۔ مثال اوسکی یہہ ہے کہ جیسے بکری مین بہیڑیے کی نفرت ہے اسی طرح انسان مین شیر کی ہے لیکن تماشا کرنے والون کو آپ نے دیکہا ہوگا کہ آدمی شیر سے کشتی لڑتے ہین اور اونکے ساتہہ کہیلتے ہین اور نفرت طبیعی و فطری جاتی رہتی ہے یہانتک کہ بلی اور کبوتر ایک جگہ رہتے ہین ہرن آدمیون سے مانوس ہوجاتے ہین ایک دوسرے کی نفرت جاتی رہتی ہے ۔ لیکن جیسا یہہ مثالین فطرت کے قاعدے کو حقیقت مین نہین توڑتین بلکہ وہ بہی اسباب خارجی کے ذریعہ سے ایک بات پیدا ہوتی ہے ۔ اسی طرح بعض آدمیونکا

وجود خالق کو نہ ماننا فطرت کے قاعدے کو معدوم نہین کرتا - بلکہ اسباب کی فکر مین پڑ جانے
سے اوس فطری مادہ پر پردہ پڑ جاتا ہے جیسے شیر اور ہرن اور بکری پر مانوس کرنے سے
پڑ جاتا ہے - - - - - - - - - - - - - - - - -

پہر حکیم .... اسمعیل خان صاحب فرماتے ہین - اس بات کی دلیل کہ علم اللہ تعالےٰ کے وجود
کا فطری ہے ایک حال گونگے لوگون کا ہے - گو انکا چونکہ سن نہین سکتا علوم عقلیہ حاصل نہین
کرسکتا لیکن اگر اوس سے ہی اشارہ سے پوچہے کہ یہہ سب چیزین کسنے بنائی ہین تو وہ یہی ایسا
جواب دیگا جس سے ظن قریب بہ یقین ایسا حاصل ہوگا کہ وہ بہی اللہ تعالیٰ کے وجود کو جانتا ہے
مثلاً اوپر کو آنکہہ اوٹہایگا اور ایک اونگلی سے اشارہ اللہ تعالےٰ کی وحدت کا کریگا - یہانتک
کہ بعضے اہل اوراک کا قول یہہ ہے کہ علاوہ اون چیزون کے جو آسمانی کتابون مین لکہے ہین
بعضے آثار سے بہی ظاہر ہوتا ہے کہ چوپایون اور جانورون کو بہی اللہ تعالےٰ کے وجود کا ادراک
حاصل ہے چنانچہ مینے ایک تاریخ مین دیکہا ہے کہ ایک سال ایران کے ملک مین ایسا قحط
ہوا کہ گہاس کا تنکا بہی جنگل مین دیکہنے کو باقی نرہا تو سارے وحشی مثل ہرنون وغیرہ کے
بڑی بیچارگی کی نگاہ سے آسمان کیطرف دیکہا کرتے تہے یہانتک کہ پانی برسنے لگا اور اسکا
کچہہ تعجب نہین ہے -

سید کرار حسین راقم کے بہتیجے ہین - اللہ اونکو خوش رکہے - اونہون نے جب یہہ

مضمون دیکہا

مقام دیکھا تو فرمایا کہ یہہ تماشہ جسکو حکیم صاحب نے کسی تاریخ مین لکھا دیکھا خود دیکھا ہے -

اور اسقدر مشہور ہوگیا ہے کہ زبان زد خواص و عام کہنا چاہئے وہ یہہ تھا کہ ضلع جالون مین جب ۱۸۶۸ع

مین سخت قحط ہوا تو پانی نایاب ہوگیا - تالاب خشک ہو گئے - کنوئین سوکھ گئے - اور وہ گہرے ہی ہین -

ندیان ضلع کی اسر حد پر ہین باقی بہنے والی ندیان اندر ضلع کے نہین ہین - ۰۰ میل تقریباً ضلع کا

عرض ہے - آبادی کم ہے دیہات کی ابادی کے مقام تہوڑے ہین اور دور دور واقع ہین صحرائی جانور

مثل ہرن و نیل گائے وہان بکثرت ہین - جب ان جانورون کو پانی نملا تو اونپر یہہ حالت گذرتی تھی کہ ابادی کے

پاس اجاتے تھے - آبادی مین جب آدمی دیکھتے تھے جان کا خوف ہوتا تھا - اسلئے غول کے غول آبادی کے

پاس کھڑے ہو جاتے تھے - گویا کہ آدمیون سے طلب آب کرتے ہین - اور جب آدمی ندیتے تھے تو برابر

اسمان کیطرف دیکھتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے سوال آب کرتے ہین جب یہہ جانور ڈرتے ہین اسمان کیطرف نہین دیکھا کرتے

راقم الغرض اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند عالم موجود ہے اور دنیا کی ساری تدبیرین ہر وقت

اللہ جل شانہ کے ہاتھ مین ہین اور جتنے کمالات خیال مین اسکتے ہین سب اور اوسے بہت زیادہ علم مین

موجود ہین طبیعت اور نیچر کو خالق ماننا غلط ہے - اصل امر یہہ ہے کہ یہہ سوچنا کہ اوس مالک نے ہمکو

اور عالم کو کیون پیدا فرمایا ابتدا سے غلط ہے - اوسکی مصلحت صحیح وہی جانتا ہے جسنے پیدا کیا

ہمکو صرف اپنے مصالح پر نظر کرنی چاہئے - اگر اپنے مصالح کے اعتبار سے نظر کیجائے تو روشن ہے کہ ہمپر حد

زیادہ مہربانی اور کرم فرمایا ہے جو ہمکو پیدا کیا - اور اختیار دیکر اشرف المخلوقات بنایا - جناب ایزد متعال نے

وجہ خلق عالم کی ارشاد نہیں فرمائی - صرف یہہ فرمایا ہے کہ ہمنے عالم کو کھیل کے طور پر نہیں بنایا -
میری نظر میں معنی اوسکے یہہ ہیں کہ بڑی حکمت کے ساتھہ بنایا ہے جو بیان نہیں کیجاتی جب وہ بیان
نہیں کیجاتی - کیونکہ مصلحت نہیں - تو وجہ اختیار حکمت بھی نہیں بیان کیجاتی - البتہ ہمکو جان لینا چاہئے
ہم جب وہ کام کرتا اختیار کرے جس میں حکمت ہے تو اختیار کرلیگا ایک وجہ حکیم کا حکیم ہونا بھی ہے - زیادہ اسکی وجہ
ڈہونڈنے کی ہمکو ضرورت نہیں - واللہ اعلم عند اللہ

ایک شبہہ یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے اپنی ذات کے پہچاننے کے اسباب اس سے زیادہ ظاہر
کیوں نہیں بنائے تاکہ گمراہی اور اختلاف ہوتا - ... اسکے بہت ہیں - اول تو یہہ امر ہے
کہ سب سے بڑا ذریعہ یہہ ہوتا کہ وہ دکھلائی دیتا دیکھنا اللہ تعالے کا سر کی آنکھوں سے ناممکن ہے
اسلئے کہ اسکے لئے بحسب ظاہر ناظر و منظور مجسم ہونے چاہئیں میری غرض بیان جہت رویت سے
نہیں ہے مطلب یہہ کہ چشم سر سے رویت ناممکن ہے - بہ بندگان آفرینندہ را بہ بینی مرنجان و بندہ را -
کیونکہ اوس جناب مقدس کے انوار ذات کی بہ نسبت یہہ خیال ہے کہ آدمی باوجود اسقدر قوت کے اوسکو اگر دیکھتا
باقی نہ رہتا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک نور دیکھا بیہوش ہوکر گر پڑتے تھے - یہانتک بعض علماء نے لکہا ہے کہ
اگر جناب امیر المومنین معروف نہوجاتے تو انوار معرفت اوس جناب سے اسقدر ظاہر ہوتے کہ سینے لوگوں کے اونکا تحمل نہ کرسکتے اور
پھٹ جاتے - پس جب انوار معرفت کا یہہ اثر ہو رویت انوار ذات مقدس الہی انسان کو باقی نہیں رکہ سکتی - ثانیاً یہہ امر ہے کہ اسکی ہی
خدا اور اوسکی شناخت کے اتنے بہت ہیں کہ میرے نزدیک ظاہر سے ظاہر ہیں - نور پر نور اوس مقدار میں ہیں جو اس نظم عالم کو باقی رکھنے کے لئے

اور باقی

15

پورنی کافی ہین - تاہم اگر اس سے بہی زیادہ ظہور ہوتا ہدایت اور غیر ہدایت ابھری ہوجاتا اور پہر اختیار باقی نرہتا - اختیار کے لئے اس طریقہ کا اختیار کرنا ضروری ہے - مین جہانتک خیال کرتا ہون یہہ امر پاتا ہون کہ صراط مستقیم جسپر تمسک کا حکم ہے علاوہ اوسکی لحاظ ایسی ہے جیسے امتحان کے سوال ہوتے ہین مثال اوسکی یہہ ہے - سوال - تیتر - تیتر - تیتر - تیتر کے آگے تیتر - تیتر کے پیچہے تیتر - تیتر کے آگے دو تیتر - تیتر کے پیچہے تیتر - بتلاو کتنے تیتر تہے جواب تین تہے - اس سوال مین تین ہونا تیتر کا ظاہر ہے مگر بیان اوسکا اسطرح کیا ہے کہ وہ ایک سوال ہوگیا - بظاہر اوسمین خفا ہے حقیقت مین ذرا بہی خفا نہین ہے جو بیان کیا گیا ایک اصول مہتم بالشان ہے کہ اسکو یاد رکہنے کے بعد اگر تحقیق دین حق فرمائیگا دہوکا نہوگا -

باب ۴۰

آیات وتکا
متعلق تجہ
اختیار ان

اونمیت اون آیات قرآنی کی جو متعلق ... مین
اونمیزان نجات کا جو قاعدہ پڑہکر شخص ظاہر ہوتا ہے او
بعض اعتراضات کے جواب

خلاصہ
جواتبک

اسوقت تک جو کچہہ مینے بیان کیا خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم نوالہ موجود ہے - اوسنے جو کچہہ پیدا فرمایا ہے تہوڑا نہین بہت پیدا کیا ہے - اوسکی مخلوقات مین بہت ہی قوت اور نفع ہے - ہر چیز کا جدا نفع اسقدر تہرتا ہے کہ چیزین ایک دوسرے کی ضد ہوگئی ہین - اضداد کو ملاکر پہر اور مخلوق پیدا کی ہے اور کام لیا ہے - منجملہ اون مخلوقات کے جنکو اضداد سے بنایا ہے ایک انسان ہے - اس مخلوق مین عجیب عجیب قوتین

جسمانی اور عقلی عطا کی ہین اور قوتون کے یکجا کرنے اور بڑہانے کی قوت دی ہے جو بات اور کسی مخلوق

مین نہین ہے انسان اشرف المخلوقات ہے اور جیسے خلقت انسان کی اضداد کی ترکیب سے ہوئی ہے بڑہنا

قوت انسانی کا بہی اور حد کمال پر پہونچنا استعمال اضداد سے ہوتا ہے یعنی استعمال اضداد و روک قوت کی بہی ہے

اور بہت طریقے روک کے اللہ نے بنائے ہین کہ وہ بہی ضروری ہین وہ اضداد جنکا استعمال قوت انسانی کو بڑہاتا ہے،

اور قوت بڑہ جاتی ہے تو پہر بہی قوت مین ترقی کرنے کے لئے گنجایش باقی رہتی ہے اوسوقت جو اضداد

استعمال ہوتے ہین وہ ایسے قوی ضد ہوتے ہین جنکو غیر جنس کہتے ہین - انسان مین قوت عقلی سب سے بہتر قوت ہے

جو باعث شرف انسان ہے، اور اوس بہتر قوت کا ضد غیر جنس شیطان ہے - ترکیبون مین باریکیان ہوتی

ہین - بہت سی باریکیون پر خیال کرنے سے یہہ طریقہ ایجاد سب سے بہتر ثابت ہوتا ہے کوئی بُرائی نہین -

بدی اور برائی کیا ہے - غلط استعمال اضداد کا، اور وہ انسان کی ذات تک محدود ہے - اللہ تعالی کی ذات کے لئے

نہ کوئی ضد ہے نہ برائی ہے - اوسکا جواز نقصان مخلوق تصرف مالکانہ اور لازمہ مخلوقیت ہے برائی نہین ہے،

عقل و روح کا ضد جو شیطان ہے وہ ایک باریک مکر اعلی سے اعلی درجہ کی ترکیب انسان کو واقضائے

غایت کمال پر پہونچانے کی ہے - اور وہ الیسے تیرے کام ہونگی اگر وہ نہوتی انسان فرشتون سے بہتر نہو سکتا -

یہہ وجہ خلق شیطان کی ہماری سمجہہ مین آنیکے قابل ہے اور ایسے جسمین دراصل تمسک آیات و احادیث

نہین ہے - چونکہ وجود شیطان کا اور نوعیت اوسکے قوت کی ارشاد الہی سے ظاہر ہوئی لازم آتا ہے کہ وہ اکثر آیات بہی قرآنی جو

ذکر کیجائین جسمین بیان شیطان کا ہے - اور اونکے نکات بہی بیان کئے جائین ~~[illegible]~~ اور یہہ بہی مناسب معلوم ہوتا ہے،

کہ جسطرح نظام عالم کے متعلق اعتراضات لوگون کے دلونین ~~[illegible]~~ پیدا ہو گئے ہین وہ اعتراضات بہی جو قریب

اونہین شبہات کے ہین مگر نظر بمعنا مین آیات ~~[illegible]~~ پیدا ہوتے ہین بیان کئے جائین [illegible]

[illegible]

~~[illegible]~~

پارہ اول سورہ بقر

رکوع سوم

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا

مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ

اَنْۢبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ

اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ وَ

اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا

حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ

عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ

فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ

فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا

يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ٥

ترجمہ اور (اے پیغمبر) لوگون سے اُسوقت کا تذکرہ کرو جب تمہارے پروردگار نے

فرشتون سے کہا کہ مین زمین میں اپنا ایک نایب بنانے والا ہون (تو فرشتے) بولے کیا

تو زمین مین ایسے شخص کو (نایب) بناتا ہے جو اوسمین فساد پھیلائے اور خون ریزیان کرے۔

(اور اگر بناتا ہے تو ہمکو بنا) ہم حمد (و ثنا) کے ساتھہ تیری تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہین۔

خدا نے فرمایا مین وہ (مصلحتین) جانتا ہون جو تم نہین جانتے اور آدم کو سب کے نام بتلادے

پھر (انکو) فرشتون کے رو برو پیش کرکے فرمایا کہ اگر تم (اپنے دعوے مین) سچے ہو تو ہمکو

(انکے) نام بتاؤ بولے تو پاک (ذات) ہے جو تونے ہمکو بتادیا ہے اوسکے سوا ہمکو کچھہ معلوم

نہین تو ہی جاننے والا مصلحت کا پہچاننے والا ہے (تب خدا نے آدم کو حکم دیا کہ اے آدم

تم فرشتونکو (انکے) نام بتادو۔ جب آدم نے فرشتون کو (انکے) نام بتادئے تو خدا نے

(فرشتون کی طرف مخاطب ہوکر) فرمایا کیون ہمنے تمسے نہین کہا تہا کہ آسمانون اور زمینون کی سب

(مخفی چیزین) ہم کو معلوم ہین۔ اور جو تم اب ظاہر کرتے ہو (وہ) اور جو تم ہمسے چھپاتے تھے (وہ) ہمکو

(سب کچھہ) معلوم ہے۔ اور جب ہمنے فرشتون سے کہا کہ آدم کے آگے جھکو (سجدہ کرو) تو شیطان سے

سوائے (سب کے سب جھک پڑے اور سجدہ کیا)۔ اوسنے نہ مانا اور شیخی مین آگیا اور نافرمان بن بیٹھا

اور ہم

اور ہمنے آدم سے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بی بی بہشت مین بسو اور اوسمین

جہان کہین سے تمہارا جی چاہے بافراغت کہاؤ پیو مگر اوس درخت گندم کے پاس مت پہٹکنا

(ایسا کروگے) تو تم آپ اپنا نقصان کروگے - پس شیطان نے اونکو وہان سے (بہلا پہسلا کر)

اکہاڑ دیا - (آخرکار) جس مزے مین تہے اوس سے اونکو نکلوا چہوڑا - اور ہمنے حکم دیا کہ تم

(سب) اوتر جاؤ تم ایک کے دشمن ایک - اور زمین مین تمہارے لئے ایک وقت (خاص) تک

تہکانا اور ساز و سامان ہے - پہ آدم نے اپنے پروردگار سے (معذرت کے چند) الفاظ سیکہ لے -

اور (اون الفاظ کی برکت سے) خدا نے اونکی توبہ قبول کرلی بیشک تو برا ہی درگذر کرنے والا

مہربان ہے (جب) ہمنے حکم دیا کہ تم سب کے سب یہانسے اوترجاؤ تو (ساتہہ ہی یہہ بہی سمجہا دیا تہا

کہ اگر ہماری طرف سے تم لوگونکے پاس کوئی ہدایت پہونچے تو (اوسپر چلنا کیونکہ) جو ہماری ہدایت

کی پیروی کرینگے اونکو (آخرت مین) نہ (تو کسی بات کا) ڈر ہوگا اور نہ وہ کسیطرح پر آزردہ

خاطر رہینگے - اور جو لوگ نافرمانی کرینگے اور ہماری آیتون کو جہٹلاوینگے وہی دوزخی

ہونگے اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ ہی مین رہینگے -

پارہ ... اعراف

رکوع ۱

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ

لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ط قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ج

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ

فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِيْ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ

مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ

لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ط وَلَا تَجِدُ

اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ط لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا

مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ

هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا

لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ج فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ط وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ

تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ

اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ اهْبِطُوْا

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ ترجم

98

ترجمہ اور ہم ہی نے تمکو (یعنی تمہارے باپ آدمؑ کو) پیدا کیا اور پہر تمہاری (یعنی تمہارے
باپ آدمؑ کی) شکل بنائی - پہر ہمنے فرشتونکو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا
بجز ابلیس کہ وہ سجدہ کرنے والون مین (شامل) نہوا (خدا نے ابلیس سے) پوچہا کہ جب ہمنے تجہکو
حکم دیا تو آدمؑ کے سجدے سے تجہکو کون چیز مانع ہوئی - وہ بولا مین اس سے بہتر ہون (کیونکہ) مجہکو
تونے آگ سے پیدا کیا ہے اور اوسکو خاک سے (اسپر خدا نے) فرمایا (کہ تجہکو یہہ شیخی ہے) تو
بہشت سے نیچے اوتر (کیونکہ) تیری اتنی ہستی نہین کہ تو بہشت مین (رہکر) شیخی مارے -
تو (یہان سے) نکل باہر ہو کہ ذلیلونمین کا ایک ذلیل تو ہی ہے - لگا عرض کرنے کہ جسدن
(سب لوگ (دوبارہ جِلا کر) اوٹہا کر) کے کہڑے کئے جاینگے اوسدن تک کی مجہے مہلت دے (خدا
نے) فرمایا کہ (منظور) تجہکو مہلت دی گئی (اسپر شیطان) بولا کہ جیسی تونے میری راہ ماری ہے
مین بہی تیرے سیدہے رستے پر بنی آدم کی تاک مین بیٹہون تو سہی پہر اُدہر اکر اُن کے
آگے سے آؤن اور اونکے پیچہے سے (آؤن) اور اونکے داہنی طرف سے (آؤن) اور اون کے
بائین طرف سے (آؤن اور جسطرح بن پڑے اونکو بہکا کر رہون) اور تو اکثر بنی آدم کو (اپنا)
شکرگذار نہین پائیگا - (خدا نے) فرمایا کہ بہشت سے نکل باہر ہو اور تو خوار راندہ درگاہ (ہے)
بنی آدم مین سے جو تیری پیروی کریگا ہم بالشبہ (تجہہ سے اور اُن سے یعنی) تم سب سے
جہنم بہر دینگے - اور (ہمنے) آدمؑ سے کہا کہ اے آدمؑ تم اور تمہاری بی بی (حوا) بہشت مین

رہو اور جہاں سے چاہو کہاؤ (پیو) اور اس درخت (گندم) کے پاس نہ جانا (ایسا کروگے) تو

تم اپنا نقصان کرنے والوں میں ہو جاؤگے یہہ شیطان نے دونوں (میاں بی بی) کو بہکایا۔ تاکہ

بتمین اونکے پردہ کرنے کی چیزیں جو اونکی نظر سے مخفی تھیں (یعنی اونکا اگا پیچہا) وہ اہنیں کہول کر دکہائے

۔ اور (آدم سے) لگا کہنے کہ تمہارے پروردگار نے جو اس درخت (کے پہل کہانے) کی

تمکو مناہی کردی تو ہو نہو اسکا سبب یہہ ہے کہ کہیں (ایسا ہو) تم دونوں فرشتے بن جاؤ یا دونوں

ہمیشہ ہمیشہ کو جیتے رہو اور اونسے قسمیں کہا کہا کر بیان کیا کہ بلا شبہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں ۔

غرض دہوکہ سے اونکو درخت ممنوع کے کہانے کی طرف مایل کر لیا ۔ تو جونہی اونہوں نے

درخت (کے پہل) کو چکہا ۔ تو دونوں کے پردہ کرنے کی چیزیں اونکو دکہلائی دینے لگیں اور لگے

بہشت کے پتوں کو اپنے اوپر چپکانے ۔ اور اونکے پروردگار نے اونکو ڈانٹا ۔ کہ کیا ہمنے

تمکو اس درخت (کے کہانے) کی مناہی نہیں کی تہی اور (کیا) تمسے نہیں کہہ دیا تہا کہ شیطان تمہارا

کہلا دشمن ہے ۔ یہہ دونوں لگے کہنے کہ اے ہمارے پروردگار ہمنے اپنے تئیں آپ تباہ کیا ۔

اور اگر تو ہمکو معاف نہیں فرمائیگا اور ہم پر رحم نہیں کریگا تو ہم بالکل برباد ہو جائینگے (اسپر

خدا نے فرمایا کہ (تم میاں بی بی اور شیطان تینوں بہشت سے نیچے اوتر جاؤ تم میں ایک کا

دشمن ایک اور تم (یعنی آدم) کو ایک وقت خاص (یعنی مرتے دم) تک زمین پر رہنا ہوگا

اور تمہارا سامانِ زیست بہی وہیں مہیا ہے ۔ (خدا نے یہہ بہی) فرمایا کہ زمین ہی میں

زندگی بسر کروگے اور اوسی میں مروگے اور اوسی میں سے (قیامت کو دوبارہ) نکال کر کہڑے کئے جاؤگے

پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم

رکوع ۴

وقال الشیطن لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلوموني ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخي انی کفرت بما اشرکتمون من قبل ان الظلمین لهم عذاب الیم

ترجمہ اور جب (آخری) فیصلہ ہو چلیگا (اور لوگ شیطان کو الزام دینگے) تو شیطان کہیگا کہ خدانے تمسے سچا وعدہ کیا تہا (سو اوسنے پورا کیا) اور وعدہ مینے بہي تمسے کیا تہا مگر مینے تمہارے ساتہہ وعدہ خلافي کي - اور تم پر میري کچہہ زبردستي تو تہي نہین - بات تو اتني ہي تہي کہ مینے تمکو (اپني طرف) بلایا اور تمنے میرا کہنا مان لیا - تو اب مجہے الزام نہ دو بلکہ اپنے تئین الزام دو - (آج) نہ تو مین تمہاري فریاد کو بہونچ سکتا ہون اور نہ تم میري فریاد کو بہونچ سکتے ہو - مین تو (سرے سے) مانتا ہي نہین کہ تم مجہہ کو (اس سے پہلے دنیا مین شریک خدا) بناتے تہے - اسمین شک نہین کہ جو لوگ نافرمان ہین اونکو (قیامت کے دن) بڑا دردناک عذاب ہوگا -

پارہ ۱۴ سورہ حجر رکوع (۲)

~~ركوع~~

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ

مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ

مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ ابى ١٢

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ

عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ

لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ

۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ

اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ لَهَا

سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝ -

ترجمہ - اور ہم ہی نے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے جو سوکھہ کر کھنکھن بولنے

لگتا ہے آدم کو پیدا کیا اور ہم جنات کو آدم سے بھی پہلے لُو کی گرمی سے پیدا کر چکے تھے

اور

اور (اے پیغمبر اوس وقت کو یاد کرو) جبکہ تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں کالے
(اور) سڑے ہوے گارے سے جو (سوکھکر) کھنکھن بولنے لگتا ہے ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں -
جب میں اوسکو پورا بنا چکوں اور اوس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکدوں تو تم اوسکے آگے سربسجود گر پڑنا
چنانچہ تمام فرشتے سب کے سب (آدم کے سامنے) سربسجود ہو گئے - مگر ابلیس - کہ اوسنے سجدہ کرنے
والوں کے شمول سے انکار کیا (اسپر خدا نے) فرمایا کہ اے ابلیس تجھکو کیا (وجہ مانع) ہے کہ تو سجدہ کرنے والوں میں
شامل نہیں ہوتا - وہ بولا میں وہ نہیں کہ ایسے شخص کو سجدہ کروں جسکو تونے کالے (اور) سڑے ہوے گارے سے
پیدا کیا جو (سوکھکر) کھنکھن بولنے لگتا ہے (خدا نے) فرمایا (کہ سجدہ نہیں کرتا) تو (وہاں) سے نکل باہر ہو کہ تو
راندہ (درگاہ) ہے اور روز قیامت تک تجھپر پھٹکار (پڑا کریگی شیطان نے) کہا کہ اے میرے پروردگار (خیر)
تو مجھکو اوس دن تک کی مہلت دے جبکہ (آدم زاد قیامت میں دوبارہ) اوٹھا کھڑے کئے جاینگے (خدا نے)
فرمایا کہ (اچھا روز قیامت کے) وقت معلوم تک کی تجھکو مہلت دی گئی (شیطان نے) کہا اے میرے
پروردگار جیسے تونے میری راہ ماری میں بھی دنیا میں (ساز و سامان زندگی کو) اونہیں عمدہ کر دکھاؤں
اور ان سب کو بہکاؤں تو سہی - مگر ان میں سے تیرے خاص بندے (کہ وہ میرے بہکانے میں آنے والے نہیں
ہیں خدا نے) فرمایا کہ (بس یہی) خالص بندگی کی ایک سیدہی سڑک ہے جو ہم تک آ پہونچتی ہے جو ہمارے بندے ہیں
اونپر تو تیرا کسی طرح زور نہیں ہاں گمراہوں میں سے جو کوئی تیرے پیچھے ہولے (تو ہولے) اور (ہاں)
ایسے تمام لوگوں کے لئے ہمارے ہاں سے آخری وعدہ جہنم کا ہی ہے - کہ اوسکے سات دروازے

ہونگے - ہر دروازہ انمین سے داخل ہونے کے لئے دوزخیونکی ٹولیان ہونگی الگ الگ -

پارہ (۱۴) سورہ نحل رکوع ۱۳ آخر آیہ [illegible]

ہشتم

فَاِذَا قَرَاْتَ [illegible] الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ اِنَّهٗ لَیْسَ

لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا [illegible] اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَی [illegible]

[illegible]

ترجمہ تو اے پیغمبر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود کے وسوسون سے خدا کی پناہ

مانگ لیا کرو - جو لوگ ایمان رکھتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہین انپر شیطان کا کچھ قابو نہین

(چلتا) اوسکا قابو تو اونہین لوگون پر چلتا ہے جو اوسکے ساتھ ارتباط رکھتے اور جو اوسکو شریک خدا ٹھہراتے ہین -

پارہ [illegible]

اہتیم

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ [illegible]

تتخذونہ

فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ [illegible] اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَ [illegible] عَدُوٌّ

ترجمہ اور جبکہ ہمنے فرشتون کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے

شیطان کے کہ وہ قسم جنات مین سے تھا اپنے پروردگار کے حکم سے نکل بھاگا تو (لوگون) کیا مجکو چھوڑ کر

ابلیس کو اور اوسکی نسل کو اپنا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے (قدیمی) دشمن ہین -

پارہ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۵

ہفتم

اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ○ فَلَا تَعْجَلْ

عَلَیْهِمْ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰي ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰي وَقَدْ کُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَکَذٰلِکَ الْيَوْمَ تُنْسٰي ○ وَکَذٰلِکَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰي ○ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰکِنِهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِکَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰي ○

ترجمہ اور ہمنے ان سے پہلے آدم سے (درخت گندم کے نہ کہانیکا) ایک عہد (وپیمان) لیا تہا تو آدم اوسکو بہول گئے اور ہمنے اونکے ارادہ مین استقلال نہ پایا اور جب ہمنے فرشتونسے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو سب ہی نے سجدہ کیا مگر ابلیس کہ اوسنے انکار کیا۔ تو ہمنے (آدم سے) کہا کہ آدم یہ (ابلیس) تمہارا اور تمہاري بي بي کا دشمن ہے تو ایسا ہو کہ تم دونون کو بہشت سے نکلوا باہر کرے اور تمہاري شامت آجانے لگے اور یہان بہشت مین تو تمکو ایسے مزے ہین کہ نہ تم بہوکے رہتے ہو اور نہ ننگ رہتے ہو اور نیز یہ کہ یہان نہ تم پیاسے ہوتے ہو اور نہ دہوپ اوٹہاتے - پہر شیطان نے آدم کو بہکلایا اور اونسے کہا کہ آدم کہو تو تم کو ہمیشگي کا درخت بتادون (کہ جسکو کہاکر سدا جیتے رہو) اور ایسي سلطنت جو کبہي پرانی ہو (یعني اوسمین کسیطرح کا ضعف نہ آوے) ۔ چنانچہ دونون (میان بي بي) نے

(102)

درخت (ممنوع) کا پہل کہا لیا تو اپنے (اپنے) پردہ کی چیزین اونپر ظاہر ہوگئین اور لگے
باغ (بہشت) کے پتے اپنے اوپر چپکانے - - - - - - - - - - - -

اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور بہک ہوگئے پہر آخر کار اونکے پروردگار
نے اونکو نوازا اور اونکی توبہ قبول کی اور (اونکو اپنی اطاعت کا) رستہ دکہادیا - (جب آدم نے
نافرمانی کی) تو خدا نے شیطان اور آدم سے فرمایا کہ تم دونون بہشت مین سے نیچے اوترجاؤ
تم مین سے ایک کا دشمن ایک رہیگا پہر اگر تمہارے پاس ہماری طرف سے ہدایت آوے تو
جو ہماری ہدایت پر چلیگا نہ (راہ راست سے) بہٹکیگا - اور نہ بدبخت ہوگا اور جسنے ہماری یاد
سے روگردانی کی تو اوسکی زندگی ضیق مین گذریگی - اور قیامت کے دن بہی ہم اوسکو اندہا
(کرکے) اوٹہائینگے - وہ کہیگا اے میرے پروردگار تونے مجہکو اندہا (کرکے) کیون اوٹہایا - اور
مین تو (دنیا مین) دیکہتا بہالتا تہا خدا فرمائیگا ایسی قرین انصاف ہے (دنیا مین) ہماری آیتین
تیرے پاس آئین مگر تونے اونکی کچہہ خبر نہ لی اور اسی طرح آج تیری بہی خبر نہ لیجائیگی - اور جو
شخص (حد اعتدال سے) بڑہ چلا اور اپنے پروردگار کی آیتون پر ایمان نہ لایا ہم اوسکو ایسا ہی
بدلا دیا کرتے ہین اور آخرت کا عذاب (دنیا کے عذاب سے) بہت ہی سخت اور دیرپا ہے
- کیا لوگون کو اس سے ہدایت نہوئی کہ اونسے پہلے ہمنے کتنی جماعتون کو ہلاک کر مارا
(اور اب) یہہ لوگ اونہین کے رہنے سہنے کی جگہون مین چلتے (پہرتے) ہین - اور جو

کہ شیخی مین اگیا اور نافرمان [illegible] بنا - خدا نے (ابلیس سے) پوچھا کہ اے ابلیس جس چیز کو مینے اپنے دونون ہاتھون سے بنایا اوسکو سجدہ کرنے سے تجھے کون چیز مانع ہوئی - کیا تو شیخی مین آگیا - یا تو برتر لوگون مین سے ہے؟ (وہ) بولا کہ اوسکو سجدہ کیونکر کرون (مین اوس سے بہتر ہون - مجکو تونے آگ سے بنایا - اور اوسکو تونے مٹی سے بنایا - فرمایا تو یہان سے نکل باہر ہو کہ تو (ہماری بارگاہ سے) راندہ گیا ہے اور روز جزا تک تجہہ پر ہماری پھٹکار رہیگی (وہ) بولا اے میرے پروردگار مجھکو اوس دن تک کی مہلت دے کہ جب سب لوگ اوٹھا کر کہڑے کئے جاوینگے - فرمایا کہ پہر تو مہلت دئے ہوون مین سے ہے جنکے ہوت وقت کے دن تک (وہ) بولا تو (مجھے بھی) تیری (ہی) عزت کی قسم کہ ان (بنی ادم) مین جو تیرے خاص بندے ہین اونکو چھوڑ ان سب کو ضرور گمراہ کرونگا فرمایا تو سچ یہہ ہے اور سچ ہی مین کہتا ہون کہ مین ضرور تجہسے اور جو لوگ تیری پیروی کرین اون سب سے جہنم کو بہر دونگا -

نکات

یہہ آیات مثل تمام قران مجید کے معجزہ ہین - سب کچہہ ان آیات مین اللہ نے بتلا دیا ہے کہ عالم کے خلق کی ابتدا کیونکر فرمائی ہے - آدمی کو کس چیز سے پیدا فرمایا - شیطان کو کس چیز سے پیدا فرمایا - خیر و شر کی ابتدا کیونکر ہوئی - دنیا مین شیطان کا کام کیا ہے - اور اطاعت شیطان کا انجام کیا ہے - مین بعض نکات کی طرف آپکو متوجہ کرتا ہون -

بیان نکات

نکتہ اول - ابا مضمون مجمہ

نکتہ (١) جناب باری نے سورہ بقر کی آیتونمین ان امور کی کہ (١) خلق حضرت ادم و جنس نوع بشر کی غرض کیا تھی - اور (٢) اوسکو فرشتون نے کیا سمجہا تہا اور (٣) حق تعالی نے اونکی کیونکر تسکین [illegible]

کرایا جسقدر تفصیل فرمائی ہے اور آیتون مین نہین فرمائی - لیکن آیات سورۂ مذکورہ مین تفصیل ان امور کی نہین
فرمائی - کہ (۱) حضرت آدم کو کس چیز سے پیدا فرمایا - (۲) شیطان کو کس چیز سے بنایا - (۳) وہ فرشتہ ہے
یا جن - (۴) اوسنے سجدہ نکرنے کے لئے کیا حجت پیش کی - (۵) حضرت آدم کو درخت منہی عنہا سے ممانعت
کی کیا وجہ تھی - (۶) حضرت آدم مین وہ کون بات تھی جسکی وجہ سے کہانا درخت منہی عنہا کا ممکن ہوا -
(۷) اوس دہوکہ مین آنے سے کیا نقصان پہونچا (۸) اونکی توبہ کن الفاظ سے قبول ہوئی - شیطان
کا کام کیا ہے - یہہ امور اور آیتون مین ارشاد فرمائے ہین اور تفصیل مین کمی بیشی ہے - یہہ امر دلیل
اسکی ہے کہ تکرار نہین ہے بلکہ جس موقع پر جس جس امر کا ذکر ضروری تہا وہی تفصیلاً بیان کیا گیا ہے
اور جس جس کا نہین تہا تفصیلاً و اجمالاً اگر سب آیات کی تفصل جمع کیجائے تو بیان امور بالا کا آیات
منقولہ مین اسطرح معلوم ہوتا ہے - اور (اے پیغمبر لوگون سے اوسوقت کا تذکرہ کرو) جب تمہارے
پروردگار نے فرشتون سے کہا کہ مین زمین مین (اپنا) ایک نائب بنانے والا ہون - تو فرشتے بولے - کیا
تو زمین مین ایسے شخص کو نائب بناتا ہے جو اوسمین فساد پہیلائے اور خونریزیان کرے - (اور اگر بنانا ہے
ہمکو بنا) کہ ہم حمد (وثنا) کے ساتہہ تیری تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہین - خدا نے فرمایا - مین وہ (مصلحتین)
جانتا ہون جو تم نہین جانتے - ہم ہی نے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے جو سوکہہ کر کہن کہن بولنے لگتا ہے
آدم کو پیدا کیا اور ہم جنات کو آدم سے بہی پہلے لون کی گرمی سے پیدا کر چکے تہے اور جب آدم کو پیدا
کیا اور شکل بنائی اور اوسمین اپنی طرف سے روح پہونک دی تو فرشتون سے کہا کہ جب مین اوسکو
پورا بنا

پورا بنا چکون اور اوسمین اپنی طرف سے روح پہونک دون تو تم اوسکے آگے سر سجود گر پڑنا جب پیدا

کر چکے) آدم کو سب کے نام بتا دئے۔ پہر اونکو فرشتون کے روبرو پیش کرکے فرمایا اگر تم (اپنے دعوے

مین) سچے ہو تو ہمکو اونکے نام بتاو۔ بولے تو پاک ذات ہے جو تونے ہمکو بتایا ہے اوسکے سوا

ہمکو کچہہ معلوم نہین۔ تو ہی جاننے والا مصلحت کا۔ (تب خدا نے آدم کو) حکم دیا کہ اے آدم تم فرشتون

کو اونکے نام بتاو۔ جب آدم نے اونکو ~~فرشتون کے~~ نام بتا دئے تو خدا نے (فرشتون کی طرف مخاطب

ہوکر) فرمایا۔ کیون ہمنے تمسے نہین کہا تہا کہ زمینون اور آسمانون کی سب مخفی چیزین ہمکو معلوم ہین۔

اور جو تم اب ظاہر کرتے ہو اور جو تم ہمسے چہپاتے تہے وہ ہمکو سب کچہہ معلوم ہے۔ اور جب ہمنے فرشتون سے

کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ~~[illegible]~~ (سب کے) سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس سجدہ کرنے والون مین

اپنے پروردگار کے حکم سے نکل بہاگا

(شامل) نہوا کیونکہ وہ قسم جنات مین سے تہا (خدا نے ابلیس سے) پوچہا کہ اے ابلیس جس چیز کو ہمنے اپنے

دونون ہاتہون سے بنایا اوسکو سجدہ کرنے سے تجہے کون چیز مانع ہوئی۔ کیا تو شیخی مین آگیا۔

کیا تو بڑے لوگون مین سے ہے وہ بولا مین اس سے بہتر ہون کیونکہ تونے مجہکو آگ سے پیدا کیا اور

اسکو خاک سے۔ اوسپر خدا نے فرمایا کہ تجہکو یہہ شیخی ہے تو بہشت سے نیچے اوتر کیونکہ تیری اتنی

ہستی نہین کہ تو بہشت مین رہکر شیخی مارے۔ تو یہان سے نکل باہر ہو کہ ذلیلون کا ایک ذلیل تو ہی ہے

لگا عرض کرنے کہ جس دن سب لوگ دوبارہ جلا کر اوٹہا کہڑے کئے جاینگے اوس دن تک کی مجہے

مہلت دے (خدا نے) فرمایا کہ (اچہا) تجہے مہلت دی گئی۔ اسپر شیطان بولا کہ جیسے تونے

میری راہ ماری ہے مین بہی تیرے سیدہے راستے پر بنی آدم کی تاک مین بیٹہون تو ہہی پہر

اونپر آکر اونکے آگے سے اون اور اونکے پیچہے سے اون اور اونکی داہنی طرف سے آؤن اور اونکی

بائین طرف سے (آؤن) دنیا مین (ساز و سامان کو اونہین عمدہ کر دکہاؤن اور جسطرح بن پڑے اونکو

بہٹکا کر رہون اور تو اکثر بنی آدم کو اپنا شکر گذار نہ پائیگا - مگر انمین سے تیرے خاص بندے کہ وہ بہکانے مین

آنے والے نہین خدا نے فرمایا کہ بہشت سے نکل باہر ہو اور ذلیل خوار و راندہ درگاہ ہے) اور روز قیامت تک

تجہپر پہٹکار پڑی برسا کریگی - بنی آدم مین جو تیری پیروی کریگا ہم بالضرور تجہے اور اونسے یعنی تم سب سے

جہنم کو بہر دینگے - خاص بندون کی ایک شرط ہے جو ہم تک سیدہی پہونچتی ہے جو ہمارے بندے ہین اونپر تو تیرا

کسی طرح کا زور نہین - ہان گمراہون مین سے جو کوئی تیرے پیچہے ہو لیتے ہو لے اور ہان ان سب تمام لوگون کے لئے

(ہماری پہنچ آخری) وعدہ جہنم کا ہی ہے کہ اوسکے سات دروازہ ہونگے ہر دروازہ مین سے داخل ہونیوالے نئے دوزخیون کی

ٹولیان ہونگی اور (ہمنے آدم سے کہا کہ) اے آدم تم اور تمہاری بی بی (حوا) باغ بہشت مین بسو اور اوسمین

جہان تمہارا جی چاہے بافراغت کہاؤ پیو مگر اوس درخت (گیہون) کے پاس مت پہٹکنا اگر ایسا

کروگے تو تم اپنا نقصان کرنے والون مین ہو جاؤگے - ہمنے ابلیس کہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا

دشمن ہے اب نہو کہ تم دونون کو نکلوا باہر کرے اور تمہاری شامت آجاے (اور) یہان

(بہشت مین تو تمکو ایسے مزے ہین کہ نہ تم بہوکے رہتے ہو اور نہ ننگے رہتے ہو اور

نیز یہ کہ یہان نہ تم پیاسے ہوتے ہو - اور نہ دہوپ اوٹہاتا ہو ہمنے اس درخت کے

تو کہا تہا

۱۰۵

نہ کہانے کا آدم سے ایک عہد (و پیمان) لیا تہا پہر شیطان نے دونون (میان بی بی) کو بہکایا

اونکے پردہ کرنے کی چیزین جو (اونکی نظر سے مخفی تہین (یعنی اونکا آگا پیچہا) وہ اونہین کہول

دکہلائے ۳۷ (اور آدم سے لگا کہنے کہ تمہارے پروردگار نے جو اس درخت کے پہل کہانے

کی جو تمکو مناہی کر دی تہی تو سو اسکا سبب یہہ ہے کہ کہین (ایسا نہو) تم دونون فرشتے بن جاؤ -

یا دونون ہمیشہ کو جیتے رہو - اور ایسی سلطنت ملے جو کبہی پرانی نہو (یعنی اوسمین

کسی طرح کا ضعف نہ آئے) اور اونسے قسمین کہا کہا کر بیان کیا کہ مین بلاشبہ تمہارا

خیرخواہ ہون - غرض دہوکے سے اونکو (درخت ممنوع کے کہانے کی طرف) مائل کرلیا -

اور وہ عہد و پیمان بہول گئے اور آدم کے ارادہ مین پختہ استقلال نہ پایا گیا

اور دونون میان

بی بی نے درخت ممنوع کا پہل کہالیا - تو (ستر عورت) کی چیزین اونپر ظاہر ہوگئین اور

لگے باغ (بہشت) کے پتے اپنے اوپر چپکانے - پس آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی

اور بے بہرہ ہوگئے - اوس وقت اللہ تعالی نے اونکو ڈانٹا کہ کیا ہمنے تمکو اس درخت کے

(کہانے کی) مناہی نہین کی تہی (اور کیا) تمسے نہین کہدیا تہا کہ شیطان تمہارا کہلا دشمن ہے - اور خدا نے

(شیطان اور آدم سے فرمایا کہ تم دونون بہشت مین سے نیچے اوتر جاؤ تم مین ایک کا ایک

دشمن رہیگا - اور تم بہی (تم) کو ایک وقت خاص (یعنی مرتے دم) تک زمین پر رہنا ہوگا - زمین ہی مین زندہ

اوسیمین مروگے اور اوسی مین سے نکال کر لے جاؤگے (زیست)

اور تمہارا سامان (زیست) بہی وہین مہیا ہے - پہر اگر تمہارے یعنی بنی آدم کے پاس

پہر آدم کو ... بسلسلہ

...کی طرف سے ہدایت آوے تو جو ہماری ہدایت پر چلیگا نہ راہ راست سے ہٹیگا اور
نہ بدبخت ہوگا اور جسنے ہماری یاد سے روگردانی کی تو اوسکی زندگی ضیق مین گذریگی اور قیامت
کے دن بہی ہم اوسکو اندہا کرکے اوٹہاوینگے - وہ کہیگا کہ اے پروردگار تونے مجکو اندہا کرکے
کیون اوٹہایا مین تو دنیا مین دیکہتا بہالتا تہا خدا فرمائیگا یہی قرین انصاف ہے دنیا مین ہماری
آیتین تیرے پاس آئین مگر تونے اونکی خبر نہ لی اور اسی طرح آج تیری بہی خبر نہ لیجائیگی - چنانچہ دوسری
جگہ فرمایا ہے کہ جب جزا و سزا کا معاملہ ہولیگا تو لوگ شیطان کو الزام دینگے - جب حضرت آدم
اور حوا کی نسبت یہ حکم ہوا تو آدم و حوا نے اپنے پروردگار سے معافی چاہی اور آخر کار معذرت کے
چند الفاظ سیکہ لئے اور کہا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین
اور اللہ تعالی نے اونکو ... اور اونکو اپنی طاعت کا رستہ دکہایا چونکہ ابلیس کو
تا قیام قیامت مہلت دی گئی اور وہ انسان کو بہکاتا ہے - جب حق تعالی سے جناب پیغمبر نے درخواست
نزول عذاب کی فرمائی تو جناب اقدس الہی سے ارشاد ہوا کہ اے پیغمبر کیا تمنے اسپر نظر نہین کی
کہ ہمنے شیطانون کو کافرون پر چہوڑ رکہا ہے - کہ وہ اونکو اوسکاتے رہتے ہین اور ہر جا اور مقام
صاف بتلا دیا کہ جب قران پڑہو شیطان کے وسوسون سے پناہ مانگ لیا کرو جو لوگ ایمان رکہنے والے
اور اپنے پروردگار پر بہروسہ کرتے والے ہین اونپر شیطان کا کچہ بس نہین چلتا اوسکا قابو اونہین
لوگون پر ہے جو اوسکے ساتہہ ارتباط رکہتے ہین اور جو اوسکو شریک خدا ٹہراتے ہین -

نمبر ۵

شیطان کہتا ... پرستی ... نمبر ۔

پروردگار سے

اللہ تعالی کی ... سے ... توبہ قبول کی اور

نکتہ (۲) جب زمین کو پیدا فرمایا اوسمین اپنا خلیفہ بنانا چاہا - اور اوسے سو کے ... کا رنگ

اور انسان اچھا بنایا کہ فرمایا - دونوں ہاتھ سے بنایا

پیدا کیا اور اوسمین وہ روح ڈالی جو اپنی طرف منسوب فرمائی - جب ارادہ ظاہر کیا فرشتوں نے آدم کے

عیوب بیان کئے اونکی تسکین فرما کر اونکو حکم سجدہ دیا اس ارشاد سے امور ذیل ظاہر ہوتے ہیں -

۱ - یہ کہ خلیفہ بنانے کی ضرورت تھی ورنہ حکیم مطلق اس تدبیر کو اختیار نفرماتا کیونکہ عادت الہی

نظر بہ تکمیل یون جاری ہوچکی ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہو اسباب کے ذریعہ سے ہوا کرے - اسباب بغیر

ضرورت کے تو ترتیب نجایئن - ضرورت مذکور ہمارے فہم کی مطابق یہ ہے کہ جہان اضداد ہون

اور اضداد ایک دوسرے کو ضد ہونے کی وجہ سے معدوم کرین اور بجائے خود وہ حال خود رکھنا

بھی اونکا ضرور ہو - تو اونکے اندر ایک منتظم ہونا چاہئے کہ قبل از وقت ایک ضد دوسری ضد کو

معدوم کرنیکا قصد

معدوم نکر دے - جب [illegible] کرے اوسے روکے - ضرر ونکو بجائے اور بیدا دیگر

ضرر کو روک دے یہ کام حاکم قاہر کا ہے جسے سزا کا اختیار ہو - اور وہ بغیر پوری قدرت کے

وجود مین نہین آسکتا - ۲ - یہ کہ خلیفہ ایسا ہونا چاہئے کہ جسپر اللہ کا خلیفہ ہونا صادق

جنکے سبب سے اوسپر

آسکے - جب وہ بشر ہو تو باوجود بشریت اوسمین وہ قوتین موجود ہون [illegible] اطلاق اللہ کو

تمام اس کا اور کل کا حاکم

خلیفہ ہونے کا ہوسکے - اور جب وہ حاکم [illegible] بطور خلیفۃ اللہ کے ہو یعنی بر حکم

زمین اور زمین کی سب چیزوں

تو اوسکی حکومت تمام [illegible] پر ہو - جسمین [illegible] عناصر اربعہ داخل ہین - ہوا اوسکے تابع ہو -

تابع ہو - جو جو چیزین ارضیات مین دخل رکھتی ہین اوسکے محکوم ہون - ہو جو منتظم ارضیات ہے

اوسکے تابعدار ہون - جنات اوسکے مطیع ہون - چرند پرند حیوانات و نباتات اوسکا

حکم مانین - چنانچہ یہہ قوت و حکومت ہر نبی کو حاصل تہی - ظہور اوسکا حضرت سلیمان میں تہا -
کیونکہ معجزات دلیل وجود قوت کا ہر نبی میں ہین ورنہ معجزہ رد شمس و شق قمر و غرق فرعون و فتح احزاب نہوتے - گو حکم الٰہی اوسمین شامل ہو
تیسرے اللہ تعالیٰ نے جب یہہ قصد ظاہر فرمایا فرشتون نے آدمی کے عیوب بیان کیے اللہ تعالیٰ نے یہہ نہین

بجائے آدم ہر جگہ خلیفہ ہونا چاہیے

فرمایا کہ آدمی ایسے نہونگے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقصود ایک شخص کا پیدا کرنا نہ تہا بلکہ نوع بشر کا

جنمین سے خلیفہ بہی ہون اور باعتبار نوعیت ہر شخص مین قابلیت حکومت کی ہو - چنانچہ ہم دیکہتے مین

کہ کوئی فرد بشر اس مادہ سے خالی نہین - ہر آدمی اپنے گہر کا بادشاہ ہوتا ہے اور ہر ایک مین

کچہہ نہ کچہہ حکومت کا مادہ موجود ہے تاہم اوسمین ایسے بہی ہون کہ قتل و خونریزی کرین اس سے

یہہ بہی لازم آتا ہے کہ جہان ارض کی حکومت مطلق کے لیے نوع بشر کا پیدا کرنا مقصود تہا

اپنے ہی نوع پر بہی اوسے حاکم بنانا مقصود تہا خصوصاً اوس حالت مین کہ اسباب زندگی

خلیفہ ہمیشہ موجود رہنا چاہیے

نوع بشر کے لیے زمین سے مہیا کیے جاوین - جب وہ خلیفۃ اللہ فی الارض کا ضروری ہے

تو لازم آتا ہے کہ ایک خلیفہ ہر وقت زمین مین موجود ہو - ورنہ جب نہوگا وہ امور جو اس

ضرورت کے پورا کرنے سے واقع ہوئے ہین سب درہم برہم ہوجاوینگے - ان چند امر

سجدہ ملائکہ

سے امور ذیل نتیج ہوتے ہین - اول یہہ کہ خداوند عالم نے فرشتون سے جو حضرت آدم کو سجدہ کرایا

اوسکی وجہ یہہ تہی کہ مطابق ارشادات الٰہی کے فرشتے مدبر ارضیات و فلکیات کے ہین - مثلاً

آفتاب زمین پر گرمی پہونچاکر نور پیدا کرتا ہے جس سے آنکہہ کام دیتی ہے - اور اور بہت سے منافع

۱۷۰ کا نمبر

پیدا کرتا ہے اوسکے مدبر فرشتے ہین۔ اور اسیطرح اور ستارے۔ تو لازم ہے کہ مدبران ارض و فلک اوسکے محکوم بنائے جائین۔ اول اطاعت سجدہ تعظیمی ہے۔ اور اسلئے حکم سجدہ لازم نہایت ضروری تہا۔

(107)

انسان کا اشرف مخلوقات ہونا

دوسرے یہ کہ انسان اشرف المخلوقات اسلئے ہے کہ (۱) غرض اصلی اوسکے بنانے کی خلیفۃ اللہ ہونا ہے (۲) اوسمین وہ روح ہے جو اللہ تعالی کی طرف منسوب ہے اور اللہ تعالی نے اوسکا جسم دونون ہاتہ سے بنایا ہے یعنی نہایت عمدہ۔

انسان کا مرکب روح و جسم سے ہونا

تیسرے یہ کہ ارشاد الہی کے مطابق انسان مین روح اور جسم ہے۔ روح حیثیت انسان اور روح حیثیت حیوان اور عقل و نفس جدا چیزین نہین ہین۔ جسم مین روح داخل ہو کر بذریعہ جسم منتفع یا متضرر ہوتی ہے اور افعال روح و جسم مین ایک خاص تعلق ہے۔

خلیفۃ الارض اسوقت کون ہے

چوتہے یہ کہ جب خلیفۃ اللہ فی الارض ہمیشہ موجود ہونا چاہئے اسوقت بہی موجود ہے۔ شیعہ حضرت امام مہدی کو خلیفۃ اللہ فی الارض جانتے ہین۔ اہلسنت مین سے بیشتر حضرات قائل ہین کہ اقطاب اور ابدال کے ہاتہ مین وہ حکومت ہے جو خلیفۃ اللہ کے ساتہ مخصوص ہے مجہے اسبابت کا یقین ہے کہ جس دن زمین مین اللہ کا خلیفہ نہوگا زمین اور اوسکے مخلوق باقی نرہیگی۔ ضرور نہین ہے کہ وہ اپنا اقتدار ظاہری طور پر عمل مین لائے ورنہ دنیا امتحان گاہ نرہیگی پس وہ مطابق مصالح کے اپنا کام کرتا رہیگا۔ نیز ضرور نہین ہے کہ خلیفۃ اللہ نے احکام جاری کر

ممکن ہے کہ وہ کسی نبی کے احکام جاری کرے مگر خلیفۃ اللہ ہو - وجہ اوسکی یہہ ہے کہ احکام مصالح پر
مبنی ہین - چنانچہ منقول ہے کہ جناب رسولخدا درباب نکاح کے تاکید فرماتے تھے اور ساتھہی اونہین ارشاد
فرمایا کہ ایک وہ زمانہ آئیگا کہ نکاح نکرنے کی تاکید کیجائیگی - لوگون نے پوچھا وہ کب ہوگا ارشاد ہوا کہ
جب عورتون کے احکام کی تعمیل باعث ضرر فی الدین ہو - پس ایسی صورتون مین احکام ایک ہی نبی کے
جاری کرنے کے لئے ہی خلیفۃ اللہ کا ہونا ضرور ہوتا ہے - ورنہ یہہ فیصلہ کرنا کہ وہ ضرورت آج سے یا
نہین - ہمارا اونکا کام نہین نہ اوس فیصلہ پر اطمینان ہوسکتا ہے کہ ضرورت بدلجانے سے آج حکم بدل گیا -

نکتہ سوم - فرشتون کے اعتراض اور جواب کی شرح

نکتہ (۳) اللہ تعالے نے جب اپنے ارادہ کو فرشتون پر ظاہر فرمایا تو اونہون نے کہا کہ تم ایسے کو پیدا
فرمائیگا جو زمین مین خونریزی اور فساد کرے ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہین اونکا جواب دیکر
حکم سجدہ دیا اسمین امور ذیل قابل توجہ و التفات ہین

فرشتون کو عیوب بنی نوع بشر کے کیسے معلوم ہوئے

اول یہہ کہ فرشتون کو یہہ امر کیسے معلوم ہوا کہ انسان خونریزی اور فساد کریگا وجہ اسکی تخمیر کی کیفیت
مبد تخمیر سے ظاہر ہے - یعنی یہہ کہ اللہ تعالے نے طینت حضرت آدم کو تخمیر فرمایا - تخمیر مین طین (یعنی مٹی) کے پانی
کا شمول اور ہوا کا شمول ضرور ہے - کیونکہ پانی کے بغیر تخمیر نہین ہوسکتی اور پانی کے شمول کے بعد ہوا مادہ
تخمیر کو پیدا کیا کرتی ہے - بعد تخمیر پھر اوسکو سکھلایا کہ وہ کھن کھن بولنے لگا - یہہ ازدیاد و شمول حرارت
و نار ہے - پس یہہ بیان ترکیب ظاہر کرتا ہے کہ انسان کی خلق اضداد خاک و آب و ہوا و
آتش سے ہوئی - اضداد کا خاصہ ہے کہ ہر ضد اپنی ضد کو معدوم کرے - [illegible] کی کوشش نتیجہ

[illegible]

فساد سے

فساد اور خود انعدام نتیجہ خونریزی - بس یہ امر فرشتون نے تجربہ سے سمجہا تہا -

فرشتون کا دعوے اور اوسکا فیصلہ

(108)

دوم یہ کہ فرشتون نے جو عیب انسان کا پیش کیا حق تو یہ ہی اعتراض تہا اوسکے ساتہہ اونہون نے
اپنی خوبی بیان کی تہی کہ ہم تحمید و تقدیس کرتے ہین یہہ اپنے دعوی کا پیش کرنا تہا ہمیشہ دعوی مین وجہ
ترجیح بیان کیجاتی ہے اور اعتراض مدعی علیہ پر شامل ہوتا ہے - اور بعض اوقات مین مودبانہ اعتراض حاکم پر
بہی جو معیوب ہین لیکن دوسرے کو برا کہنا باوجود اسکے کہ اپنے دعوی کے پیش کرنے کا وقت ہو اعلی درجہ کے
آدمیون کی شان کے خلاف ہوتا ہے تاہم یہانتک مضایقہ نہین - لیکن فرشتون کے دل مین کچہہ اور بہی تہا کیونکہ
حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جو ظاہر کرتے ہو اور جو چہپاتے تہے - اعتراض اور اپنا دعوی چہپایا ہوا نہین تہا - پس وہ
کیا ہو سکتا ہے کہ اوسمین اولاً یہہ امر قابل توجہ ہے کہ وہ امر قابل چہپانے کے ہونا چاہیے تاکہ چہپانے والے
فرشتے ہین اسلیے وہ یہی ہو سکتا ہے کہ فرشتے دلمین اپنے مرتبہ کو اتنا بلند سمجہتے ہون کہ اوس سے زیادہ
رتبہ اونکے خیال مین نہو لیکن حق تعالی کو قادر جانکر اوسے ظاہر نکر سکتے ہون یہہ قابل علاج تہا - ان تینون
(یعنی اعتراض اور دعوی اور خیال مخفی) کا جواب اللہ تعالی نے جو کچہہ دیا بیان اوسکا یون فرمایا ہے کہ جب
پیدا کیا اور اونکی شکل بنائی اور اوسمین اپنی طرف سے روح پہونک دی - آدم کو سب کے نام بتا کے پہر اونکو
فرشتون کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ اگر تم اپنے دعوی مین سچے ہو تو ہمکو اونکے نام بتاؤ - بولے کہ تو پاک
ذات ہے جو تو نے ہمکو بتایا ہے اسکے سوا ہمکو کچہہ معلوم نہین - تو ہے جاننے والا مصلحت کا - جب آدم نے اونکو
[illegible] نام بتادیے تو خدا نے فرشتون کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کیون ہمنے تمسے نہین کہا تہا کہ [illegible]

آسمانون کے مخفیات تمکو معلوم نہین ہین جواب اعتراض یہہ ہے کہ آدمی مین وہ روح ہے جو منسوب الی اللہ ہے۔

فرشتون مین نہین۔ اور تردید دعوی اسکا دوسرا جواب اعتراض کا یہہ ہے کہ مقصود اصلی ایسے برگزیدہ انسانون

۱۶۰ کا پیدا فرمانا ہے جو بہ نسبت فرشتون کے ہر اعتبار سے بہتر ہونگے اور اونپر اعتراض کرنا یا ترجیح دینا شکایت غلط ہوگا

دلیل اسکی یہہ ہے کہ فرمایا ہے جنکے نام تعلیم فرماتے وہ زمینون اور آسمانون کی مخفیات تھے اگر وہ چیزین یعنی غیر

ذوی العقول چیزین تو ظاہر ہے کہ صرف نام جاننا کوی بڑی فائدہ کی چیز نہین ماہیت تبلا دینے کو نام تبلا دینے کا ذکر نہین۔

اگر ہر چیز کی ماہیت تبلادی ہوتی لیکن درخت کی بہی تبلادی ہوتی اس صورت مین شیطان نہ کہہ سکتا

کہ مین آپکو درخت خلد تبلاؤن اس سے لازم آتا ہے کہ مراد مخفیات سے ایسے انسان تھے جنکا نام لیدینا کافی تھا۔ او

حالت وغیرہ ہونکی خوبیان کی ایسی دلیل روشن تھی جسکے ساتھ کسی اور دلیل کے انضمام کی ضرورت نہ تھی یہ وہ فساد

کرسکتے تھے نہ خونریزی بڑی دلیل اسکی یہہ ہے کہ اعتراض نوع بشر پر تہا اور مطابقت سوال کی جواب کے ساتھ ضرور ہے۔ یہہ ضرورت مدنظر ہے (بہی)

انتباہ بعض لوگون نے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کا ترجمہ کرنے مین کلہا کی ضمیر کا ترجمہ باضافہ لفظ چیز کیا ہے صحیح نہین ہے۔

ضمیر کا ترجمہ ضمیر کرنا کافی تہا۔ اسیطرح جن لوگون نے کہا ہے کہ پہاڑ اور زمین کی چیزون کے نام بتائے اور دکہلا دئے وہ بہی

خوب صحیح نہین ہوتا۔ کیونکہ نہ وہ مخفیات تہین نہ اونکے پیش کرنے کی ضرورت تھی وجہہ تو سامنے تہین نہ اوس سے

تطبیق سوال کی جواب سے ہوتی تھی۔ اگر وہ بہی کثرت علم کے اثبات مین دکہلائی جاتین جبدان حذف مقصود نہین ہے مگر لازم ہے

کہ اون مین اعلی درجے کے انسان بہی شامل ہون۔ جواب خیال مخفی کا یہہ سب امور ہین لیکن نازک جواب اسبات سے

۱۶۱ نکلتا ہے کہ یہہ انکار نہین فرمایا کہ بعض انسان ایسے ہونگے جیسے تم کہتے ہو لیکن ہماری یہہ قدرت ہے کہ ایسے بہی نہین

ایسے ہونگے

ایسے ہونگے جوتمسے بہتر ہون - یہ سب کا علاج سجدہ تہا -

سجدہ کی دوسری ضرورت

۴م ضرورت سجدہ اب صاف روشن ہوگئی - جسکو سعدی کا شعر خوب بتلاتا ہے - شعر ہر کہ گردن بدعوی افرازد + خویشتن را بگردن اندازد + یعنی جو طمع حصول حکومت ارض مین فرشتون سے وہ افعال سرزد ہوے تہے جو اونکی شان کے خلاف تہے اوسکی پاداش یہہ تہی کہ سر نیچا کرین - اور یہہ علاج ہے

۱۵۹

فرشتون کے اس ذکر سے مخاطب کرنے کی وجوہ

جیسا ۔ یہہ ارشاد فرشتون سے صلاح پوچہنا نہ تہا جسکی اللہ تعم کو ضرورت نہین ہے - جب یہہ نہو اصلی وجہ سوچنی چاہئے کہ فرشتون کو اس ذکر کے لئے اور سجدہ کے واسطے کیون مخصوص فرمایا تہا ؟

اسکے وجوہ تین معلوم ہوتے ہین - ۱۔ یہہ کہ فرشتون کو محکوم خلیفۃ اللہ فی الارض کا بنانا تہا جیسا بیان ہوا - سجدہ کرانا بزا مطیع بنانا ہے - ۲۔ یہہ کہ ترفع سے بوے تکبر آتی ہے تکبر وہ چیز ہے جسکو مخلوق کے لئے حق تعم سخت ناپسند فرماتا ہے - اور وہ متکبر کے لئے سخت مضر بہی ہے - یہانتک کہ ترفع بہی - اوسکا دور کرنا ساوی ہے سے نہایت ضرور ہوتا ہے - ۳۔ یہہ کہ تعلیم اسمار تکمیل مقصد نصب بخلافت تہی اور جب حکم سجدہ دیا وہ منصوب بخلافت کردیا تہا -

وجہ ترجیح انسان کی فرشتون پر

پنجم یاد رہے کہ وجہ ترجیح انسان کی امتزاج اربع عناصر کے ساتہہ روح کا وجود ہے اور وہی ترکیب قابلیت حکومت ارض کی پیدا کرتا ہے - جو فرشتون مین نہین - اسی سے وہ حاکم ارض نہین بنائے گئے -

مصلحت فرشتون کے خلیفہ نہونے کی

ششم تفصیل اسکی یہہ ہے کہ اللہ تعم نے فرمایا ہے کہ فرشتون نے اقرار کیا کہ تو ہے جاننے والا مصلحت کا - میرے نزدیک وہ مصلحت یہہ ہے کہ زمین کا حاکم زمین سے ہونا چاہئے - تاکہ وہ اوسمین تاہم بسر کرسکے -

اگر فلکیات کے ساکن کو زمین میں اوتار کر سکونت زمین کا حکم ہوتا چونکہ خلاف طبیعت و خلقت ہوتا

وہ اوسکے لئے عذاب سخت تھا - اور بے وجہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کر سکتا - جو ستم حاکم ارضی حاکم ارض ہونے

میں ہو سکتا تھا وہ یہہ تھا کہ قاعدہ یوں جاری ہوا ہے کہ کوئی جزو اپنے کل پر غالب نہیں آ سکتا - پس کوئی

شخص مخلوق بہ ارض بھی حاکم کل زمین کا نہیں ہو سکتا - یہہ تقسیم اس طرح رفع کیا گیا کہ اوس میں وہ روح ڈالدی

جو اپنی طرف منسوب ہے اور اوسکو وہ علم دیا جو فرشتوں سے زیادہ ہو - فضل اور ترجیح علم کی ظاہر ہے -

روح منسوب الی اللہ مخصوص حضرت عیسیٰ سے نہیں ہے

ہفتم - یہہ ہے کہ جو روح اللہ کیطرف جو حی و قیوم ہے منسوب ہو ظاہر ہے کہ اوسمیں بقا زیادہ ہوگا - یہہ عطا حضرت عیسیٰ سے مخصوص نہیں ہے

نکتہ چہارم
ذکر اوس وجہ کا جو اللہ نے شیطان کے سجدہ نکرنے کی بیان فرمائی ہے

نکتہ ۴ اس ارشاد سے کہ "شیطان نے سجدہ نہ کیا چونکہ وہ قوم جنات میں سے تھا اور جنات آگ سے

پیدا ہوئے ہیں" ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان جنات میں سے ہے فرشتہ یا ہمزاد نہیں ہے - اور وجہ سجدہ نکرنے کی خود خداوند عالم نے

بتلائی ہے اور گویا جو اس سوال کا جواب ہے - یا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے جب جانتا تھا کہ شیطان سے اتنی بدی

واقع ہوگی کیوں پیدا فرمایا - اور جب جانتا تھا کہ وہ اطاعت نکریگا حکم سجدہ کیوں دیا" وہ وجہ اور جواب یہہ ہے

کہ شیطان آگ سے پیدا ہوا تھا جسمیں اپنے پروردگار کے حکم سے نکل جاتا - شرح اس جواب کی یہہ ہے کہ اولاً یہہ غور کرنا چاہئے کہ مخلوق الٰہی مختلف عناصر سے

بنی ہے اور ہر ایک میں وہ خواص جو اصل عنصر میں ہیں زائل نہیں کئے گئے - آگ کا خاصہ یہہ ہے کہ جب اوسکی

سبب ہوتا ہے بھڑک اوٹھتی ہے - یہہ خاصہ اوس سے دور نہیں کیا گیا تھا کیونکہ جب دور کیا جاتا تو اوس عنصر سے

اوسے پیدا کیوں کیا جاتا - لیکن جیسا تمام مخلوق میں دیکھا جاتا ہے کہ مخلوق بہ عنصر میں ایک دوسری

بات پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح شیطان میں یہہ دوسری بات پیدا کی گئی تھی کہ وہ اس علم خاصہ

کو بھی

کو یعنی شرک اوٹھنے کو روک بھی سکے - چنانچہ روکنے کی قوت کا وجود اسبابت سے ظاہر ہے کہ اوس
مدت تک عبادت کرائی گئی تھی - ورنہ شرک اوٹھنا خلاف اطاعت ہے - اگر یہہ قوت روکنے کی
ہوتی وہ بھی اطاعت نکرتا - اس سے یہہ بھی ظاہر ہے کہ جہان اوسے اپنے مادے کے روکنے کی قوت دی تھی اوسکی
مشق بھی کرادی تھی - پس جب شرک اوٹھنے کا مادہ بعد روکنے کی قوت اور اوس قوت کی مشق کے بھی باہر
اوٹھے تو صاف معنی یہہ ہین کہ شیطان نے اوسے نہین روکا یہہ قصور پیدایش کا اور اسلئے کوئی الزام اللہ تعالیٰ پر
نہین ہے - علی الخصوص اوسوقت جب کہ اشتعال مذکور برا کار آمد ہو جسکا نتیجہ یہہ نظم عالم ہے - ثانیاً غور کرنا چاہئے
کہ حکم سجدہ اوسکے لیے ضروری تھا یا نہین - چونکہ حاکم فی الارض حاکم خبات کا بھی ہونا ضرور ہے اور شیطان فرشتون کے
ساتھہ تھا اغلب ہے کہ حاکم خبات ہو - پس جتنا فرشتون کے لئے حکم سجدہ ضروری تھا جسکی وجہ ابھی بیان کیگئی شیطان
کے لئے اوس سے بھی زیادہ ضروری تھا - کیونکہ شیاطین مین مادہ عدم اطاعت زیادہ تھا اور اونکا ترفع تکبر مذموم تھا -

نکتہ پنجم
وجہ مہلت دینے کی
قیامت تک

نکتہ (۵) اس ارشاد سے کہ قیامت تک مجھے مہلت دے اور وہ دیگئی ایک وقت پیدا ہوتی ہے کہ جب
خداوند عالم جانتا ہو کہ یہہ نافرمان ہے تو کیون مہلت دی - مگر وہ وقت تھوڑے سے غور کرنے سے حل ہو جاتی ہے

(۱) یعنی ذریعہ اور ابتدا وجود مین آنے نافرمانی کا جو مورث شر ہے شیطان تھا - چونکہ ہر چیز اضداد سے
پہچانی جاتی ہے اگر بدی نہوتی یا ختم ہوجاتی تو نیکی اور خیر پہچانی نجاتی - جب نیکی کی شناخت مین تقابل
شامل ہو تو حقیقت مین وجود شیطان اس حیثیت سے دلیل خیر ہے - (۲) اوسکی صدہا سال کی عبادت
کا بدلا کچھہ نہوتا - اللہ تعالیٰ برا بدلا دینے والا ہے وہ کیونکر ایسا سوال بھی بعد اتنے دنون کی بندگی کے پورا نکرتا -

خصوصاً جب اوسمین ایسی مصلحت عظیم موجود ہو۔ (۳۳) اللہ تم کو کس سبب کسی کو مار نہین ڈالتا جب

عادۃ اللہ خلاف طریقہ مقرر کے ہو اوسوقت یہ سوال پیدا کرنا مستلزم عجز بنتا اوس سے یہ بہی نکلتا کہ اللہ تم مین قدرت

اوسکے جواب دینے کی نہین - یعنی تدبیر کا تدبیر ہے - اب یہ جواب دیا گیا کہ ہر برائی کا تدارک ہے (۳۴) جو دنیا

دنیا نہوتی - جنت ہی رہتی اور جو انعام الٰہی بذریعہ دنیا مین آپکے حاصل ہوتے ہین یعنی خلافت ارض وغیرہ نہوتے

جسکی تفصیل آگے بیان ہوگی -

نکتہ ششم
شیطان کا پہلا کام
اور وجہ تحریک
اکل گندم

نکتہ (۶) اس ارشاد سے کہ شیطان نے کہا کہ پہر آؤنگا اونکے آگے سے اون اور اونکے پیچہے سے اور اونکے

داہنی طرف سے اور اونکے بائین طرف سے اور جسطرح بن پڑے اونکو بہکا کر رہون - اور ان سب امور کے پورا کرنے کیلئے

اوسنے گندم کہانے کی تحریص دی تا کہ عورتین ظاہر ہو جاوین - نکات ذیل سمجہہ مین آتے ہین - اول درخت گندم

کہانے کی تحریک سے جسکے کہاتے ہی عورتین ظاہر ہوگئین ظاہر ہے کہ یہ خاصہ درخت گندم کا ہے چنانچہ مثل مشہور ہے

کہ گیہون کی روٹی کو فولاد کا پیٹ چاہئے - دوسرے یہ کہ شیطان نے جو کہا کہ آگے سے آؤن اور پیچہے سے

یہ دلیل اسکی ہے کہ سب سے بڑا دخل شیطان کو اون معاملات کی نسبت سے جنمین عورتین کو دخل ہے - اور آنکہین بہی

آگے ہوتی ہین - اور منہہ بہی - جو بڑا راستہ ہے - تیسرے یہ جو کہا ہے کہ داہنی سے آؤن اور بائین سے ان

دونون طرف آدمی کے کان ہوتے ہین - نہ تنہا عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد - چوتہے یہ جو کہا ہے

کہ اور جسطرح بن پڑے اونکو بہکا کر رہون ظاہر ہے کہ داہنی طرف جگر اور بائین طرف طحال اور دونون طرف

گردے ہین - غذا جب جزو بدن ہوتی ہے انجذاب کی قوت گردون سے پیدا ہوتی ہے اور جب جلد ہے

(۱۱۱)

ابخرات پیدا ہوتے ہین دل پر اثر ہوتا ہے - یہہ سب ذریعے دخل شیطان کے ہین - پانچوین قوت حیوانی مادہ

خلق جب وہ قوت مصرف صحیح مین کار آمد ہوتی ہے آدمی پیدا ہوتا ہے اور وہی ذریعہ انبیا و اولیا کے اخلاص

وجود مین آنیکا ہے اور کسقدر ضرور ہے اور اعلی درجہ کی چیز ہے - اگر وہ قوت مصرف غیر صحیح مین ضائع کیجائے

مورث تمام فسادات کی ہے - چھٹے قوت حیوانی کا اصل مادہ حرارت ہے - لیکن حرارت صرف یہی کام

نہین کرتی - اوس سے غصہ بھی بڑھتا ہے - غصہ کرنا بھی ایسا ہی ہے - جب موقع پر آئے اعلی درجہ کی چیز ہے

ورنہ آدمی وقت ضرورت جان نہ دیسکتا - اور نیز غیرت کا مادہ پیدا نہوتا - (چنانچہ ہیجڑون مین یہہ مادہ سلب ہوجاتا ہے)

- جب غصہ بے محل آئے اوس سے تمام فسادات پیدا ہوجاتے ہین - ساتوین چونکہ انبعاث قوت حیوانی کا

بذریعہ حرارت کے ہے اور اوس سے قوت غضب بڑھجاتی ہے - اسلئے شیطان نے اسی ایک کام کو کیا

جس سے اوسکے سب مطلب حاصل ہوگئے - اٹھوین ان سب امور سے یہہ امر مثل آفتاب نصف النہار کے

روشن ہے کہ اس مادہ کا دراصل پیدا کرنا کسقدر ضروری تہا اور جب وہ اطاعت شیطان سے مصرف

غیر صحیح مین ضائع ہو اوسکی سزا کا مقرر کرنا کسقدر ضروری تہا - جسکا بیان الفاظ مختصر مین یہہ فرمایا ہے -

- بنی آدم مین جو تیری پیروی کریگا ہم ما شبہ تجہ سے اور اونسے جہنم کو بہرونگے - اور یہہ امر بہی

ایسا ہی روشن ہے کہ جناب اقدس الہی نے اس سبب سے کہ یہہ قوت باوجود ایسے عمدہ ہونے کے دنائت سے

خالی نہین کیونکہ محض حیوانی قوت ہے - اشرف المخلوق کی قوت متعلق شرافت کے نہین ہے -

اسکو ایسی طرح پیدا کیا کہ اتنی ہی نسبت خلق شر کے اوسکی ذات مقدس کی طرف نہین ہوسکتی -

اگر اس مقام پر توجہ فرمائیگا بجائے اسکے کہ شبہات الزام پیدا ہوں عجیب وغریب صنعت ظاہر

ہوگی اور لازم ہوگا کہ سجدہ شکر بجالائے -

نکتہ ہفتم
شیطان سے دوسرا
کام بعد عموماً
ہوسکا حصول

نکتہ (۷) شیطان نے جو کہا ہے کہ سیدہے راستہ پر بنی آدم کی تاک میں بیٹھوں تو سبھی اوسطرح

میں ہے اونکو بہکا کر رہوں مگر تیرے خاص بندے کہ وہ بہکانے میں آنے والے نہیں ہیں نہ اونپر زور ہے -

معلوم ہوتا ہے یہہ بہکانا ہر فرد بشر کے لئے عام ہے - خاص بندوں میں اور عام بندوں میں اثر کا فرق ہوتا ہے -

عوام بہکانے میں آجاتے ہیں اور اسطرح آتے ہیں کہ اونپر شیطان غالب ہوجاتا ہے - خواص مغلوب شیطان

نہیں ہوتے - چاہے بہولے سے دہوکہ میں آجائیں یا نہ آجائیں - عموم اس کوشش کا اور مدد الٰہی کا

ذکر آیہ ذیل میں صاف ہے - وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى

الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

اور ہم نے تجہ سے پہلے کوئی ایسا رسول نہیں بہیجا اور نہ کوئی ایسا نبی کہ اوسکو یہہ معاملہ پیش نہ آیا ہو کہ جب

اونہوں نے تمنا کی شیطان نے اونکی تمنا میں ڈالا یعنی وسوسہ یا فتور پہر خدا نے اوس چیز کو جو شیطان نے

ڈالی تہی دور کرکے اپنی آیتوں کو مضبوط کردیا - اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے - جب اس ارشاد کو

ارشاد پارہ ۱۶ ع - یعنی شیطان کو اللہ نے کفار پر چہوڑ رکہا ہے کہ اونکو اکسائے رکہتا ہے ملائے تو

صاف معلوم ہوگا کہ شیطان کے وجود میں یہہ حکمت ہے کہ شیطان کی کوشش اچہوں کے زیادہ مضبوط یعنی عمدہ

کردینے کا سبب ہوتی ہے - وہی کوشش بروں کے لئے دنیا میں زیادہ منہمک کرکے اونکو جنت دین حرام

کردینے کا

(112)

کرونے کا سبب ہوتے ہیں مگر بحیثیت دنیا ایسے منافع پیدا ہوتے تھے جو نہایت بزرگ ہیں۔

نکتہ ششم
حضرت آدم اکل گندم سے بندگان خاص سے نہیں نکلے۔

نکتہ (۸) اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ جو ہمارے خاص بندے ہیں اون پر تو تیرا کسی طرح کا زور نہیں ہے حضرت آدم بسبب کہانے گندم کے خاص بندوں کے شمار سے (دوامًا یا چند روزہ) نکل گئے یا نہیں اسمین امور ذیل قابل التفات و توجہ ہیں۔ (۱) وجہ ممانعت کیا تھی۔ (۲) کیونکر حضرت صفی اللہ نے گندم کہایا۔ (۳) اونکے فعل کو اللہ تعالیٰ نے کن الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ (۴) اونکی سزا اور شیطان کی سزا مین کیا فرق ہے

(۵) اور وہ حقیقت مین سزا ہے یا نہین۔

وجہ ممانعت

امر اول کی نسبت کئے امر قابل غور ہین۔ (۱) اول یہ کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ يَآ اٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى۔ ان سب کے معنی یہ ہین کہ وجہ ممانعت یہ تھی کہ اگر گندم کہاوگے جنت سے لازمًا نکل جانا پڑیگا اور اون راحتون سے جو جنت مین ہین محروم ہوگے۔ اور اپنے ہاتھون اپنے آپکو اور مصیبت مین ڈالوگے۔ اب غور کرنا چاہئے کہ جب حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ زمین بنایا تھا زمین مین جانا اونکا لازم تھا تو کیون اونکو منع کیا اور کیون گندم کے نہ کہانے کا عہد لیا دونون امور کے ملانے کے بعد وجہ اوسکی سوائے اسکے اور کچہ نہین ہوسکتی کہ کمال شفقت و عنایت ظاہر ہو اور ذات اقدس الہی ہر خیالی الزام یا شکایت سے بری رہے۔ بلکہ یہ ہے کہ نوع بشر نے امانت کا بوجہ اوٹھانا خود قبول کیا تھا چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ

۱۹۶

یحملنہا و اشفقن
فَاَبَیْنَ اَنْ ~~یحملنہا واشفقن~~ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَہُوْلًا - ترجمہ ہمنے

دکہلائی امانت اسمانون کو اور زمین کو اور پہاڑون کو پہر سبنے قبول نہ کیا کہ اوسکو اوٹہاوین اور اوس سے

ڈرگئے مگر اوٹہالیا اوسکو انسان نے وہ ہے ہے بڑا بے ترس ناداں - اس سے ظاہر ہے کہ انسان خلیفۃ اللہ اس بار

جانا
امانت اوٹہالینے کے سبب سے بناہا اور مشیت الہی اوسکے زمین پر جانے کی اسلئے مقتضی ہوئی تہی کہ خود اوسنے زمین پر

مغفرت بہی
چاہا تہا لیکن امتحان مین پڑنا نوعی ~~...~~ خالی نہین ہوتا - اسلئے جتنے طریقے زمین پر جانے کے تہے اون

ممانعت
سب کی نسبت بار بار تاکید کے ساتہہ ممانعت کیگئی تہی کہ اگرچہ رتبے بڑے ہین تکلیف بہی بڑی ہے - اس

کی کمال شفقت ہونے کی مثال ایسی ہے کہ جب کسی کا بیٹا ہمت سے زیادہ کام کرنا چاہے تو قصد کے

وقت باپ کا دل دکہہ جائے اور اوسپر ملامت اور ممانعت کرے اور جب وہ کر گذرے تو بڑی جزا دے -

اسیطرح جب آدمی نے بار امانت اوٹہالینا قبول لیا اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ ہے بڑا بے ترس ناداں - چنانچہ اگر کوئی

آدمی شیر کا مقابلہ کرے جسوقت کرنے جاے ضرور وہ نڈر اور ناداں ہے لیکن اگر شیر کو مارلے ظاہر ہوتا

کہ وہ اعلی درجہ کا آدمی ہے - اس امتحان سخت مین پڑنا جسمین آدمی پڑا شیر کے مقابلہ سے کم نہین (۲) ممانعت

یہہ تہی کہ اس درخت کے پاس مت بہٹکنا اگر کروگے تو تم اپنا نقصان کرلوگے - ایسا نہو کہ ابلیس تم دونون

کو جنت سے نکلوا باہر کرے اور تمہاری شامت آجائے اور بہشت مین تو تمکو ایسے فرصت ہین کہ نہ تم بہوکے رہتے ہو

نیت
اور نہ ننگے رہتے ہو نہ پیاسے نہ آفتاب کی گرمی اوٹہاتے ہو - اس ممانعت پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ وجہ

امتحان گاہ مین جانا اور نفع حال کا مفقود ہوجانا تہا (اگرچہ اوسمین بڑے منافع آئندہ کے خطرہ کے ساتہہ

موجود تہین

(113)

موجود ہون) اسلئے وہ صرف اوسی قسم کی صلاح نیک تبلاتا ہے جسکی مثال ابہی دی گئی - دوسری مثال
اوسکی یہہ ہے کہ اللہ تعالی مستحقین بہشت کی نسبت فرماتا ہے - وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا - یعنی اور جو
بیہودہ مشغلون کے پاس سے ہوکر گذرین تو کریمانہ گذر جائین - اگر کوئی اسطرح نہ گذرے گناہگار نہین - ممانعت
اسلئے ہے کہ اسطرح نہ گذرنا مورث آفات ہوگا کیونکہ ایسی صورتونمین احتمال غلطی کا بیشتر ہے اور جب
غلطی ہوگی اوسکی پاداش ہوگی - نہ گذرنے کی کوئی پاداش نہین - یہہ امر ضرور ہے کہ ہر حکم الہی
نفع انسانی مین محدود ہے لیکن منافع کے اقسام پر لحاظ کرنے کے بعد اقسام احکام مین ہمیشہ فرق ہوا کرتا ہے -
جو افعال مورث ایسے منافع کے ہین کہ مضرت اونمین نہین ہے - یا مورث ایسے مضرت کے ہین کہ مضرت زیادہ اور
غالب ہے اونکی نسبت احکام اور طرح کے ہوجاتے ہین - جو ایسے نہین ہوتے - صرف فضل و عدم فضل کا فرق
ہوتا ہے - دوسری طرح سے - چنانچہ مصطلحات فقہا یہہ ہین - واجب اور فرض وہ ہے جسکا کرنا ثواب ہو -
نکرنے مین عذاب ہو - مستحب اور سنت وہ ہے جسکے کرنے مین ثواب ہے ترک مین عذاب نہین - مکروہ وہ ہے جسکے
نہ کرنے مین ثواب ہے کرنے مین عذاب نہین - حرام وہ ہے جسکے کرنے مین عذاب ہے ترک مین ثواب - یہہ طریقہ
ممانعت خود دلیل اسبات کی ہے کہ گندم کہانا حرام نہین ہے - بلکہ مورث فقدان بعض راحت موجودہ کا ہے
جسکو ثواب اور عذاب سے کچہہ تعلق نہین - کیونکہ ایسا مادہ جو باعث خلق ہو پیدا کرنا حرام نہین ہوسکتا - نہ وہ
جنت مین حرام تہا نہ دنیا مین مگر حرام نہونے کی دلیل یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم سے نظرہ لان شفقت تاکہ بہول
نجائین گندم نہ کہانے کا عہد لیا تہا معاہدہ کی امور ناجائز مین ضرورت نہین ہوا کرتی - اوسمین صرف ممانعت

کہیجاتی ہے - اور مرتکب کو سزا دیجاتی ہے - معاہدہ جایز میں ہمیشہ ایک فعل جایز بدل دوسرے فعل جایز کا
ہوتا ہے - یہہ امر ایسا ظاہر ہے کہ محتاج دلیل نہیں - اگر عذاب و ثواب متعلق کئے جاویں اور اصطلاح کیا
جاوے [illegible] پہر دیکہا جاوے تو اکل گندم مکروہ ہوگا نہ حرام - امر [illegible] کی نسبت اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ شیطان نے
دونوں میاں بی بی کو بہکایا اور بہلایا اور قسمیں کہا کہا کر بیان کیا کہ میں بلاشبہ تمہارا خیرخواہ ہوں - غرض
دہوکہ سے اونکو درخت ممنوع کے کہانے کی طرف مائل کر لیا - اور وہ عہد کو بہول گئے اور ہمنے اونکے
ارادہ میں استقلال نہ پایا - اس سے امور ذیل سمجہہ میں آتے ہیں - (۱) کہ حضرت آدم نے جو گندم کہایا
وہ سہو عہد تہا اور دہوکا - جو چیز سہو سے واقع ہو یا دہوکہ سے قابل بازپرس نہیں - ایک مثال اوسکی
یہہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرلے جب وہ جانتا نہو کہ یہہ میری ماں ہے اور بعد قربت اوس سے اولاد
پیدا ہو تو وہ شخص قابل بازپرس نہیں ہے - اسلئے کہ ماں ہونا اوسکا بہولا ہوا تہا - دوسری مثال اوسکی یہہ ہے
کہ اگر کوئی حاکم شیطان صفت گواہوں کے بیان حلفی پر اعتبار کرکے دہوکہ سے بیگناہ کو سزا دے مجرم نہیں
اسلئے کہ وہ دہوکا کہایا تہا - باقی رہا یہہ امر کہ ممانعت بہی بہول گئے تہے یا نہیں - چونکہ ممانعت اور عہد ساتہہ
ساتہہ ہے لازم ہے کہ ممانعت و عہد دونوں کو بہول گئے - یہہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ درخت ممنوع
اونکو بتلا کر جتلا دیا گیا تہا اسلئے عام قیاس مقتضی اسکا ہے کہ جب وہ اوسکو دیکہتے ہونگے ممانعت
یاد آجاتی ہوگی اور اوسکے ساتہہ ہی عہد بہی - جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ قیاس وہی کرسکتا ہے جو حالات
انسانی سے غفلت کرے - کیونکہ موت ایسی چیز ہے جسکا یقین اسقدر ہے کہ کسی دوسری چیز کا

کیونکر حضرت آدم نے گندم کہایا

الیقین

ایسا یقین نہین ہے یہان تک کہ نام اوسکا یقین ہوگیا ہے۔ قیاس اسکا مقتضی ہے کہ آدمی جب اپنے باپ دادا اور سب کو

مرتے دیکھے موت یاد آجائے۔ لیکن آدمی اوسکو ہر وقت بہولا رہتا ہے۔ اگر بہول مین نہ رہتا لازم ہے کہ کوئی

کام دنیا کے سامان کا نکرتا۔ پس یہ کہنا کہ جب حضرت آدم درخت گندم دیکہتے ہونگے ممانعت یاد آجاتی

ہوگی اور عہد بہی انسانی سہو کے مقابلہ مین کوئی چیز نہین ہے۔ یہ کہین ارشاد نہین ہوا کہ جس دن

مذاق شرعی

شیطان نے وسوسہ کا دیا اوسی دن گندم کہا لیا تہا۔ بلکہ خود سہو دلیل طول مدت کی ہے۔

کے مطابق ایک نظیر جسپان مثال یہ ہے کہ آدمی روزہ رمضان المبارک کی نیت

کرے جو ایک عہد ہے اور پہر بہولکر کہانا کہالے اور نیت اوسوقت تک یاد نہ آئے جب تک سیر

اس سہو سے روزہ فسخ نہیں ہوتا

وہ عزم جو اللہ تعالی نے نہین پایا دہ کیا ہوسکتا ہے؟ آیا یہ کہ جو ارادہ مستقل

نسبت گندم کے تہا اوسپر بقا نہوا۔ یا یہ کہ عزم عام طور پر نہ پایا گیا۔ امر اول یعنی عدم استقلال

نسبت ترک گندم کے اس عزم مین مراد نہین ہوسکتا۔ اسلئے کہ اوسمین تو سہو شامل ہوگیا جب سہو

مستوجب یادداشت نہین کرتا اوسپر اطلاق عدم عزم کا بہی نہین ہوسکتا۔ پس متعین ہے کہ مراد عموم عزم سے

ہے۔ اب خاص جناب آدم صفی اللہ کے معاملہ مین دیکہنا چاہئے کہ عموم عدم عزم کا نتیجہ کسی خاص

فعل سے نکلا ہے یا تمام افعال سے؟ کوئی فعل اوسوقت سے پہلے جب یہ معاملہ ہوا سوائے اسکے

حضرت آدم نے نہین کیا تہا کہ اللہ تعالی نے جب بار امانت اوٹہانے کو یعنی حکومت و اختیار کو جملہ مخلوق سے

کہا تو یہ بار نوع بشر نے قبول کیا۔ حضرت آدم اونکی اصل تہی۔ پس یہی فعل ذریعہ اس نتیجہ کا

ہو سکتا ہے اور وہ اسطرح نکالا جا سکتا ہے - کہ جب حضرت آدم جنت کے آرام میں رہے تو
اونہوں نے چاہا کہ اب زمین پر چلکے وہ خلیفہ ہونے پہ جاوین - اور اونہوں نے یہ چاہا کہ تکلیف
امتحان میں نہ پڑیں - (۳) انسان میں سہو کا مادہ ہے - یہ مادہ خاصہ اوس طریقہ کا ہے
جو اللہ نے انسان کے پیدا فرمانے میں اختیار فرمایا - یعنی خاک و آب و آتش و ہوا مادہ خلق
انسانی ہیں - یہ چاروں چیزیں اضداد ہیں - جب ایک ضد کا عمل غالب ہو جائے لازم ہے کہ
کہ دوسری ضد کی عمل کو یا زائل کرے یا کم کرے - قوت حافظہ متعلق دماغ کے ہے - دماغ
اوس وقت تک صحیح ہے جب تک چاروں اخلاط مناسب حالت میں ہیں - جب بے مناسبت
میں ہونگی قوت حافظہ میں ضعف ہوگا وہی سہو ہے - ایک صورت یہ ہے کہ قوت محدود ہے
سہو ہونا
جب تمام قوت حافظہ دوسری چیزوں میں مصروف کر دیجاسے اون چیزوں میں جس میں صرف ہو
باقی میں سہو لازم آیگا - انسان میں سہو کا مادہ رکھنے کے مصالح بہت ہی عظیم ہیں - اسکو یا
سہو کئے یا بھولا پن اگر نہوتا انسان انسان نہوتا خدا ہوتا - کیونکہ وہ روح اوس میں موجود ہے
جو منسوب الی اللہ ہے - وہ اطاعت کرائے انسان کو بندہ بناتا ہے - (۲) اگر آدمی کو کبھی غفلت
نہوا کرتی تو وہ آرام نہ کرتا مرجاتا - اسلئے کہ اضداد جب اپنا عمل کرنے میں مصروف ہوں تو روک
ایک دوسرے کو تھکا دینے والی ہوجاتی - (۳) اگر غفلت یا سہو نہوتے آدمی کی مصروفیت
دنیا میں نہوتی یا اور طرح کی ہوتی جو خلاف اس نظام کے تھا - دنیا کے تمام کاموں اور اختلاف
مراتب میں

(۴۵)

مراتب مین خلل پڑتا - (۴) انسان ایسا سرکش ہوتا کہ بدی اوسکے روکنے سے باہر ہوجاتی - اوسکا دنیا مصلحت کے بلکل خلاف تہا - پس جب یہ خاصہ لازمی ہوا اور ایسے مصالح سے بنایا گیا ہو اوسکے بموجب اگر کسی شخص سے کوئی عمل ہوجاے ظاہر ہے کہ وہ معذور ہے -

فعل اکل گندم کا متعلق الفاظ الہی کی شرح

امر سوم - کی نسبت اللہ تعالی نے فرمایا ہے - ایسا کروگے تو اپنے اوپر ظلم کروگے - ایسا ہو کہ تم دونون کو شیطان نکلوا باہر کرے اور تمہاری شامت آجاے - اور فرمایا ہے کہ تو اپنے پردہ کی چیزین اونپر ظاہر ہوگئین اور لگے باغ بہشت کے پتے اپنے اوپر چپکانے - پس آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور بے بہرہ ہوگئے

اصل الفاظ یہ ہین - [illegible]

فتکونا من الظالمین مین ظلم سے اپنے نفس کا ظلم مراد ہے جو نوعیت ممانعت سے ظاہر ہے - یہ لفظ قصہ حضرت آدم ہی مین استعمال نہین فرمایا بلکہ قصہ اول یعنی بار امانت اوٹھانے مین بہی استعمال فرمایا ہے انہ کان ظلوما جہولا - ظاہر ہے کہ انسان نے اوسوقت کوئی فعل جو دوسرے پر ظلم ہو نہ کیا تہا - اور اگر وہ باعتبار طبیعت کے دوسرون پر ظالم ہوتا حق تعالی بار امانت اوسکو دینے کے لئے پیش نہ کرتا چنانچہ فرمایا ہے لا ینال عہدی الظالمین - یعنی ہماری خلافت ظالمون کو نہین ملتی - پس یہ لفظ حضرت آدم کو شمار بندگان خاص سے نہین نکالتا - فتشقی کے مادہ کا لفظ قصہ قبول دعا حضرت زکریا مین بہی ہے ولم اکن بدعائک رب شقیا - اسلئے جو ترجمہ ہے بہت صحیح ہے کہ بے بہرہ ہوگئے اور بے نصیب یعنی اون فواید اور ثمرون سے جو جنت مین تہے محروم ہوگئے نہ یہ کہ خوف بندہ خاص ہونیکے نہین رہے -

عصی کا ترجمہ نافرمانی ہے - اسکے معنی گناہ مستوجب سزا کے بھی ہین اور اوس نافرمانی کے بھی

جو مستوجب عقاب نکرے - اب یہ غور کرنا چاہئے کہ جب گناہ سبب سہو کے ہو جسمین گنہگار ماخوذ

نہین ہوتا تو ان سب الفاظ کا اطلاق متعلق گناہ مستلزم عقاب ہوگا یا صرف گناہ کے جو خلاف

مصلحت ہونے کی وجہ سے موجب تکلیف ہو اور عقاب نہو - نوعیت فعل خود دلیل اسبات کی ہے کہ معنی اول کے

تو ہرگز مراد نہین ہوسکتے - لیکن ساتھ ہی اوسکے یہ امر ہے کہ آخر پہر بھی کیون ایسے الفاظ استعمال ہوئے -

ظاہر وجہ اوسکے یہ ہین کہ مرتکب اس فعل کے حضرت آدم صفی اللہ تھے اور بڑے رتبہ کے تھے یعنی خلیفۃ اللہ

فی الارض - عالم باکمال ایسے بزرگ کا وہ فعل جو خلاف تبلائی ہوئی مصلحت کے ہو اوسکی شان سے

بہت بعید ہے - یہ امر کہ بڑے مرتبہ کی یہ بات تھی خود ارشاد الہی سے ثابت ہے اسلئے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے

فدلٰھما بغرور - تفسیر جلالین مین تفسیر اسکی یہ لکھی ہے کہ بسبب اوس غرور کے جو شیطان کو تھا اوسنے

حضرت آدم کو اوس منزلت سے گہٹا دیا جو اونکو اوسوقت حاصل تھی - یعنی پہلے اس سے سہواً بھی کوئی ایسا

فعل نہوا تھا - خاص بندون کے شمار سے نکل جانا نہیں ہے - اسلئے کہ اسمین شک نہین ہوسکتا کہ مراتب

بزرگ جسقدر بلند ہین اونکی مشکلات بڑھجاتی ہین - جنکے رتبہ ہین سوا اونکو سوا مشکل ہے - چنانچہ دیکھئے کہ دنیا مین

کیا ہو رہا ہے اگر ایک اخبار مین کسی بڑے افسر کی نسبت ایک خبر مشہور ہوجاتی ہے کہ اوسنے کوئی فعل خلاف

شان کیا اوسکو واجب ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو صاف کرے - اگر صاف نہین کرسکتا اوس مرتبہ سے گرادیا

جاتا ہے - یہانتک یہ امر زور سے جاری ہے کہ بڑے آدمی جب کوئی ذرا سی ذلت مین مبتلا ہوجاتے ہین تو

اوسکے

جو اوروں کے لیے کچھ نہیں ہوتی - مثلا پارلیمنٹ مین کسی کی بات مسترد ہو جاے تو وہ فوراً پارلیمنٹ مین
نشست چھوڑ دیتا ہے اور عہدے سے معہ اپنے متعلقوں کے علحدہ ہو جاتا ہے - جو اون سے کم رتبہ کے افسر ہوتے ہین -
یہانتک کہ نواب معلی القاب نفٹنٹ گورنر بہادر کی بھی تجویزین نامنظور ہوتی ہین وہ چپکے بیٹھے رہتے ہین - اونکو برداشت
کرتے ہین - یہی حال دینی اصحاب مراتب بزرگ کا ہے چنانچہ حضرت یوسفؑ کے قصہ مین ارشاد ہوا ہے کہ جس
شخص کی نسبت حضرت یوسفؑ نے سمجھا تھا کہ اسکے سبب مخلصی ہو جائیگی اوس سے کہا کہ اپنے آقا کے پاس میرا بھی
تذکرہ کرنا کہ مین ناحق قید ہون تو شیطان نے اوسکو اپنے آقا سے اسکا تذکرہ بھلا دیا - تو یوسفؑ کئی برس قیدخانہ
مین رہے - معنی یہہ ہین کہ اتنی سی استعانت بھی حضرت یوسفؑ کی شان کے خلاف تھی اسلیے تاخیر ہوئی
اور اونکو تکلیف قید مین پڑا رہنا پڑا - اہل دنیا ہمیشہ اہل دنیا سے استعانت کرتے ہین اور اسباب پیدا
کرتے ہین - اونکو اتنا پڑا حرج یا کوئی ضرر نہین ہوتا - شبہہ ہو کہ شیطان نے یہہ کام اچھا کیا اسلیے کہ اوسکا یہہ فعل بھی اچھا تھا
[illegible] سزا اوسکے ہاتھہ مین نہ تھی - مگر چونکہ وہ ہر بزرگ کو دق کرتا ہے اوسنے اوسی کے مطابق عمل کیا تھا اللہ تعالی نے
مدد اوسکی اسلیے نہ کی کہ یہہ فعل حضرت یوسفؑ کا پسندیدہ نہ تھا - اس مقام کو اوس مقام سے مقابلہ فرمائی کہ
اللہ تعالی نے قصہ حضرت یوسفؑ مین فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالی برہان نہ دکھاتے تو وہ اوس عورت کے ساتھ ارادہ
بد کرتے چونکہ وہ فعل عصیان مستوجب پاداش تھا اسلیے وہان مدد کی گئی اور برہان دکھلائی گئی یہہ امر
بھی قابل توجہ ہے کہ شیطان کی برائی کا ارادہ ہوئی - نسبت معاصی انبیاء کے اور معاصی عامہ خلائق کے ایک باریک
فرق قابل ہمیشہ یاد رکھنے کے ہے کہ انبیاء ہمیشہ مراتب عرفان مین ترقی کرتے ہین سو ترقی مرتبہ اعلی او بھی

شان کے خلاف معلوم ہوتا ہے - اوس حالت کو عصیان جانکر طلب مغفرت کرتے ہین - اونکا وہی گناہ ہے جو تقریباً
گناہ ہے - ہمارا گناہ حقیقت مین مستوجب بادواش ہے جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلعم کی نسبت جو حکم استغفار
ہوتا تہا وہ بہی تہا - ان سب امور سے ظاہر ہے کہ وہ فعل جو کہ [illegible] متم تکالیف تہا یعنی امتحان گاہ مین آنا -
جسمین نوعی ضرر تہا اور جسکے سبب سے امتحان مین کامل العیار نہ نکلنیکا اسلئے اوسپر اطلاق عصیان کا ہوا - اور اگرچہ
وہ فعل بسبب سہو کے ہوا فی نفسہ نافرمانی تھی - ان دونون امر [illegible] - وہ فرق دونون مثال
مذکورہ مین ظاہر ہے نکاح مذکورہ مین جو اولاد ہوگی وہ حلال کی اولاد نہوگی - اور فعل کی برائی باقی رہیگی گو بسبب سہو کے برات ذمہ کا ہوگا۔
[illegible] قتل حاکم مین بیگناہ قید ہوجانے سے متعلق ذات اسیر کی جو برائی ہوئی وہ
گو ذات حاکم کی بری ہے -
بزرگ اور باقی رہنے والی ہے [illegible] کے معنی گمراہی ہین اوسکے دوسرے الفاظ راستہ سے بہٹک جانا ہے
اوسمین وہی امر شامل ہے جو عصیان مین ابہی بیان کیا گیا یعنی یہ بہی شمار بندگان خاص ہنین نکالتا -
اوجہیار ہم کی نسبت کیفیت سزا پر توجہ ضرورت - اسد تعالےٰ نے جو کیفیت سزا حضرت آدم کی
اور شیطان کی بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ خدا نے شیطان اور آدم سے فرمایا کہ تم دونون بہشت سے نیچے اوتر جاؤ -
تم مین سے ایک کا ایک دشمن رہیگا جو سزا خاص حضرت آدم کی بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ تمکو ایک وقت خاص
یعنی مرتے دم تک زمین پر رہنا ہوگا اور تمہارا سامان زیست بہی وہین مہیا ہے - جو سزا خاص شیطان کی
بیان فرمائی وہ یہ ہے - کہ تجکو شیخی ہے تو بہشت سے اوتر - کہ ذلیلون کا ایک ذلیل تو ہی ہے پہر حکم ہوا کہ تو قیامت
تک تجکو مہلت ہے [illegible] اور ہم تجہے اور تیری پیروی کرنے والون سے جہنم کو بہر دینگے -

[illegible]

اسکی بابت فرق [illegible] ذمہ [illegible] کی بابت [illegible] حالت سے [illegible] کی ماہیت [illegible] بدلتی - [illegible]

[illegible] فرق سزا حضرت آدم و شیطان

اسمین یہ فرق ظاہر ہوجاتا ہے کہ حضرت آدم کو دوامًا دنیا مین رہنے کا حکم ہوا اور نہ راندہ درگاہ
ہونے کا اطلاق ہوا - نہ اونکو جہنم کے عذاب کا بسبب متابعت شیطان کے حق تھا۔ شیطان نے
چونکہ یہ سب امور دیدہ و دانستہ کئے تھے اوسکے لئے یہ سب سزائین تجویز ہوئین
کہ ہمیشہ زمین پر رہے ہمیشہ ملعون رہے۔ بعد ختم دنیا جہنم مین رہے - اس فرق مین یہ اور
نازک فرق ہے کہ حضرت آدم کا زمین پر آنا نتیجہ گندم کہانے کا تہا - جسکے خاصّہ کا بیان کیا گیا-
ظاہر ہے کہ جب فضلات انسان سے جاری ہون اور ولادت حیض و نفاس کے ساتھ ہو
انسان جنت مین رہنے کی قابل نہین رہتا - پس جو چیزین خاصہ لازم ہون اور عذاب
مقررہ الہی نہون وہ سزا نہین ہین نتائج ہین اور معنی یہ ہین کہ برائے نام ہی سزا نہ تہی -

کیفیت وجہ توبہ

اور نتیجہ کی نسبت زیادہ بسط کی ضرورت نہین ہے - توبہ ایسے امر کے لئے کرنا جو اپنے
نفع غیر ذنب مین محدود ہو اور سہوًا اوسکا ارتکاب ہوا ہو - انسانی کمال عبودیت
و فرمان برداری کی ہے - ذریعہ حصول کمال عنایت آقا کا ہے - اور یہ دونون امر ایسے ہی
لوگون سے ہوسکتے ہین جنکی صفات اقتضاے غایت کمال کے ہون - یہ دونون امر
نوعیت بیان توبہ سے مثل آفتاب روشن ہین - چنانچہ ارشاد ہوا کہ حضرت آدم اور حوا نے اپنے
پروردگار سے معافی چاہی اور اپنے پروردگار سے معذرت کے چند الفاظ سیکھے تھے - ان
الفاظ کی برکت سے اللہ تعالی نے اونکی توبہ قبول کی اور اونکو نوازا - معنی یہ ہین کہ جب حضرت نے

اوس مرتبہ عالی کی موافق جو اونکو حاصل تہا بعد فرمان عمل کرنے مین سہواً فروگذاشت کی اور

مبتلا ذ اوس نتیجہ کے ہوے جو لازمی تھا اور اللہ تعالے نے سہو پر متنبہ کیا اوسوقت حضرت آدم

پشیمان ہوئے اور حد سے زیادہ پشیمان ہوئے اور زور سے معافی چاہنے لگے - یہ فعل اسقدر

جناب اقدس الہی کو پسند ہوا کہ خود بتلایا کہ توبہ یون کرو- اون الفاظ کا منہ سے نکالنا تہا اور سب

خوبیون کا حاصل ہونا- اگرچہ بات مرتبہ بزرگ کی ہوتی اور مرد بزرگ مرتبہ سے پہونچی ہوتی تو یہ

تعلیم بہی پہونچتی- ہم اگر برسون توبہ کرین سجدہ کرتے کرتے سر پہوڑ ڈالین ناک رگڑتے رگڑتے

رگڑ ہی ڈالین تو کوئی بہی نہ آئیگی کہ اسطرح توبہ کرو- الفاظ توبہ پر غور کرنے سے ایسا لطف

حاصل ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالی جل شانہٗ اور کوئی مہربانی نفرماتا صرف اسیقدر عنایت کرتا کہ یہ الفاظ

بتلا دیتا صرف یہی ایسی عنایت او سپر لاکہ جان سے قربان ہوجانے کے قابل تہی- اسلئے کہ الفاظ

مذکور یہ تہے - اے پروردگار ہمنے اپنے تئین آپ تباہ کیا یعنی اپنے ہاتہون اپنے اوپر

دنیا کے امتحان مین پڑنے سے ستم کیا اور اگر تو ہملو معاف نفرمائیگا اور ہمپر رحم نہین فرمائیگا تو

ہم بالکل برباد ہوجائینگے - یعنی ہمنے تو اپنے ہاتہون اپنا گلا کاٹنے مین کسر نہین رکہی وہ سامان

پیدا کرلیا ہے کہ ہزارون غلطیان کرین- اب تو بخشش بہی دے اور نعمت بہی دے امتحان مین کامل

کرکے مراتب بزرگ عنایت فرما - غرض یہہ ہے کہ وہ ہمارا کام تہا یہ تیرا کام ہے- اپنی برائی کا-

ونیت کا- اعتراف کا مقابلہ اپنے مالک کی قدرت سے اپنے مالک کی بخشش کرنے والا ہونے سے-

اور رحم

اوسپر ہین تک اوسکی خوبی محدود نہونے سے - اوسمین باوجود ہماری برائی کے نعمت دینے والا ہونے سے اس سے بہتر الفاظ مین کوئی اور نہین کرسکتا + کس کس تیری نعمت کا کرون شکر زبان ہے ناطقہ عاجز کہ زیادہ ہے بیان سے - حضرت آدم ابوالبشر تھے یہہ طریقہ اونکو ایسے گناہ کی توبہ کے لئے سکھلایا تھا ہمکو بہ گناہ کی توبہ کے لئے اسے اختیار کرنا چاہئے - انشاءاللہ وہ ہمکو بھی بخشیگا اور یہہ نعمت ہمہی دیگا - کیا یہہ طریقہ طریقہ عبودیت سکھلا نا نہین ہے؟ اور کیا اوسمین جسمین مادہ حکومت دیا گیا ہو حکومت کے لئے بنا ہو جو مادہ خودپرستی ~~[illegible]~~ اور تکبر پیدا کرتا ہے سخت ضرور نہین ہے؟ اب دیکھئے کہ ممانعت کن کن عجیب وغریب مصالح سے تھی - شیطان کا تمکن کن کن عجیب وغریب حکمتون سے ہوا ہوا تھا - اور کسقدر ضروری ہے - اللہ اکبر - اللہ اکبر - سبحان اللہ سبحان اللہ - اوسکی ذات کسقدر حلیم ہے - اوسکی ذات مقدس سے بدی کسقدر دور ہے! پہر غور فرمایئے کہ جو فعل کرایا گیا بدی نہین تھا - بدی ہوتا تو اللہ تعالے اسنا ہی نکرنے دیتا - لیکن اوسمین صورت ممانعت کس عجیب وغریب حکمت سے پہنائی اور کس عجیب وغریب حکمت سے اوسپر عمل ہوجانے دیا - اور پہر اوس سے کیسا عجیب وغریب اور ضروری نتیجہ نکالا - کیا ہم جب حضرت آدم کو گناہگار کہتے ہین اللہ تعالے پر بدی کا الزام نہین دیتے؟ جس کسی کو ایسا خیال فاسد پیدا ہو لازم ہے کہ اوس سے توبہ کرے - اور کہے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین - میرے دلکو یقین ہے کہ اللہ تعالے کی ذات مقدس ایسی ہے کہ جسپر شر کے خلق کرنے کا الزام کردہ نہین

کی راہ سے بہی زیادہ دور ہے اور اونکے خلفاء فی الارض سے بہی ویسا ہی دور ہے ۔ جب ہم خلیفہ کو

ملزم ٹہراتے ہین اس ذریعہ سے اوسکی پاک ذات کو بہی ملزم ٹہراتے ہین ۔ ضرب الغلام اہانۃ المولےٰ ۔

با اتقاکی توہین ... کو یاد رکہنا چاہئے اور مرتکب گناہ عظیم قریب بکفر نہونا چاہئے باب مین صرف ایک امر بات

از نفہ ... کرنا باقی رہا ہے ۔ وہ بعد اسکے بیان کیا جاتا ہے ۔ یعنی بعد قبول توبہ ارشاد ہوا ہے فہدیٰ ۔

معنی اوسکے یہ ہین کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے جنت مین رہنے کے عادی تہے اونکو اب

ار اطاعت کا زمین پر رہنے کا طریقہ بتلایا گیا اور اوسمین برا بہلا سب کچہ بتلا دیا گیا ۔ اور یہہ ہدایت

کر دی گئی کہ حکومت ارض مین جسکے لئے مخلوق ہوئے ہو اور زمین پر آئے ہو اس اس طرح تدبیر

عمل فرمائیگا ۔ بعد پہونچنے مقام حکومت کے حکومت کے قواعد اور ہدایات ہمیشہ ہر بادشاہ کے

حضور سے جاری ہوتے ہین اوس سے بہی گمراہی کے متعلق ہدایت مراد نہین ہو سکتی کیونکہ گمراہی

ارتکاب معصیت مستحق نار کبہی نہین ہوئی تہی ۔ مقام پر مجہے یہہ بات کہہ دینی چاہئے

کہ جب مینے یہہ مقام لکہا تو مجہے اون علماء کی راے سے اتفاق باقی نرہا جنہون نے فرمایا ہے

کہ فعل حضرت آدم ترک اولی تہا ۔ وہ تو اختیار اولی تہا ضرور یہہ علماء کی شان ہے کہ وہ بہی داخل

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

تعریف ~~...~~ ہو سکتے ہین ۔ اونکی اتنے بڑے مراتب ہوتے ہین کہ جب

ممانعت بصورت نہی ہو اونکے دل مین اس نہی کی ایسی عظمت پیدا ہوتی ہے کہ دوسری طرف

ذرا سا خیال نہین جا سکتا ۔ وہ عادی ہوتے ہین کہ ایسے افعال کو ترک اولی کہین اونکے لئے بہی

اور اونکے قیاس

اسرائیل

[illegible]

۱۸۱

[illegible] اوسکے عشق مین آخرکار اپنے مالک کو قطعاً بہول جاتاہے بلکہ یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ اوسسے منحرف ہوجاتاہے اور یہہ کفر ہے۔ اگر تہوڑا سا غور کیا جائے ہر شخص کو معلوم ہوجائیگا کہ دنیا کے سامان عمدہ نہین ہین بلکہ بیشتر بیکار محض ہین۔ کیونکہ حد فاصل بیکار رہنے و کارآمد ہونے کی بہی خود خداوند عالم نے بتلادی ہے یعنی تمہارا سامان زندگی بہی زمین مین مہیا ہوگا۔ اسلئے ضروریات زندگی کارآمد ہین اور غیر ضروریات بیکار ہین۔ چونکہ شیفتگی یہانتک چہاگئی ہے کہ شیفتگی نہین معلوم ہوتی۔ اسلئے لازم آتاہے کہ بقدر ضرورت تفصیل کیجائے ... پتہر ہین۔ بعض اونمین چمک دار ہوتے ہین بعض چمک دار بہی نہین ہوتے۔ بیشتر اونمین سے نہ ضروریات زندگی نہین ہین۔ بیشتر مضرات زندگی ہین لیکن اسقدر عمدہ معلوم ہوتے ہین کہ انسان اونپر دلدادہ ہے۔ لاکہون روپیہ خرچ کردیتاہے۔ اور بعض کو انمول جانتاہے چنانچہ ہیرا۔ کہانا اوسکا بعضون کے نزدیک باعث ہلاکت ہے بعض کے نزدیک نہ نافع ہے نہ ضار چنانچہ مقدمہ گائکوار بڑودہ مین اسپر بہت بحث ہوئی تہی۔ ہیرے سے برقی روشنی جب کنچ کی کنول مین رکہی ہو زیادہ چمک دار۔ اوس سے اندہیرا دور ہوتاہے اس سے سواے نقصان کچہ فائدہ نہین۔ ملاحظہ فرمائیے کہ اگر یہہ بلاوجہ عمدگی نہین تو کیا ہے۔ ہیرا صرف اس کام کا ہے کہ وہ بعض سخت چیزون کو کاٹ دے۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر عمدہ نظر نہ آتا اوسیقدر قیمت پاتا جسقدر باعتبار آلہ قطع ہونے کے ضروری ہوتی ہوتا۔ اسقدر عمدہ دکہلائی دیتاہے کہ اوسکی قیمت باعتبار چاندی کی بٹ گو ہے اتنک میری سمجہ مین کوئی وجہ نہین آئی کہ اوسمین کون مادہ فضیلت ہے۔ کہانے مین زیادہ نافع نہین۔ بعض لوگون کے نزدیک

۱۸

کہ نافعہ...

زر

(128)

کچھہ نافع نہین - صرف زر سیم و طلا مختصر بدل محنت کے ہین - اور بغیر ضرورت حفاظت اونکی قدر

پیدا ہوتی ہے - مگر ضرورت مبادلہ اوسوقت پیدا ہوتی ہے کہ ضروریات زندگی کے سوا اور بہت سے فضول باتونے

ضروریات بنکر رواج پالیا ہے - چنانچہ جسقدر اس رواج کی بدولت تمول بڑھتا ہے سونے کا رواج

اوسیقدر

بڑھتا ہے - ہم دیکھتے ہین کہ دولتمند ممالک مین اب زیادہ رواج پونڈ کا ہے - چاندی کے سکے ہمارے

یہ پیسے ہین - اور تانبا کوڑیان - تاہم ان دونون چیزون پر فریفتگی اسقدر بڑھگئی ہے کہ ذریعہ فریفتہ

کرلینے کا سمجھی جاتی ہین - یعنی بناؤ سنگار مین زیور جزو اعظم ہے - یہہ بلاوجہ عمدہ کر دکھلاتا ہے یا نہین؟

خیال ہو کہ قیمت اور وجود زر اعتبار اور وقعت پیدا کرتے ہین اسلئے سونے چاندی کے زیور کو فضیلت ہے

محض خوبصورتی وجہ ترجیح نہین ہے - کیونکہ وہ اعتبار اور وقعت جسکو وجود زر پیدا کرتا ہے حقیقت

مین وہ بھی غلط عمدہ کر دکھاتا ہے کیونکہ وقعت اونہین لوگون کے نظر مین پیدا ہوتی ہے جنکی نظر

مین وہ عمدہ ہے

عمدگی سامان اکل و شرب

سامان اکل و شرب - انصاف فرمائے کہ اونمین کسقدر ضروریات ہین کسقدر غیر ضروریات

- اختیار امور غیر ضروری کی ابتداء کیا ہوسکتی ہے یہی کہ وہ فائدہ مند ہونگی - لیکن اگر ذرا سا غور کیجئے

معلوم ہوجائیگا کہ بہت سے کچھہ بھی مفید نہین یا اگر فائدہ مند ہین اونکی جو قیمت دیجاتی ہے ہرگز برابر

نفع کے نہین ہے - اسلئے کہ ہم دیکھتے ہین کہ جو لوگ سادہ غذا کھاتے ہین اور اوسکو خود پیدا کرتے ہین مرض

یا گوتیاں کہانے والوں اور عمدہ شراب پینے والوں سے کچھ زیادہ مضبوط نہیں ہوتے۔ وہ تندرست رہتے ہیں نہ بیمار۔ پس یہ اسطرح سے کہ اونکا جو تھا نفع ولین مرتکز کر دیا گیا ہے عمدہ دکھلاتا ہے یا نہیں؟

سامان لباس ۔ اسکی عمدگی کا بلاوجہ ہونا کہانے کی عمدگی کے بلاوجہ ہونے سے زیادہ ظاہر ہے۔ اپنے ایک دوسرے سے زیادہ عمدہ دکھلانے کی کوشش عورتوں میں ہے۔ انکے ملبوسات کی عمدگی دیکھنے والوں کی نظر میں اوس خواہش کا نتیجہ ہے جو مردوں کو عورتوں کی طرف ہے۔ لیکن وہ خواہش مردوں میں معلوم نہیں ہوتا کہ کس وجہ سے ہے۔ جواب یہی ہے کہ بلاوجہ عمدہ دکھلانا۔ عورتوں کو اگر اس خواہش سے قطع نظر کرے دیکھیں تو کوئی بات عمدگی کی نہیں۔ لباس میں زیادہ تکلف اوپر کے بدن کے متعلق ہے۔ چھاتیاں کیا ہیں۔ سینہ پر بے موقع اوٹھا ہوا گوشت۔ اگر ضرورت رضاعت کی نہوتی بیدا نہوتا۔ سر کھلا جاتا ہے۔ وہ کیا ہے کالے بالوں سے ڈھکی ہوئی چیز۔ اگر اونکا مونڈ ڈالے کسقدر بیہدا لگتا ہے۔ اوسپر ملاحظہ فرمائے کیا ہے کہانے کا راستہ۔ راستہ کو بستی لگا کر کیا کر لیا ہے۔ اسکے علاوہ ناک کو چھید ڈالا ہے۔ کانوں میں روزن کر دئے ہیں۔ اونمیں سونا پہنا ہے۔ یہ بھی نہیں سر پر کلے رکھے پر لگا لئے ہیں۔ اگر چوٹی ہے۔ سانپ سے خطرناک جانور کی طرح پیچھے بڑی لٹک رہی ہے۔ اگر جوڑا ہے۔ وہ کیا ہے؟ سیدھے بالوں کا موڑ لینا ہے۔ یہ سب بلاوجہ عمدہ کر دکھلاتا ہے۔ انگریزی لباس میں آستینوں کو کندھوں کے پاس سے اسقدر بلند کیا ہے کہ اوٹھی ہوئی معلوم ہوں۔ یہ حقیقت میں اظہار اسکا ہے کہ ہم عورت نہیں ہیں پرستان کی پری ہیں۔ یہ ہمارے بازو ہیں

ابھی اوڑانا چاہتی ہیں!

عمدگی سامان لباس کی

١٨٧

(۲۱)

ابھی اوڑھا جاتی ہیں - آخر یہ فضول عمدہ کہلانا چاہیے یا نہیں؟ - مردوں کے لباس میں
دامن ہیں کہ لٹک رہے ہیں - پگڑی ہے کہ سر پر بوجھ رکھا ہوا ہے - یا چکن کا پاٹ ہے -
یا لپٹا ہوا جوڑا ہے - اگر ٹوپی ہے دونوں طرف (آگے پیچھے) چونچ نکلی ہوئی - یعنی [illegible]
[illegible] حد ہیں - یا قبہ ہے جیسے مرنے کے بعد قبور پر بنتا ہے - اون میں
چند چمکدار چیزیں لگی ہوئی ہیں جنکی محض بے معنی وقعت دلوں میں ہے - یہ میں نے مختصر بیان کیا
اس سے زیادہ تفصیل طوالت کا مصداق ہوگی - آپ خود اسے دیکھئے بیشتر چیزوں کی نسبت صاف
معلوم ہوگا کہ بلا وجہ عمدہ دکھائی دیتی ہیں - اسباب پر بھی غور فرمائے کہ ہر شخص کی وضع دوسرے
کی نظر میں نہایت بھدی معلوم ہوتی ہے - یہ تصفیہ بھدی اور دلچسپ ہونے کا فرمائیگا صاف
معلوم ہو جائیگا کہ کسقدر لوگوں کو بہت سی چیزیں بے وجہ عمدہ معلوم ہوتے ہیں -

عمدگی پر دلچسپ

سامان آرائش [illegible] - انکی فضولی محتاج بیان نہیں - اگر عمدہ نہ کہلائے جاتے فضولی اختیار نہوتی - مگر انکی
عمدہ نمائی خاص قابل توجہ ہے - کیا ہے ایک خول ہے - اوسپر کہال چڑھی ہے - اوسے پیٹتے جاتے
ہیں - ڈھب ڈھب کی عجب فراش آواز پیدا کرتے ہیں - مگر جہاں یہ آواز آتی اور لوگ ہیں کہ دوڑے
چلے جاتے ہیں - مارے شوق کے منہ پھٹا ہوا ہے - کھلی آنکھیں اوپر کو ہیں - نہ دیکھتے ہیں کہ آگے
کون ہے نہ معلوم ہے کہ پیچھے کون رہ گیا - نہ کنواں دکھلائی دیتا ہے نہ کھائی - اب وہاں پہونچ گئے
جہاں یہ ڈھول بج رہا ہے - فرض کیجئے کہ تماشہ ہو رہا ہے ایک لونڈا گا رہا ہے جسکا بد تمیز

ڈھول

مگر اوسپر ایسے ٹوٹتے پڑتے ہیں جیسے شیرہ پر مکھیاں - فرض کیجیے کہ وہ محفل رقص و سرود ہے -
وہ کیا ہے ایک مکان ہے جسمین چند نامربوط لکڑیاں کھڑی کی گئی ہیں - اوسپر لال کپڑا اینٹھا ہوا ہے -
اوسپر تھوڑے سے پتے جابجا چپکے ہوئے ہیں - وہ تو دیکھتا ہے اور عشق کرتا ہے گھٹتے ہیں -
گھسے جاتے ہیں نہ پشرہ کا خیال ہے نہ آبرو کا - اپنا نہ دوسرے کا - یہانتک کہ دھکے پڑتے
ہیں مار پڑتی ہے - باز نہیں آتے - وہ عمدگی جو ان چیزوں سے وجہ نظر میں ہے ان سب
رسوائیوں کو برداشت کراتی ہے - فرمائیے بس بلا کی عمدہ تماشا ہے - اور کسقدر غلط ہے -
- اب اوسمین اندر دیکھیے - یا رنڈی ناچ رہی ہے یا بہانڈ تماشہ کر رہے ہیں - رنڈی کیا چیز ہے - ایک
بیحیا عورت ہے جو کوئی فعل بے شرمی کا صادر کرنا مجمع میں اوٹھا نہیں رکھتی یہانتک کہ ناچتی ہے -
ناچنا کیا ہے ؟ بلا وجہ کودنا - بلا وجہ ہاتھ پاؤں چلانا - بیہودہ گاتی ہے - وہ کیا ہے ! بلا وجہ چلانا
- اوسکے پیچھے چند بیحیا کہ اوس سے بھی زیادہ بیحیا کھڑے ہیں اور کہاں پیٹے جاتے ہیں - تار لکڑی پر لگا کر
اور تانبے پیتل کی ڈرکا بیان بجا کر غل مچاتے ہیں - مگر تماشہ بینوں کو دیکھیے کہ بہے جاتے ہیں لوٹے
جاتے ہیں مرے جاتے ہیں - گھر کی خبر ہے نہ باہر کی - نہ اسباب کی نہ زن و فرزند کی - کوئی چور اٹھالیجائے
- کوئی اوٹھا لیجائے - آخر آدمی میں حیا ہے ؟ غیرت ہے یہ سب ایک دفعہ ملکر ایک عورت پر
۱۸۹ ط نظر بد کرکے خود خواہشات نفسانی کا انبعاث کرتے ہیں کیا اونکی حالت اون جانوروں سے کم ہے
جو خاص حصہ میں سال یک بچہ پیدا کرنیکا سامان کرتے ہیں - اگر وہ بہانڈ ہیں - کیا کرتے
ہیں ؟

مین کبھی عورتون کی نقل کرتے ہین [illegible] اوپر اس بیحیائی سے بچاتے ہین جو

اونہین کا کام ہے اور سخت لغو فعل ہے - کبھی بیہودہ باتین کرتے ہین جنسے کوئی نصیحت پیدا نہین

ہوتی - فرض کیجئے وہ تھیٹر ہے - وہ کیا ہے ایسی ہی بیہودگی کے ساتھ جھوٹے قصون کی نقل -

کوئی جھوٹا بادشاہ ہے - کوئی جھوٹی پادشاہزادی - کوئی جھوٹا عاشق - کوئی جھوٹا معشوق - تھوڑی

سی تہذیب اوسمین بڑہا دی گئی ہے جس سے علاوہ عمدہ نظر آنے ہر ایک او پردہ جاتا ہے - تاہم جو نفع ہیں ان سے

ضرر اور خرچ کے ہرگز نہین ہے جو اوسکے لئے روا رکہے جاتے ہین - انکے علاوہ آرائش کے سامان -

وہ تو اُنسے بھی بدتر اور فضول ہین - مثلاً کمرہ کے آرائش کی چیزین - چینی پر بہت سے کہلونے رکہے

ہوئے - کوئی مورت - کوئی ٹریچ ہے - کوئی بندر ہے - کوئی کتا ہے - کوئی بلی ہے - سوال

پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ کیا ہے - یہی جواب ہو سکتا ہے کہ بلاوجہ عمدہ دکہلانا - یہ مسہریان اور چھپر کہٹ

ہین - وہ کیا ہین چند چھڑی لکڑیان - وہ ضرورت کی چیزین نہین ہین - اسلئے کہ جب آدمی صحیح ہوگا

نیند ایسی صحیح آئیگی کہ حاجت چھپر کہٹ اور مسہری کی نہین ہوگی - کرسی کا ذکر فضول ہے

یہ بہی عمدہ دکہلانا ہے یا نہین ؟ الغرض ہر چیز کو جب غور سے دیکہنے گا یہ امر ایسا صاف معلوم

ہوگا کہ حاجت دلیل باقی نہین رہیگی ؟ - مین پوچہتا ہون کہ یہ افعال غیر ضروری اونکی

ابتدا کیونکر ہوئی اور ابتدا ہو کر کیون ختم نہوئے ؟ جب خواہشون کے سوا اور کوئی بڑہانے

والا نہین تہا - خواہشون کو ضرورت نے آگے بڑہا دیا - [illegible]

جنمین نسبت نہ تھا قضع کی ہوگئیں ہیں اونکا اتنا بڑا ہوگیا

یہ امور بہکانا ہیں یا نہیں کہ وہ چیزین

جنکی ضرورت نہیں تھی - اتنا خوبصورت کر دکھلایا جو حقیقت میں نہیں تہا - اور بہکاؤن یہانتک کہ اکثر

آدمیون کو تو اپنا شکرگذار نہ پاویگا - یہ تو بڑے ہی غضب کی بات ہے - حقیقت میں بہکانے کے

انجام نے عجیب و غریب مضرتیں پیدا کی ہیں - بعض یہ ہیں - تمام جرائم زر و زن میں

محدود ہیں - اور چونکہ زر زمین کی پیداوار سے حاصل ہوتا ہے وہ بھی اونہیں شامل ہوگئی ہے -

ان چیزون کے لئے جسقدر بے ایمانیاں ہو رہی ہیں اونکے شمار کی ضرورت نہیں - انسان

فراہمی سامان دنیا میں اس عمدہ تماشاکی بدولت شیفتہ ہوا اور ایسا منہمک ہوگیا ہے کہ اوسنے سب کام

جنکے لئے وہ پیدا ہوا تہا (یعنی بندگی الہی) چہوڑ دئے ہیں - اونکو فضول جانتا ہے - یعنی وہ چیزین

جو عمدہ نہیں ہیں عمدہ دکھلائی دینے لگیں جو چیزیں عمدہ ہیں غیر عمدہ دکھلائی دینے لگیں - یہ بہک جانا

اور مبتلا بلا ہو سخت مضرت ہوتا ہے یا نہیں؟ - یہ انہماک اسقدر بڑھا کہ آدمی اوسیکا ہوگیا

اور یہ خیال کرلیا کہ دنیا میں جو کچھ ہے بذریعہ اسباب کے ہے - بہکانے نے اکثر آیات سے غفلت کرادی

کہ اسباب کسنے پیدا کئے اور اسباب میں ایسے اسباب کسنے پیدا کئے کہ مطالب حاصل ہوتے ہیں

اور نہیں ہوتے - اسلئے قدرت عطاء نعمات کسکے ہاتھ میں ہے - یہ انہماک کتنا مضر ہے؟ آخر کو اس

انہماک نے یہ نوبت پہونچائی کہ تمام ہمت درستی تدابیر میں مقصور ہوگئی - اور یہ امر مرتبہ اوعات

کو پہنچ گیا کہ جب نتیجہ مطابق تدبیر کے نہیں پیدا ہوتا تدبیر میں غلطی ہوتی ہے اسلئے ڈہونڈا جاتا ہے

کہ وہ کیا غلطی

کہ وہ کیا غلطی تہی - ایک حد جو اس خیال مین صحت کے تہی وہ اسقدر تہی کہ اونہون نے تدبیر مین
حصول مقصود کو محدود کیا جو صریحاً غلط ہے - مثلاً لڑائیون کا سامان - چونکہ حالت قلوب انسان کے
ہاتھ مین نہین ہے اوسکے متعلق تدبیر کا بگڑنا غلطی تدبیر کا نتیجہ نہین ہے - یا موسمون کا انسان کے بس مین نہونا
اور اوسکی بناء پر ساری تدبیرون کا بگڑ جانا غلطی تدبیر کی نہین ہے [۱۲] - اس سے یہ نتیجہ ہوا کہ معطی اور منعم تدبیر
سمجھے گئے - اور جب وہ منعم سمجھے گئے اصلی دینے والے کے نظر آنے سے آنکھ بند ہو گئی جب ایسا
ہو شکر گذاری خالق کی کہان سے آئے - عدم شکر گذاری جب اس صورت مین ہو کفر ہے -

ان سب امور کو ملا کر ملاحظہ فرمائے کہ انہماک دنیا مین کیون ہے - اور انجام اوسکا کفر ہے یا نہین ؟

او شیطان کا نام لیا ہے : یعنی صرف یہی کہ سامان دنیا کے عمدہ کر کے دکہلاتے دکہلاتے او خواہشون کو
بہکاتے بہکاتے خدا سے پہیر دیتا ہے اور وہ ذریعہ خدا سے پہیر لینے کا ہین - تمام بیان کا ت سے
یہ بہی ظاہر ہے کہ جب انسان خدا پر ایمان لائے اوسکو ایسا انہماک نہو گا - جو ایمان نہ لائے اوسمین
اس انہماک کی بڑی گنجائش ہوئی - اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمنے شیطان کو کافرون پر چہوڑ
رکہا ہے کہ اونکو اُسکاتا ہے - مگر یہ سمجہنا نہ چاہئے کہ مسلمان اوسکے بہکانے سے بری ہین وہ بہی
شیطان کے بہکانے مین آ تے ہوتے ہین - کیونکہ کوشش عام ہے تا کہ مسلمان بہی بہکتے بہکتے کافر ہو جائے -
اسی لئے علماء دین ہمیشہ کوشش کرتے ہین کہ مذمت دنیا کرین اور لوگون کو اسکے ناجائز انہماک سے روکین -
تنبیہ - شیطان کا عمدہ کر کے دکہانا سامان دنیا کا ایسی دلیل ہے جو باوجود عقلی ہونے کے حق تعالے

تبوی سے یعنی عقلی اور نقلی دونون سے - چنانچہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب لوگ بعد سزا شیطان کو الزام دینگے تو شیطان بتلائیگا کہ مین قصوروار نہین ہون - بات اتنی ہے کہ مینے تمکو اپنی طرف بلایا اور تمنے میرا کہنا مان لیا (آیہ سوم) غور کرنا چاہئے کہ جو لوگ کہتے ہین کہ شیطان موجود نہین ہے جو کچھہ فسادات ہین اونکا باعث نفس امّارہ ہے - کسقدر غلط ہے اسلئے کہ جب نفس باعث فساد ہوکر سزا پائے تو وہ کسکو الزام دیسکتا ہے - ضرور نفس اور شیطان دو چیزین ہین اور معنی یہ ہین کہ فعل انبعاث کا فاعل شیطان ہے اور انفعال نفس مین ہوتا ہے جسمین قابلیت انفعال اور قبول اثر کی موجود ہے -

حکم - عمدہ سامان دنیا ... بو نعمت بہی ...

نکتہ (۱۰) سامان دنیا کے عمدہ کر دکہانے کی دوسری شق پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سامان دنیا کے عمدہ نظر آتے ہین انسان اونکو نعمت جانتا ہے اور بعض اوقات وہ ضروریات زندگی ہوکر حقیقی نعمت ہو جاتے ہین - اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے نعمتوں کی تعداد بڑہیگی - پس انکا اظہار عورتین نافع تہا مگر بسبب اسلئے کہ اونکے وجود مین آنے سے ایک پہلو فساد کا بہی نکلتا تہا اللہ تعالیٰ نے اونکے متعلق وہ طریقہ اختیار فرمایا کہ نسبت ایسی اشیاء کے خلق کی جسمین دونون پہلو ہو سکے اسی طرح نعمتون کا تعدد نعمت تہا مگر اوسمین بہی پہلو فساد کا ہے - اسیلئے اللہ تعالیٰ نے اونکی تعداد کو بہی اسطرح ٹہرایا کہ نسبت خلق ایسی اشیاء کی جنمین دونون پہلو ہون ہو سکے - غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہاک کی برائی کو بہی کس خوبی سے ہماری سب سے بدل فرمایا ہے - اللہ اکبر

یعنی ان تمام زینتہا

(124)

یعنی ان چیزوں کے نعمت ہو جانے کے بعد بعض کو اونمیں سے حقیقی نعمت بنا دیا۔ اور بعض کو

نمائشی۔ مگر جب مالکو ہر طرح کی نعمت ہو سکتی ہے ملجاتی ہے یعنی اختیار رکھے نباہنے کے لئے

ہر چیز میں تمکن وصول دیدیا ہے

نکتہ دوازدھم اور دوزخ موجود فی الخارج ہیں

نکتہ ۱۲ اس بحث میں اللہ نے بتلا دیا ہے کہ جنت ہے جسمیں بھوک پیاس کی تکلیف

نہیں لگی ہی نہیں۔ اور دوزخ ہے جسکے ساتھ در ورانت ہیں یعنی یہ دونوں جدا جدا موجود فی الخارج

ہیں یہ نہیں ہے کہ جنت رضائے الہی ہے۔ اور دوزخ غضب الہی یا سزا اور جزا محض روحانی اور خیالی ہیں جیسا کہ بعض کا مذہب ہے

نکتہ سیزدھم ... کا وجود

نکتہ ۱۳ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنتے ہماری ہدایت کو نمانا وہ لوگ داخل جہنم ہونگے

جو لوگ ایسے ہیں کہ اونپر امر ہدایت تمام نہیں ہوا اونکا اس آیہ میں ذکر نہیں ہے وہ اور آیات سے اور معلوم ہوتا ہے

کہ وہ اہل اعراف ہیں جنپر ہدایت کی تکمیل اسطرح نہیں ہوی اونپر کمال عدل سے اللہ تعالے اسطرح عذاب نہیں کرتا

نکتہ چہاردھم۔ انہ و شیطان کا مجبور نہ

عاشہ ۱۴ تمام بیان بالاسے جو نسبت انکار سجدہ شیطان و اکل گندم حضرت آدم بعد ممانعت کے

ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے شیطان کو مجبور نہیں پیدا کیا تھا ورنہ انکار سجدہ سے ممکن نہوتا

اسی طرح حضرت ابو البشر کو مجبور پیدا نہیں فرمایا تھا ورنہ اکل گندم کے لئے ممانعت وعید کی ضرورت نہوتی خصوصاً

195

بعد ممانعت اکل گندم ممکن نہوتا۔ اسیطرح اولاد حضرت ابو البشر مجبور پیدا نہیں کئے گئے ورنہ امکان انکار قبول ہدایت نہوتا

شبہات وجوابات

ذکر اعتراضات وجوابات

علامہ شہرستانی کا یہ قول صحیح ہے کہ مجموع شبہات بعبارت مختصر سوالات شیطان کے ہیں

سے تمام مذاہب ضلال پیدا ہوئے - مذاق زمانہ حال کے مطابق بعض شبہات میں ترقی

ہوئی ہے اور وہ نئے معلوم ہوکر بہت اثر کر رہے ہیں اسلئے وہ شبہات اور مذاق حال کے

مطابق اونکے جوابات لکھے جاتے ہیں

ایک شبہ یہ ہے کہ پہلے ہی حضرت آدم جنت میں تھے بعد دنیا بھی جنت میں جا ئینگے پس اس ترکیب

کی نسبت جو مشیت الہی مقتضی ہوئی فائدہ کچھ نہیں ہوا

جواب اسکا یہہ ہے کہ (۱) یہہ اعتراض نسبت حضرت آدم کے قابل جواب ہے نسبت بنی آدم کے

پیدا ہی نہیں ہوتا - ۲ حضرت آدم کی نسبت جواب یہہ ہے کہ جب حضرت آدم خلافت ارض کے لیے

بنائے گئے ہوں تو اپنی خدمت پر اونکا جانا ضرور تھا لیکن ہمیشہ اونکو حالت خدمت میں رکھنا بڑی سختی تھی

۳ یہہ ترکیب لاطائل نہیں ہے اسلئے کہ دنیا مجموعی طور سے ترقی کر رہی ہے یعنی زمین

اور جو کچھہ زمین سے پیدا ہوا - جس قدر عمر میں دنیا کی طوالت ہوتی جاتی ہے ترقی میں

[illegible] بیش ہوتی جاتی ہے یہہ اصول جسکو زمانہ حال نے تحقیق کیا ہے ایک اصول صحیح ہے

انسان میں جو ترقی ہوئی اور جو ترقی ہونا باقی ہے تفصیل اوسکی یہہ ہے

اول - یاد کرنا چاہئے کہ حضرت آدم کس چیز سے بنے ہیں اور کتنی مدت

میں - ارشاد الہی یہہ ہے کہ مٹی کے گارہ سے جو کہہ کر کھن کھن بولنے لگتا ہے

بنے ہیں اور یہی ارشاد الہی ہے کہ وہ مٹی مٹی کا ست تھی - اور اوس مٹی کو

[margin notes, partially cut off:]
... کو جنت ... سے آنا اور ... ترکیب عالم ... ظاہر کرتا ہے
... اجمالی
... میلی متعلق ... عالم کے
... ترقی مادہ خلقت ... حضرت آدم کی

۱۹۹

(125)

چالیس صباح تک حق تعالیٰ نے تخمیر فرمایا۔ تب ارشاد ہوا ہے کہ اوسمیں وہ روح ڈالی جو
اپنی طرف منسوب کی۔ یہ چالیس صباح ہمارے آپکے دن نہیں ہو سکتے۔ اسلئے کہ اونکا شمار
آفتاب کے ایک طرف دکھلائی دینے نہ دینے سے ہوتا ہے۔ جو مالک آفتاب ہے اوسپر ہوا اوسکا دن
یہ دن کیسے ہو سکتا ہے۔ قیاس اسکا مقتضی ہے کہ جب ایک دورہ اوسکے تمام فلکیات کا ختم ہو
وہ ایک دن قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے تبلایا ہے کہ ہمارا دن برابر تمہارے ایک ہزار سال کے ہے۔
اہل دین نے اوسکو روز قیامت سمجھا ہے۔ لیکن کوئی وجہ نہیں ہے کہ قیامت کا دن ہی اتنا بڑا ہو
اور دن چھوٹے ہوں۔ کیونکہ یوماً نکرہ اور عام ہے۔ قید قیامت کے دن کی نہیں ہے
اس طریقہ سے مدت تخمیر چالیس ہزار برس ہوتی ہے۔ اس ارشاد کا صاف نتیجہ یہ ہے کہ اتنی مدت
میں مٹی کے ست نے تخمیر کے ذریعہ سے ایسی ترقی حاصل کی کہ اوسمیں روح انسانی داخل ہو سکی۔ یہ
ترقی [illegible] تنی [illegible] یا

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم بہشت میں تکلیف بھوک پیاس اور عریانی اور آفتاب
کی نہ تھی۔ اکل گندم سے عورتیں پیدا ہوئیں۔ اور یہ سب تکالیف عارض ہو گئیں۔ اسمیں امر اول
قابل توجہ یہ ہے کہ حضرت ابوالبشر اگر جنت ہی میں رہتے ابوالبشر نہ ہوتے۔ امر دوم یہ ہے
کہ اکل گندم سے یہ طریقہ جسم میں حضرت کے پیدا ہوا کہ کھانے پینے کے بعد فضلہ بنے اور نکلنا اوسکا ضروری
ہو۔ اور خون صالح جب زیادہ ہو جاتے وہ مادہ خلق بنی آدم کا ہو جائے۔ چنانچہ عریانی کا ذکر اسکی

دلیل ہے - کیونکہ بحالت ظہور عورتین عریانی بد چیز ہے - یہ قوت تمتع کا بڑھجانا اور دوسری ترقی

جب وہ غرض پوری ہوئی کہ انسان مین خلافت ارض اور اوس سے انتفاع کا تمکن حاصل ہو معلوم

ہوتا ہے کہ توقف جنت مین اجس مدت کا ہوا اسلئے تہا کہ زمین اتنی ترقی کر چکے کہ حضرت ابو البشر کا مسکن ہو سکے -

سوم یہ کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ دنیا مین چند روزہ مقام ہوگا اور بعد اوسکے جو اللہ تعالے پر ایمان

لائیگا - وہ ایسی جنت مین جائیگا جسمین ہمیشہ رہیگا - جو کافر ہوگا وہ دوزخ مین جائیگا اور وہان

ہمیشہ رہیگا یعنی یہ ہین کہ اعمال نیک و بد کو ایک اثر خاص ہے جو جنت یا دوزخ مین جانے کی

قابلیت پیدا کرتے ہین جسکی تشبیہ کھوٹا کھرا ہونے سے دیجا سکتی ہے - کہ بعد انسانی جب خلود

دوام پیدا کرنے کے لئے بوتہ مین ڈالا جاتا ہے تو کھوٹا صاف کھوٹا ہو جائیگا اور کھرا اسکا صاف

کھرا نکل آئیگا - یا مادہ آتشک ہے کہ جب وہ مادہ بدن مین داخل ہو جاتا ہے آخر کار جذام

پیدا کر کے تمام بدن کے خون کو خراب کر دیتا ہے - پس جب ایسی حالت ہو جو آیندہ ترقی ہوگی

وہ اس حالت کے ساتھہ ہوگی -

چہارم یہ کہ جس جنت کا ذکر حضرت آدم کی نسبت ابھی امر دوم مین کیا گیا اوسکا مقابلہ آیندہ

کی جنت کے ساتھہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ اوس جنت اور اس جنت مین فرق عظیم ہوگا -

یہان حور و قصور اور فواکہ جنت سے تمتع کی قدرت ہوگی - اور احادیث نبوی سے معلوم

ہوتا ہے کہ ساکنان جنت ہمیشہ جوانی کی حالت مین رہینگے یعنی اونمین تغیر نہین ہوگا -

پنجم -

پنجم - یہ کہ جنت و نار اون لوگون کے لئے ہے جو دنیا کے بعد ان دونون میں سے ایک مقام کے اندر جائین اس سے ظاہر ہے کہ اولاد بنی آدم کی وہان پیدا نہین ہوگی -

(126)

امور سوم و چہارم کے ملانے سے تین قسم کی ترقی کا ہونا ظاہر ہوتا ہے - (۱) انسان مین جو طریقہ اجرائے فضلات کا ہے اور جو مادہ اولاد پیدا کرنے کا ہے وہ باقی نرہیگا - یعنی وہ ترقی جو ایک ضرورت سے چند روز کے لئے دی گئی تھی اور مانع خلود تھی معدوم کیجائیگی - (۲) ایسا جسم انسان کو ملیگا جسمین قابلیت خلود اور ایک حالت پر رہنے کی حاصل ہو - (۳) اوسمین قوت تمتع باقی ہی رہے اور اسمین یہ ترقی بھی ہو کہ عادی ہو جانے سے جو لطف نعمتون مین یا ایذا یا تکلیف مین کم ہو جاتی ہے وہ کمی نہو - بدستور رہے - یہ تینون بہت ہی اعلی درجہ کی تبدیلیان ہین - ... کیونکہ اب ہماری حالت جسمانی یہ ہے کہ ذرا سی زیادہ تغیر کا تحمل نہین کر سکتے - زیادہ سردی ہو جائے یا زیادہ گرمی دونون حالت مین جسم مین سے وہ ترقی جو مٹی کو جاندار بنانے سے اور وہ ترقی جو اوسمین قابلیت تمتع پیدا کرنے سے ہوئی تھی دفعتاً معدوم ہو جاتی ہے - یہانتک کہ دفعتاً خوشی یا دفعتاً رنج ہو جانے سے بھی یہ ترقیان جاتی رہتی ہین - اور یہ بہت ہی برا سقم ہے -

ترقیات ارض کی ضرورت کی

ششم زمین کی بابت تحقیقات حال سے ثابت ہوگیا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ مگر بڑے زور کی ترقی کر رہی ہے - چنانچہ جن لوگون نے اسباب پر توجہ کی ہے وہ اسمین شک نہین کر سکتے

موت کی

ہشتم - اب یہ تصفیہ کرنا چاہئے کہ روح اور جسم دونوں قابل ترقی ہیں یا صرف جسم - ظاہر ہے کہ روح
میں مادہ ارضی نہیں ہے - اسلئے قابل ترقی صرف جسم ہے - جو لوگ زمین کے ذروں کو دونوں جسم و جان کا مادہ
سمجھتے ہیں وہ روح کو ارضیات میں سے کہہ سکتے ہیں - لیکن یہ صریحاً غلط ہے (۱) اسلئے کہ اس تسلیم سے لازم (127)
آئیگا کہ پھر ایسی لغو چیز ہو کہ ہمیشہ اوسمیں تغیرات تو ہوں مگر تغیرات کا نہ کوئی نفع ہو نہ غرض - حق تعالی نے اسی کی
تردید فرمائی ہے کہ ہمنے عالم کو عبث پیدا نہیں فرمایا (۲) کہ اس تسلیم سے لازم آئیگا کہ وہی کیفیات باعث خلق
ہوں وہی باعث فنا - ایک طرح کی کیفیات ذریعہ دو مختلف کیفیتوں کے حصول کا نہیں ہو سکتیں - اگر ہوں
یعنی اونہیں اضداد کا خاصہ اجتماع ہو اونہیں کا افتراق تو یہ اجتماع نقیضین ہوا جو محال ہے -

انتباہ - اس مقام پر غور کرنیسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان دو مختلف خواص کا پیدا کرنے والا اللہ تعالی ہے
جسنے روح کو بنایا اور یہ طریقہ ایجاد فرمایا کہ کچھ مدت کے لئے اجتماع اضداد ہو کر ایک قالب بنے اور وہ قالب
مسکن روح ہو - اور اس مدت کے بعد روح قالب کو خالی کر دے اور مجموعہ اضداد بوجہ ترقی میں پڑے -
اگر غور فرمایئگا صاف معلوم ہوگا کہ یہ تاثیریں جو پیدا ہوئی ہیں کہ وہی چیزیں باعث خلق ہو جاتی ہیں اور ایک مدت تک جسم کو ترقی
(الخلاط ہیں اکثر کرتی باعث فنا ہو جاتی ہیں)
وہی یہ چیزیں او سوقت یقین ہوگا کہ کسی دوسرے مدبر کی تدبیر جو علاوہ اس خاصہ امتزاج کے ہے یہ
دونوں کام کرتی ہے اور وہ مدبر یعنی قادر مطلق جو بلا اسباب بھی قدرت نمائی کرتا ہے ہر وقت موجود ہے
اور اسطرح کی قدرت نمائی ہر وقت کر رہا ہے وہ لوگ بڑے دھوکہ میں ہیں جو (ذرائع) اظہار قدرتوں کو
نفس اسباب میں محدود کرکے اوس سے غفلت کرتے یا منکر ہوتے ہیں -

شبہ نہم - کہ قوائے جسمانی و عقلی دفعتاً اوس حد کمال پر جسے ہم دیکھتے ہین نہین پہونچتے اسلئے روح بھی

قابل ترقی ہے - غلطی اس شبہ مین یہ ہے کہ اگر ارواح باعتبار اپنی نوعیت کے ایک مادہ قابل ترقی ہوتین

جسم کے ساتھ ترقی کرکے صرف اوسی قدر ترقی کرسکتین جسقدر جسم نے کی حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ ترقی جسم کو

(جو ایک صفت روح کی ہے)

ترقی عقل سے کچھہ مناسبت نہین ہے - اس سے ظاہر ہے کہ ارواح ابتدا سے بعض اعلی درجہ کی بعض اوس سے

کم درجہ کی الغرض متفاوت ہوتی ہین اور ایک مادہ ترقی پذیر نہین ہوتین - صرف افعال کی ذمہ داری

کا اونمین فرق پیدا ہوتا ہے - یہ شبہ اسلئے پیدا ہوتا ہے کہ افعال روح کے جسم کے قوی کے ذریعے سے ظاہر

ہوتے ہین - جسم مین نمو بھی ہوتا ہے اور انحطاط بھی - اگر جسم کے ساتھ ترقی ہوتی انحطاط بھی جسم کے ساتھ ہوتا -

اور جو افعال محض روح کے ہین جنکا بیان کیا گیا ہے صادر نہوا کرتے - یاد رہے کہ نمو اور انحطاط دو مختلف اغراض

کے لئے ہین یعنی نمو خلق کے لئے کہ آدمی سے آدمی پیدا ہو - انحطاط اسلئے کہ روح کو جب نمو کا غلبہ

جاتا رہے فرصت اپنے افعال کی ملے -

بالوضاحت جب قابل ترقی صرف جسم ہو تو اوس ترقی کی حالت مین جو اوس مادہ مین بلا توسط

روح کے ہوتی ہے - یعنی مادہ خلود پیدا کرنیکی - جسم و روح کا ایک جگہہ رکھنا بیفائدہ ہوگا بلا غایت

انحطاط قالب کو ایسا کرتی ہے کہ وہ قابل روح کے رہنے کے نرہے - اسلئے موت اور باعتبار دنیا کے فنا ہو جانا

ایک ضروری اور لازمی امر ہے اصلی وجہ ہو سکتی یہہ ہو سکتی ہے کہ انسان اون تکالیف مین جو علاوہ

نتایج افعال کے مین نہ ڈالا جائے - کیونکہ ترقی کی نوعیت پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعد تکالیف کے

حاصل ہوتی ہے اور ہر جسم کے لئے عام ہے - پس جنہوں نے صرف افعال نیک کئے ہوں اونکے لئے ہر تکلیف

ظلم ہوگی جنہوں نے افعال بد کئے ہیں اونکے لئے وہ تکلیف [illegible] کے علاوہ اور ظلم -

پھر جب روح جسم سے علیحدہ ہوجاتی ہے اوسکے بعد جو طریقے ترقیوں کے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں

اول افشار قبر ہوگا اور اب سخت کہ بھیجا سر کا ناخن پا سے نکل آئے فائدہ اسکا صاف یہ ہے کہ جسم

نچوڑا جائیگا - آلائشیں صاف کیجائیں - یعنی ست کا ست نکالا جائیگا - ثانیاً وہ کیڑوں کے پیٹ میں

چلا جائیگا - اور پھر وہ بھی مٹی ہونگے اور زمین میں دفن رہینگے اور پھر وہ اثر ہوگا جو بیج کے زمین

میں ڈالنے سے یا دوا وں کے گاڑنے سے ہوتا ہے اور یہ ترقی باعتبار نوعیت مادہ - باعتبار

اثر افعال - باعتبار ترقی ارض ہوتی رہیگی - [illegible] دفن جلانے سے بہتر ہے - کیونکہ اوسمیں

جسم بطور تخم کے زمین میں نہیں رہتا - گو جلانا فشار کا مقابلہ کرے -

مقام جنت و نار اور ترقی ارض کو

اب غور کرنا چاہیے کہ وہ جنت یا دوزخ جنمیں آدمی جائیگا کہاں ہونگے - جو ارشادات الہی سے

ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ بھی زمین ہوگی اسی میں جنت اور دوزخ اور شیرین نہریں اور حور او غلمان

ہونگے - مقام اوسکا جب [illegible] اور وہ ایسی ہوجائے کہ اوسپر اطلاق آسمان کا ہو

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی

یا زمین کا - اسلئے خداوند عالم فرماتا ہے - ~~[illegible]~~

یعنی ہم زبور میں بعد پند و نصیحت کے یہ بات لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نیک بندے زمین کی سلطنت کے

وارث ہونگے - بعد ذکر دخول اہل جنت کے جنت میں فرماتا ہے - وقالوا الحمد للہ الذی

۳۳ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ - یعنی اور کہینگے کہ خدا کا شکر ہے جسنے اپنا وعدہ ہمکو سچ کر دکہایا

اور ہمکو زمین کا مالک بنایا۔ [crossed out] اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا -

معنی یہہ ہین کہ زمین اسقدر ہلائی جائیگی کہ اوسکے اثقال اندر سے باہر نکل آئین جسکی مثال دودہ

کا بلونا ہے - جب دودہ بلویا جاتا ہے اور اوسکو دیر تک شدت سے حرکت دیجاتی ہے مکہن اوپر

آجاتا ہے - زمین کے اندر اسوقت جو جو چیزین مخفی ہین اونکی تعداد بیان کرنا دشوار تہے - چنانچہ

معدنیات اور جواہرات ایسے مخفیات ہین جو سب کو معلوم ہین - لیکن وہ چیزین جنکی تاثیر سے

کہ مٹہائی اور کہٹائی اور مختلف رنگ اور رنگون مین اختلاط اور خوشبو کی چیزین پیدا کرین

اونکے مادے معلوم نہین - ان سب چیزون (اور مادون) کو زمین اوگل دیگی اور وہ اندر سے باہر آجائیگی -

اثقال کو صرف آدمیون کا جسم سمجہنا صحیح نہین یہہ بہی ثقل ہے اور [illegible] ہین - اوسوقت تصور فرمائے

کہ زمین کی کیا حالت ہوگی - ایک طرف ان سامانون کا ظہور ہوگا جنسے اب بہی روح تازہ

ہوجاتی ہے - یعنی معدنیات جواہرات خوشبوئین - زمین کی خزانے - دوسریطرف اون سامانون کا

جنمین سے ایک وہ مادہ ہے جس سے چشمہ ہائے الارض پیدا ہوتے ہین جنکے [illegible] سیال [illegible] ہوتا ہے کہ جسم

ظہور ہوگا [crossed out]

مین آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی ہے - چنانچہ آگ جو الاملی پہاڑون مین ظاہر ہوتی ہے - اسوقت

ان چیزون کے اخفا کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ زمین ان چیزون کے متعلق ترقی کر رہی ہے -

۲۰۵

پس یہہ ترقی جب حد کمال پر پہنچ جائیگی اوسوقت زمین اسقدر ہلائی جائیگی کہ سب چیزین

نکلکے باہر آجائین:

اوسکے باہر آجائین - قیامت کا ہول اور آفتاب کا قرب اسلئے ہوگا کہ ہر چیز مین سے

وہ تخم جو اندر رہ گئے سے باقی رہتا نکل جائے - وہی دوزخ اور جنت ہوے -

ان سب امور کے ملانے سے ظاہر ہے کہ ۱ ، وہ جنت جسمین حضرت آدم تھے اور جنت تھی -

جسمین بعد موت جائینگے اور جنت ہوگی ۲ ، ان ترکیبون سے کہ حضرت ابو البشر دنیا مین ائے

ایک ترقی بعد موت ایسی بڑی ترقی ہوئی جسکی کچھ انتہا نہین - ظرف اور مظروف

دونون ترقی کر جائینگے - یہ جملہ امور بیفائدہ نہین ہین عجیب و غریب حکمتین اور صنائع قدرت

الہی کی ہین - یہ سمجھنا نہین چاہئے کہ حیات دنیا مین ہماری ترقی ختم ہوگئی اور ہم بن چکے ختم تکمیل

خلق وہ ہو جاوینگے جب قیامت کیلئے زندہ ہونگے پس مشیت الہی اس غرض سے مقتضی تقرر قاعدہ موت و قبر و بعث

و قیامت کی ہوئی ہے کہ وہ اعلی فائدہ کی مشیت ہے اور کمال عنایت ہے جس سے زیادہ کوئی عنایت نہین ہوسکتی -

شبہ نہو - یہ مدت خلاف ارشاد الہی ہے یعنی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب اللہ کسی چیز کا ارادہ

کرتا ہے کہ ہو جائے ہو جاتی ہے - اسلئے کہ خود اللہ تعالی نے طینت حضرت آدم کو چالیس

صباح تک تخمیر کرنا فرمایا ہے اور سات دن مین اس کارخانہ کا پیدا کرنا فرمایا ہے - یہ دونون

کن فیکون
ارشاد متناقض نہین ہین اسلئے کہ معنی آیہ کے یہ ہین کہ اللہ تعالی جیسا ارادہ فرمائے

وہی امر مطابق ارادہ الہی کے فوراً ہو جاتا ہے جب ارادہ الہی متعلق پیدا کرنے ایک حالت کے

ہو وہی فوراً پیدا ہوگی جب دوسری حالت کے متعلق ہو وہی فوراً پیدا ہوگی - تناقض ہوتا

(۱۲۹)

یعنی -

طول مدت خلاف

شبہ نہو کہ بعد عذاب یا راحت قبر کی ضرورت عذاب نار یا راحت جنت کی باقی نہین رہتی ہے کہ جو

تکلیف یا راحت کو مجموعہ جسم و روح نے پیدا کیا تہا - اب اونمین ایک نوع کا تعلق ہے پورا

تعلق نہین - پس جب تک وہ بہرپور تعلق حاصل نکرین پورا تمتع راحت کا نہین کرسکتے -

(130)

اسیطرح اونکو پوری سزا نہین ہوسکتی -

اجسام انبیا حالت کا ام

یہہ بہی شبہ ہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اجسام انبیا زرد اوصیا را ایک حالت مین رہتے

مین جیسے رہتے ویسے ہی - یہہ تغیر نہین ہوا - اسلئے کہ ہر ترکیب کا ایک طریقہ اور قاعدہ ہے بغیر

ضرور ہے توڑا نہین جاتا - پس یا یہان وہ قاعدہ بطریق اعجاز توڑا جاتا ہے - جیسا کہ جناب رسولخدا محمد مصطفی

صلعم کی نسبت ثابت ہے کہ جناب ممدوح اوسط اندام تہے مگر ہر لنبے آدمی سے اونچے معلوم ہوا کرتے تہے -

اور اونکے سایہ نہ تہا یعنی جسم ابتدا سے خاص نوعیت کا بنا ہوا تہا - یا اونکے اجسام مین بسبب

تاثیر اعمال خیر کے وہ خاصیت پیدا ہوتی ہے کہ ایسا تغیر ہو جو معلوم نہو - یا اونکا جسم اسقدر زیادہ

ہوچکے جیسی نفس مزور نہو اور صرف زمین من رہنے سے ظہور پیدا ہو -

مبتلاء آلام دنیا ہوتا ہے کہ وہ حالت دنیا مین حاصل ہوچکی ہے یعنی ایک طرف جسم اعلی درجہ کا

نکا بہی دنیا مین سنت

ہوتا ہے کہ تہوڑے سے تغیر مین حالت کی ترقی قبول کرے دوسری طرف سنت

ڈارون صا اخر ترقی نہین کیا

توضیح قول ڈارون صاحب نے جو ایک بڑی طویل تحقیقات کے بعد یہہ امر ثابت کیا ہے کہ ہر چیز

عالم مین بذریعہ ایسے تغیر کے جو ترقی کی طرف منجر ہو پیدا ہوئی ہے یہانتک کہ انسان ترقی یافتہ بندر ہے

ایسا امر ہے کہ حیرت مین ڈالتا ہے - اونہون نے یہہ غلطی کی ہے کہ روح انسانی کو ترقی یافتہ روح حیوانی سمجہا ہے -

جو طریقے ترقی جسم کے ہین وہ عمل انسانی کا اثر ہین اور جو ترقی عقل کے ہین وہ تعلیم انسانی کا۔

علاوہ برین وہ نہین بتلا سکتے کہ انتہاء ترقی بنی القردہ کیا ہے۔ ان دونون امر کو اللہ تعالے نے بتلا دیا ہے
صرف منسوب ہے اور جسم انسانی صرف تخمیر سے بنایا گیا ہے بنی
کہ انسانی روح انسان بنی القردہ نہین ہے۔

چونکہ روح منسوب الی اللہ ہے اوسکا اثر جسم پر یہہ ہے کہ آخر کو وہ مادہ بقا پیدا کر اوٹھتا ہے اور

منتہائے کمال یہہ ہوتا ہے اوسمین ترقی کی گنجایش باقی نہین رہتی

اور موت بند ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ذریعہ انعدام ترقی کا ہے۔ ڈارون صاحب نے یہہ تو نتیجہ نکالا کہ

یہانتک ترقی ہوئی کہ جمادات نباتات۔ اور وہ حیوانات اور وہ آدمی ہو گئے مگر یہان پہونچکر

رہ گئے کہ پہر آدمی کا منتہاء ترقی کیا ہوگا۔ اونکے اصول کے مطابق یہی لازم آتا ہے کہ آخر کار سب

مخلوق آدمی ہو جاوین اور آدمی ہو کر بعد منتہاء ترقی کے ترقی بند ہو جائے اور یہی خلود ہے۔

یہہ اعتراض کہ مردم خوارون کا جسم کہانے ایگا وارد نہین ہوتا۔

تنقیح دوم۔ جن لوگون نے بنی آدم کے دوبارہ جسم سابق پہنکر اوٹھنے پر ایسی خاشیون سے اعتراض

کیا ہے کہ جو آدمی آدمیون کو کہا جاوین تو دونون کا جسم کیسے جدا ہوگا وقس علی ھذا غلط اعتراض ہے

اسلئے کہ جسم کا جب ست نکالا جائے اور پہر وہ بطور تخم رکہا جائے اور پہر ست ملا کر جسم سابق مع التغیر

پیدا کیا جائے تو یہہ اعتراض وارد نہو گا۔ انسان ہڈیان نہین کہاتا۔ اور جانورون مین کمتر ایسے ہین کہ ہڈیان

کہا جاتے ہین۔ اونکا حشر مع الجسم ثابت نہین اور اگر ہو وہ بہی اسیطرح ہوگا کہ جسم انسان کے بیچ

مین خارج ہو اور اعتراض کی تردید کریگا۔

(ہیہ شبہ اُسکا کہ وجہ … کا سوال)

توضیح سوم آگے بیان کیا جائیگا کہ علم وجوہ ماهیت اشیاء قوت بشری سے باہر ہے - اور ہیہ اعتراض اور ایسے ہی اعتراض اصل میں اسلئے غلط ہیں کہ متعلق استفسار وجوہ ماهیت ہیں اور اونکے نہ سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں - مثال اونکی وہی ہے کہ روٹی باورچی تو نہیں جان سکتی اگر اعتراض کرے غلط ہوگا -

(131)

- اسی لئے خوض ایسے امور میں منع ہے -

(علماء دین / شبہ مجبور)

توضیح … - علماء دین نے اسکا ہیہ جواب دیا ہے کہ وہ جنت میں باستحقاق جانا ہوگا اور فضل استحقاق معلوم ہے - ہیہ بھی عمدہ جواب ہے مگر میرا عقیدہ ہیہ ہے کہ ہم بندہ محتاج ہیں کوئی حق ہمارا نہیں - … بے منت و بے سوال و بے استحقاق + دیتا ہے جو سب کو پانی توہے -

(ہیہ ترقی بغیر وجود نہیں)

توضیح … ان مصانع بدائع الہی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ ہیہ سب تدابیر اور طریقے خلق کرنے اور مخلوق کے اقصاء غایۃ کمال پر ہوجانے کے ہیں - انکا نام نیچر رکھنا فاحش غلطی ہے اسلئے کہ ترقی کرنے والے نیچر اپنے نیچر میں تابع ترقی دینے والے کے ہوتے جاتے ہیں ترقی تغیر ہے - اگر نیچر قدیم اور قائم بالذات ہوتی متغیر نہوتی غور کرنا چاہئے کہ نیچر سب مدبر اور ترقی کرنے والے مانی جاے وہ ہر واحد کے لئے خاص ہوگی - پس ہیہ نیچر کیونکر ہوسکتی ہے کہ ہر چیز ساتھ پیدا کرے اگر نیچر کو ایک تسلیم کر لیا جاے تو اشیاء مضاد کا خلق اوس سے محال ہوگا - اگر وہ قادر مطلق کا دوسرا نام ہے تو نیچر میں وجود قدرت مطلق کا کوئی نہیں سکتا کیونکہ اوس نیچر میں نیچر کے خلاف کرنے کی قدرت خلاف بداہت ہے - عدم قدرت ماننا بہت ہی اونی درجہ خدا کا ماننا ہے نعوذ باللہ -

(انسان کا … خلاف ترقی)

توضیح ششم دنیا جب اسقدر ترقی کرنے والی چیز ہے - تو انسان کا بُرا ہوجانا خلاف ترقی نہیں - یعنی ترقی اوس حالت کے متعلق ہے جسمیں انسان کے افعال کو دخل دیا گیا ہے - ہیہ معنی ترقی کے نہیں ہیں کہ باعتبار تکلیف و راحت ترقی صرف راحت کی ہوتی ہے اسلئے کہ بُرے کی ترقی اوسی حالت کی ترقی ہے -

اور جوہر کی اوسی حالت کی انسان جس نوع کا اپنے آپکو بنالے اوسی حالت نوعی میں ترقی پذیر ہوگا -

توضیح ہفتم - چونکہ آفتاب اس وقت دور ہے - وقت قیامت قریب ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ترقی زمین کے اندر رہنے سے ہوتی ہے گو لازمی ہو دیر طلب چیز ہے جو بیرون زمین ہوتی ہے وہ اسکے خلاف ہے اسی سے عمر انسان کی قلیل ہے - جب مادہ خلو و پیدا ہوگا اوسکی تکمیل ہوگی اور درکار ہوگی بدرجہ مدت قیامت و قرب قیامت ہوگی - یہہ نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلاوجہ اسباب تکلیف و عذاب پیدا فرمائے ہین - بلکہ فضل عظیم ہے کہ ایک طرف ترقی کے اسباب پیدا کئے ہین دوسری طرف مدت امتحان کو قلیل کر دیا ہے - افسوس ہے کہ بعض لوگ طبیعت کے نیچر خدا ہونے کے قائل ہو بعض آفتاب کے -

توضیح ہشتم - ان سب امور سے مثل آفتاب روشن ہے کہ اون لوگون کا خیال جنہون نے تکلیف و راحت کو محض خیالی قرار دیا ہے کسقدر غلط ہے - جب تمام زمین اپنی اچھی بری سب چیزون کو باہر نکالدے - غور کرنا چاہئے کیا حالت ہو سکتی ہے - ضرور ایک طرف جنت ہوگی ایک طرف دوزخ - اوسمین جب ہمارا جسم قابل تمتع ہو ضرور مبتلا بتکلیف یا متمتع براحت ہوگا - اس سے یہہ خیال بعض لوگون کا کہ جناب رسول خدا صرف ڈرانے والے تھے یا خوشخبری دینے والے کسقدر غلط ثابت ہوتا ہے - یقیناً وہ واقعی چیزون کی خوشخبری دیتے تھے اور واقعی چیزون سے ڈراتے تھے - اس مقام پر خیال فرمائے کہ لوگون سے خداوند عالم کے ترکیب ترقی بیان کرنا اور ایسے لوگون سے جنسے عرب کا ملک بھرا ہوا تھا بہتر تھا یا ان چیزون کا اوس رنگ سے بیان کرجانا جس رنگ سے کیا گیا بہتر تھا - اگر اوس طرح سے بیان کیا جاتا نہ وہ سمجھتے نہ کچھ فائدہ ہوتا -

توضیح نہم - ترقی کے مدارج پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ وہ بذریعہ تغیر کے ہوتے ہین - اور تغیرات اسطرح واقع ہوتے ہین کہ جب ایک حالت بقدر ضرورت انتہا کو پہونچ جائے بدل جائے دوسری حالت اوسی ذریعہ سے پیدا ہو جائے - مثلاً پانی برسا کرتا ہے اوسکا

اثر

اثر ہوتا رہتا ہے ۔ پہر سردی ہوتی ہے اُس کا اثر ہوتا رہتا ہے ۔ پہر گرمی ہوتی ہے اسکا
اثر ہوتا رہتا ہے ۔ اور یہ ایک ہی دفعہ ہوکر ختم نہین ہو جاتا ۔ باربار اسکی ضرورت ہوتی ہے
(132) اسلئے اللہ تعالی نے ہر چیز مین یہہ ترکیب اس عالم فانی کے لئے رکہی ہے کہ جب بقدر ضرورت کمال
ایک ترکیب کا ہو جائے وہی اوسکا زوال اور ختم ہو ۔ یہہ نہین ہے کہ ترقی نہونے سے لازم آتا ہے کہ جو
حالت ایک دفعہ گذر لی پہر نہو ۔ اسکے مصالح عجیب ہین جنکے یہان بیان کرنے کی ضرورت نہین ۔

ترقی کے متعلق حق تم پر الزام نہین ہے

توضیح ۲ خد ۔ مادہ کے متعلق بہی الزام ذات اقدس ایزدی پر نہین آسکتا ۔ اسلئے کہ
(۱) بنی نوع انسان بنی آدم مین اونکا مادہ اتنا تیار کیا گیا تہا کہ وہ سہو پر قصور کے لئے مدتون
رویا کئے ۔ تا بہ سی صد سال آدم گریہ کرد ۔ اونکی اولاد سے جو اونکے صلب سے پیدا ہو یہہ توقع
ہو سکتی ہے کہ وہ اگر سہو سے قصور کرین اور عمر دفا کرے ہزار برس ایک قصور پر روئین ۔ اور
دیدہ و دانستہ تو کبہی گناہ کے پاس نہ جائین ۔ چونکہ مادون مین ترقی کا اصول مانا ہوا ہے یہہ اونکی
ترقی کیسے ہو سکتی ہے کہ دیدہ و دانستہ گناہ کرین اور اوسپر بجائے منفعل ہونیکے تڑاتے ہین اور تڑاتے
تڑاتے خدائی کا دعوی کرین ۔ ۲ شیطان مین جو مادہ بہڑک اوٹہنے کا تہا اوسکا علاج خداوند عالم
نے اوسکی مشق عبادت کے ذریعہ سے فرمایا ۔ بنی آدم مین جو ایک مادہ ہے اوسکا علاج بذریعہ ولادت
یعنی حضرت آدم کے ذریعہ سے پیدا کرنے کے کر دیا ۔ (۳) باوجود تفاوت قابلیتون کے کہ بعض
آدمیون مین بہلائی کی طرف جلد مائل ہو جانے کی ۔ بعض مین برائی کی طرف جلد مائل ہو جانے کی
ہے ۔ قصور مادہ کا نہین ہے کیونکہ (۱) ہر شخص مین فہم و ادراک ہے اگر قصور
مادہ کا ہوتا فہم و ادراک کا مادہ نہوتا ۔ (۲) ہر قابلیت کے آدمی سے اچہے اور برے افعال
صادر ہوتے ہین اگر مادہ کا قصور ہوتا ان دونون مین سے ایک پر انسان مجبور ہوتا ۔ (۳) طینت
آدم مین روح ڈالی گئی ہے اور وہ حاکم ہے اور افعال کا نتیجہ تکلیف یا راحت ہے معنی یہہ ہین کہ

افعال مادہ پر اثر کرتے ہین - مادہ باعث صدور افعال نہین ہے بلکہ روح ہے حقیقت یہ ہے کہ مادہ
مین وہ تفاوت ہے جو عمدگی مین محدود ہے کوی زیادہ عمدہ ہے کوئی کم - ایسا مادہ انسان کا کہ
اوسے بُرا کہہ سکین ہرگز نہین ہے - افعال کے اثر سے کم عمدہ زیادہ بُرے ہو جاتے ہین -
زیادہ عمدہ بُرے نہین ہوتے یا کم بُرے ہوتے ہین اور اسلئے وہی ذمہ دار ہوتے ہین خداوند عالم نے
(چونکہ کمال مرتبہ مین رحیم ہے) قواعد ایسے نرم اور آسان بنائے ہین کہ جملہ مادہ ان کو حاوی ہون - اور
اونکی مختلف ضرورتون کو رفع کرین جیسے قواعد نکاح - اباحت مذورات - غسل و تیمم - ان
سب پر عفو و غفران - اسی سے محققین علما کا یہ قول ہے کہ لواحق کے وجود مین سوابق کو دخل
ہے اور شر شیطان بعد کی بات ہے جس وجہ سے ذات خداوند عالم پر الزام خلق شر کا عاید نہین
ہوسکتا تفصیل اسکی مقام مناسب پر کیجایگی - یہان مختصراً بیان کیا جاتا ہے کہ اختیار اختیار
نہوتا اگر اوسمین وسعت نہوتی - اوسمین یہ وسعت بھی ہے کہ مختار کے افعال موثر ہون -
پس یہ تاثیرات ہمارے افعال کے ہین اور معنی یہ ہین کہ ہم اپنے افعال سے جنکی قدرت اللہ نے
کمال عنایت کی وجہ سے دی ہے اوسکو الزام دیتے ہین اور عنایت کے عوض بجائے شکر کے شکایت کرتے ہین

ایک شبہ یہ ہے کہ جو طریقہ عالم کے ایجاد مین اختیار کیا گیا اوسمین شر زیادہ ہے اسلئے
بہتر نہین کہا جا سکتا باب دوم کے شبہ اول مین جواب اس شبہ کا باعتبار دین بھی دیا گیا ہے -
چونکہ بیان آیات کلام مجیدکی نقل کے بعد جواب اس شبہ کا دیا جاتا ہے اسلئے باعتبار اون
نکات کے بحث کیجاتی ہے جو ابھی بیان کئے گئے -

جواب - (۱) انسان کا یہ شبہ کرنا ابتدا اوسے غلط ہے اسلئے کہ معنی اس شبہ کے یہ ہین
کہ وہ اپنے افعال سے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے - کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نوع نوع کی مخلوق
پیدا کی انسان کو تمام انواع سے افضل بنانا چاہا دنیا کو اوسکے لئے امتحان گاہ بنایا

[illegible] شر [illegible]

انسان کا خود [illegible] انسان ہونا

(133)

جو ذریعہ حصول فضل کا ہے صاحب فضل کے ساتہہ وجود مفضول لازم ہے اور امتحانی فضل کے لئے

کثرت ناکامون کی چونکہ یہ امر ایک طرف نہایت اعلی درجہ کا تہا دوسری طرف اوسمین ضرر تہا

[illegible] مخلوق کے مادہ سے پوچھا کہ اس نوع

کی مخلوق کون بنا چاہتا ہے سب نے انکار کیا انسان کے مادہ نے اقرار کیا - اسلئے اللہ کا فعل اچہا بنانے

کا ہے ہمارا فعل برا بن جانے کا - پس برائی اگر زیادہ ہے ہمارے سبب ہے بہلائی اگر زیادہ ہے

اوسمین [illegible] الہی کو ہمارے افعال کے ساتہہ دخل ہے - ۲ انسان مین اول وہ قوت جسکا انبعاث

شر شیطانی کا متعلق خلق از ... کے قلیل ہونا

بذریعہ اکل گندم و اغواء شیطانی کے ہوا متعلق عورتین کے ہے - اسکے متعلق جب خیال فرمائیگا

تو معلوم ہوگا کہ اس ذریعہ سے خیر زیادہ ہے شر ہرگز زیادہ نہین - غالبا کوئی شیر شک نہین کرسکتا کہ خیر بہ نسبت

شر کے بہت زیادہ ہے - اور گویا حد سے زیادہ ہے - مقابلہ کے لئے اولاد زنا اور اولاد حلال پر خیال

فرمائیے شریعت نے عقود نکاح کفار کو جائز قرار دیا ہے - اور اسلام نے کیا عجیب کوشش

فعل مذکور کو برائی سے علحدہ کرنے کی کی ہے سبحان اللہ - ۳ اور قوتین جنکا انبعاث بذریعہ

شر شیطانی کا متعلق غصہ کم ہونا -

اغواء شیطانی کے ہوا اوسمین بڑی چیز غصہ ہے - اوسکو حساب کیجئے کہ برمحل کسقدر آتا ہے اور

بے محل کسقدر - کیا ہر وقت انسان بے موقع لڑا کرتا ہے ؟ ہرگز نہین - اوسنے جو غیرت کا

۴ ... اور بشر پاک ہین)

مادہ پیدا کیا ہے وہ کسقدر عظیم المرتبہ چیز ہے - بہت سے زن و مرد مین وہی باعث اجتناب قبائح ہے -

[illegible]

(۴) اسکے بعد وہ چیز جو بذریعہ اغواء بنی ادم پیدا ہوئی ہے (حضرت آدم اس سے بہی پاک ہین)

وہ سامان دنیا کا عمدہ کر دکھانا ہے اوسکے اندر بھی خیر زیادہ ہے - اسلئے کہ وہ سامان سکے جو بعد

حسن پسند کے پیدا ہوتے ہین (اور ایسے ہوتے ہین کہ اگر یہہ انہماک اور پسند نہوتے تو پیدا انہوتے) ضروریات

زندگی مین داخل ہو کر اس پسند کو قبیح سے حسن بنا دیتے ہین - جیسے نہر اور ریل - اور تار

بہت سی دوائین - اور پارچات - اور ظروف - وغیرہ وغیرہ - ان چیزون مین اون اسباب کو جو

باعث آرام و راحت ہین ضروریات زندگی مین بقدر ضرورت زندگی داخل فرمات - پس وہ سب

چیزین جو ان دونون تفریقون مین داخل ہون مباح ہین - اونکا مقابلہ باعتبار تعداد کے اشیاء

غیر مباح سے فرمائے - یعنی آلات لہو لعب و آلات و سامان اکل و شرب و سامان ملبوسات سے

مقابلہ کیجے اور تسکین فرما لیجے کہ اس ذریعہ سے خیر بہ نسبت شر کے اسقدر زیادہ ہے کہ کوئی نسبت

نہین - اسی ذریعہ سے نعمات کی تعداد بڑھگئی ہے اور تعداد امور باعث شکر اور شکر گزارون

مین شکر - یہہ کیسی بڑی خیر ہے . کفر کا شر اس عالم مین باعتبار وجود کے بہت زیادہ ہے

لیکن وہ بسبب شیطان کے نہین ہے - اسلئے کہ حق تعالی نے صاف فرما دیا ہے کہ شیطان بعد اختیار کفر کے

کافر کو حالت انبعاث مین رکھتا ہے - پس یہہ شر نتیجہ خلق شیطان کا نہین ہے - البتہ شیطان اغوا

کرتا ہے - ظاہر ہے کہ اغوا بعد پیدا ہو جانے قابلیت قبول ہدایت کے ہو سکتا ہے - اسیطرح

یہہ امر کہ دنیا مین کفار کی تعداد زیادہ ہے قابل بحث ہے - اسلئے کہ خلق عالم اولاً بذریعہ حضرت

آدم ہو گیا - پہر بعد حضرت آدم کے کوئی زمانہ خلیفۃ اللہ فی الارض سے خالی نہین رہا - اور

ایک زمانہ

شیطان ... کفر کے ... ہونا -

۲۱۶

ایک زمانہ درازکی بابت خبر دی گئی ہے کہ وہ ہدایت کا زمانہ ہوگا - اور بتلایا گیا ہے کہ وہ زمانہ
گمراہی سے بہت زیادہ طویل ہوگا - پس زیادتی تعداد کفار کی صحیح نہیں ہے - سلسلہ ترقی کے
اعتبار سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انسانوں میں جہالت زیادہ تھی - اور اسلئے خونریزی اور فساد بھی -
جہالت رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہے جسکے ساتھ خونریزی و فساد بھی اب بہت کم ہوگئے ہیں -
آیندہ ترقی یہی ہوسکتی ہے کہ رائیں اسقدر صحیح ہوجائیں کہ غلطی نکریں - اس ترقی کے لئے
ابھی بہت وقت درکار ہے خصوصاً رائے صحیح کے مطابق قوت عمل پیدا ہونیمیں - جب آراء میں
صحت آجاویگی وہ زمانہ زمانہ ہدایت کا ہوگا اور جب مطابق رائے صحیح کے ہمیشہ افعال صادر ہونگے
وہ زمانہ انتہاء ترقی اور ختم دنیا کا ہوگا لیکن جب ترقی موجودہ اتنے زمانہ دراز میں ہوئی
ترقی باقیماندہ یقیناً زمانہ دراز تر میں ہوسکتی ہے - خونریزی کا اعتراض دلوں
میں ہے - اوسمیں یہ غلطی شامل ہے کہ لاکھوں شبہے اگر مرجائیں - یا مال اونکا جاتا رہے
یا قتل ہوجائیں - اللہ تعالے سے وہ یقیناً برائی نہیں - بندوں کے لئے بھی وہ حقیقت میں
اتنے برائی نہیں جسقدر خیال کیجاتی ہے - واضح رہے کہ بدلا اور جزا مطابق خیال کے عنایت
ہوتا ہے) کیونکہ جو ضرر ان تینوں صورتوں میں پہونچتے ہیں وہ یہ ہوتے ہیں - (۱) ہم تصور اپنے
مقیاس کے مطابق تھوڑی دیر پہلے وقت مقرر موت سے مرگیا - ہم اس ضرر کو اسلئے محسوس
کرتے ہیں کہ ہمسے پہلے مرگیا - (۲) مال متفرق مال سے قبل از وقت جدا ہوگیا - ہم اسکو اسلئے

سطر ۱۰ جان وہاں کی گزشتہ کا اتنا شر نہیں ہوتا جتنا خیال تھا

۲۲۸

محسوس کرتے ہین کہ ڈر ہوجاتا ہے کہ ہمارا ہی نہ جاتا رہے - حالانکہ وقت موت باعتبار
کیفیت ترکیب جسم مقرر ہوتا ہے - اور مال جانے مین کوئی مصلحت ہوتی ہے - ۳ - قتل
تلوار کی موت نظر شریعت بڑے فائدون کی ہے - یہہ تینون صورتین یا فوائد کے مقرر ہین
یا سزا ہین - یہہ امر بھی اس اعتراض مین نظر انداز ہے کہ افعال عباد کے متعلق قواعد بخشش
بہت نرم ہین - حقیقت مین اللہ تعالی نے انسان کو اختیار دیا ہے وہ اتنی عمدہ چیز ہے -
جسکا مقابلہ کوئی عمدہ سے عمدہ چیز بھی نہین کرسکتی - خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم
کسی کو خراب نہین کرتے جب تک انسان خود اپنی خرابی کا سامان آپ پیدا نکرے
تو اسمین مقصود معطی اختیار کا کہان سے آیا - جو لوگ اختیار کو برا سمجھتے ہین وہ اسباب پر
غور نہین کرتے کہ کسی حکومت کے لئے کسیکا پیدا کرنا برا نہین ہے - حاکم کو اختیار دینا برا نہین ہے -
یاد رہے کہ اختیار آپکا خود مانگا ہوا اور لیا ہوا ہے - ضرور اس اختیار مین تکلیف ہے لیکن
غور فرمائیے کہ آپ کو وہ حالت پسند ہے جو بچون کی ہوتی ہے یا وہ حالت پسند ہے جو ایک
دنیا کی بادشاہت اور خود اختیاری کی ہوتی ہے - وہ خوشی جو ایک بت یا جنگل مین
پڑکر ہوتی ہے کیا اوس راحت سے زیادہ ہوتی ہے جو ملک فتح کرنے کے بعد ہوتی ہے -
اور حاکم ہونے کے بعد یہہ خیال اون سست اور نکمے آدمیون کا ہے جو کام کرنا نہین چاہتے -
خلاصہ یہہ ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہین کہ امتحان مین پڑنا تراشیون مین کامیاب ہونا اور شرف

کسی شے کا نتیجہ لب لغو کہ کرے

کسی چیز اوسکا مقابلہ اختیاری خوبی سے

۲۲۹

مراتب عالم انسانی

مراتب حاصل کرنا اصلی غرض انسان کی ہے تو آپ اس اختیار کو برا نہین کہہ سکتے اگر آپ سمجھتے اور پسند کرتے ہین کہ جانورون کیطرح سے پڑے رہتے کچہ کہاتے کچہ پیتے مرجاتے تو آپ البتہ اختیار کو بُرا کہہ سکتے ہین ورنہ نہین - اس اختیار کے ذریعہ سے جو شرف انسان نے حاصل کئے ہین اونکو نظرانداز نہ کیجیے - جب انسان کے پیچھے ساتھ ساتھ ایک دشمن مثل شیطان کے قوی ہو - اوسپر لاکہون دشمنونکا یعنی اضداد کا مقابلہ واجب ہو اوسپر اولاد پانی لازم ہو اور وہ طرح طرح کی زنجیرونمین جکڑا ہوا ہو اوسپر وہ کام کر جاے اور اپنی شوق قوت صدور افعال حسنہ سے ایسی بات کر دکہلاے کہ کہان سے کہان پہونچے تب وہ ایسا ہو کہ سب بہتر ہو کر سب کا حاکم ہو فرشتون سے بہتر ہو - فرشتون کے لیے نہ یہہ مصائب نہ اونکے یہہ مراتب - اگر انسان فرشتون سے بہتر نہوتا تو فرشتے ہی حاکم زمین ہوتے -

(135)

۹ . یہہ شبہہ کہ عالم مین شر زیادہ ہے ایک بڑا وہوکہ ہے جو طرح طرح سے پیدا ہوتا ہے - اچہون کے تکالیف کے متعلق - بُرون کے اقتدار کے متعلق - کفر کے متعلق - نافرمانی کے متعلق - قلت شاکرین کے متعلق - خونریزیون کے متعلق او ر عموماً جرائم کے متعلق - اور اونمین سب سے بڑھکر یہہ بات دلمین آیا کرتی ہے کہ ایسی مشیت کیون ہوئی جو اوسکی ذات باکمال کے خلاف معلوم ہوتی ہے - اسلئے ہمیشہ یاد رکہنا چاہیے کہ مشیت اصلی نہایت اعلی درجہ کی تہے - یعنی انسان کا حاکم بنانا - انسان کا فرشتون سے

در شبہ ہو کہ پیدا ہوگیا محرومی -

بہتر بنانا۔ انسان کے لئے دنیا کا بنانا۔ انسان کو اوس سے قوت تمتع دینا۔
اس مشیت کا عمل مین لانا بغیر وجود ان سب چیزون کے جو ہو رہی ہین اور
باعث شبہات ہین نا ممکن تہا۔ اس لئے حق تعالے نے اوسکو حجت تمام کر کے اور
اوس پر بہی منع کر کے جاری فرمایا تاکہ یہہ الزام عاید نہ ہو سکے۔ اس پر بہی
کوئی دقیقہ اوس برائی کے جو ہم کرتے ہین کم کرنے اوٹہا نہین رکہا
پس یہہ شبہات اصل امر سے غفلت کرنے کی وجہ سے دل مین آیا کرتے
ہین۔ اچہون کی تکلیف اونکے مراتب کی افزائش ہے۔ برون کا
اقتدار اگر ہوتا تو وہ دنیا سے ہی محروم رہتے۔ اگر یہہ ہوتا غالب ہے
کہ اللہ تعالے اونکو پیدا ہی نفرمانا معنی یہہ ہین کہ دنیا
مین اگر چاہو دنیا اختیار کر لو چاہے دین۔ ہم سب کو کچہ
نہ کچہ بقدر مناسب دینگے۔ ہر چیز مین کمال ہے اور
خونریزیان کمال برائی کا۔ اللہ تعالے نے جو ان سب امور
کو ہونے دیا وہ کمال اختیار ہے یعنی اختیار بشر۔
پس غور کرنا چاہئے کہ جو امور اتنے مصالح پر مبنی ہوں
اور الزام سے ذات ایزدی بری ہو تو ایسے شبہات کس قدر لغو ہین۔

(۱۰) اس مشیت کی نسبت یہ امر بھی کبھی نہ بھولنا چاہئے کہ اختیار اوسیقدر دیا گیا جتنا دینا مناسب ہے۔ اور وہ اس طرح پر محدود ہے کہ جب شخص انسان کا اوس حالت سے بڑھ جاتا ہے کہ اوس سے ایسا ضرر پیدا ہو جو مصلحت کے خلاف ہے تو جہیں وہ اختیار کٹ جاتا ہے اور وہی ضرر واقع ہو سکتا ہے جو (۱) یا محض سزا ہو۔ یا (۲) سزا بھی ہو اور اوس سے اور عمدہ کام نکلیں یا (۳) ضرر صرف نفع آئندہ کے لئے ہو اور ثمر ایسے منافع کا ہو جو ضرر سے زیادہ تھا یعنے مدت دراز تک اس اصول کو نظر میں رکھا ہے اور ہمیشہ یہ بات پائی ہے کہ کوئی ضرر انسان کا ان تین صورتوں سے باہر نہیں۔ جو ضرر سزا کے طور پر پہنچتے ہیں اور انسان کو ختم کر دیتے ہیں وہ سزا عبرت ہوتی ہے جس اوروں کو متنبہ ہونا چاہئے جو ضرر سزا کے طور پر ہو مگر انسان کو ختم نہیں کرتے اونسے سزا پانے والوں کو آیندہ ایسا نفع ہوتا ہے جو ضرر سے زیادہ ہے۔ یعنی ضرر تھوڑا نفع بہت۔ جو ضرر سزا نہیں تھے (اور وہ بہت قلیل ہیں) اون ضرروں کے منافع تو اسقدر زیادہ تھے ہیں کہ اگر آدمی غور کرے یہی خواہش کیا کرے کہ ایسے ضرر ہمیشہ ہوا کریں۔ وہ ایسے تھے ہیں کہ وہ نفع عظیم جو حاصل ہوا بغیر اوس ضرر کے ہرگز حاصل نہ ہوسکتا۔ اگر مثالیں بیان کروں زیادہ طول ہوگا۔ اسلئے بعض کو بیان کرتا ہوں جیسی مثال ہر ایک سے ہوی پیدا ہونے کی تیمنا و تبرکا قرآن مجید سے لی جاتی ہے۔

سورہ کہف۔ پارہ ۱۵

رکوع

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۝ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ

في البحر عجبا ۝ قال ذلك ما كنا نبغ ۝ فارتدا على آثارهما قصصا ۝
فوجدا عبدا من عبادنا آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما ۝ قال
له موسى هل اتبعك على ان تعلمن مما علمت رشدا ۝ قال انك لن تستطيع معي
صبرا ۝ وكيف تصبر على ما لم تحط به خبرا ۝ قال ستجدني ان شاء الله صابرا
ولا اعصي لك امرا ۝ قال فان اتبعتني فلا تسئلني عن شيء حتى احدث لك منه ذكرا ۝
فانطلقا حتى اذا ركبا في السفينة خرقها ۝ قال اخرقتها لتغرق اهلها لقد
جئت شيئا امرا ۝ قال الم اقل انك لن تستطيع معي صبرا ۝ قال لا
تؤاخذني بما نسيت ولا ترهقني من امري عسرا ۝ فانطلقا حتى
اذا لقيا غلاما فقتله قال اقتلت نفسا زكية بغير نفس لقد جئت
شيئا نكرا ۝ قال الم اقل لك انك لن تستطيع معي صبرا ۝ قال ان سألتك
عن شيء بعدها فلا تصاحبني قد بلغت من لدني عذرا ۝ فانطلقا حتى
اذا اتيا اهل قرية استطعما اهلها فابوا ان يضيفوهما فوجدا
فيها جدارا يريد ان ينقض فاقامه ۝ قال لو شئت لتخذت عليه اجرا ۝
قال هذا فراق بيني وبينك ۝ سانبئك بتاويل ما لم تستطع عليه صبرا ۝
اما السفينة فكانت لمساكين يعملون في البحر فاردت ان اعيبها و

كان وراءهم

كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ

مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ

زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

(137)

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

ترجمہ اور اوس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے جوان (یوشع) سے کہا کہ کبھی نہ لونگا

جب تک مین دونون دریاؤن کے ملنے کے مقام پر نہ پہونچ لون یا اسیطرح سالہا سال

چلتا رہون پہر جب یہہ دونون اون دو دریاؤن کے ملنے کی جگہ پر پہونچے اپنی مچھلی وہین

بہول اوتہے - تو مچھلی نے دریا مین سرنگ کی طرح کا اپنا راستہ بنالیا - پہر جب آگے بڑہ

گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ لاؤ ہمارا ناشتہ تو ہمکو دیدو ہمارے آج کے سفر سے

تو ہمنے بڑی زحمت پائی - جوان نے کہا آپ نے یہہ بہی دیکہا جب ہم دریا کنارے اوس پتہر

کے پاس ٹہرے تو مین اوسی جگہ مچھلی بہول اوتہا اور شیطان ہی نے مجھکو بہلا دیا کہ مین اوسکو

یاد رکہتا اور مچھلی نے عجیب طور پر دریا مین جانے کا اپنا راستہ کرلیا - موسیٰ نے کہا

کہ وہی تو وہ جگہ ہے جسکی ہم جستجو مین تہے - پہر دونون اپنے پیرون کے نشانون

کی کہوج لگاتے ہوئے اولٹے پاؤن پہرے - تو دونون دریاؤن کے ملنے کی جگہ پہونچکر

اونہون نے ہمارے بندون مین سے ایک بندہ یعني خضر کو پایا - جسکو ہمنے اپني طرف
رحمت دي تہي اور اپني طرف سے اوسکو ایک علم سکہایا تہا - موسیٰ نے خضر سے کہا
کہ آیا پیروي کرون مین تمہاري اس بات پر کہ سکہاؤ تم مجہے اوس رہنمائي سے کہ جو تمہین
سکہائي گئي ہے - تم میرے ساتہہ ہرگز صبر نہین کر سکتے ہو - اور جو چیز تمہاري آگہي کے
احاطہ سے باہر ہے اوسپر تم کیسے صبر کر سکتے ہو - موسیٰ نے کہا کہ انشاء اللہ آپ عنقریب
مجہکو صابر آدمي پاوینگے - اور مین آپ کے کسي حکم کي مخالفت نکرونگا خضر نے کہا اگر
تم کو میري پیروي کرنا منظور ہے تو جب تک مین از خود تمسے کسي بات کا تذکرہ نہ کرون
تم مجہسے اوسکي بابتہ کچہہ نہ پوچہنا پہر موسیٰ اور خضر دونون مل کر آگے چلے یہانتک کہ راہ
مین ایک دریا پڑا - جب دونون کشتي مین سوار ہوئے تو خضر نے کشتي مین شگاف
کر دیا - موسیٰ نے کہا کہ کیا آپ نے کشتي کو اس غرض سے شگافتہ کیا ہے کہ کشتي کے لوگون
کو دریا مین ڈبو دیجئے - یہ تو آپ نے بري بات کي - خضر نے کہا کیا مینے نہین کہا تہا
کہ تمسے میرے ساتہہ ہرگز صبر نہین ہو سکیگا - موسیٰ نے کہا کہ آپ مجہسے میري بہول چوک پر گرفت
اور میرے اس معاملے مین میرے ساتہہ سخت گیري نکیجئے - پہر دونون اور آگے بڑہے یہانتک
کہ رستہ مین ایک لڑکے سے ملے - تو خضر نے اوسکو مار ڈالا - موسیٰ نے کہا کہ کیا آپ نے ایک
پاکیزہ جان کو مار ڈالا - بغیر کسي جان کے بدلے کے - یہ تو آپ نے بہت ہي بیجا کام کیا -

خضر نے کہا کیا مین نے تمسے نہین کہا تہا کہ میرے ساتہہ تمسے ہرگز صبر نہین ہوسکیگا - موسیٰ
نے کہا کہ اسکے بعد اگر مین آپ سے کچہہ بہی پوچہون توآپ مجکو اپني ساتہہ نہ رکہیگا کہ آپ میری
طرف سے حد عذر کو پہونچ چکے - پہر دونون روانہ ہوئے - یہانتک کہ جب ایک گانون والون کے
پاس پہونچے تو وہان کے لوگون سے کہانے کو مانگا اور اونہون نے انکو ضیافت کا دینا منظور
نکیا - اتنے مین اونہون نے گانون مین ایک دیوار دیکہي جو گرا چاہتي ہتي - تو خضر نے
اوسکو سیدہا کردیا - اسپر موسیٰ نے کہا کہ اگر آپ چاہتے توان لوگون سے دیوار کے سیدہا کردینے
کی مزدوري لیتے - خضر نے کہا کہ یہین سے جدايي ہے مجہہ مین اور تجہین - جن باتون پر تمسے
صبر نہو سکا مین ابہي تمکو اونکي اصلیت بتائے دیتا ہون - لیکن کشتي تو چند غریبون کي ہتي وہ
دریا مین مزدوري کرتے تہے - تو مینے چاہا کہ اوسکو عیب دار کردون - اور تہا اونکے عقب مین
ایک بادشاہ کہ لیے لیتا ہتا ہر کشتي کو چہین کر - اور لیکن لڑکا تو اوسکے مان باپ دونون ایمان
والے تہے تو ڈرے ہم کہ پیش آئے وہ اون دونون سے سرکشي اور ناشکري سے تو چاہا
ہمنے کہ بدل دے اون دونون کو اونکا پروردگار ایک اور لڑکا کہ بہتر ہو اوس سے پاکیزگي مین
اور قریبتر ہو مہرباني مین - اور لیکن دیوار سو شہر کے دو یتیم لڑکون کي ہتي اور دیوار کے
نیچے اونہین لڑکون کا خزانہ گڑا ہوا ہتا اور اون لڑکون کا باپ ایک نیک آدمي ہتا - پس تمہارے
پروردگار نے چاہا کہ دونون لڑکے اپني جواني کو پہونچین اور دیوار کے تلے سے اپنا

خزانہ نکالین رحمت سے تیرے پروردگار کی ہنین کیا مینے اوسے خود اپنے حکم سے۔ تاویل اون واقعات کی جنپر تمسے صبر نہوسکا۔

اور مثالین اسکی ملاحظہ فرمائے - ایک یتیمی ہے - یتیمی ہمیشہ بچون کے نئے موئلم ہوتی ہے اور اوقات دنیا کسی اور بے بسی اونکو اعلی درجہ کا آدمی بنانے کا سبب ہوتی ہے۔

اوسکی مثال ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین - کیونکہ نہ لکھے نہ پڑھے نہ کوئی یاور نہ مددگار - باوجود اسکے اپنے زور بازو اور اپنی عقل سے کہان سے کہان پہونچے - واقع مین اتنا بڑا زور قوت عقلی کا اگر تعلیم آنحضرتؐ کو ہوئی ہوتی ظاہر نہو سکتا دیکھئے اس عدم تعلیم مین کتنی بڑی وجہ ہے اگر مان باپ زندہ ہوتے غالباً تعلیم ہوتی اور پہر آنحضرتؐ کی یہہ قوت بدون اس سامان کے ایسی ہوتی کہ ہم آپ کو بہت سے شبہات مین ڈالتی - کوئی کہتا کہ تعلیم کا اثر ہے جس سے یہہ مرتبہ حاصل ہو کوئی کہتا کہ فلان طاقت کی مدد سے یہہ اقتدار پیدا کیا - اب سوائے حیرانی کے اور کوئی کچہہ نہین کہہ سکتا ایسے امور کہتے ہین جیسے کوئی شخص ایک بات کہے دوسرا مضبوط دلیل اوسکے خلاف بیان کرے تو وہ اوسمین ایسی تاویلین کرے جو وہی شخص مان سکے جسنے کہی ہوئی بات کا دل مین ایسا اعتقاد جما لیا ہے کہ مین اوس سے کبہی نہ پہرونگا کوئی دوسرا نہ مان سکے -

ایک مثال موت ہے جسمین برائی سے بہلائی پیدا ہوتی ہے اور بیان اوسکا ہو چکا ہے

غالباً یہہ موت

(139)

غالبا یہہ موت خود باعث مغفرت گناہونکی ہوگی - ہینے موت کے متعلق ایک دفعہ ایک تقریر لکہکر مشتہر کرائی ہتی وہ یہان نقل کیجاتی ہے

اے موت تو کیا چیز ہے ؟ تو زندہ کو مردہ کر دیتی ہے - تو حالت کو بدلدیتی ہے - تعلقات کو قطع کر دیتی ہے - انسان جو انس بنا ہے کسیکا انیس نہین رہتا - تو محلون اور عمدہ فرشون سے اوٹہاکر قبر کے تنگ و تار کونے مین سلادیتی ہے آدمی ہوتا ہے اور اوسکے اعمال دوست ہوتا ہے نہ قریب - حتیٰ کہ عیال و اطفال یہہ تو تیری تکلیفین ہین اور بہت سی تکلیفین جو بیانہین ہنین آسکتین - سچ بتا تجہہ مین کوئی خوبی بہی ہے ؟ حق تعالےٰ جلشانہ نے جو بڑا رحمان اور رحیم ہے یہہ تکلیف کیون دیتی ہے اوسکا کوئی کام لطف وعنایت سے خالی نہین - موت کہتی ہے اے بیخبر اتنی ناشکری! تو اوسکی صنعتون اور مہربانیون سے کیا واقف نہین ہے - جو مین تجہے بتلاؤن - تو جان کہ تو نے جو اعمال خیر کئے تہے اوسکے منتفع ہونیکا وہ وقت ہے - تو دنیا مین کسوقت آرام سے رہا - جب پیدا ہوا ایک مضغۂ گوشت تہا - ذرا سی تکلیف تجہے رو لاتی ہتی - جب تو بڑا ہوا پڑہنے لکہنے کی بہیر تکلیف رہی - جب تو جوان ہوا تجہے عیال و اطفال کی فکر نے تباہ رکہا موسمون کے اختلاف تیرے دشمن رہے - ہمیشہ تیری جان کشاکش مین رہی تجہے اعمال خیر کے کرنیمین کاہلی ہوتی رہی - موت نے تجہے چہوڑا دیا - ان سب تکلیفون سے تجہے نجات دیدی - اگر تو نے اعمال خیر کئے ہین اب اوسکی راحتین تیرے لئے نئے نعمت وخوشی موجود ہین - اگر تو اعمال بد کرتا تہا بندگان الہی کا دشمن تہا تیرا کوئی حق نہین کہ تو اوس

زیادہ اور لوگونکو تباہ کرے - اب جا اور اون اعمال مرکا جو کئے ہین مزا چکھ - اگر تو اچھا ہے موت

تیرا بھلا ہے - اگر تو برا ہے تیری موت سے اوروں کا بھلا ہے۔ اب بتلا کہ موت رحم ہے کہ نہین ؟ اے

غافل تو یہہ نہین دیکھتا کہ اپنے نزدیک اگر تو حشر و نشر کا قائل نہین ہے تو موت کے بعد مٹا ہو گیا اور ۳۲۸

سارے جھگڑون سے تجھے نجات ہو گئی - اگر تو قائل ہے تو دیکھ کہ تو جو بول رہا ہے اور جو تعقل کر رہا ہے

وہ تو مرتا نہین - جسم جو تیری نفع کیلئے دیا تھا وہ گلتا سڑتا مرتا ہے - پس تو تو بحال خود ہے

اور اون تکلیفون سے بچ گیا ہے جو جسم کے ساتھ تیرے تعلق سے تجھکو پہنچتی تھین - پس تو پاک و صاف ہے

اور یہہ کیا تیری مہربانی نہین ہے - تو اولاد کو عیال کو اپنا جان رہا تھا وہ کیا ہین حقتعالی کے بندے ہین

تجھکو اوسنے تیرے ذریعہ سے پیدا کیا ہے - اونکی پرورش کے لئے تیری دل مین محبت پیدا کی ہے اور اسمین

تو اپنا فرض ادا کر رہا ہے - حقیقت پر نظر کر - تیرا کیا ہے بجز اوس تعمیل حکم کے جو تو نے اون کے ساتھ

سلوک اور پرورش کرنے مین کی ہے - صرف وہ اعمال اور وہ اعمال خیر جو تو نے اپنی ذات اور اپنے

بنی نوع کی ذات کے ساتھ کئے ہین وہی تیرے ہین - کیا تجھے یہہ بات پسند ہے کہ تو اور زیادہ مدت تک

اون کے نفع اوٹھانے سے محروم رہے - تو نے جو اون سے دل لگا رکھا ہے اور اونکو اپنا جانکر سبکو بھولا ہوا ہے

اور دنیا مین غرق ہے یہی غلطی ہے اور یہی ایک امر غلط ہے جو تجھے موت سے ڈراتی ہے - حکمت الہی

اسکی مقتضی ہوتی ہے کہ تیری روح کو جسم مین پیدا کرے اور معمولی طریقہ سے جب تیری

اسقدر تیرے جسم سے متمتع ہوچکے کہ

روح تیرے [illegible] تجھکو ضرورت جسم کی باقی [illegible] تو ابد

اٹھ گئے

اوس سے الگ ہوکر رہ - اب جو تو دیکہتا ہے آنکہ سے دیکہتا ہے کان سے سنتا ہے - یہہ سب برے

تیرے سامنے سے اوٹہ جاینگے - تیرے اعمال خیر تجہے اچہی جگہ دینگے - اور وہ کیا عجیب و غریب

(۱۴۰) نعمت نہین ہے جو تجہے مخفی معلومات کے حاصل ہونے سے اور آسمان و زمین کی چیزونکے دیکہنے سے

حاصل ہوگی - ہان اعمال خیر کی ضرورت ہے ورنہ موت تیرا پیچہا نہ ہوگا تو عذاب الیم مین گرفتار ہوگا -

اوسوقت تجہکو دنیا کا آرام جنت معلوم ہوگا ~~[illegible]~~ - اب جو تو

زندہ ہے ہوشیار رہو موت مین ہر وقت سرپر ہون تجہے کیا معلوم ہے کہ کتنی تیری زندگی ہے -

یہہ نیدرت ضبونی ہین - منجم کذاب ہین - اے غافل ! حق تعالیٰ ہر تکلیف کا جو بندہ کو کسی مصلحت سے

دیتا ہے بدلا دیا کرتا ہے - جس حق تعالیٰ نے تجہے پیدا کیا تہا اور آب و خاک و آتش سے تجہے بنایا تہا -

کیا وہ تیری روح کو ایسے جسم مین رکہدیتا کہ جب ہوتا نکل سکتی - اوسیلئے یہی اس سلسلۂ

اتحاد کی موافق جسمین بہت سی مصلحتین موجود ہین (اور وہ سب سے بہتر طریقہ ہے) ضروری تہا کہ جسم

جب روح جدا ہو کچہہ تکلیف ہو اوسکا بہی تجہکو بدلا ملجائیگا - تیرے گناہ دور ہونگے - تو مرحوم ہوگا -

تیری نیکیان رونق پائینگی - افسوس ہے کہ اسپر بہی تو شکر گذار اور میرے (موت کے) ملنے کیلئے طیار

نہین ہے - افسوس ہے کہ تجہے ایسی بیخبری ہے کہ مین ہر وقت تجہے جگاتی رہتی ہون تو آنکہون سے

دیکہتا ہے کہ آج وہ مرا - کل وہ دنیا سے چلا گیا - مگر تجہے کچہہ خبر نہین ہوتی - تو بظاہر سب کچہہ تعقل

کرتا ہے مگر بتلا وہ کیا چیز ہے جو تجہے غافل بنائے ہوئے ہے - مین تجہے بتلاؤن وہ شامت تیرے اعمال کی ہے

اور تیرے افعال کی سزا ہے - اوسنے تجھے رحمت سے دور کر رکھا ہے اور توفیق تیری شامل نہین ہے
اسمین سوائے تیرے اورکسی پر الزام نہین - تو چھوٹی عمر کو برا سمجھتا ہے اور یہہ سمجھ رہا ہے کہ سوائے
تیرے اور سبکو میرا (موت کا) مزا چکھنا ہے مگر تو تو ساری عمر جیتا رہیگا - مین تجھے وعدہ کرتی ہون تو
اعمال خیر کر - تو بندون کے ساتھ بھلائی کر اگر تجھسے امکان ہو بندگان الہی کے ساتھ انصاف کر - اور پھر دیکھ کہ میرے
الحاق اور عمل سے تجھے کیا راحت ہوئی - تجھے مین نے کہان پہنچا دیا - تو بے تکلف آزاد ہوگیا تو بزرگونکی
خدمات سے مشرف ہوا تو آنکھ بند ہوتے ہی ایسی نعمتون مین پڑا کہ تجھے سارے عزیز و قریب بھول گئے -
تجھے دنیا سے نفرت ہوگئی - تجھے معلوم ہوگیا کہ وہان تو محنت مین تہا یہان حقیقی آرام مین آگیا -
افسوس ہے اگر تو اسپر بھی اپنی بھلائی کیطرف متوجہ نہو اور (موت) مجھے محض رحم و عنایت الہی نہ جانے !

ایک مثال بھلائی پیدا ہونے کے جو ضرور لکہی بحث ہے یعنی اللہ تعالےٰ نے انسان کو سب مخلوقات سے
اشرف اور اپنا خلیفہ بنایا ہے اور ذریعہ شرافت کا اپنے ذاتی افعال کو بنایا ہے وہ افعال موجود کرنے
چاہئین ذریعہ اونکے وجود کا امتحان ہے ظاہر ہے کہ سب مخلوقات سے جبتک انسان مقابلہ کرکے
برتری پیدا نہ کرلے وہ اشرف المخلوقات نہین لیکن تمام مخلوق کے ساتھ مقابلہ کا جسے
کام دیا جائے کیسی مصیبت ہے - اللہ تعالےٰ نے جب اختیار کو ذریعہ ترقی کا بنایا تو سزا
و جزا کا طریقہ بنایا اوسکے لئے اتمام حجت لازم ہوا تا کوئی یہہ نہ کہے کہ ہمکو ناحق سزا ملتی ہے
سزا دینا قرانا کیسی مصیبت ہے پس غور فرمائے کہ انسان کا ہر مخلوق دشمن ہے یہانتک کہ وہ بھی خیکو وہ دیکھ
نہین سکتا

ی مثال
نیا اور
سا امتحان
ہونا

نہین سکتا نہ اونسے اپنی حفاظت کر سکتا ہے اور کس انسان کا جو ایک ضعیف البنیان ہے خلق الانسان ضعیفا
یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے کس انسان کا جو صدہا زنجیروں مین جکڑا ہوا ہے - باوجود اسکے

(۱۶۱)

افعال سے اوسی انسانسے وکہلا دیاہے کہ میرے افعال ہمکو مستحق اشرف المخلوقات ہونیکا بناتے ہین -
یہہ دشمن - یہہ ضعف - یہہ زنجیرین وسایل اشرفیت کے ہین - اور کس زور کی مصیبت یا برائی کس
زور کی قوت یا بہلائی پیدا ہوئی ہے - سب سے زیادہ کمال انسانی اسباب پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے
کہ جو لوگ اس رتبہ پر پہونچ گئے تہے اونکی حالت یہہ تہی کہ سختیون مین پڑنے سے خوش ہوتے تہے - تاہم
یہہ طریقہ نہایت ہی مشکل ہے یعنی اتنا مشکل ہے کہ جب انسانسے اوس مین پڑنا قبول کیا اللہ تعالی نے
اوسپر ظلم وشقاوت کا اطلاق کیا گو بغیر اتمام حجت وہ بہی اختیار نہین کرایا مگر اوسی کے سبب سے یہہ انعام بہی دیا -

یا بجوس مثال
سلطان کا کافرونا
کو اسکانا

ایک مثال یہہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ شیطان کافرون کو اُسکاتا ہے اول تو کفر
کفر بری ہی چیز ہے - پہر صاحب کفر کا حالت انبعاث مین رہنا بہت ہی بری چیز ہونا چاہیے
مگر یہہ برائی بہی بہلائی مین بدل جاتی ہے اسلئے کہ دین کی غرض اولاً عبادت الہی ہے اس
ضرورت کے لئے کہ دین شائع ہو عبادت الہی کا تمکن ہو اور سکے لئے فرصت حاصل ہو - دنیدار
دنیا کا ہر کام کرتا ہے - دنیادار ہر کام کو اسلئے کرتے ہین کہ دنیا حاصل ہو (جو دنیادار
مذاق دینی رکہتے ہین وہ دین سے خالی نہین ہوتے جو نہین رکہتے وہ مطلقاً خالی ہوتے ہین)
جب مقصود بدل جاتا ہے افعال کی نوعیت مین تغیر عظیم واقع ہوا کرتا ہے اور نتیجہ بہی مطابق

ایک فرق عظیم ہوتا ہے - چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس فرق کو اسطرح ادا فرمایا ہے -

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است :: تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است -

غور کرنا چاہئے کہ جس شخص کا مقصود یہہ ہو کہ کہائے اور خوش رہے وہ کہانا اور طرح کا کہائیگا

جسکا مقصود یہہ نہو وہ اور طرح کا - پس کفر یا ترک عبادت کی حالت مین غرض محض دنیا ہوتی ہے

- ایمان کی حالت مین دنیا دین کے لئے ہوتی ہے اور اسلئے نوعیت افعال کی بدلجاتی ہے -

جو لوگ متوجہ الی اللہ ہین صرف اوسکی یاد کا کام اونکے لئے اسقدر زیادہ ہے کہ اوس سے

اونکو فرصت نہین ملتی - غالب جی ڈہونڈتا ہے پہر وہی فرصت کے رات دن +

بیٹہے رہین تصور جانان کئے ہوئے - یاد رکہنا چاہئے کہ آخر ایسے لوگون کو کوئی لطف حاصل

ہوتا ہے جو اونکو اتنے بڑے لطف دنیاوی سے محروم کردیتا ہے - ایک سمجہنے کے لئے

بنیون کی وہ حالت خیال مین لانی چاہئے کہ اچہا کہاتے نہین پہنتے نہین مگر روپیہ کی کثرت کے

وجود کے تصور سے وہ خوشی اونکو حاصل ہوتی ہے کہ موٹے ہوئے چلے جاتے ہین -

غم وہ چیز ہے جسکی حالت معلوم ہے یعنی ہمیشہ خورد گوشت آدمی - جب یہہ فرق ہو تو وہ

لوگ جو متوجہ الی اللہ ہین دنیا مین بحیثیت دنیا ترقی کرنے کی وہ قابلیت نہین رکہہ سکتے

جو اون لوگون مین ہونی چاہئے جنکا مدنظر اور مقصود محض دنیا ہے - اور یہہ حالت ایسی

ظاہر ہے جسکے لئے احتیاج بیان کرنے کسی دلیل کی نہین ہے - پس کہاں انکی ترقی دنیا

اور ایجادات کے

اور ایجادات کے لئے ضرورت ہے اور وہ کمال انہماک بغیر اسکا تے رہنے کے پیدا نہین ہوسکتا۔

وانہماک اصحاب علم

کیونکہ اللہ تعالی کی شناخت فطری ہے او سیہ برس سے

اگر اسکانے والا نہو ہمیشہ وہ برس اوشہ جایا کرتا اسکے سے طول

(162)

(موجاتے)

مدت کی بھی ضرورت ہے پس اس انہماک اور طول مدت کی برائی سے یہ بھلائی

پیدا ہوتی ہے کہ عجائبات قدرت ظاہر ہوتی ہین اور نفع اونکا دنیاداروں وغیرہ ان

کے لئے عام ہوجاتا ہے حقیقت مین اون لوگون پر جو متوجہ الی اللہ مین یہ عنایت خاص ملاحظہ

فرمائے کہ صنایع الہی کسقدر نازک ہین ۔

اس سے بھی زیادہ نفع شیطان کے کافرون اور گمراہونکو اسکاتے رہنے کی حالت کا یہ ہے

کہ جب طغیان فتنہ وفساد کا انتہا کو پہونچ جاتا ہے اوسوقت ضرورت بعثت انبیا اور انبیا سے کامل

اشخاص کے پیدا کرنے کی شدید ہوجاتی ہے ۔ جب سب سے زیادہ فتنہ وفساد ہو اور اوسکا دبانا

منظور ہو تو سب سے اعلی قابلیت کے آدمی کا جو اوسے دبا سکے اور جڑ سے اوکھاڑنے کی تدبیر کرسکے

پیدا کرنا چاہئے ۔ یاد رہے کہ ہر چیز کارخانہ وسیع الہی مین اتنی ہے جو حد کمال کو پہونچی ہوئی ہے،

پس اگر ایسا وقت نہو ضرورت ایسے آدمی کے پیدا کرنے کی نہین ہوگی کیونکہ فرض کیجئے کہ لوگ

خدا پرستی کرتے اور اچھے اعمال کرنے مین مصروف رہتے تو وہان جناب محمد مصطفے صلعم سے لائق

اور بے مثل نبی کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے ۔ یہین ضرورت ہوسکتی ہے جہان تعلقاً

اسباب کے بیان

بت پرستی مروج ہوگئی ہو اسد تعالے کا نام ہی نہ لیا جاتا ہو اوسکا وجود جسکا ماننا فطری ہے

سمجہتون کے پردے مین چہپ گیا ہو - زمانہ قرب ولادت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و

آلہ سلم کی تاریخ کو اور دیگر انبیاء کے بعثت کے زمانو نپر خیال فرمائے - سب سے زیادہ زمانہ

کفر وطغیان کا اور سب سے سخت ملک اور بڑا عرب کا تہا اسلئے وہان سب سے اچہا اور سب سے

رحیم صاحب خلق عظیم نبی پیدا ہوا ہماری روح اونپر فدا ہو پس شیطان نے اُسکاتے

اُسکاتے سب یہہ حال کردیا - یہہ ضرورت پیدا کی وہ سبب ایسی رحمت کا ہوی - دیکھے

اس اُسکانے کے بعد ہمکو کیسی نعمت ملی - اوسکا شکر اگر لاکہون برس ادا کرین

ادا ہو سکے یہہ ہی اضداد کا سلسلہ ہے ہم روز دیکھتے ہین جب شدت سے گرمی پڑتی ہے

برسات شروع ہوجاتی ہے جب خوب برس لیتا ہے برس چکتا ہے جب شدت سے پانی گرم

کیا جاتا ہے آخر کو برف ہوکر جم جاتا ہے - جب انتہا سردی پڑتی ہے اور برف جمتی ہے وہی برف

گرمی پیدا کرتی ہے - چنانچہ پہاڑون کی یہہ عادت ہے کہ جب بچے کو سردی کا خلل ہوجاتا ہے اوسے برف مین

دباتے اور ڈہکتے ہین یہانتک کہ وہ گرم ہوجاتا ہے - اسیطرح ہر جب شدت طغیان فتنہ وفساد ہوتی ہے رحمت الہی

جوش مین آتی ہے اور وسایل عجیبہ ہدایت کے پیدا ہوتے ہین پس اس شدت طغیان کے بعد کیا نفع عظیم ہوا -

اور اس بڑی بدی کے ذریعہ سے کیسی بڑی نیکی پیدا ہوئی - ~~[illegible]~~

~~[illegible]~~

~~[illegible]~~

~~[illegible]~~

~~[illegible]~~

~~[illegible]~~ - چنانچہ آیات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ شیطان کے وجود کو کفر و نفاق

یا افعال قبیحہ مین ایسا دخل نہین کہ وہ غالب ہے اور ہم مغلوب ہین پس صاف معنی یہہ ہین

مرد یا عورتین

کہ شیطان ایک بڑا بہکانے والا ہے اور اوسکا پیدا ہونا ایسا ہی ہے جیسے اور بہت سے

~~[illegible]~~ جو خلقت نے لئے مضرت کا باعث سمجھے جاتے ہین

مثلاً وہ لوگ جو اب ملک سے بسبب جرائم کے نکالدئے جاتے ہین یا مار ڈالے جاتے ہین -

جنکو قتل [illegible] معدوم [illegible] -

یا وہ بادشاہ ~~[illegible]~~ - شیطان کے وجود سے

دربردہ شرک پیدا ہوتی ہے انکے افعال سے [illegible] ملا بردہ گئے - یہہ بات افسوس

کی ہے کہ سب جانتے ہین کہ شیطان کا غلبہ مجبور کرنے والا نہین لیکن جب وقت

غور کا آتا ہے اوس سے غفلت کرتے ہین اور کہنے لگتے ہیں کہ شیطان کی وجہ سے بدی

سوا اسکی - اختیار سے غفلت سے -

ایک شبہ یہہ ہے - کہ شیطان بڑا صاحب عرفان ہے - اور چونکہ افعال اوسکے نافع مین لہذا وہ عالی

مرتبہ ہے - صاحب عرفان ہونے کا شبہ جدید نہین ہے - لیکن علو مرتبہ الزامی تقریر ہے -

صاحب عرفان ہونا ایسی چیز ہے کہ خود جناب ایزد متعال نے اسکی تردید فرمائی ہے - اور اسی فعل کو

کفر

ابلیس کا بڑا عرفانی

کفر سے تعبیر کیا ہے - ایسی وجہ مذکی جو بدیہی کہنی چاہئے یہہ ہے کہ عرفان جب ذات اقدس

الہی کا ہو اور جان لیا جائے کہ وہ حاکم علی الاطلاق ہے اور ایسا حاکم ہے جو ہر وقت تغیر پر قادر ہے

اسباب کو توڑ سکتا ہے - سخت سی سخت سزا اور بہتر سے بہتر انعام دینا ہر وقت اوسکے ہاتھ میں ہے -

لازم ہوگا کہ اطاعت کیجائے

نافرمانی اوسیوقت ہوسکتی ہے جب عرفان نہو اور ذات الہی

اور اوسکی قدرت کا انکار ہو - چونکہ ذات الہی ذریعہ صفات پہچانی جاتی ہے اسلئے وہی عدم

عرفان اور کفر ہے - جو لوگ اپنے آپکو باوجود انکار قدرت مطلق داخل دائرہ اسلام سمجھتے

ہیں اونکو اسمقام پر زیادہ توجہ کرنی چاہئے اور جاننا چاہئے کہ یہہ اللہ سے نڈر ہونا ہے اور اوسکا

نہ پہچاننا - ہر سلطنت کا بقاء بذریعہ اوس خوف کے ہے جو رعایا کے دلونمین پیدا ہو جاتا ہے

ورنہ تعداد لشکر باعتبار رعایا کم ہے - جو لوگ سلطنت سے منحرف ہو جاتے ہیں اونمین کیا ستم

ہوتا ہے - یہی کہ قوت سلطنت سے غفلت کرکے نڈر اور بے خوف ہو جاتے ہیں اونکی سزا

سلطنت نے بھی موت قرار دی ہے یا حبس دوام - تعجب ہے کہ اتنے بڑے حاکم کے نے

ہیہ ڈر انحراف نہین سمجھا جاتا - اور اس ڈر کی توہین کیجاتی ہے اور ڈرنے والوں کا استخفاف -

باقی رہی تقریر الزامی اوسکا جواب یہہ ہے کہ افعال کا حسن و قبح نیت پر موقوف ہے - جس

کسی کی نیت خود نڈر رہنے اور نڈر کرا کے اللہ سے باغی کرانے کی ہو لازم ہے کہ وہ اپنی نیت کے

مطابق سزا پاوے - یہہ امر کہ حاکم حقیقی یا مجازی اوسکی سزا کو ذریعہ انتظام بنا لے

سمجھو اپنے کام میں سے آئے یہ اوسکی حکمت اور عقل کی خوبی ہوگئی - فعل بغاوت کی خاصیت

نہیں ہر نیکی - یہ امر ایسا ظاہر ہے کہ اور کچھ کہنا ضرور نہیں - ہمیشہ مقدار سزا میں عبرت داخل

ہوتی ہے - اعتراض اپنے فعل انکار سجدہ پر سزا ہونے کا خود شیطان کا ہے - اوسنے کہا ہے

کہ یہ قصور نہ تہا - اور اوسکا جواب خود حق تعالی نے دیا ہے کہ تو دعوی عرفان میں صادق نہیں -

جو اس تقریر سے لازم آتا ہے - اس دعوی سے

لیکن باقی افعال اغواے استحسان کا دعوی شیطان نے ہی نہیں کیا -

تو شیطان کو بہی شرم آنی چاہئے -

حکایت کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص کو شیطان قریب ایک شہر کے ملا - جب معلوم ہوا

کہ یہ شیطان ہے تو اونہوں نے کہا کہ میاں شیطان تم تو بڑے ہی غضب کی چیز ہو سارا فساد

تمنے ہی دنیا میں پیدا کیا اور پہیلایا ہے شیطان نے جواب دیا کہ واہ حضرت میں تو کچھ نہیں کرتا

آپ ہی سب کچھ کرتے ہیں - چلئے میرے ساتھ تماشہ دیکھئے - جہان یہ باتیں ہوتی تہیں شیرہ کا

کارخانہ تہا شیطان نے شیرہ میں اپنی اونگلی ڈبوئی اور شہر کو چلدئے - جب شہر میں پہونچے

حلوائی کی دوکان پر گئے - وہاں فوج کے سپاہی پوریاں خریدنے اور لینے کے لئے جمع تہے - حلوائی صرف تہا -

چپلی شائی رکہی تہی اوسپر مکہیاں جمع تہیں - شیطان نے آنکہ بچا کر اپنی اونگلی کا شیرہ دیوار مل دیا -

مکہیاں اوس شیرہ کیطرف دوڑیں اور جمع ہوگئیں - اون مکہیوں کے لئے چھپکلی دوڑی اور کئی ایک

چھپکلیاں آکر جمع ہوگئیں - ایک سپاہی کے پاس شکرہ تہا وہ چھپکلی پکڑنے کے لئے اوڑا چھپکلیاں

گر گیا

گہبراکر بہاگین - ایک دو چیپکلیان جلیبون کی تہال پر جا پڑین - تہال بہر کی جلیبیان
خراب ہوگئین - حلوای کو غصہ ایا اور چہوٹتے ہی شکرہ والے سپاہی کو بہن کی گالی دی -
سپاہی نے جواب مین حلوای کے ڈنڈا مارا - حلوائی کا سر پہٹ گیا - حلوائی نے غل مچایا
اوسکی برادری کے لوگ جمع ہوگئے سپاہیون مین اور حلوائیون مین لڑائی ہوی شہر والون نے

(145)

ہمدردی کرکے سپاہیون کو خوب مارا ہاتہ پانون توڑ دے سپاہی بہاگے اور اپنی فوج مین
جاکر خبر کی - وہان سے پلٹن تیار ہو کر شہر والون اور حلوائیون کو سزا دینے دوڑی شہر والون نے
جب یہ یورش دیکہی جمع ہوگئے بڑا بلوہ ہوا صدہا ادمی مارے گئے بازار مین آگ لگادی
گئی - حاکم شہر کو خبر ہوئی اوسنے اور فوج اس فوج کی تنبیہ کو بہیجی - گولی چلنے لگی توپ
لگائی گئی - مفسد فوج غائب ہوگئی - تمام شہر مع حاکم کے نیست و نابود ہوگیا - بادشاہ
وقت نے بڑے خرچ اور صدہا جانین تلف ہونے کے بعد انتظام پہر درست کیا - اوسوقت
شیطان نے کہا کہ اپنے دیکہا کہ مین تو صرف ایک شیرہ بہری اونگلی لگانے کا اور وہ بہی دیوار پر
قصوروار ہون یہ سارا فساد اپکی ذات کا ہے - یہ حکایت اگرچہ مثال ہو مگر ممکن الوقوع
ہے اور غدر مانیکی مثال ہے - تاریخ کو ملاحظہ فرمائے لڑائیونکی ابتداء کو دیکہے - لڑائیان
اکثر ایسی چہوٹی چہوٹی باتون سے شروع ہوتی ہین کہ تہوڑا سا اگر غصہ ابتداءً دبا یا جاتا
تو لڑائی نہوتی - تاہم اس حکایت سے یہ خیال نفرمانا چاہیے کہ شیطان کا شیرہ لگانا ہی

بدعی ہتی - بلکہ شیطان نے قوتون مین بہڑک اوٹہنے کی عادت پیدا کر رکہی ہتی - اور وہ لوگ اسانی سے اوسوقت بہڑک اوٹہتے تہے -

شبہ ماکہ اشرف نہین ہے

ایک شبہ یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات نہین ہے کیونکہ ہم جب بعض انسانونکو دیکہتے ہین اونکو اپ باتمین کہ ا،عنین جانورون سے بہی صدور افعال نیک کی قوت کم ہے پس ایسے انسان کہ اشرف کہنا غلطی ہے - مثال اوسکی یہ ہے کہ کتے مین ایک مادہ حقشناسی اور عشق کا مالک کے ساتہہ ہے وہ مالک سے منحرف نہین ہوتا انسان اتنی نعمتون پر اپنے مالک اللہ تعم سے منحرف ہے یہ شبہ غلط ہے اگرچہ افسوس ہوتا ہے کہ جنے ایسے افعال کئے کہ کتے سے بدتر ہوگئے غلطی یہ ہے کہ شرف باعتبار اختیار رہے جمین عقل نے وسعت عظیم دی ہے - مثال مین جس قوت یا خاصہ کا ذکر ہے وہ عقل حیوانی کے متعلق ہے - مسلم ہے کہ عقل انسانی افضل ہے - انسان مین جو عقل کیوجہ سے مادہ جلب منفعت اور دفع ضرر وہ اس شبہ کا سبب ہے - اور اسبات مین فرق نکرنے سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض تیزیان حیوانون مین ایسی ضرورت سے دی گئی ہین جسکی دینے کی ضرورت انسانون مین نہ تہی - مثلاً جانورونکے بچون کو جب ہم دیکہتے ہین تو اونمین اور انسان کے بچون مین ایک فرق پاتے ہین مرغی کے بچہ کے سامنے اگروہ چیز ڈالدی جائے جو اوسکے کہانے کی نہین یعنی ضار ہے وہ اوسے نہ کہائیگا انسان کے بچے کے ہاتہ مین اگر زہر دیدیا جائے

(146)

وہ اوسکو منہ مین لیلیگا اور اگر شاہی مین ملا ہے کہا جائیگا اسلئے یہ فرق رکہا گیا ہے کہ
اوسکی جان کی حفاظت کا یہی طریقہ ہو سکتا تہا اسکی جان کی حفاظت اسلئے دوسرونکے ذمہ کیا
گئی ہے کہ انسان کو ابتدا ہی سے خود اپنی قوت و زور بازو سے ترقی کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔
انسان مین وہی تعلیم اوسکی تمام خوبیون کا باعث ہے۔ پس تقدم و تاخر عطاء قوت باعث
شرف نہین ہو سکتا اصل شے تو دیکہنا چاہئے کہ وہ کسمین بہتر ہے۔ اسلئے کہ کتا واقف
نہین ہوتا کہ مالک پر اظہار احسانمندی کا اخر نتیجہ کیا ہے۔ وہ رات کو جاگتا ہے اور حفاظت
کرتا ہے لیکن اکثر کتے جب لکڑی سے ڈرائے جاتے ہین بہاگ جاتے ہین۔ روٹی ڈالنے سے
چپ ہو جاتے ہین اونکو علم نہین ہے کہ نتیجہ رات کی فراحمت کا موت ہے جنمین غصہ زیادہ ہے
وہ مارے جاتے ہین اب انسان کو دیکہئے کہ وہ احسانمندی مین اپنی جان اوسوقت اور
اوس طرح نثار کر دیتا ہے جبکہ نتیجے کو جانتا ہے کہ یقینی موت ہے اور کوئی طمع یا کوئی
غصہ اوسکو باعث جان نثاری کا نہین ہوتا۔ پس دیکہئے کہ انسان کی احسانمندی بعد اپنی
عقل کے جسقدر اعلی رتبہ کی ہے وہ کتے کی احسانمندی سے کہین اعلی ہے۔ اور اصل
شے کا یہ فرق ہے۔ علاوہ بران کتے مین یہ ایک وصف ہے انسانمین ایسے ہزارون
ہین۔ پس ایک بات کو جو دوسری وجہ سے بظاہر معلوم ہوتی ہے ذریعہ نوعی ترجیح کا بنانا
بڑی غلطی ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ انسان پتہر سے مضبوط نہین اسلئے پتہر سے

بدتر ہے - وہ اونٹ تا ہنین جانور سے بڑا ہے لکڑی سی مضبوطی اوسمین نہین ہے -
اسلئے وہ لکڑی سے کم درجہ کا ہے - شریعت مین جو حکم ہے کہ کتہ کے بعض خصائل
انسان کو پیدا کرنے چاہئین صحیح ہے اور یہ معنی ہین کہ ان افعال کی ایسی مشق کرنی
چاہئے کہ مثل حیوانون کے مخالفت اوس عادت سے ہنوسکے - اوس سے شرف ممثل کا
لازم ہنین آتا یہہ ایک طرح کا سمجہانا ہے اور حقیقت مین عبرت کا مقام ہے کہ ہم باوجود
ایسے فضائل کے ایسے تشبیہات کا ذریعہ ہین -

اس شبہہ کا رد ولادت وک یہ معنی ہوتے ہین

[illegible] که بعض اوقات ہم مخلوقات کو دیکھتے ہین تو اونمین ایسی قوت جو
صدور افعال قبیحہ کے متعلق ہے بڑی قوی پاتے ہین ایسی جو افعال حسنہ کی ہے کمزور پاتے
ہین - مثلا بعض کامل چور ایسے ہین کہ اونمین ایسی قدرت ہوتی ہے کہ صاف دیوار پر
مثل چہپکلی کے چڑہ جاتے ہین - بعض عورتین ایسی ہوتی ہین کہ اونمین مادہ بیحیائی کا خاص
طرح کا ہوتا ہے اس سے یہہ کہنا جائز ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اونکو اسی کام کے لئے پیدا کیا وہ راہ راست
پر ہنین آسکتے مجبور ہین - اسکا بیان ہوچکا ہے - جو انسان مجبور معلوم ہوتے ہین وہ حقیقت مین مجبور
ہنین - مادون مین جسقدر خصوصیت ہے وہ قبول اثر کی ہے - جو چور ایسے ہین کہ مثل چہپکلی کے دیوار پر
چڑہ جائین وہ محتسب ہوسکتے ہین - یا فوج کے ملازم قلعون پر چڑہ جانے والے - اور جب بہر کا مادہ ہوے
اور اوسکے ذریعہ سے شر پیدا ہوتا ہے اوسکا علاج پیدا کرنا ضرور ہے - مردون کا علاج بسا اوقات

یہہ وجہ پیدا کرنے مادہ قبول اثر کی ہے۔

مردون سے بہتر ہوتا ہے — جو عورتین ایسی ہین جنکی ہمسایگی زیادہ ہے

وہ ضرورتون کے وقت کام مین آنے کی قابل ہین قبول اثر کے مادہ کے سبب اللہ تعالے نے

۔(یہی قاعدہ حسن وقبح افعال ہین۔)

اونکے لئے وسعت دیدی ہے (چنانچہ متعہ کا جواز حقیقت مین اسی لئے ہے ضرورت جواز متعہ مسلم ہے

۔ کہ یہہ تہی کہ فوج کو عورتین نکلتی ہتین۔ اپنی عورتین ساتہہ رکہی نہین جا سکتی ہتین۔ اگر ایسی

عورتین نہوتین یہہ کام نہ نکلتا جسکی ضرورت ابتک ہے بس جسقدر تعلق مادہ کو ہے اوسیقدر

حسن افعال مین گنجایش دیدی گئی ہے ۔ یہان اس فرق کو ملحوظ رکہنا چاہیے جو قواعد الہی و قواعد مقررہ انسانی کا ہے۔

ایک شبہ ۔ کہ جب مانا جاوے کہ بادشاہت قایم رکہنے مین اصلی سبب اللہ تعالے ہے

تو جو حاکم دنیا نالائقون کو حکومت دیتا ہے قابل سخت الزام کے ہوتا ہے گو اوسکو علم صرف

ظنی ہوتا ہے اللہ تعالے کا علم یقینی ہے ۔ بس ایسون کا بادشاہ بنانا کیونکر اللہ کو الزام سے

پاک رکہہ سکتا ہے جیسے فرعون کو بادشاہ بنانا اور اوسیطرح کے جو اور بادشاہ ہوئے اونکا

بادشاہ بنانا تہا ۔ یہہ شبہ غلط ہے اسلئے کہ حق تعالے نے یہہ قاعدہ مقرر فرمایا ہے کہ انتظام

آدمیون کا بذریعہ آدمیون کے ہو ۔ ضرور ہر وقت خلیفۃ اللہ فی الارض موجود ہے لیکن اگر

ہر وقت خلیفۃ اللہ فی الارض کو اقتدار ظاہری دیدیا جاتا تو ہدایت جبری ہو جاتی اور

پہر جیسا بیان ہوا دنیا امتحان گاہ نرہتی ۔ پس جب تک باعتبار بہت سی ضرورتون کے

دنیا کا امتحان گاہ رکہنا لازم ہے خلیفۃ اللہ کو اقتدار ظاہری نہین دیا گیا لیکن انتظام دنیوی

۔ چنانچہ

حق نے

کا سانہ

سمجہ نہ

اور وہ اونکا

بیان کہ

زمہ کی ہے

سلطنت ا

کے موجودگی

جواب اس شبہ

جابر کو سلط

خلق سے

(147)

انتظام بغیر بادشاہ کے نہین ہوسکتا اگر بادشاہ نہو کفار کا حالت انبعاث مین رہنا بے فائدہ ہوگا

کیونکہ پہر دنیا بجاے حالت ترقی کے حالت تنزل مین ہوجائیگی ۔ اسلئے بادشاہ اونکا اونمین سے

بنانا ضرور ہے ۔ اور اسلئے مدد بہی اوسکی ضرور ہے ۔ تاکہ برائی حد سے نہ بڑہجاے اور اسکے ساتہہ

اور منافع بہی ہین ۔ یعنی یہہ اللہ تعالے کے ~~عدل ور رحم~~ شفقت و عنایت ~~وخوبی~~ کا مقتضی ہیہ تہا کہ ایسون کو بادشاہت دے ۔

~~گناہ دو قسم کے ہین ایک متعلق بندون کے ایک متعلق [illegible]~~

~~[illegible]~~

~~طویل ہے ۔ یہہ اسباب کو بیچ کہ اپنا گناہ معاف کرنا برا نہین ۔ وہ گناہ کو حقیقت گناہ ہے~~

~~بات اوقات کمال و نیاے اور کبہی اچہی بات ہوجاتی ہے ۔ خاص حالت [illegible]~~

~~گناہ معاف کرنا برا ہے اور نا انصافی ہے ۔ لیکن اپنا گناہ بہی زیادہ معاف کرنا بہتر~~

~~[illegible]~~

بہر حال اگر اللہ تعالے کافرون کو پیدا کرتا اور اونکیلئے بڑی سزا عقبی کی بناتا اور اونکو نعمات دنیا سے

بہی محروم کردیتا کسقدر سختی ہوتی ۔ ~~اور اوس سختی کا روادار کہنا اوسکی ذات سے جبکی رحمت~~

~~غضب پر غالب ہے کیسے ممکن ہے~~ ۔ یہہ بہی ہے کہ اوسنے مہلت دی کہ شاید کفار سمجہہ جائین

اسلئے عذاب سخت مین جلدی نہین کی ۔ جب ~~معافی~~ کفر سے معافی ~~دینا~~ دینی نہ تہی تو تاخیر ~~[illegible]~~ ضرور تہا ۔

~~اسلئے~~ ضرور ہے کہ دنیا کفار کے لئے ہو ۔ تاکہ وہ جسقدر فائدہ اوٹہا سکین اوٹہائین ۔ نعمات دنیا مومنون کے لئے نعمات دنیا دونون نعمات و نیز آخرت کے ہین

اسکی ~~[illegible]~~

اسی لئے حقیقت مین دنیا

اس ضرورت سے نہین ہے۔ مروجہ اسلام محمدیہ

کفار کے پاس بادشاہت کثرت سے اونہین ہین - اسلام مین بادشاہت

اور اسلئے فضل ہے۔ علاوہ اوسکے

بعض وقت ضرر کا مقابلہ ضرر سے کیا جاتا ہے - اسلئے بادشاہت حاصل کرنے مین

(168)

ایسے لوگون کو مدد دیجاتی ہے جنہون نے اپنی آنکو برا نبا لیا ہے - بدی اور نیکی کی بابت غالباً

اسقدر بیان کیا گیا ہے کہ یہان ضرورت اعادہ نہین ہے -

جواب اس شبہ انسان مجبور اور مسئلہ جبر کا بیان

ایک شبہہ یہہ کہ بعض امور اور ارشادات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان مین کچھہ

قوت نہین اور سب کچھہ اللہ کرتا ہے اور انسان کے ہاتہہ پاؤن جکڑے ہوے ہین تو سب حجت تمام

نہین ہے چنانچہ بعض آیات اور ارشادات الہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت وغیر ہدایت

اللہ کے ہاتہہ مین ہے اور ذرہ بہی بغیر اوسکے حکم کے حرکت نہین کرتا - یہہ ایک امر ہے کہ

لوگون نے اسمین بہت بحث کی ہے خلاصہ اونکی تقریر کا یہہ ہے کہ جہان جہان یہہ ارشاد

ہوا ہے کہ جسکو ہم چاہتے ہین ہدایت دیتے ہین اور جسکو چاہتے ہین گمراہ کردیتے ہین -

اسکے معنی یہہ ہین کہ راستہ بہلائی برائی کا دکہلا دیتے ہین اور جہان یہہ ارشاد ہوا ہے

کہ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے ایمان نہ لائے اوسکے معنی یہہ ہین کہ ہم منزل مقصود پر

نہین پہونچاتے - میرے نزدیک حقیقت یہہ ہے کہ جہان یہہ ارشاد ہوا ہے کہ جسکو

ہم چاہتے ہین ہدایت دیتے ہین اور جسکو چاہتے ہین گمراہ کرتے ہین - معنی اسکے یہ ہین

کہ یہ بیان قدرت الہی ہے جسمین توفیق داخل ہے - اور جہان یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو چاہے

ایمان لاے یعنی ہدایت پاے اور جو چاہے گمراہ ہو یعنی ایمان نہ لاے معنی لوگ اسکے

یہ ہین کہ وہ بیان اختیار ہے جو بشر کو عنایت ہوا ہے اور یہ مراتب اختیار کے

اوسیطرح ہین جیسے تمام اختیارات درجہ بدرجہ حکام وقت کے دیکھے جاتے ہین -

بڑے حکام کے اختیارات چھوٹے حکام کو اختیار دینے سے سلب نہین ہوتے نہ اونکے

اختیار چہوٹون کے سلب ہوتے ہین صرف فرق یہ ہے کہ اللہ تعالے جل شانہ کے

اختیارات بڑے زور کے ہین مگر وہ بشر کے اختیار مین [ہر جہت معطل نہین ہوتا]

اسلیے اختیار بشر بھی بجال خود باقی رہتا ہے - اور قدرت الہی بھی بجال خود باقی ہے -

یہ بات بصورت جمع اضداد کے اور بظاہر محال عادی معلوم ہوتی ہے مگر واقع مین محال نہین ہے -

آپ اس محال کو حیثیت سے تعبیر فرمائیے کہ ایک حیثیت سے اختیار و قوت ہے

ایک حیثیت سے بے اختیاری اور ضعف ہے اور دونون ایک جگہ جمع ہین -

تفصیل اسکی شاید اس بیان سے سمجھہ مین آسکے کہ انسان کے اختیارات جہانتک

ہم دیکھتے ہین بڑے زور کے پاتے ہین - بادشاہ ہونگا حکم ایسا ہے کہ ایک زبان ہلانے

سے ملک کے ملک خاک سیاہ ہو جاتے ہین - ایک توپ چلانے سے صدہا آدمی ایکدم سے

فنا ہو سکتے ہے

ظاہر ہو جاتا ہے۔ مضبوط قلعے اور دست جاتے ہین باوجود اسکے استقراد مین ...

کہ ایک ذرا سا خون اگر دماغ کے اعصاب مین باریک رگون سے نکل کر فالج پیدا کرے

تو زبان چل ہی نہ سکیگی وہ ہاتھ جو اتنی جانین تلف کر سکتا تھا اوٹھ ہی نہ سکیگا یہانتک

کہ ایک خیال نفع و ضرر کا زبان اور ہاتھ دونون کو روک لیتا ہے چھوٹی سی رسّی باندھنے سے ہاتھ

نہین چلتا ذرا سے درد سے یا ایک پھنسی سے بیکار ہو جاتا ہے۔ پس دیکھئے کہ کتنی قوت

زبان اور ہاتھ مین ہے اور کتنی کمزوری ادمین ہے یہہ دونون اضداد متقابلین اور کس عجیب طرح

سے ایک جگہہ جمع ہین ——

اسیطرح باوجود اسکے کہ انسان کو اختیار ہے وہ مجبور بہی ہے اور ایسا مجبور ہے کہ جب

بڑے اسباب پر نظر ڈالے گا تو یہہ کہنا ناروا نہین ہوگا بلکہ حقیقت حال ہوگا کہ اللہ کی قدرت کے

سب تابع ہین اور اسلئے کہہ سکتے ہین کہ وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے

سیدہا راستہ دکہلاتا ہے مگر باوجود اسکے ایک ایسی حد موجود رہتی ہے کہ اوسکی ذات پر

الزام عاید نہین ہوتا ~~ہے~~ اور وہ اختیار جو مستلزم سزا و جزا کرتا ہے باقی رہتا ہے

مثال اسکی یہہ ہے ایک شخص فرض کیجئے کہ اوسکے اوپر اسلام کی خوبیان اسیطرح روشن

ہوئین کہ اوسنے مسلمانون کو دیکھا کہ رات دن مصروف عبادت ہین اور سوائے بہلائی کے

اور کچہہ کام نہین کرتے خدا کی ذات کو اونسے بہتر کسی نے نہین پہچانا۔ جو بیان کرتے ہین وہی

خیال یہ ... کہ آدمی ... جن ...

(۱۶۹)

سطر ...

بجا ہی تھی۔ اب بعد اس خبی نے ادسے پختہ کردیا کہ تحقیق کی تکمیل کرکے مسلمان ہوجانا چاہئے اور کردیا۔
وہ مسلمان ہونے کے لئے ایک شخص کے پاس گیا اور جا کر بیٹھا۔ وہان کیا دیکھتا ہے کہ مولویصاحب
کے پاس ایک شخص کھڑا ہوا کہتا ہے کہ رات جو تہیلی روپیون کی مینے آپکے پاس امانت
رکہی تہی واپس عنایت فرمائے۔ مولویصاحب فرماتے ہین کہ تو جہوٹا ہے اور تونے
کوئی امانت میرے پاس نہین رکہی۔ وہ بیچارہ کان پکڑوا کر نکال دیا گیا مولویصاحب کے
معتقدین نے اوسپر سختی کی۔ اس شخص کو شبہہ ہوا کہ حقیقت حال کو زیادہ دریافت
کرنا چاہئے تب مسلمان ہونگا۔ اوسوقت وہ چلا آیا۔ مظلوم تہیلی والا ایک عورت کے
پاس گیا اوس سے حال کہا کہ مولویصاحب وہولہ باز نکلے۔ اوس عورت نے کہا کہ مین
تدبیر کرتی ہون او نکو بہی دہوکا دونگی۔ اوس عورت نے بعد نماز عصر ایک ڈولی کرایہ کی اور
اپنے زیور کا صندوقچہ ساتہہ لیا مولویصاحب کے یہان پہونچی اطلاع کرائی عرض کیا کہ اوس
بندی کا شوہر سفر مین ہے اور پولیس کی غفلت سے چورونکا زور ہے چاہتی ہون
کہ یہ زیور جناب کے پاس امانت رکہون اور یہ کہکر زیورات کا صندوقچہ جہٹ پٹ
کہول دیا۔ مولویصاحب کی نظر جب زیور کے قیمتی نگینون اور اونکی دمک پر کہ مثل
گوہر شب چراغ چمکتے تہے پڑی۔ آنکہین کہل گئین۔ لوٹ پوٹ گئے اور دلمین سوچے
کہ بڑا شکار جال مین پہنسا۔ دکہوانے کو پہلے انکار کیا پہر راضی ہوگئے فہرست تیار

بہوتی

ہونے لگی باہر یہہ عورت اوس تہیلی والے کو کہڑا کر گئی تہی کہ جب مولویصاحب معروف ہوں
تو حاضر ہونا اور تہیلی کا تقاضا کرنا ۔ اس اثنائے انتظار میں یہہ شخص بہی جو مسلمان ہونا
چاہتا تہا اپہونچا ۔ تہیلی والے کو مکان مولویصاحب کے باہر دیکہہ کر پوچہا کہ بعد صبح کی ذلت
کے اب آنے کی وجہ کیا ہے اوسنے ترکیب بتلائی بشوق استعلام مین یہہ بہی باہر کہڑے ہوگئے

(150)

کہ دیکہین اب کیا ہوتا ہے تہوڑی دیر بعد یہہ شخص بہی اندر گیا اور مولویصاحب کے پاس پہونچا
اور تم تقاضا کیا مولویصاحب کو یہہ خیال ہوا کہ اگر اسوقت امانت واپس کر دینے
مین حجت کی مباوا یہہ عورت بہڑک جائے اور یہہ سارا زیور ہزارون روپیہ کا ہاتہہ سے نکل جائے۔
اسلئے فرمایا کہ اے شخص تونے تو صبح ہی آنیکا وعدہ کیا تہا اب تک کہاں رہا اپنی تہیلی جلدی لیجا۔
مجہے اس امانت سے بڑی تکلیف ہوئی رات بہر مین اوسکی حفاظت کرتا رہا ۔ چپکے سے
مولویصاحب اوٹہے اور تہیلی لاکر حوالہ کر دی اور وہ تہیلی والا خوش خوش باہر آیا ۔ ان حضرت کو
جو اسلام لانے والے تہے اس حال کو دیکہہ کر تعجب ہوا اور نفرت ہوئی اور اس سوچ مین اونکو
خیال ہوا کہ یہہ عورت مفت ماری جاتی تہی یہہ سوچ ہی رہے تہے کہ ایک اور عورت دوڑتی
ہوئی آئی اور جہٹ پٹ اندر چلی گئی اور اوسنے مطابق اوس اقرار کے
جو پہلے سے کر لیا تہا زیور والی عورت سے کہا کہ اے بی بی مبارک ہو آپکے شوہر سفر سے
آگئے جلدی گہر چلو بی بی خوش ہوئین اور جلدی جلدی اپنے زیور کو صندوقچہ مین ڈال

یہہ جادہ جا مولویصاحب کے مکان سے باہر نکل آئی اور اِن حضرت کو جو مسلمان ہونے آئے

ہتے بڑے خوشی ہوئے کہ عورت ہی خوب بچی اور تہیلی والے کا کام ہی ہوگیا - تاہم دل

چسپی کے سبب سے اس مرد کا قصہ پوچہنے کو عورت کے ساتہ ہوئے - اوسنے اونکا حال بتلایا

کہ اس احمق نے کل اپنے گہوڑی سو روپیہ کو بیچی ہتی - سارا روپیہ اسکا ایک عورت نے

اسطرح تہگ لیا ہتا کہ یہہ میاں روپیہ کو رومال مین لئے بازار مین گہومتے ہتے اور مارے شوق کے

جہان ہوسکتا ہتا رومال کہول روپیہ گنے بیٹہ جاتے ہتے - ایک عیارہ تاڑگئی اور اون سے

ایک جگہ ملی اور کہا کہ وہ بنڈی عجیب مصیبت مین مبتلا ہے - شوہر اوسکا برسون سے پردیس

مین ہے اب نہ تحمل ہے نہ دوسرا نکاح کرسکتی ہون - آپ چلئے اور قاضی صاحب کے یہان چلکر

کہئے کہ مین اسکا شوہر ہون سفر کو گیا ہتا وہان دوسری شادی کرلی اب اسے طلاق دیتا ہون

اور قاضی جی کے سامنے طلاق دیدیجئے مین اقرار کرلون گی کہ مینے مہر اپنا پالیا - اسکی مزدوری

مین ایکو ۱۰ روپیہ دونگی یہہ راضی ہوگئے اور قاضی کے یہان کہہ ہی مولویصاحب تہے جا کر طلاق

کو جاری کیا مہر کی تعداد ۱۰۰ روپیہ بتلائے - عورت نے کہا کہ مینے پالیا یہہ عورت انکو ۱۰

روپیہ دیکے گہر لائی اور دیکر رخصت کردیا - مگر جب یہہ باہر نکلے غل مچادیا کہ میرا روپیہ لئے

جاتا ہے جو ابہی مہر کا دیا ہتا - پہر قاضی صاحب تک نوبت پہونچی اونہون نے پورا ۱۰۰ ایکسو

روپیہ عورت کو دلادیا - اتفاقاً یہہ شخص مجہے ملا روتا اور گالیان دیتا جاتا تہا - مینے حال

پوچھا اوسنے بتلایا مین سمجھ گئی کہ یہہ فلان عورت کا کام ہے - مینے کہا کہ اگر روپیہ واپس
کرا دون تو کیا دیگا آخر ۵ روپیہ اپنی اجرت قرار دیکر اسکو یہہ ترکیب بتلائی کہ اس عورت کے
دو بچے ہین اونپر تو قبضہ کرے وہ اسوقت مدرسہ مین ہین - چنانچہ اوسنے قبضہ کیا تب
اوس عورت نے روپیہ واپس دیا پہر یہہ کم بخت اوہنین مولویصاحب کے پہندے مین جا
پہنسا تہا - مینے پہر اوسے نکالا ہے جسکا قصہ آپنے کہا - انکو بعد معلوم ہونے ان اتفاقات
اور تدابیر کے اسباب کا خیال ہوا کہ ایسی جلدی نہین کرنی چاہئے اور اہل اسلام کے حال کو
زیادہ دریافت کرنا چاہئے رات کو وہ سوئے سانپ نے کاٹا اور مرگئے - فرمائے کہ اسوقت
آپ کوئی اعتراض اختیار بشری پر کر سکتے ہین یا کوئی اعتراض اسباب پر بہی کرسکتے ہین
کہ ہدایت اور غیر ہدایت اوسکے ہاتہہ مین نہین ہے اسلئے کہ یہہ شخص جو مسلمان ہونے سے
رہ گئے اونسے ممکن ہے کہ ایسے اعمال قبیحہ سرزد ہو چکے ہون کہ اونکو سزا دینا اوسکی
حکمت کے نزدیک لازم ہو اور اس لئے اونکو نعمت اسلام سے محروم رکہنا ضروری ہو۔
اگر حق تعالے کو منظور ہوتا کہ یہہ مسلمان ہوجائے تو اس شخص کی عقل مین اسقدر قوت
آجاتی کہ سمجہتے اور جانتے کہ ایک فرد کا فعل اصل اصول اسلام سے نفرت کا باعث نہین
ہوسکتا - یہہ لوگ دین کے امتحان دئے ہوئے نہین ہین دنیادار ہین جنہون نے
دین کو ذریعہ دنیا کمانے کا بنایا ہے - درحقیقت نفرت کے قابل ہین - اسلام نے بڑائی کی

(۱۶۱)

زور سے بیان کی ہے۔ ایسے دنیادار ہر مذہب میں ہیں کہ اگر وہ ایسا کرتے اصل اسلام کی خوبیوں کو دیکھ کر

خود مسلمان ہو جاتے۔ پس دیکھئے کہ ایک وہ قوت تھی کہ اوس انسان نے بھلائی کو اسلام

کی پہچانا ایک جگہ یہ ضعف ہوا کہ وصول الی المقصود یعنی منزل پر پہونچنے سے رہ گئے سو دونوں

میں بُرائی نہیں۔ اللہ تعالے پر کوئی حُجّت نہیں اوسنے مادّہ عقلی دیا اور اوسی نے اوسمیں

وہ سبب پیدا کیا کہ کچھ نہوا ——

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ اس بات کی ایک عمدہ مثال ہے۔ اللہ تعالے جل شانہٗ

فرماتا ہے جسکا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ وہ عورت تو یوسفؑ کے ساتھ ارادہ بد کر ہی چکی تھی

اور یوسفؑ کو اپنے پروردگار کے طرف کی دلیل کہ میرا آقا ہے" اوسوقت نہ سوجھ گئی ہوتی

تو وہ بھی اوس عورت کے ساتھ ارادہ بد کر بیٹھتے۔ ہمنے یوسفؑ کو ثابت قدم رکھا کچھ شک

نہیں کہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے"۔ پس ملاحظہ فرمائے اس مدد میں کچھ بُرائی

نہیں ہے۔ اگر مدد ترک کر دیجاتی تو بھی حجّت حضرت یوسفؑ پر تمام تھی میرے نزدیک

افعال قبیحہ ایسی چیز ہیں کہ یہ مدد اللہ کی باوجود ایسی قدرت اور زور کے اختیارات

انسانی کے نہیں ہوتی اور ہدایت پوری نہیں ہوتی اور وہ سزا ہوتی ہے (یعنی توفیق اوٹھالیا)

جو ضروری ہے ———

ممکن ہے کہ معنی لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّةٌ اِلَّا

بِاِذْنِ اللّٰہ کے سبب ہون کہ ذرہ بہی بغیر

اجازت اللہ تعالےٰ کے نہین ہلتا اور مقصود اس

(152)

اذن سے حکم نہو اذن ہو یعنی اختیار کہ وہی اذن ہے۔

اور رفع تناقض او سوقت یون ہوگا کہ جب کوئی

نتیجہ پیدا کرنا ہوتا ہے اجازت ہوجاتی ہے ورنہ نہین ہوتی۔

اور اجازت نتیجہ اختیار بشری جہانتک متعلق ہے تا کہ اسباب

بیکار نہون عموماً ہوتی ہے جب اسباب کا بیکار کرنا

اجازت نہوئی۔

ہو ~~نہین نتیجہ~~ گا اسباب بیکار ہوجاینگے - یا یون ~~ہکہ~~ رفع تناقض کا

کہ حکم سے اوسکی قوت ~~حاصل ہوتی ہے~~ مراد ہو اور اصل سبب

اوسکی حرکت کا وہ قوت ~~ہے~~ حقیقت مین اذن وہی تہا

جو چلنے کی قوت حاصل ہوئی تھی -

ممکن ہے کہ معنی اسکے یہ ہوں کہ غیر ذی روح بغیر اذن الہی کے

حرکت نہیں کرتے خدا کو اوس طرح ذکر کیا ہے جیسے معانی و بیان کا

قاعدہ ہے اور اردو میں کہتے ہیں کہ مکان میں چڑیا بھی نہیں تھی -

اور پتہ بھی نہیں ہلا معنی یہ ہوتے ہیں کہ کوئی حتی کہ چڑیا بھی نہ تھی اور کسی

قسم کا عمل نہیں ہوا اس قدر بھی جتنا پتہ ہلنے میں ہوتا ہے پس معنی یہ ہوتے

ہیں کہ پتہ بھی بغیر حکم الہی کے نہیں ہلتا سورج اور چاند اور آسمان و

زمین بغیر اوس کے اذن کے کیسے گردش کر سکتے ہیں

جنمیں ارادہ اور اختیار دیا گیا ہے -

پس لازم ہے کہ یا یوں کہئے کہ اذن بمعنی اختیار کے ہے یا یوں کہئے کہ

کلام میں

کلام مین اونکا بیان ہین سے ۔

اس اذن و حرکت کا مین عجیب تماشہ دیکہا ہے کہ عقل حیران ہوگئی اور معلوم ہوا کہ ذرہ بہی بغیر اللہ تعالے کی مرضی کے ہنین ہلتا ۔ وہ تماشہ یہہ تہا کہ ایکدفعہ جو تیور مین وبا ہیضہ پیدا ہوئی ۔ وبا کی بابت جسقدر تحقیقات ہوئی ہے معلوم ہوا ہے کہ کچہ کیڑے پیدا ہوئے یا ہوا مین ایسی رداءت پیدا ہوئی کہ وہ جب جسم مین گہس گئی تو اوسمین ایک زہریلا مادہ پیدا ہوا اور وہ ہلاکت اور دوسرونکی عبرت کا باعث ہوا لیکن ہرشخص وبا مین مرا ہنین بعض کو کیڑون نے اثر نہ کیا یا اوس ہوا نے ضرر نہین پہونچایا یا بعد اثر اچہے ہوگئے ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ بعض جنکو اثر ہوا وہ بغیر اذن کے ہنین ہوسکتا تہا ۔ اکثر کہتے ہین کہ بعض آدمیون مین ایسی قوت ہوتی ہے کہ وہ مادہ اوسپر اثر نہیں کرتا تقدیر او نہین ہوتا ہے جنمین قوت ہنو لیکن مینے اپنی آنکہون سے دیکہا کہ ایک مکان مین چند شخص تہے اور ایک کنوان سے پانی پیتے تہے وہ بیمار ہوئے ۔ اور کوئی بیمار ہنوا ایک مرگیا ایک اچہا ہوگیا اور کون اچہا ہوا جو مرنے والے سے سخت تر بیمار تہا ۔ مرنے والے کے دلمین یہہ بات پیدا ہوئی کہ دوا نہ پی ۔ جینے والے کو اونہا سے نے قے بند و اطراف و قمر عینین لست محض بے ہوشی مین بند کردی ۔ اس بیمار کا وہ وہ بحالت مرض کمزور بچہ نے پیا وہ بچہ کچہ بہی متاثر نہوا ۔ یہہ خاص میرے اوپر گذرا ہوا معاملہ ہے نہ تقدیر تہا نہ قوت اور غیر قوت کو دخل تہا یہہ دکہلائی دے رہا تہا

کہ جو اللہ چاہتا ہے وہ ہو رہا ہے - بس میری سمجھہ مین بھی آگیا ہے کہ ذرہ بھی بغیر اوسکے
حکم کے حرکت نہین کرتا سب کچھہ اللہ کے بس مین ہے - مگر اوسی حد تک جہان تک
اونکے اختیار مین جنکی بنا پر سزا اور جزا کا استحقاق پیدا ہوتا ہے خلل نہ آئے -

مین جب اپنے حال پر غور کرتا ہون یہہ بات پاتا ہون کہ ضرور انسان کی قوت تام ہے مگر
پہر بھی سب کچھہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھہ مین ہے اور قوت بھی بحال خود باقی ہے اور اختیار الٰہی
بھی بحال خود باقی ہے اور یہی ذریعہ اختلاف مراتب کا ہے جسکی خوبیان مین اوپر بیان کرچکا
ہون کہ وہ ازلی اور دوسری مصلحت سے ہین - مناسب ہے کہ جو مجھہ پر گذرا ہے اوسے اور بیان کرون
میرے باپ کا اتفاق عین غدر ۱۸۵۷ء مین ایک انگریز کے ساتھہ نوکری کرنے کا ہوا جو نہایت
سیدھے دل کے فوجی آدمی تھے بہت ہی نیک تھے - قوت حافظہ اور قوت جسیم قوی تھی -
خاندانی بھی تھے اسلئے اونکے احکام سے حکام تعرض کم کرتے تھے - کرنیل آکسن ہنری
ٹرنین اونکا نام تہا - میرے باپ کی وفات ۱۸۶۹ء مین واقع ہوئی جب مین کم سن تہا -
جسوقت مجھکو شعور ہوا اٹھارہ برس بعد قصد کیا کہ معاش تلاش کرنی چاہیے - مین اونکے
پاس گیا اور اپنا حال کہا کہ یہہ نام ہے یہہ والد مرحوم کا نام ہے وہ وہی تھے جنہون نے غدر مین
آپکے ساتھہ جان نثاری کی اور عوض نہین لیا - پنشن پاکر آرام نہین کیا مجھے حاجت سے
نوکری دیدیجئے - جواب دیا کہ ہمارے پاس کوئی جگہہ خالی نہین ہے مین بے نیل مرام

اور

ہو رہی ~~سے میرے تعلق ... آیا~~ بعد دو تین سال کے مجھکو پہر اوس ضلع مین جانیکا اتفاق ہوا
ایک صبح پہر اون صاحب ~~سے ملا اور پہر حال بیان کیا~~ - کہنے لگے کہ تم اوس شخص کے بیٹے ہو جو
غدر مین ہماری ساتہہ تہے تم وہی ہو جو بچپن سے ہمارے پاس آیا کرتے تہے - مینے جواب دیا

کہ ہان وہی ہون - بولے کل کچہری کیعدالت مین آنا دوسرے دن مین گیا اور جب سامنے پہونچا
تو ان صاحب کو بہت خوشی ہوئی اور اپنے سررشتہ دار سے پوچہا کہ کوئی نوکری خالی ہے سررشتہ دار نے
جواب دیا کہ نہین - پوچہا کہ کسی کو ہمنے امتحاناً مقرر کیا تہا - سررشتہ دار بولا کہ فلان نایب تحصیلدار کو
دو سال ہوئے آپنے امتحاناً مقرر کیا تہا اوسکے استقلال کے کاغذات رکہے ہوئے ہین - یہ سنکر بولے
اوسکو اپنی اصلی جگہہ واپس کردو اور اس شخص کو مقرر کردو - مجہے اب تک حیرت ہوا کرتی ہے کہ
وہی مین تہا - وہی ترنین صاحب تہے - وہی حقوق تہے سنہ ۱۸۵۷ء مین کیا تہا کہ جواب صاف ملا
سنہ ۱۸۵۹ء مین کیا ہوا کہ ایسی نوکری ملی جو میری اوسوقت کی حالت کے لئے ایک عجیب نعمت
تہی حافظ کا مینے خود تجربہ کیا کہ تین سال کے بعد اردو مین جاری کئے ہوئے احکام لفظ بلفظ
بتلا دیتے تہے میرا اختیار اور قوت صدور افعال ترنین صاحب کا یکسان تہے مگر ایک وقت ایک
نتیجہ ہوا دوسرے وقت دوسرا نتیجہ اور نتیجہ ثابت سمجہہ ~~[illegible]~~ باوجودیکہ قوت اور اختیار
انسان کا ایک طرح ~~سے~~ کامل ہے مگر دوسری طرح سے کچہہ بہی نہین نہایت ناقص ہے -
اور دونو اسطرح کے ہین کہ نقصان دونون کے کمال مین نہین ہے اور ایک دوسرے کے

اسطرح تابع نہین ہین کہ اللہ تعالے پر الزام رکہا جاسکے ۔

ہوگئے یہہ

قوت اور یہہ حکمت صرف اللہ کے کامون اور ایجادون مین ہے جو ہماری عقلون سے
باہر ہے ۔ سبحان اللہ الغرض یہی معنی ان ارشادات کے میرے خیال مین ہین اور میری
سمجہہ مین یہہ ہے کہ یہہ دہوکا ہے۔ اختیار کا نقصان نہین ہے ۔ انہین وقتون پر نظر کرکے
بعض لوگون نے یون بیان کیا ہے کہ جبر و اختیار امر بین بین ہے یہہ بالکل سچ ہے
مگر ضرورت تفصیل کی ہے کہ اختیار انسانی بہی پورا ہے اختیار الٰہی بہی پورا ہے چنانچہ مثال
اوسکی ابہی بیان ہوئی یعنی حکام چہوٹے ہوتے ہین اور بڑے دونون مین اختیار ہوتا ہے
اور ایک کو دوسرے پر ۔ اور دونون صاحب اختیار ہوتے ہین۔ اقتدار بڑے کا اور اختیار چہوٹے کا۔
بحال خود قائم رہتے ہین جیسے بادشاہ کے احکام کی تعمیل مین بہلائی برائی ہوتی ہے اور
باعث سمجہا جاتا ہے وہی یہان سے کچہہ زیادہ ہے مگر نہ اتنا کہ اختیار مین ایسا
خلل ہو کہ ذمہ داری اور تکلیف معدوم ہوجائین ۔

۵۶ چونکہ یہہ بڑی بحث ہے مناسب ہے کہ بعض آیات نقل کیجائین تاکہ تسکین ہوجاے اور شک
باقی نہرہے ۔ پس ملاحظہ فرمائے اللہ تعالے اس ہدایت وغیر ہدایت کی بابت ارشاد فرماتا ہے کہ۔

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ

بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اللّٰهُ وَلِيُّ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

ترجمہ دین میں زبردستی کا کچھ کام نہیں - گمراہی سے ہدایت الگ ظاہر ہو چکی ہے تو

جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے تو اوسنے مضبوط رسی پکڑ رکھی جو ٹوٹنے والی نہیں

اور اللہ سبکی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے اللہ ایمان والونکا حامی اور مددگار ہے کہ اونکو کفر کی تاریکیوں سے

نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے اور جو لوگ دین حق سے منکر ہیں اونکے حمایتی شیاطین ہیں

کہ اونکو ایمان کی روشنی سے نکالکر کفر کی تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں یہی لوگ دوزخی ہیں کہ وہ

ہمیشہ دوزخ میں رہینگے -

اس سے صاف ارشاد دونوں امر کا آپ اور کیا چاہتے ہیں - انسان نہ کفر پر مجبور ہے نہ

ایمان پر بلکہ پورا اختیار رکھتا ہے - جب وہ ایمان لا چکتا ہے تو اللہ اسکا حامی و مددگار ہوتا ہے

اور پھر مدد کرتا ہے اور تاریکیوں سے جو بعد میں بھی رہتی ہیں کہ وہ مہالک میں نکال دیتا ہے -

اونکو روشن کر دیتا ہے - اور جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے اونکی حمایت و مدد چھوڑ دیتا ہے

تب شیطان کا دخل ہوتا ہے وہ جسقدر اصلی روشنی ہے یعنی اللہ کو انسان خود پہچانتا ہے

اوس سے نکالکر اندہیرے مین ڈالدیتا ہے اور یہہ سزا ہے - اور کسی قسم کی برائی اللہ تعالے
پر نہین - دونون امر موجود ہین - پہر ملاحظہ فرمائیے اللہ تعالے فرماتا ہے - سورۂ حج
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ سورۂ حج
ترجمہ وہ اونکے اگلے اور پچہلے حالات کو جانتا ہے اور سب کامون کی بازگشت اللہ کیطرف
ہے - ظاہر ہے کہ معنی اسکے یہہ ہین کہ ہر پہر کے کام اللہ کیطرف بازگشت رکہتے ہین -
بازگشت سے الزام نہین ہوتا نہ مجبوری پیدا ہوتی ہے - مثال اسکی یہہ ہے کہ نہر جو بنائی
گئی ہے پانی ایک رستہ سے جاتا ہے اور کہیتون مین پہونچکر نفع دیتا ہے اوس سے پانی کی قوت
و نفع دور نہین ہوئے - لیکن اوسمین خاصیت دینے سے رجوع اور بازگشت نفع کی
اوسکی طرف ہے نہر کا منبع ٹوٹ جانے سے جو نقصان ہوتا ہے الزام اوسپر نہین ہے بلکہ مالک کی
سوء تدبیر ہے اور آخر کو بلا الزام سب امور اوسکی طرف رجوع ہوتے ہین - اگر
وہ مادہ پانی مین پیدا نہ کرتا آپ مین قوت نہ دیتا پانی کہیت تک نہ پہونچتا - اسلئے امور
کی رجوع بذریعہ اختیار اور باوجود اختیار اوسکی طرف ہے - چنانچہ جہان اللہ تعالے نے
ارشاد فرمایا ہے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ بہرے گونگے اندہے ہین
پس وہ بازگشت نہین کرتے - وہان بہی لفظ بازگشت و رجعت ارشاد ہوا ہے
خفت تفرمائے - وہ بہی ترک مرد ہے - یعنی وہ لوگ جب خراب ہوجاتے ہین

اصلاح پر نہین آنے پاتے کہ یہہ سزا ہے مجبوری ابتدائی یا ایسی مجبوری کہ اہی

نہ سکتے ہون نہین ہے ۔

۲۵۸

ایک بزرگ نے اس مقام کو سنکر ارشاد فرمایا کہ یہہ تقریر خلاف اوس آیہ کے ہے جسمین اللہ

تفسیر آیہ و ما تعملون

فرماتا ہے کہ خلق افعال عباد اللہ فرماتا ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ واللہ خلقکم وما تعملون

(۱۵۰)

مناسب ہے کہ شرح اسکی بیان کیجاے مبادا کسی اور کو بہی ایسا شبہ ہو۔

واضح رہے کہ یہہ آیہ قصہ حضرت ابراہیم مین سورہ والصّٰفّٰت مین ہے اور پوری آیہ یہہ ہے

[illegible] شیعتہ [illegible] بقلب سلیم ۝ اذ قال لابیہ

وقومہ ماذا تعبدون [illegible] ۝ فما ظنکم

برب العالمین ۝ [illegible] فقال انی سقیم ۝ فتولوا عنہ

مدبرین ۝ [illegible] فقال [illegible] ما لکم لا تنطقون ۝

فراغ علیہم [illegible] ۝ فاقبلوا الیہ یزفون ۝ قال

اتعبدون ما تنحتون ۝ واللہ خلقکم وما تعملون ۝

اسکا ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب نے یہہ فرمایا ہے - اور نوح ہی کے طریق پر چلنے والون

مین سے ایک ابراہیم بہی تھے - جبکہ صاف دل سے اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہوے -

جبکہ اونہون نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہہ کیا چیزین ہین جسکی تم پرستش کرتے ہو

کیا خدا کے سوا بنائے ہوئے معبودوں کے پیچھے پڑے ہو ۔ تو تمنے رب العالمین کو کیا

سمجھ رکھا ہے پہر ستاروں مین نظر کر کے یہ حیلہ کیا کہ مین بیمار ہون تو لوگ انکو چھوڑکر چلے گئے

او نکا جانا تہا کہ ابراہیم چپکے سے او نکے بتون مین جا گہسے اور کہا کہ اتنے چڑہاوے تمہارے

سامنے رکہے مین تم کہاتے نہین تمہارا کیا حال ہے کہ تم بولتے تک نہین ۔ پہر تو ابراہیم بڑے

زور سے اونکے مارنے پر پلے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دئے ۔ لوگون کو خبر ہوئی تو ابراہیم پاس

دوڑے آئے کہا کیا تم ایسی چیزون کو پوجتے ہو جنکو تم تراشتے ہو حالانکہ تمکو اور جن چیزون کو

تم بناتے ہو اللہ ہی سنے پیدا کیا ہے ۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس آیہ مین ... سے مراد بت ہین اور معنی یہہ ہین کہ بتون کے

مادہ کو جو پتہر ہے اللہ تعالی نے پیدا فرمایا ہے چونکہ تمکو اختیار دیا ہے اسلئے پتہر تمہارے کاٹنے

سے کنکر بت بن جاتا ہے یا چونکہ تم مخلوق الہی ہو ۔ اور تمنے پتہر کے ہیولی مین یہہ صورت

پہنائی ہے اور اللہ تعالی کی طرف جملہ امور کی بازگشت ہے اسلئے یہہ سب مخلوق الہی ہین ۔

اسی معنی مین اگر خلق افعال کی نسبت اللہ تعالی جل شانہ کی طرف ہے خلاف ہمارے مقصود کے

نہین ہے اسلئے کہ ہمارا مقصود یہہ ہے کہ اللہ نے قوت صدور افعال کی ان ن مین عطا فرمائی ہے

اور قابلیت انفعال کی بہت سے اشیاء مین عنایت کی ہے تاکہ اختیار جہان تک عنایت ہوا ہے

چلسکے ۔ اگر یہہ دونون چیزین نہوتین امتزاج اور ترکیب دنیا یا ایجاد و صنایع مختلفہ پر

قادر ہوتا

قادر ہونا انسان سے ممکن نہوتا اور بیہ اختیار سے - بیہ معنی کہ افعال بطور مجبوری انسان سے

صادر ہون ممکن ہنین ہے کہ اس آیت کے معنی ہون -

(157)

ایک شبہ باعتبار نجوم ہے ممکن ہے کہ نجومی کہین کہ ہمکو ستارہ شناسی مین وہ کمال ہے کہ اگلا

پچھلا سب انسان کا حال تبلاتے ہین - اگر ستارون کی تاثیر سے وہ افعال پیدا نہوا کرتے تو ہم کیسے تبلاتے

پس انسان مجبور ہے اور اس کارخانہ عظیم مین اسباب سے جکڑا ہوا ہے جو زمین و آسمان

چاند سورج مریخ اور زہرہ و مشتری وغیرہ ہین یہ بہی غلط ہے - نجومی پر

جو اعتقاد کرے میرے نزدیک اوس سے زیادہ کوئی سخیف العقل ہنین ہوسکتا - اسلئے کہ

نجوم کی اوس تاثیر کو جسکا دعوے منجم کو پہنچتا ہے نہ اہل دین نے مانا ہے نہ اہل دنیا نے - اگر

اسکے کچھہ بہی اصل ہوتی تو کوئی ضرور مانتا - نہ اوس سے آجتک کوئی نتیجہ نکلا ہے اسلئے کہ

تمام ہندو سلطنتین ہندوستان کی ہمیشہ انکی معتقد رہتی آئی ہین مگر کوئی فائدہ ہنین ہوا ہر

شادی ہندؤنکی بذریعہ ستارہ شناس کے ہوتی ہے پنڈت جی بیاہ سادہ دیتے ہین اگر ذرا

بہی نفع ہوا ہو تو تبلا دیجئے - مسلمانون کی عورتین بہی بیوہ ہوتی ہین ہندؤن کی بہی اور ان مین

بہی ناموافقت ہوتی ہے ایمین بہی - اہل دین تو اونکو جہوٹا فرماتے ہین - اہل دنیا جو سمجھدار

ہین اونکو مکّار کہتے ہین - غور کیجئے کہ اب تک ستارے پورے تو شمار ہوئے ہی ہنین اونکی

تاثیرات کیسے شمار ہوگئین - کسی ایک یا ہر ستارہ کی ایسی تاثیر جاننے کا جسکے منجم مدعی ہین

ذریعہ ہی کیا ہے - صرف بعض کا تجربہ اونکے راستون اور تاثیرون کی بابت ہے جو متعلق

تغیر موسمون اور دوسری ایسی ہی تاثیرون کے ہے - جیسے جہڑہ بکانا دانہ

بکانا وغیرہ وغیرہ مگر اون بعض کا جو اونگلیون پر گنے جاتے ہین - یہہ ماننا کہ اپنین ستارونمین

تاثیر ہے اور کسی مین نہین بلاوجہ ہے - اگر اہل تنجیم کی باتین سنئے تو اپنی غلطیون کی ایسی

عجیب تاویلین کرتے ہین کہ کوئی عاقل اونپر بغیر ہنسے ہوئے رہ نہین سکتا - چنانچہ منقول ہے

کہ حکیم انوری نے ایک زائچہ کہینچا اور معلوم کیا کہ اصفہان مین فلان تاریخ کو ایسی آندہی

آئیگی کہ اوس سے تمام اصفہان متغیر ہوجائیگا مکانات جڑ سے اوکہڑ جائینگے باشندے شہر کے

مرجائینگے اور بہاگ جائینگے - بادشاہت خراب ہوجائیگی کوئی اپنے مال پر قابض نہ رہیگا اور ایسا

تلاطم ہوگا کہ الامان - حکیم کا اعتقاد لوگونمین کامل تہا - ہزار ہا آدمی بہاگ گیا اور جلاوطنی

اختیار کی - صرف بادشاہ باقی رہا کہ مین کہان جاؤن شہر گویا کہ خالی ہوگیا جب وہ رات

آئی تو بجائے تیز ہوا چلنے کے اسقدر بہی ہوا نہ چلی کہ پتہ ہلتا - ایک بوڑہیانے یہہ حال دیکہکر

ایک چراغ جلایا اور اوسے سب سے اونچے مکانپر رکہہ دیا وہ رات بہر جلتا رہا - صبح تک نہ

بجہا - صبح ہی بادشاہ نے حکیم جی کا کالا منہ کرکے گدہے پر چڑہاکر تشہیر کیا اور نکالدیا - منجم کہتے ہین

کہ یہہ غلطی نتیجے کے پہچاننے مین واقع ہوئی - اوس شب کو ہلاکو خان پیدا ہوا تہا جسنے

اصفہان کو تباہ کردیا - یہہ کیسی لغو تاویل ہے - اسلئے کہ یہہ ثابت نہین کہ اوسی شب

ہم کہسکتے ہین کہ ... احکام مین -
باعتبار دین ہی
نوع ضعیفہ ... اور
اوراختیار کرنے مین -
باعتبار دنیا پر
آفت ... وسیلہ
سا معلوم کرسکتے ہین -

۲۷ اکوبان ۱۸۹۱

ہلاکو خان پیدا ہوا اگر ہوا اوس شب مین تو اوسکا اثر کچھہ نہین ہوا - وہ حکم متعلق اوس

رات کے نکالا گیا تہا کہ وہ شب تباہی کی شب ہوگی وہ شب تباہی کی شب نہین ہتی -

ایک لشکر کے پیدا ہونیکی شب تہی جسکے افعال اختیاری تہے - نہ وہ شب تہا نہ اژدہا -

ایسے احکام پانچ چار دفعہ میری یاد مین ہی نجومیون نے لگائے اور کبہی صحیح نہین ہوئے -

چنانچہ [illegible] نے بہی دو - کون ہندی اور ولایتی کو سوجہے - الغرض کچھہ تو کوئی اثر ہوا نہیں -

اگر یہہ سچ ہوتا کہ تاثیر نجوم افعال و ترکیب انسانی مین دخل رکہتی ہے تو لازم ہوتا کہ جو لوگ

ایک ہی وقت مین پیدا ہون اون سب کے افعال یکسان ہون سب کی صورتین یکسان

ہون - ایسا نہین ہے - اہل تنجیم نے کچھہ قواعد مقرر کئے ہین اور حکم اون قاعدون سے

~~نکالتے ہین وہ قاعدے ہمیشہ ٹوٹتے~~ ہین بہلا وہ قاعدے ہی کیا ہوئے - باوجود تسلیم

کرنے اون قاعدون کے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ انسان مجبور ہے - کیونکہ یہ اہل تنجیم اسی

بات کا بہی قائل ہے کہ نحوست ستارون کی خیرات سے اور انسانی تدبیرون سے جو اونکی

بتلائی ہوئی ہون ہلکی یا دفع ہو جاتی ہے - اگر وہ اسباب وقوع افعال کے ہوتے ایسا

نہوتا - سبب وہ ہے کہ جب پانی کو آگ پر رکہئے بخار ہو جاتے کبہی اسکے خلاف نہین ہوتا

یہان ہمیشہ خلاف ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے - مینے خود دیکہا ہے کہ لوگ قواعد کے ذریعہ سے

نام پوچہہ کر بتلاتے ہین کہ زوج و زوجہ سے کون پہلے مریگا دو لڑنے والون مین کون غالب ہوگا

کون مغلوب ہوگا اور وہ کبہی صحیح ہوتا ہے کبہی غلط - ورنہ وہی قاعدے ذریعہ کمائی کا ہوا کرتے -

یہانتک کہ شگون [illegible] کا گروہ بتلا دیتا ہے کہ کسی جانور کی [illegible] سے یہہ نتیجہ ہوگا -

چنانچہ دیکہا گیا کہ ایک عورت کی شادی ہوکر جبت اوسے گہر لانے اوتارنے کے وقت
ایک خشک شاخ درخت نیب پر ایک کوا بولا - ایک شگونی حکم لگایا کہ یہہ عورت لاولد
رہیگی - ظاہر ہے کہ کوے کی اواز اس باب کہ اولاد ہوگی یا نہین کچہہ تاثیر نہین رکہتی -
لوگ ہاتہہ مین طاس کے پتے بتلاتے ہین - ہاتہہ مین کسی پتے کا ہونا سبب اوس
طریقہ کے نہین ہوتا جس سے بتلایا جاتا ہے پس اگر مان بہی لیا جاوے کہ کیہہ قواعد استعلام کے
ہین جو کبہی سچے بہی ہوتے ہین تو وہ قواعد یا وہ چیزین سبب صدور افعال کا نہین ہوسکتین - *
جیسے یہہ جو ابہی بیان کی گئی ہین نہین ہین
[illegible]
[illegible]
[illegible]
خیالات منجم حقیقت مین انکار وجود اللہ تعالے کا
اور کفر ہین - بڑے بڑے کاہن جو گذرگئے وہ بڑے شگون لینے والے ہوسکتے ہین -
مینے ایک منجم سے پوچہا کہ تم ضمیر کیونکر بتلاتے ہو تو اوسنے جواب دیا کہ اس ذریعہ سے بتلاتے
ہین کہ جو وقت کسی خاص ستارہ کے عمل کا ہوتا ہے ویسے ہی خیالات دلمین پیدا ہوتے
ہین - مثال اوسکی یہہ ہے کہ چڑہتے دن مین گلابی پہول خیال مین آوینگے افتاب کا
رنگ سرخ ہے بسکہ یہہ منجم نے وہ پہول جو مینے لیا تہا بتلا دیا - لیکن اگر یہہ بہی ہو تو بہی مجبوری
انسان کی اس تجربہ سے پیدا نہین ہوتی - اسلئے کہ اگر بسبب اور صعت ہوتا آدمی مین اوسوقت

...ی تا ثیر اون
...ین پر ہوجسے
...وق لیتے ہین
...ن ویسے امور سے
...بلہ بدیہیات
...ہی ہوسکتا
...ہات کا
...ف ان خیال
...ا ہے -

دو

دوسرے رنگ کے لینے کی قابلیت ہی نہوتی۔ اوسکے بعد جتنے جبقدر پہول نئے پہتیاں

کرسکتے اونکو کوئی مطابق وقت کے نہ بتاتا اونکو منجم نہ بتلا سکتا نہ ضمیر دریافت کرسکتا۔

(۱۶۹)

اور صاف ظاہر ہوا کہ باوجود اسقدر مداخلت کے اگر مداخلت ہے مجبوری انسان

مین نہین ہے۔ یہہ شبہہ منجمین کا شاید یون پیدا ہوا ہے کہ کارخانہ عالم مادہ [illegible]

ہیانتک صحیح خیال کرکے یہہ قیاس اور لگایا ہے کہ مادہ خلق افعال مخلوق بہی ہے۔ حالانکہ

غلط ہے۔ جب ہر چیز بعد اجتماع اضداد الگ اور بلکل جدا چیز بن چکی تو آنیت

افعال اوسکے اوس ہی مادہ کے تابع کیسے ہوسکتے ہین اوسمین وہ اجتماع اضداد ہی دوسرے افعال

پیدا کرنے کے لئے ہوا ہے پس تبعیت کیسی؟ اگر ایسا ہوتا خلق ہی تمام ہوتی وہی مادہ محض مادہ رہتا

جواب ایک شبہہ یہہ کہ سب قوتون کا دینے والا حق تعالیٰ ہو یہی خلق شر ہے۔ یہہ غلط ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے

جو کچہہ قوت دی ہے وہ کوئی شر اور بری نہین ہے۔ اضداد پیدا کئے ہین جو جیسے خود ہی اچہے ہین

اور اونمین ہمارا نفع بہی ہے۔ اختیار دیا ہے اور اوسمین ہمارا نفع ہے وہ اختیار جتنی چیزونکا دیا ہے

اونکو حیثیتون سے علیحدہ کرکے دیکہئے اور نسبتون سے یعنی اسکے یہہ معنی ہین کہ [illegible]

اور یہہ نہ دیکہئے کہ وہ کسکا فعل ہے محض فعل و قوت کو دیکہئے۔ مثلاً جلنے کی قوت۔ کہینچنے کی قوت۔ دور

کرنے کی قوت۔ کاٹنے کی قوت۔ اور اسیطرح یہہ قوتین فی نفسہ بری نہین ہین برائی اونکی طرف

منسوب ہونے سے اوسوقت ہوتی ہے جب آپ جلتے ہین اور جلنا ضرر کا باعث ہوتا ہے گر کسیکے؟

واقع کرنے کا دوسری چیز ہے - مثلاً ہم جانتے ہیں کہ کونین یا خوب کلان سے معمولی

بخار اوتر جائیگا اور برنجاسف سے تپ دق - مگر وہ کونین یا خوب کلان یا برنجاسف سے (۱۶۲)

اوترتا ہے ہمارے جاننے سے نہین اوترتا -

جواب اسکا سے مجبور

ایک شبہہ ہیہ ہے کہ جب اللہ مقدر کرے اور تقدیر کو بناوے تو انسان مجبور ہے

ہیہ غلط ہے غلطی ہیہ ہے کہ معنی تقدیر کے غلط سمجھے ہیں جو آگے بیان ہونگے -

بیان کہ اتفاقا نہیں ہیں

بعض لوگون کو ان وقتون کی وجہ سے ہیہ گمان ہوتا ہے کہ نہین ہیہ کچھہ نہیں ہے دنیا مین

آدمی پیدا ہوتا ہے اور اتفاقات تنوع قوت ہائے انسانی سے اور حالات سے ہوتے ہین ہیہ

سخت غلطی ہے اسلئے کہ اتفاقات اگر اس معنی مین ہون جنکو آپ سمجھتے ہین نظام عالم

دوسرا ہوجاے - دہریت اور اسلام مین یہی فرق ہے - متواتر ثابت ہے کہ بزرگان دین نے

فرمایا ہے کہ [illegible] - یعنی اللہ کو نے مصمم ارادون کے ٹوٹنے (یعنی

[illegible] نے فرمایا

اسباب کے بدلنے) سے پہچانا ہے معجزات اسیلئے صادر کئے گئے ہین کہ دہریت صاف ٹوٹ

جاے معجزات سے انکار دہریت ہے - جو لوگ محض اسباب کو ذریعہ وجود عالم اور نتایج کا

جانتے ہین حقیقت مین وہ دہریہ ہین - دہریون کے دلایل بڑے عالم پسند ہوتے ہین - اسلئے

کہ دنیا عالم اسباب ہے جہان اونہون نے اسباب کو دیکھا اونکے بحث کی نتایج کو اسباب مین

محدود کر دیا - مگر ہوشیار رہنا چاہئے اور ہوشیار رہنا چاہئے کیونکہ کوئی کارخانہ جسمین

چیزین تیار ہون بغیر بنانے والے کے نہین بنتا۔ کارخانہ عالم کو ماننا کہ بغیر بنانے والے کے

بنا ظاہر طور سے غلط ہے۔ اسباب سے ہمیشہ ایک سے نتیجے نہین ہوتے۔ اونکو کہنا کہ تم بیراچھی تھی

ایک حد تک صحیح ہے مگر اس سے غفلت نہ کرنی چاہئے کہ جس چیز نے اسباب کو توڑا وہ اسباب

ہی تہے یا کوئی دوسری چیز تہی۔ مثلاً مجھی خرد کبیر قادر ہو گیا جسکی شرح باد شاہت مین بیان ہوگا۔

مثلاً بے سکہلاے ہوے کوئی بات آگئی جسکا نام بو علی سینا نے الہامیات رکہا ہے۔ یعنی

بکری کا ڈر بہیڑیے سے طبیعت جس چیز کا نام رہا ہے وہ اگر اس معنی مین ہے کہ کہا نا منہ سے

کہایا جاے نہ دوسری راہ سے تو صحیح ہے اگر اس معنی مین ہے کہ یہہ بہی طبیعت ہے کہ بکری

بہیڑیے سے ڈرے غلط ہے اسلیے کہ انسان اور حیوان طبیعت مین یکسان ہین۔ کیون انسان کے

بچے کو سانپ سے اب ڈر نہین لگتا جیسا بکری کے بچے کو بہیڑیے سے لگتا ہے اگر آپ کہین فرق بنایا ہے

ہم اوسی بنانے والے کو اللہ کہتے ہین اور پیچیدہ تربیت کو ہیچ و بنا تے اوکہا رتے ہین تیرا موس

اسباب کا ہے کہ جب انسان بے بس ہوتا ہے۔ وہ مالک کی طرف راغب ہوتا ہے اوس رغبت کو

بہی یہہ لوگ اپنے خیال سے روکتے ہین۔ اب یہہ دیکہیے کہ یہہ رغبت آیا صرف انس عادت سے ہے

یا کسی اور وجہ سے۔ میرے نزدیک اتنون کو انس و عادت ہوتا ہی بلا وجہ نہین۔ عدد و تیرو نکا

دنیا مین اقل قلیل ہے۔ پرستش اکثر کثیر ہے۔ وہ حقیقت مین قدرتی ہے وہ ہوکا اوسمین

شیطان نے دیا ہے اس کتاب مین جو مثالین مینے بیان کی ہین وہ سب ایسی ہین کہ بلا

اسباب بھی اسباب ٹوٹنے اور اسباب کے ساتھ ہی ٹوٹنے - اور نتیجے ہمیشہ الگ ہوتے رہے -

اگر اللہ تعالے ہوتا اور قادر ہوتا ہمیشہ ہر سبب وہی نتیجہ پیدا کرتا جو آپ چاہتے اختلاف نتیجوں میں نا ممکن

ہوجاتا اختلاف نتائج میں جواب ہوا دے بھی آپ اپنے عجز اور ناواقفیت کو ذریعہ جواب گردانتے ہیں

ہم کہتے ہیں کہ نہیں وہ قدرت ہے - بعض مثالیں بیان کرنا مناسب ہوگا - ایک مثال ۱۸۵۷ء کی ہے غدر میں

مجھے اتنا ہوش تھا کہ بعض امور میرے خاص سامنے گذرے ہیں - غدر سے پہلے ایک روٹی چلی - وہ

(161)

روٹی ہر گانوں میں کوئی شخص دیجاتا تھا اور دوسرا گانوں والا ویسی ہی روٹیاں پکا کر اس پاس کے

گانوں میں چاروں طرف بھیج دیتا تھا - جہاں جہاں وہ روٹی پہونچی غدر ہوا - اسکی وجہ میں حیرانی رہی

اس سبب کو دیکھئے کہ ہندوستان کی ایسی حالت ہے کہ یہ روٹی تقسیم ہوجائے یہاں کے عام گانوں والوں کو

ملکی معاملات سوچنے اور اون پر عمل کرنے کی قابلیت نہیں - اس سبب کا سبب جو قدرت الہی سے منکر ہیں بتلائیں -

دوسری مثال قصہ فرانس کا بھی غور فرمائے کہ جب بادشاہ مارا گیا اور جمہوری سلطنت ہوئی تو مورخوں

کو حیرانی ہے کہ صدہا آدمی پیدا ہوگئے تھے - جو ہر خلاف بادشاہ کے لوگوں میں تقریریں کرتے پھرتے تھے

اور کوئی حال بادشاہ کا چھپ نہیں سکتا تھا جو بات رات کو ہوتی تھی صبح کو اخباروں میں چھپا ہوا جا پہنچے

صبح ہر شخص کی میز پر ہوتی تھی - جب بادشاہ مارا گیا کوئی اون آدمیوں میں سے پھر نہ دکھائی دیا پھر

۲۶۹

خیال میں اگر کوئی شخص انکو سوچے اور غور کرے تو یہ بات پائیگا کہ باوجود قوت اور باوجود اسباب کے

کہ ہماری قوت مستقدر ہے کہ ہم مستحق جزا و سزا ہیں چونکہ اصلی انتظام عالم اونکے ہاتھ ہیں

ہونا چاہئے سب کچھہ اوسکے ہاتھہ مین ہے اور وہ قوت ایسی طرح غالب ہے کہ پورا غلبہ

باب چہارم

اسمین ذکر ساتوین سوال کے جواب اجمالی کا ہے

بعد اس بیان کے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جواب اجمالی کا ذکر کیا جاوے اور وہ وہی جواب ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان سوالات کا دیا ہے۔ ملا عبد الکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل و نحل میں لکھا ہے جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے

تیسرا مقدمہ۔ اوس شبہ کے بیان مین جو سب سے پہلے مخلوق مین پیدا ہوا اور سبب اوسکا کس کس فرقہ مین ہے یعنی مین کہ ابتداءً وہ شبہ کہان سے پیدا ہوا اور بالفعل ظہور اوسکا کس کس فرقہ مین ہے پس جاننا چاہئے کہ سب سے پہلا شبہ شیطان کا شبہ ہے جو عالم مین پیدا ہوا۔ اور وہ اس بات سے نکلا کہ شیطان نے نص یعنی صریح حکم الٰہی سے موافق اپنی رائے کے تراپی لی خواہش کے مطابق حکم سے معارضہ کیا۔ اپنے مادہ کو کہ وہ آگ سے پیدا ہوا تھا بہت بڑا جانا اور تکبر کیا حضرت آدم کے مادہ کو جو خاک تھا حقیر سمجھا اس شبہ سے سات شبہ پیدا ہوئے۔ یہ شبہات خلقت کے دلو نمین پہنچ گئے اور ذہنون مین در آئے یہانتک کہ انہین سے بدعت اور ضلال کے کل مذاہب پیدا ہوئے۔ یہہ شبہات چارون شروح انجیل لوقا و مارقوس و متی و یوحنا مین مذکور ہین اور توریت مین متفرق بشکل مناظرہ شیطان و ملائکہ مندرج ہین

علامہ شہرستانی نے ساتون سوال جو اول کتاب مین لکھے گئے ہین بیان کئے اور لکھا ہے کہ شیطان نے تب کہا کہ جسکا مینے دعوے کیا یہہ اوسکے دلایل جا ہین۔ نہ بیہ صورت علی الملائکہ

شارح اناجیل

شارح اناجیل لکھتے ہین کہ اللہ تعالے نے ملائکہ علیہم السلام پر وحی بہیجی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(162)

یعنی تب فرشتون نے اللہ کیطرف سے جواب دیا کہ اے شیطان تونے جو تسلیم کیا ہے
کہ مین تیرا اللہ ہون اور تمام خلق کا اللہ سچا نہین ہے اور خلوص اس تسلیم مین نہین ہے
اسلیے کہ اگر تو سچے دل سے جانتا کہ مین الہ العالمین ہون تو مجہہ سے وجہ نہ پوچہتا
کیونکہ مین ایسا اللہ ہون کہ سواے میرے اور کوئی اللہ نہین - اسلیے مجہہ سے کوئی نہین
پوچہہ سکتا اور نہ اعتراض کر سکتا ہے کہ مین کیا کرتا ہون - البتہ مخلوق سے بازپرس کیجاتی ہے
شہرستانی فرماتے ہین کہ انجیل اور توریت مین یہہ سب کچہہ مذکور ہے مین ہمیشہ
اور نیز غور کرکے سمجہا کرتا تہا کہ اسمین شک نہین ہے جو کچہہ شبہات کہ بنی آدم کے
دلمین گذرتے ہین شیطان کے گمراہ کرنے سے گذرتے ہین جو سب وسوسون کی
شیطان کے شبہات ہین اور جب شبہات سات ہون تب بڑی بڑی بدعتین
اور گمراہیان بہی سات ہی ہونی جائیئن - اس سے زیادہ ہونگی گمراہ فرقون کے
شبہات کفر بہی شبہات ہونے جائیئن اگرچہ عبارتین اور طریقے مختلف ہون

کیونکہ یہہ شبہات سب گمراہیونکا بیج ہین - خلاصہ سب کا یہہ ہے کہ یہہ اعتراضات

امر حق کا انکار کرنا اوسوقت ہے جبکہ اقرار اسباب کا ہے کہ یہہ حق ہے اور نیز خواہش کو

ترجیح دینا ہے بمقابلہ نص کے - چنانچہ حضرت نوح اور ہود اور صالح اور شعیب اور

موسی اور عیسی اور جناب محمد مصطفے صلواۃ اللہ علیہم اجمعین سے جسقدر مباحثات

ہوے سب اسی طریقہ کے تہے - حاصل اوسکا یہہ تہا کہ جیسے شیطان نے سجدے سے انکار

کیا اونہون نے اسباب یہہ کہ بشر ہدایت کے لئے آیا ہے اوسکے ہادی ہونے سے اور اطاعت

سے انکار کیا یعنی شیطان نے کہا کہ مین آدم سے بہتر ہون اور اوسکی ذریت نے کہا کہ ہم ان

انبیا سے بہتر ہین - اگے چلکر کہتے ہین کہ یہہ تشبیہ دینا کہ جو چیز ہمارے لئے برائی ہے وہ اللہ کے

لئے بہی برائی ہے غلط ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ مثل مخلوق کے ہو -

امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر مین بعد نقل ان سوالات کے فرمایا ہے - شارح

اناجیل لکہتے ہین کہ اللہ تعالے جلشانہ نے سرادق جلال وکبریا سے جواب مین ان سوالات کے

ارشاد فرمایا کہ اے ابلیس تونے مجکو پہچانا نہین اگر تو پہچان لیتا البتہ جان لیتا کہ مجپر کوئی

اعتراض میرے کسی فعل پر وارد نہین ہوتا مین اللہ ہون سواے میرے کوئی اللہ نہین

جو کچہہ کرتا ہون مجہے کوئی اوسکی بابت جواب نہین دے سکتا - واضح ہو کہ اگر اگلے پچہلے سب

جمع ہون اور حسن وقبح کو عقلی قرار دین ان شبہات سے مخلصی نہین ہوسکتی سب

اعتراض

امام رازی
تقریر نسبت
جواب ابلیس کے

۳۰

اعتراض صحیح ہو جاتے ہین - لیکن جب یہ جواب دینگے جسکو اللہ تعالے جلشانہٗ نے

ارشاد فرمایا ہے سارے شبہات زایل ہو جاینگے اور اعتراضات اوٹھ جاینگے - اسلیے

کہ جس طرح وہ پاک ذات اپنی ذات مین واجب الوجود ہے اپنے صفات مین بھی عاجب ~~~~~

(۷۳) لہذا وہ اپنے افعال مین بھی موثرات مرجحات سے غنی ہے - یعنی کس فعل کا کیا اثر

ہوگا اسلیے اوسے اختیار کرنا چاہیے - اسکا اوسپر اثر نہین ہو سکتا - اگر وہ ایسا ہوتا

محتاج ہوتا غنی نہوتا - وہ اللہ تعالے جلشانہٗ ایسی چیز ہے کہ اور ون کی حاجتین اوس

آگے نہین بڑہتین اوس تک پہونچ کر ختم ہو جاتی ہین آخر کو اوسی سے مطالب حاصل

ہوتے ہین - اور جب ایسا ہو لیسئلے (یعنی یہ کیون کیا یہ کیون کیا) اوسکے افعال مین دخل

نہین رکھتی اور کوئی اعتراض اوسکی خالقیت پر وارد ہی نہین ہو سکتا - بعض لوگون نے کیا

اچھا کہا ہے کہ اوسکی جناب اس بات سے ملبند ہے کہ اوسکا قیاس مذہب معتزلہ کے

مطابق کیا جاوے -

راقم لا ریب اللہ تعالے کی ذات تمام احتیاجون سے منزہ ہے تاہم اسقدر گذارش کرنا

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ذات کا کمال و استغنا مستلزم افعال کے عدم افتقار کا

اس معنی مین نہین ہے کہ خلاف غنی ہونیکے ہو بلکہ مستلزم اعلی درجہ کے افعال صادر

ہونے کا ہے - بدی اور نیکی افعال مین ہونا افتقار نہین ہے علت اور صفت

وجہ افعال کی ہے اگر نسبت ہو مجبور نا نہ فعل ہوگا بلکہ ذات جب کامل ہے افعال بھی اوس
ذات کے کامل ہونگے برے یا قابل اعتراض صادر ہی نہونگے - معنی اس ارشاد
امام صاحب کے یہہ پیدا ہوتے ہین کہ صفات چونکہ واجب الوجود ہوگئے فرضی شے ہوگئے
اور حد صفت سے نکل گئے کیونکہ صفت کی ذات یعنی تعریف مین اچھائی اور برائی
داخل ہے اور نیز یہہ معنی ہونگے کہ اللہ کی ذات ایسی باکمال ہے کہ باوجود افعال قبیحہ کے
اوسکے کمال مین نقصان نہین - یہہ آپکے قسم کا تناقض ہے کیونکہ کمال مین ہر خوبی داخل ہے
اور یہہ خلاف خوبی کے ہے - اگر مان لیا جائے کہ افتقار کے یہہ معنی صحیح ہین تو میرے
نزدیک قطع نظر افتقار ہونے یا نہونے کے اللہ تعالی کے افعال چونکہ وہ حکیم علی الاطلاق ہے
اسطرح کے واقع ہوئے ہین کہ اونمین کوئی برائی نکل ہی نہین سکتی اور بغیر افتقار کے
بھی برائی سے پاک ہین خواہ معتزلیون کیطرح خیال فرمائے یا کسی دوسری طرح چنانچہ
آپ دیکھتے ہین کہ نہ عطائے قوت برا ہے نہ خلق اضداد نہ امتحان کو ذریعہ حصول
کمالات کا بنانا نہ اونکے ذرائع پیدا کرنا نہ سزا کا مقرر کرنا - ـــ
باقی رہا حسن و قبح میرے خیال مین نزاع انہین بیکار ہے کیونکہ حسن و قبح کے موجود
ہونے کا دونون طرح اقرار ہے اگر حسن و قبح کو نقلی قرار دیجئے چونکہ اللہ تعالی حکیم علی الاطلاق ہے
اور نہی اوسکے احکام ہین جانے ہوئے ہین وہ جس فعل سے منع فرمائے ہمارا ایمان یہہ ہے
کہ وہ برا

کہ وہ ہر طرح برا ہے عقلاً بھی اور نقلاً بھی اسلئے کہ نقل کیا چیز ہے بغیر وجہ بتلائے ہوئے

حکم دینا - چونکہ وہ حکیم کے احکام ہیں ممکن نہیں کہ عقلاً بھی برے ہوں اوسکے یہ معنی

لینا کہ حقیقت میں بھلائی اور برائی نہیں ہے غلط صریح ہے - یقیناً اون افعال میں (۱۶۶)

جنکے کرنے کا حکم ہے اور نہ کرنے کی ممانعت ہے ہمارا نفع اور ضرر موجود ہے البتہ

افعال خالق اور افعال مخلوق میں یہ فرق ہے کہ مخلوق کسی چیز کو ابتدأ پیدا نہیں کرتی

خالق ابتدأ پیدا کرتا ہے - اصل شے کو ابتدأ کرتا ہے مخلوق مخلوقات میں سے ایک یا

زیادہ اشیاء کو ملا کر ایک اور چیز بنا لیتی ہے اور وہ خاصہ امتزاج سے جو اللہ نے ہر

چیز میں رکھا ہے تا کہ اختیار چل سکے ترکیب پا جاتی ہے جو بعد ترکیب انسان کے لئے

کبھی مضر کبھی مفید ہوتی ہے جیسے ماکولات و مشروبات اور ہزارہا اشیاء یا افعال - پس

خالق کے افعال میں گنجایش قبح کی نہیں ہے اسلئے کہ اوسنے بے ضرورت کوئی خلق

نہیں فرمائی بغیر ضرورت کے کوئی انعام نہیں دیا - تغیر نہیں کیا - اللہ کے کاموں کو حیثیتوں

سے خالی کرکے اور نسبتوں سے پاک کرکے بالذات خیال فرمائے ہر فعل بجائے خود

مستحسن ہے جسکی تفصیل بیان ہوئی چنانچہ خلق اضداد بھی ایسا ہی ہے - مضرت مخلوق

نے اپنے فعل سے پیدا کی ہے

افعال مخلوق کو افعال خالق قرار دینا بڑی غلطی ہے کیونکہ آدمی کل کی مثل مخلوق

نہیں ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اون ارشادات کے پر نظر کرکے جسمین اللہ تعالے نے

بیان قدرت فرمایا ہے کہ سب کچھہ ہمارے ہاتھہ مین ہے بغیر ہماری اجازت کے کچھہ نہین

ہوتا ایسا خیال کیا گیا ہے - لیکن اجازت دینے سے مراد عطاء قوت ہے - نا بالفعل کی

اجازت مراد نہین ہو سکتی اسلئے کہ اللہ تعالے نے آدمیون کے اختیار کو ذریعہ اونکے

مستحق جزا و سزا بنانے کا قرار دیا ہے اگر اللہ تعالے مجبور کرکے انسان سے نیکی اور بدی

کرائے تو وہ عادل نہین ہو سکتا - اگر طریقہ عدل کا یہی ہو تو نظام دنیا اوٹھہ جائیگا اور ایسی

مثال ہو جائیگی جیسے آدمی بچّون سے کام کراہین یا آلات سے کام لین بچّون اور آلات کو

سزا دین نہ اونکو ثواب دیجاتی ہے - پس حقیقت مین اللہ تعالے خلق افعال

مخلوق نہین کرتا - آدمی کے افعال مین عقلی حُسن و قبح ہے اللہ تعالے کے افعال مین جب

غور کیا جائے سواے بھلائی کے اور کچھہ نہین ہے مثال اسکی یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے

موت کو خلق فرمایا قوت جماع کو پیدا کیا دشمن کے دفع کرنے کا انتہائی ذریعہ قتل کو بنایا

موت کا ذریعہ جب انسان ہو برائی ہے جب اللہ تعالے ہو اچھائی ہے انسان جب

اپنی عورت سے جماع کرے اچھا ہے جب دوسری عورت سے جماع کرے اچھا نہین اللہ تعالے

اوسکو بھی ذریعہ خلق جو گردانتا ہے وہ بھی برا نہین کیونکہ خلق کرنے کا فعل نیک ہے برائی اپنے

پیدا کی مگر وہ بچے جو زنا سے پیدا ہوتے ہین مجبور پیدا نہین ہوتے اور اصلی خلق مین

جو بہلائی ہے اور اختیار مین جو بہلائی ہے اوسکا فیضان یعنی برائی کے ... بہی ہوتا ہے یعنی اللہ اس بری پر بہی نیکی ہی کرتا ہے - علاوہ اسکے قواعد متعلق اسباب جدا

(165)

چیزین ہین جو بلا وجہ خاص توڑے نہین جاتے -

حسن [illegible] کہوں

یہہ کہنا کہ حسن و قبح محض نقلی ہین ممکن ہے کہ اسی ... ہو کہ مبادا نسبت بری کی اللہ تعالے کی طرف ہوگی سو ہرگز نہین ہوسکتی - اللہ تعالے نے کوئی بری بطور جسم یا مخلوق موجود کے پیدا نہین فرمائی جو ہمارے خیال مین آئے یا دکہلائی دے نہ قوتین انسان کی ایسی ہین نہ شیطان - صرف ہمارے افعال کو کمال رافت سے اختیاری پیدا کیا ہے اور اوسکے لئے بذریعہ رغبت طرف بلندی کے اور بذریعہ تقرر سزا کے ... روک کی ہے اختیار ہمارا بدون اوسکے اختیار نہین رہتا - پس غور فرمائی اللہ تعالے کو بری سے کیا واسطہ ہے -

حسن عبا

مختصر اس بیان کا یہہ ہے کہ افعال مین حسن و قبح کا پایا جانا صرف انسانون کے لئے ہے اور جسکا خیال واسطے درستی افعال کے ضروری ہے اور منفعت انسان تک محدود ہے پس برائی بہی اوسی تک محدود ہے اللہ تعالے نے جو افعال پیدا کئے اونکو ... حیثیتون اور نسبتون سے جدا اور الگ کرکے دیکھئے وہ کوئی بہی برا نہین ہے جیسے کاٹنا مضا ... اور حکیم کا بدی نہین ہے انسانونکا ایک دوسرے کو ضرر پہونچانا بدی ہے -

[illegible] دینے کا مثل فی الواقع جواز اوسکے بدی کا جو آپکے خیال مین ہے نہین ہے یہہ
اختیار نہایت مستحسن چیز ہے اور وہ سوائے اس صورت کے اور صورت سے دیا بہی
نہین جا سکتا اور وہ تصرف مالکانہ کا ایک طریقہ ہے -

جناب مولوی ناصر حسین صاحب [illegible] جونپوری نے کتاب ناصر الادب مین جسکا ذکر دیباچہ
مین کیا گیا لکہا ہے کہ جواب ان شبہات کا یہہ ہے کہ شر قلیل واسطے خیر کثیر کے
یعنی چہوتی بدی بڑی بہلائی کے لئے جائز ہی نہین بلکہ ضرور ہے ورنہ شر کثیر پیدا ہو -
پس پیدا کرنا شر کا اگرچہ بنظر بہ نفس شر کے اچہا نہین معلوم ہوتا لیکن وہ سبب
پہونچانے خیر کثیر کا خلق کو ہے کہ اوس سے بہت بڑی بہلائی پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالے
کی صفت رحمت و عفو ظاہر ہوتی ہے - - -

میرے نزدیک اطلاق شر کا افعال الہی پر جائز نہین ہے اور جو افعال اوس سے صادر
ہوتے ہین وہ شر ہی نہین ہین جسکی شرح بار بار کی گئی - شاید اس خیال سے یہہ اطلاق ہو
کہ مشیت الہی اسکی مقتضی ہوئی کہ شیطان پیدا ہو کر افعال بد پیدا کرے اور خود افعال بد کا
ارتکاب کرے - یہہ سچ ہے کہ وہ نتیجون کو جانتا تہا مگر اوسنے اجراء اس مشیت کا اس
طریقہ سے فرمایا ہے کہ اوسکی ذات الزام سے پاک ہے یعنی اوسکی طرف باوجود اسکے نسبت
شر کی نہین ہو سکتی کیونکہ اختیار دیا ہے اور اچہا ماننے کو دیا ہے نسبت شر کی مجبور پیدا

[illegible]

کرنے کی صورت مین ہوسکتی تہی چونکہ وہ مالک ہے اوسے اختیار ہے کہ جس چیز کو جس
مصلحت سے چاہے پیدا کرے اوسنے شیطان کو اپنی ذات کی شناخت دیدی تہی
اوسنے سالہائے دراز تک عبادت کی تہی۔ پس مجبوری نہ شیطان کو ہے نہ انسان مین۔
انسان سے یوں بہہ کر اختیار دیا تہا۔ جو اس احتیاط سے مشیت جو ایسی ضروری تہی جاری
فرمائے کبہی خالق سے شر نہین ہوسکتا۔ حصول شر کا اس معنی مین کہ ہونے دیا خلق نہین ہے۔
چونکہ یہہ نازک مگر ظاہر بات ہے اس سے اکثر غفلت ہو جاتی ہے۔ بحث مشیت مین آدمی کو
غفلت نکرنی چاہیئے ضرور خلق اس عالم کا نظر بہ اضداد اور اون امور کے جو مذکور ہوئے
میرے خیال مین صرف اسی طریقہ سے بلا الزام ہوسکتا تہا۔ ~~افعال اور [illegible]~~
~~صاف ظاہر ہے کہ یہہ اللہ نے کرنا چاہا کیا مگر وقت کوشش کیا الزام [illegible]~~ ۔
~~[illegible] الزام [illegible]~~ ۔

صفت عفو و رحمت کے ظہور کی نسبت جو مولانا نے فرمایا ہے اوسپر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے
کہ بعد گناہ کے گناہگار توبہ کرکے معصوم کی برابر نہین ہوتا۔ جب عصیان کو بطور شر قلیل خدا
پیدا کرے۔ معاذ اللہ۔ تو اوسوقت معافی کی کوئی قدر نہین ہوسکتی نہ اوسمین خوبی باقی رہتی ہے۔
جواب اسکا یہہ ہے کہ اختیار کی حالت مین صفت رحم و عفو ابتدائی ہے کیونکہ اگر اختیار ہو
اور بخشش گناہ کی جو بسبب اختیار کے واقع ہو نہو تو کیا الزام حق لم پر ہوتا۔ یعنی

وہ محض عاقل نہوتا - پس صفت رحم ابتدائي ہوئي يہہ بينين ہے - کہ اللہ نے شر پيدا کرکے

ذريعہ عفو کا پيدا کيا ہے

قاضي نور اللہ کي تقرير جواب اسي کے متعلق

قاضي نور اللہ عليہ الرحمہ نے کتاب مجالس المومنين مين لکہا ہے کہ کتاب موصوف کے

اوائل مين پہلے ذکر اعتراضات شيطان کا کيا ہے وہان اون اعتراضون کے جواب دينے کا

موقع نہ تہا - اسلئے لکہديا تہا کہ جواب انکے بڑي کتابون مين لکہے ہوئے ہين جسکا دل چاہے

ديکہے - بعد مين اکثر بزرگوارون کي يہہ رائے ہوئي کہ يہين جواب اونکا لکہکر شامل کتاب

کرنا چاہئے تاکہ دوسري جگہہ ڈہونڈنے کي تکليف نہو - اسلئے اونکے جوابات لکہنے کا قصد کيا

اور جب جواب لکہنے کي نظر سے اون اعتراضون پر پہر غور کيا تو معلوم ہوا کہ جو جواب جناب

باري تعالے کي طرف منسوب کيا گيا ہے وہ اور اوسکے معني مطابق اصول فرقہ جبريہ کے ہين -

علامہ شہرستاني اور امام فخر الدين رازي کا يہہ لکہنا کہ اصول فرقہ عدليہ کے مطابق جواب ان

اعتراضات کا ديا ہي نہين جا سکتا بلکل غلط ہے اور ہم جواب اوسکے لکہتے ہين -

راقم کے اعتبار سے اس بنا پر صحيح رائے نہين ہے نہ جواب مطابق اصول فرقہ جبريہ کے

قاضي صاحب نے بعد اوس ارشاد کے ~~[illegible]~~ اعتراضات شيطان کو نقل فرمايا ہے

اور جواب کو يہہ فرماتے ہين کہ خلاصہ تقرير علامہ شہرستاني کا يہہ ہے کہ اعتراضات شيطان کے

بمنزلہ تخم کے ہين اور جس قدر دوسرے مذہب والون کي تقريرين ہين وہ سب اسي

تخم سے پيدا ہوئي ہين اگرچہ طريقے بيان کے مختلف ہون مگر اصل سب کي ايک ہے اور خلاصہ

سب کا يہہ ہے

سب کا یہہ ہے کہ یہہ ارباب مذاہب اپنی رائے اور خواہشوں کو باوجودیکہ وہ مخالف نص یعنی صاف حکم الہی کے ہیں - اور مانتے ہیں کہ مخالف ہیں - مقدم رکہتے ہیں اور اوپر عمل کرتے ہیں - سب سے بہتر وہی جواب ہے جو اللہ تعالی نے دیا - کیونکہ معنی ان سب اعتراضونکے یہہ ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی پر عقل کا حکم جاری کرتے ہیں جہاں عقل کا حکم جاری نہیں ہو سکتا اور اسکے معنی یہہ ہوئے کہ یا مخلوق خالق کی طرح ہے یا خالق مخلوق کی طرح ہے - ظاہر ہے کہ یہہ دونوں صورتیں غلط ہیں - پہلے صورت غلو ہے دوسری تقصیر ہے چنانچہ فرقہ حلویہ و شیعیان غالی نے یہی کہا ہے کہ خالق مخلوق کی طرح ہے - اور فرقہ مجسمہ و قدریہ و جبریہ اہلسنت و معتزلہ نے کہا ہے کہ مخلوق خالق کی طرح ہے - مثال یہہ ہے کہ فرقہ مجسمہ صفت اللہ تعالی کی اون چیزون کی سی کرتے ہیں جنمین جسم ہے - اور اونکا اثر ہوتا ہے اور اونپر اثر پڑتا ہے اور مثال یہہ ہے کہ فرقہ خوارج کہتے ہیں کہ حاکم سوائے اللہ تعالی کے کوئی دوسرا نہین ہو سکتا - پس جیسے یہہ اقوال ہیں اسی طرح ابلیس کے اعتراضات ہین چنانچہ اوسنے کہا تہا کہ مین کیا آدمی کو سجدہ کرون جو سڑی ہوی مٹی سے بنا ہے مین تو صرف تجہی کو سجدہ کرونگا - پس ظاہر ہے کہ اولاً اعتراضات شیطان نے پیدا کئے اور آخر کار اونکا ظہور ان فرقون مین ہوا -

پس جاننا چاہئے کہ جو جواب اللہ تعالی کی طرف منسوب ہے اور حاصل معنی اوسکے علامہ موصوف نے

بیان فرمائے ہین وہ سخت غلط ہین اور امام فخرالدین رازی اور نظام الدین نیشاپوری نے
بغیر سوچے سمجھے صرف اسلئے کہ اونکی رائے کے موافق یہہ جواب تھا اوسکے حاصل معنی
کی پیروی کی ہے - زیادہ تر تعجب یہہ ہے کہ امام فخرالدین نے اس جواب کی اسقدر تعریف
کی ہے کہ فرمایا ہے کہ اگر اگلے پچھلے سب جمع ہون اور چاہین کہ اصول فرقہ معتزلہ کے مطابق
ان اعتراضون کا جواب دین ہرگز ممکن نہوگا - سچ ہے کہ اللہ تعالی کی شان اس سے کہین
بلند ہے کہ معتزلیون کے اصول پر اوسکا موازنہ کیا جائے - غلطی یہہ ہے کہ خطا ابلیس کی
وہ نہین ہے جسکو علامہ شہرستانی نے سمجھا ہے یعنی شیطان نے عقل کا حکم اللہ تعالی پر
جاری کیا - نہ اللہ تعالی کے جواب کے وہ معنی ہین جو علامہ موصوف نے لئے ہین اسلئے کہ یہہ
کیونکر ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی بہت سے مقامات مین قرآن مجید کے اندر عقل کو شرف
حاکم ہونے کا دے اور فرمائے کہ افلا تعقلون اور [illegible] تعلمون
کیا تم نہین سمجھتے اور کیونکر حکم دیتے ہو - اور یہان عقل کو بیکار قرار دے اور اوس فضیلت سے
گرادے جو خود عنایت فرمائی تھی - پس عقل کا حاکم نماننا غلط ہے - بلکہ معنی جواب
ایزدی کے یہہ ہین کہ شیطان کی غلطی یہہ تھی کہ اوسنے مصلحت اور وجہ ایسے اللہ کے
افعال مین پوچھی جسکی نسبت دل مانے ہوئے ہین کہ اوس سے زیادہ کوئی مدبر اور حکیم
نہین - خود اللہ تعالی بری چیزون کی برائی جانتا ہے اور برائی سے پاک ہے اسواسطے

کہماری عقلیں محال جانتی ہیں کہ وہ کوئی برائی کرے - جب ہمنے یہہ جانلیا کہ جو
کچھہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے سب صحیح ہوتا ہے - ظلم نہیں ہوتا - بیکار کوئی کام نہیں ہوتا پس اوسپر
لازم ہے کہ فرمانبرداری کرے - مثال اسکی مریض کی حالت ہے کہ کوئی بیمار طبیب
حاذق سے نہیں پوچھا کرتا کہ یہہ دوا کیوں دی - اتنی کیوں تجویز کی - ایسی غذا تجویز
کرنے کی کیا وجہ ہے اسیطرح ہمنے جسکو نادانی اور جہل کے سیکڑوں مرض لگ رہے
ہوئے ہیں نہیں پوچھہ سکتا کہ اللہ نے یہہ کام کیوں کیا اور آیہ لا یسئل عما یفعل کے
یہی معنی ہیں - نہ یہہ کہ اللہ کے کاموں میں عقل کو دخل نہیں -

امام فخرالدین صاحب کے ارشاد کے اگر یہہ معنی لئے جائیں کہ اوس صورت میں جب حسن
و قبح اشیاء کو عقلی مانتے تو اعتراضات شیعان کا جواب تفصیلی نہیں ہو سکتا یہہ بھی صحیح نہیں ہے -
اسلئے کہ ہمارے نزدیک معنی عقلی ہونے حسن و قبح کے یہہ نہیں ہیں کہ ہماری عقل ایسی
مستقل اور عمدہ ہے کہ ہر فعل الہی اور ہر حکم الہی کی نسبت جان سکتی ہے کہ اوسمیں
بہلائی کی یہہ بات ہے اور برائی کی یہہ بات ہے - بلکہ یہہ معنی ہیں کہ علی الاجمال یعنی عام
طورپر ہماری عقل جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں بہلائی ہے - بعض احکام و افعال
کی نسبت تو ہماری عقل صاف بتلاتی ہے کہ یہہ حسن (اچھے) ہیں - بعض افعال
ایسے ہیں جنمیں غور کرنے اور دلیل کے ذریعہ سے اونکی خوبی اور عمدگی ظاہر ہوتی ہے -

تاہم بعض امور ایسے ہین کہ عقل اونکی بہلائی دریافت کرنے سے قاصر رہجاتی ہے لیکن
جانتی ہے کہ اونمین بہلائی موجود ہے اگر وہ وجہ ظاہر ہوجاے ضرور عقل بہی اوسے اچہا
جان لے ---------

پس اسطرح اگر بعض احکام کی وجہ بیان کرنے سے عقل قاصر ہو اوسکو قاعدہ حسن و
قبح سے کچہہ علاقہ نہین -

مثالیں اون اعمال کی نیکی اچہائی کو عقل صاف بتلاتی ہے یہہ ہین - واجب ہونا صدق
و انصاف و شکر نعمت کا - واپس دینے امانت کا - قرض ادا کرنے کا - اچہے
کامون مین کرتے وقت کسی کا خوف نکرنا - بہتر ہونا نیکی مین سبقت کرنے کا - اخلاق کا -
بک بک نکرنے کی عادت کا - بات کو کان لگا کر سننے کا - نرمی کا - جلدی نکرنے کا -
حلم کا - پاک دامنی کا - نصیحت کا - اچہی صحبت کا - یگانون سے سلوک کا - دوستی
مین یکرنگی کا - صبر کا - رضا کا - لوگون سے امیدین نرکہنے کا - سکہلانے کا - مدد کرنے کا
(یعنی اوسوقت بہی جب بدون اوسکے کام چل سکتا ہو - مناسب شفارش کو ماننے کا -
اچہے کامون مین اورون سے بڑہکر رہنے کا - اپنے سے بہتر کے پاس بیٹہنے کا - برون کی
صحبت سے بچنے کا - نیکون سے تواضع کرنیکا - برون سے تکبر کرنے کا جب ضرر ہو - انجام
سوچنے کا - گناہون سے دور رہنے کا - سلوک کے بدلہ مین برابری چاہنے کا قصور

۳۸

معاف کرنے کا۔ نفس کو بلند رکھنے کا ہمت کو بلند رکھنے کا۔ جفا کو تحمل کرنیکا۔ مدارات کرنے کا۔

امر معروف و نہی منکر کا۔

(۱۸۹)

مثالین اون افعال کی جہان غور اور دلیل سے خوبی ظاہر ہوتی ہے یہہ ہین۔ اللہ نے عالم کو

حادث کیون بنایا۔ رسول کیون بہیجے۔ وحی اونکے کیلئے [illegible] اور

خدائی کے دعوے والون کے نیست و نابود کرنے مین کسلئے ڈھیل دی۔ الحمد نماز مین

کیون پڑھتے ہین۔ تسبیح اور رکوع اور قنوت مین قراءت کیون سنت ہے۔ درندون کا

گوشت کیون حرام ہے اور گہر یلو گدھون کا گوشت کیون مکروہ ہے۔

مثالین اون افعال کی جہان عقل قاصر رہجاتی ہے یہہ ہین۔ عرفہ کا روزہ کیون سنت ہے۔

عید کا روزہ کیون حرام ہے۔ تاہم عقلی جوابات تفصیل کے ساتہہ بہی ان اعتراضات کے

دیجا سکتے ہین۔ یہی نہین ہے کہ ان اعتراضون مین ہم کہین کہ علی الاجمال ہم جانتے ہین

کہ ہر فعل اللہ تعالیٰ کا اچہا ہے

راقم۔ جناب قاضی صاحب نے افعال الٰہی مین احکام الٰہی کو (جو بندون کے عمل کیلئے ہین) تقریر

بہی شامل فرمایا ہے۔ احکام مین تقرر ثواب اور استحقاق جنت بہی ایک وجہ ظاہر ہے۔

کافرون کے عذاب مین ڈھیل اسلئے ہے کہ برائی سے بہلائی پیدا ہوتی ہے اگر ڈھیل

نہ دیجاتی جس مصلحت سے اونکو پیدا کیا وہ باقی نرہتی۔ کفر کے ساتہہ اللہ کسیکو پیدا نہین

۳۸ فرمانا - پس تاخیر کا فعل اصل میں عدم فعل ہے - یعنی مار نہ ڈالنا اور وہ دراصل

لقاء اختیار ہے - لقاء اختیار اچہا ہے جب غور کیجیگا یہہ بات پائیگا کہ افعال الہی مین

کوئی قبح نہین برائی صرف افعال عباد مین محدود ہے -

جب تقریر مین جواب الہی کی شرح مین آپنے سن لیا

تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مینے جو سمجہا ہے اوسے بہی بیان کرون -

میرے نزدیک اس جواب کے (جو اللہ تعالے نے دیا) یہہ معنی ہین کہ ہم وجہ اور مصلحت نہین

بتلاتے وہ بات بتلاتے ہین جو تمہارے لئے کافی ہے اسکی بڑی وجہ یہہ ہے کہ انسان

کی عقل کی رسائی ماہیت اشیاء تک بوجوہ ماہیت تک ہو ہی نہین سکتی - یعنی ہم یہہ

جان سکتے ہین کہ گنا میٹہا ہوتا ہے - اوسکے یہہ خواص ہین - یون امتزاج ہو سکتا ہے -

تجزیہ کرکے جان سکتے ہین کہ فلان فلان اجزاء اسمین ہین - مگر یہہ کوئی نہین جان سکتا

کہ گنے مین شیرینی کیون پیدا ہوئی اور جو اجزاء تجزیہ سے دریافت ہوتے ہین اون

اجزاء مین اونکے خواص کیون پیدا ہوے - پس شیطان کا دریافت کرنا کہ مین برا کیون

ہوا ایسی مثال ہے کہ گنا پوچہے کہ مین کیون میٹہا ہوا - یا ایلوا دریافت کرے

کہ مین کڑوا کیون ہوا - پس ہم مین قابلیت اسکے فہم کی نہین ہے نہ یہہ سوال

صحیح سوال ہے - اور جواب اسکا ہماری عقول سے بالا ہے چنانچہ اس اصول پر تمام

فہمندا

فلاسفہ کا اتفاق ہے اسپر بہی اون مصالح کا بہی بتلانا جو فہم مین آ سکتے ہین تفصیل کے ساتھ

یقیناً خلاف مصلحت ہے - کیونکہ اول تو منبط اوس تفاوت کے جو عقول مین رکہنا مد نظر تہا عموماً

(۱۶۵)

ہر عقل مین آنے کی قابل نہ تہا دوسرے نہ کہولنا اوسکے پردہ کا بہی اسلئے ضرور تہا کہ سارا

نظام بیان کرنا پڑتا اور بہید بتلانا ہوتا آدمی کو وہ باتین بتلا دینی اور اوسکا مفاسد سخت مین

ڈالدینا ہوتا جو اوسکے لئے ایسی مضر ہوتین کہ نظام بدل جاتا سبکا بیان پہلے ہو چکا -

نسبت نظام وغیرہ کی مینے جو بیان کیا ہے باوجودیکہ ارشادات الہی سے ماخوذ ہے اوسقدر ہے

جسقدر مناسب طور پر بتلایا گیا ہے - اور وہ مصالح ہین مین مدعی نہین ہون کہ جو کچھہ

مینے عرض کیا وہ پورا ہے - البتہ کافی معلوم ہوتا ہے - اس کافی کو بہی اوسوقت بتلانا

اگر اللہ صرح بتلاتا تو اسقدر بہی خلاف مصلحت ہوتا - یہ وہ طریقہ ہے جسکے بادشاہان

دنیا تتبع کرتے ہین (چنانچہ فرامین مین یہی ہوتا ہے اور انکے احکام سلطانی جو انگریزی

مین جاری ہوتے ہین وہ اسی طرح جاری کئے جاتے ہین کہ مادولت کی مرضی یہ ہے -

یعنی رعایا کو مصلحت بتلانا خلاف شان حکومت ہے -) وجہ نہ بتلا کر اطاعت کرانا اسلئے

زیادہ مصلحت ہے کہ عادت عبودیت سکہانا اچہا ہے اور ایسا اچہا ہے کہ بغیر اوسکے

کمال ایمان نہین ہوتا - حقیقت مین اس نہ بتلانے سے اللہ نے سب سے بہتر ذریعہ ہمارے

کامل الایمان بنانے کا اختیار فرمایا ہے -

تاہم بہتری خوبی اور معجزہ اس ارشاد کا یہہ ہے کہ اگر غور فرمائے جسقدر جواب دیا کافی اور
شافی ہے توضیح اسکی یہہ ہے کہ[1] اسباب پر زور دیا ہے کہ مین اللہ ہون - اللہ کے معنی
مین معبود - یہہ اسکی طرف اشارہ ہے کہ معبود کی عبادت کرنی چاہئے اور حکم ماننا -
اعتراض کرنا نہین چاہئے کیونکہ وہ نقیض عبادت کی ہے - اسی سے پہلے کہہ دیا ہے ۲۸۶
کہ اے شیطان تو تصدیق اُوہیت مین صادق نہین - [2] یہہ فرمایا ہے کہ میرے سوائے
دوسرا معبود نہین ہے - معنی یہہ ہین کہ اگر کوئی ہوتا وہ قابلیت اعتراض کی رکہ سکتا تہا
نہ عبد - اوسکے لئے یہہ فعل تکبر اور شک الوہیت مین ہے - جب کوئی اس عالم سے دوسرا
عالم بہتر پیدا کرکے دکہلاتا تب اعتراض کر سکتا تہا - [3] یہہ فرمایا ہے کہ میرا کوئی فعل اسلئے
کہ مین اللہ ہون قابل اعتراض نہین - یعنی سب مین مصلحت ہے - اپنی الوہیت کے
و زور کے ساتھ ذکر کرنے سے
یہہ امر ظاہر کیا ہے کہ صرف اسلئے کہ وہ معبود ہے افعال اوسکے
قابل اعتراض ہو ہی نہین سکتے - اگر وہ شر پیدا کرے یا خود شر کرے معبود اور معبود ہونیکی
قابل نہوگا - یہہ معنی نہین ہین کہ افعال الہی مین لمیت نہین ہے بس یہہ سب ارشاد جہان
بیان اسکا ہے کہ اللہ تعالے اسلئے قابل پرستش ہے کہ کوئی فعل اوسکا برا نہین
اور وحدہ لا شریک ہے - حکم اوسکا یہی ہے کہ نین کا صرف یہہ مان لینا باعث تسکین ہونا
چاہئے کہ اللہ معبود برحق ہے جو مشیت ہو جو حکم ہو - بلا چون و چرا مان لے اور ایمان

لائے کہ کوئی مشیت حکمت بالغہ سے خالی ہنین خواہ ہمارے سئے اوسوقت باعث نفع ہو

یا باعث ضرر - افسوس ہے کہ مشکل زمانہ مجبور کرتا ہے کہ مصالح بیان کئے جائین - اگر اسپر

بہی یہہ عادت پیدا نہ کی جائے ہمارا حال کم از شیطان ہنین سخت تر افسوس اسبات کا ہے (۱۷۱)

کہ لوگ جنکو ذی رائے اور فلسفی جانتے ہین اونکے محض کہنے سے اونکی بتلائی ہوئی بات

مان لیتے ہین اور اوسوقت مان لیتے ہین جب اونکی عقلمین نہ آئی ہو - خداوند عالم کا رتبہ کیا حکیم

سے بہی کمتر ہے کہ اوسکی بات بلا وجہ نہین مانی جاتی - مجھے اس بات کا یقین ہے کہ جب تک

آدمی بلا چون وچرا نہ مانے وہ مطیع اور فرمانبردار اور آخر کو صاحب ایمان ہنین ہے اسلئے کہ

غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ آدمی جب دلایل مین برارہتا ہے وہ کامل الایمان ہنین ہوتا -

مرتبہ ایمان کا بعد تکمیل دلایل کے اور تصفیہ کے حاصل ہوتا ہے مثال اوسکی ہر وہ چیز ہے جسکا

ہم یقین کرتے ہین - جیسے ہم جانتے ہین کہ ہماری توپی توپی ہے ہمارا گہوڑا گہوڑا ہے

ہمارا ہاتہہ ہاتہہ ہے وقس علی ہذا - پس ان چیزون کے بہی جب تحقیق کرنے کی طرف

توجہ فرمائیگا تو دلایل کا استعمال فرمائیگا لیکن بعد اونکے طے کرنے کے سب دلایل ختم

ہوجاتے ہین چنانچہ جب ہم توپی کو دیکہتے ہین بلا انضمام دلیل کے توپی کا توپی ہونا گہوڑے

کا گہوڑا ہونا ہاتہہ کا ہاتہہ ہونا ہمارے ذہن مین آتا ہے اور اسطرح آتا ہے کہ احتیاج دلیل کی

ہنین ~~رہتی~~ تسلیم اور اذعان ہوتا ہے - یہی حال ایمان کا ہے اور تکمیل اوسکی

ہوتی ہے جب آپ اذعان اور تسلیم حاصل ہون -

پس ایہاالناس ایمان کو کامل کرو - دلائل مین مت پڑو یعنی ایکدفعہ اللہ کو اگر اللہ جان چکے ہو

پہر ساری عمر شکوک مین نہ پڑے رہو - اگر پڑے رہو گے اسی طرح شک مین مرجاوگے اور نہ اِدہر کے

ہوگے نہ اودہر کے - عقل ضرور حاکم ہے - لیکن ہماری عقل چہوٹی ہے شناخت اللہ تعالی

کی فطری ہے - پر وہ بعد شناخت عقل کے کام مین لانے سے پڑا ہے - اسبات پر غور کرو

اور دفعتہً ایمان کی تکمیل کر کے بجاآوری احکام مین مصروف ہو اوسمین جلدی کرو -

مناسب ہے کہ ایک مثال بیان کرون - وہ اجکل کا پریس ہے اور اوسکی آزادی - چونکہ حکومت

بندون کے ہاتہ مین ہے اونکے لئے مصلحت یہہ ہے کہ نفوس رعایا کی خباثت دریافت

کرتے رہین اور اونکے علاج اس سے رعایا کی جو حالت ہوئی اوسکی مضرتین ہم اور دیکہتے ہین -

بہت سے ایڈیٹر بڑہتے بڑہتے یہانتک بڑہجاتے ہین کہ قید ہوتے ہین - یہہ اعتراض کی عادت

برائی ہے یا ہین - ایڈیٹر جو معترض ہوتے ہین خیرخواہانہ اعتراض کمتر کرتے ہین اور وہ

حقیقت مین عدم اطاعت حقیقی سلطنت کی ہوتی ہے - سلطنت ایک حد تک اپنے

نفع کے لئے جایز رکہتی ہے اللہ اسے جایز نہین رکہہ سکتا - مگر سلطنت بہی جو جایز رکہتی ہے

اوس جواز کے بعد جب ارتکاب گناہ ہوتا ہے ظاہر سزا دیدیتی ہے اور باطنًا ہمیشہ سزا

مین مبتلا رکہتی ہے - پس جو عادت ایسی بد ہو اوسکا اختیار کرنا ضرور برا ہے - اگر ہم

اطاعت سلطنت

(172)

اہانت سلطنت کی مل جاکرین اون سانحہ مین شریک ہو ... موقوف ...
اور لوگون کو کہے ہین جنہم سلطنت حقیقی غیرہ اور ملنی ہونیکا اعتبار کرتی ہے
پس دیکھئے کہ آج کس جو آپکو وجہ پرستی کی عادت ہے اور اعتراض کی وہ
آپکے حق مین کیا کر رہی ہے - خداوند عالم کی سلطنت سب سلطنتون سے
اعلیٰ ہے اوسکو اس عادت سے کیا ناراض نہونا چاہیئے - وہ کسی طرح اوسے
جائز نہین رکہہ سکتا - اور وہان اتنا جواز بہی نہین ہے - چنانچہ انبیاؑ نے
جب وجہ پوچہی ہے صاف کہا ہے کہ بتلا دیجیئے تاکہ اطمینان ہوجائے یہ
کہنا کیسا اچہا ہے - اسکا مقابلہ اس کہنے سے کیجئے کہ آپ پر یہہ اعتراض
ہے ہماری عقل مین نہین آتا - ارے بہائی تو ہے کون جو وجہ پوچہے؟ - پس
یہی اللہ تعالیٰ نے اس جواب مین زیادہ تر ارشاد کیا ہے اور جواب کا وہی
طریقہ اختیار کیا ہے جو سب سے بہتر ہے - یعنی مصلحت کے بہی مطابق ہے
اور اپنی شان کے بہی موافق ہے اور بندہ کے لئے توعین ہدایت ہے
سبحان اللہ سبحان اللہ —

باب پنجم

بیان ترتیب جوابات

باب پنجم

اسمین ذکر جوابات تفصیلی یعنی ہر سوال کے بمقابل جدا جواب کا ہے

جنابِ سید بدر الدین علیخان بن نظام الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ جو میر سید علی کہلاتے ہین۔

اور جنابِ قاضی نور اللہ شوستری رحمۃ اللہ کے جوابات تفصیلی نظرِ راقم سے گذرے ہین۔

(173)

مناسب ہے کہ اولًا ان علماء کے جوابات کا ترجمہ کیا جائے اور بقدرِ ضرورت شرح - اوسکے بعد

وہ جواب لکھے جائین جو راقم کے خیال مین گذرے ہین -

توضیح - (۱) شرح لفظ راقم سے شروع ہوئی ہے - (۲) ہر سوال کی عبارت

اصلی یعنی عربی کی صدرِ کتاب مین نقل کی گئی ہے یہان سہولت کے لئے صرف ترجمہ کا

اعادہ کیا جاتا ہے - (۳) ترجمے لفظی نہین ہین بخلاصہ معنی ہین

سوال اول

پہلا سوال

شیطان کو کیون پیدا کیا

اللہ تعالیٰ کو میری پیدائش سے پہلے معلوم تھا کہ مجھسے کیا افعال صادر ہونگے پہر اوسنے

مجھے پیدا ہی کیون کیا - میرے پیدا کرنے مین خصوصًا کیا حکمت ہے -

جواب

جواب

میر سید علی ...

میر سید علی رح - فرماتے ہین کہ شیطان کی غرض ان شبہات کے پیدا کرنے سے بہکانا

جہال کا ہے کیونکہ جوابات انکے نازک ہین - اور وہ جوابات سمجھدار لوگون کے لئے

ہوسکتے ہین - یہہ فرماتے ہین کہ مطلب اس سوال کا یہہ ہے کہ شیطان دریافت کرتا ہے کہ میرے

پیدا کرنے مین حکمت اور اوسکی وجہ کیا ہے - جواب اوسکا یہہ ہے کہ جتنی چیزونمین ایسی قابلیت ہے

کہ اونمین خلعت وجود پہنایا جائے اور وجود مین لانیکے اثر سے متاثر ہوسکین اون سب پر

خداوند عالم افاضہ وجود فرماتا ہے - اس حیثیت سے شیطان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور جیسے

اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے ایسے ہی شیطان کو پیدا فرمایا ہے - باقی رہی ذاتیت -

یعنی وہ چیز جو ایک نفس کو دوسرے نفس سے جدا کرتی ہے اور وہ خواص مختلف نفوس کے

کہے جاسکتے ہین - وہ خواص کسی کے پیدا کرنے سے پیدا نہین ہوتے بلکہ آخر مراتب جملہ نفوس

مین سوائے نفوس اجرام سماوی کے خود عارض ہوا کرتے ہین - پس اسلئے کہ شیطان نار سے پیدا

ہوا تہا اور قوت شدید رکہتا تہا تکبر اور انانیت غالب آگئی اور اوسنے عاجزی سے انکار کردیا -

راقم - غرض اس جواب کی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ شرارت یعنی افعال قبیحہ کے ارتکاب کی

طرف میلان داخل ذات شیطان نہین ہے حق تعالیٰ خالق ذات ہے - خالق میلان صدور افعال نہین ہے

اسلئے کہ میلان بعد پیدا ہونے حالت تمیز کے نفوس مختلفہ مین پیدا ہوتا ہے اور ضرور تمیز آنا بعد کی

بات ہے - یہہ بہی ظاہر ہے کہ اسباب لاحقہ میلان مذکور کی طرف منجر ہوتے ہین مگر میلان اور مجبوری

مین جناب میر صاحب نے اختصار کو کام فرمایا ہے مگر ایک عمدہ بات کہی ہے -

قاضی صاحب فرماتے ہین کہ جواب اس اعتراض کا یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے سے جانتا

تہا کہ بشر

تہا کہ شر شیطان سے صادر ہوگا لیکن وہ شر اللہ کے بنانے سے ہنوگا بلکہ قابلیت ذاتي کا
ایک لازمہ ہوگا جو لازمہ ہمیشہ ملزوم کے ساتھہ رہے اور جدا نہو سکے جیسے چار کا عدد جفت ہے
زوجیت اوس سے جدا نہین ہوسکتي - یہہ مذہب اکثر حضرات اشاعرہ کا ہے جیسے امام قشیري نے

(۱۷۶)

محقق دواني نے فرمایا ہے کہ جو نقص اور قصور بعض ممکنات مین دیکھا جاتا ہے وہ منجملہ اسباب
حصول صور و اعراض کے مادہ مین ہے نہ بوجہ بخل فاعل کے - قابلیتین اور استعداد حکماء کے
نزدیک اسقدر متعدد ہین جنکي انتہا نہین - نہ ایک جگہ جمع ہوسکتي ہین بلکہ یون [illegible] ہے کہ
واجب یعني اللہ تعالی معہ ہر اوس چیز کي جو پہلے گذري علت موجبہ اون چیزون کي ہے جو آیندہ
آئین یعني واجب یعني اللہ تعالی ابتداء ہر چیز کي ہے اور اوسکي ذات کي طرف ہر واحد مخلوق کي
نسبت کہ اوسنے اونکو بنایا معہ اوس مخلوق کے ہے جو پہلے گذري - یہہ حاصل کلام محقق
دواني کا ہے - اور اسي وجہ اسباب کي ظاہر ہوتي ہے کہ بعض انبیاء کو اپنے مخالفون پر
غلبہ ہوجاتا ہے بعض کو نہین ہوتا - کیونکہ غلبہ اوسي قدر ہوگا جسقدر قابلیت اور استعداد
موجودین مین ہو - ممکن نہین کہ مقدار قابلیت سے کم یا زیادہ غلبہ حاصل ہو اگر کم یا زیادہ
حاصل ہو لازم آیگا کہ یا حق تعالی جانتا نہ تہا - یا اوسنے ظلم (گڑبڑ) کر دیا - معاذ اللہ -
یہہ خیال تو کفر ہے - مطلب یہہ ہے کہ علم تابع معلوم کا ہے - (یعني وہ علم اون چیزون کا ہے
جو آئیندہ ہونگي) اور اللہ تعالی حکم مطابق معلوم کے دیتا ہے مطابق اوس اندازہ کے

جو موافق اوس استعداد کے ہے جو خود بنتی ہے - پس شیطان کے لئے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے

فیصلہ فرمایا کہ وہ کافر یا ایماندار ہوگا وہ بوجہ اوسکی استعداد اور لازمہ وجود کے تھا جسے

اللہ تعالیٰ نے نہین بنایا - چنانچہ جو ارشاد ہوا ہے کہ - فما اصابک من مصیبۃ فمن نفسک

(یعنی جو بُرائی تمکو پہونچتی ہے وہ تمہارے نفسون کی وجہ سے پہونچتی ہے) اسپر دلالت

کرتا ہے - اور جب یہہ حال ہو تو یہہ پوچھنا کہ مین کیون گنہگار ہوا - کیون قابل سزا بنا -

ایسا ہی غلط سوال ہوگا جیسے کوئی سوال کرے کہ چار کے عدد مین زوجیت یعنی جفت ہونا کیون ہے -

شرح اس جواب کی

راقم: خلاصہ اس تقریر کا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک چیز تو اصل شے کا بنانا ہے اصل چیز

جو بنائی جاتی ہے وہ مادہ کہلاتی ہے - ایک چیز اوس مادہ مین بعد کو عارض ہوتی ہے

یہہ بعد کی حالت (جیسے صورت پہن لینا اور عرض کہنا چاہئے جسکے عارض ہونے سے

طرح طرح کی مخلوق بنتی ہے) دوسری چیز ہے - اعراض مین دخل اون چیزون کو

ہوتا ہے جو پہلے ہو چکی ہین - پس بھلائی اور بُرائی مین دخل ان اعراض کو ہے - اصلی

مادہ کے خلق مین نہین ہے - حق تعالیٰ اصلی مادہ کا پیدا فرمانے والا ہے اور اعراض

کا بھی دیا ہے مگر اون تاثیرون کے ساتھ جو مادون مین ان چھپائی ہوئی صورتون

یعنی اعراض سے اور اونکے سبب سے آجاتی ہین اور پچھلون کے پیدا ہونے مین

پہلون کو اپنا دخل ہوتا ہے -

مثال اسکی

مثال اوسکی ایک تو یہ ہے کہ ایک دو تین چار پانچ چھہ گنتی ہین
گنتی مین چار زوج یعنی جفت ہے گنتی ایک چیز ہے اور جفت اور طاق ہونا دوسری
چیز ہے مگر جفت اعداد مین جیسے دو چار چھہ آٹھ زوجیت اسلئے آگئی ہے۔
کہ دو۔ ایک کے۔ چار تین کے۔ چھہ پانچ کے۔ آٹھہ سات کے بعد آئے ہین۔
پس ایک تین پانچ سات کا پہلے آنا سبب جفت ہونے دو چار چھہ آٹھہ
کا ہے۔ اور پہلون کا پچھلون مین اسطرح کا دخل ہے۔ یہ مثال محل بحث ہے کیونکہ اسمین
اوا عراض مبحوث عنہ مین فرق بین موجود ہے۔
دوسری مثال یہ ہے کہ اللہ تعالی آدمی کو پیدا فرماتا ہے مگر اب آدمی آدمی کے
ذریعہ سے پیدا ہورہے ہین۔ ضرور پیدا سب کو اللہ تعالی فرماتا ہے مگر ذریعہ ولادت کا اثر
ہوتا ہے پس جو اصلی مادہ وجود کا ہے یعنی مٹی اوسمین جو صورت بیٹے کی بنائی
جاتی ہے اور اعراض لاحق ہوتے ہین اونکے لحوق مین پہلے وجود یعنی باپ کو دخل ہے مثلاً
اگر باپ کے اعضاء دماغی قوی ہین۔ اگر اور عوارض نہون۔ بیٹے کے بھی قوی ہونگے۔ اگر اور
عوارض ہون جیسے ملبغم کا ضعف یا سردی یا گرمی کے۔ تو ویسے نہونگے۔
پس اللہ تعالی نے جو شیطان کو پیدا فرمایا ایک مادہ بنایا تھا۔ جو اوس
مادہ مین لاحق ہوئے وہ اوس مادہ کے عوارض ہین جنکے اسباب اور ہین۔ اور
اوس خلق مین اسباب مذکور کو دخل ہے۔

مثال اوسکے ... مدرس ... جسے ...

دوسری مثال۔ اعراض کے ذریعہ ولادت لاحق ہونیکا

(175)

۲۹۸

تیسری مثال - یہ ہے کہ مٹی ایک مادہ ہے اوس سے کمہار گھڑے بناتا ہے اور
اینٹ بھی - لوہا مٹی سے اور لوگ نکالتے ہین جس سے لوہار توا بھی بناتا ہے جسپر روٹی
پکتی ہے اور تلوار بھی جس سے آدمی قتل ہوتا ہے - غور فرمائیے کہ لوہار اور کمہار کیا ہین -
اونکی اصل مٹی ہے - اس مٹی نے دوسری مٹی سے لوہا نکالا - تو لوہے مین مٹی کے
مادہ پر صورت پہن جانے مین پہلی پہنی ہوئی صورتون یعنی لوہار والی مٹی کو دخل ہوا پس
لوہے مین جو مادہ قتل کا پیدا ہوا یا کمہار کی بنائی ہوئی اینٹ مین جو کیفیت سر پھوڑنے
کی عارض ہوئی اوسکو پہلے بنے ہوئے اسباب کے دخل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے -
مگر جہان تک دخل اصلی مادہ کے پیدا کرنے کو ہے اللہ تعالیٰ کی ذات الزام سے پاک ہے -
جہان سے دخل مادہ کے اندر صورت پہننے کو اور عوارض کو پہلے مادون کے ذریعہ سے
شروع ہوتا ہے وہی مقام الزام شروع ہونے کا ہے - چنانچہ وہ بعد کی بات ہے -
اوس دخل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات الزام سے پاک ہے - ~~جہان سے دخل مادہ کے~~
~~اندر صورت پہننے کو اور عوارض کو پہلے مادون کے ذریعہ سے شروع ہوگا [illegible]~~
~~اور شروع ہونے کا ہے - چنانچہ وہ بعد کی بات ہے اور اوس دخل کی وجہ سے اللہ~~
~~کی ذات الزام سے بری ہو جاتی ہے~~ - اسیطرح شیطان کا حال ہے کہ اوسکی شرارت
بعد کی بات ہے اللہ تعالیٰ کے بنانے کی نہین - جیسے لوہا تلوار بنکر صرف کاٹنے کے کام مین
آتا ہے

آتا ہے اسی طرح شیطان چونکہ آگ سے بنا اوسمین تکبر اور شر پیدا ہوگیا اور لازمہ شیطان

کی ذات کا ہوگیا۔

(176)

اس اعتراض کا جواب کہ اعراض حسب لازم ارام سے [illegible]

ان سب تقریروں پر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آخر کو الزام اللہ تعالی پر رہتا ہے کیونکہ
ان سب طریقوں کو جو اعراض کے ہین اوسی نے بنایا ہے۔ اور جب اسباب کو ایسا
دخل ہو تو جو مخلوق ان اسباب کے ذریعہ سے بنے مجبور ہوگی۔ کیونکہ آپ فرماتے ہین کہ وہ لازمہ
سوا اسکے تاثیر اشیاء مین اللہ تعالی کی بنائی ہوئی ہے۔ جیسے آگ مین۔ پس جہان تک وہ
تاثیرات پہونچین اور افعال بوجہ تاثیرات کے ہون اللہ تعالی پر الزام ہی ہوا۔ اور موثر مجبور ہی۔
مگر یہہ اعتراض غلط ہے۔ غلطی یہہ ہے کہ مخلوق مین جہان بذریعہ اسباب کے پیدا ہوکر یہہ خاصہ
حاصل ہوتا ہے کمال صنعت خدا تعالی کی یہہ ہے کہ جبر کی صورت اسپر ہی پیدا نہین ہوتی۔
پہلے غیر ذی روح کو لیجئے تلوار اور اینٹ کاٹتی اور سر پھوڑتی ہے مگر وہ خود کوئی کام نہین
کرتی۔ اسلئے اوسکا ضرر محدود اور رکا رہتا ہے پھر ذی روح کو لیجئے۔ اونکے افعال کو جب
ان چیزون سے مدد ملتی ہے تب ضرر ہوتا ہے جیسے آدمی ذی روح تلوار غیر ذی روح کو
لیکر قتل کرتا ہے۔ آدمی کے افعال اختیاری ہین۔ چاہے قتل کرے چاہے نکرے پس
جبر کہان ہوا۔ اسی طرح شیطان کے افعال اختیاری تھے

دوسری۔ تقریر اس جواب کی یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے اضداد کو جمع کرکے بہر مفاد

(اور اوس مجموعہ مخلوق ہی جو مکلف ہے ایک چیز جدا ہے کی جسکا نام ارتفاع)

قوت کو محدود فرمایا ہے۔ مجموعہ متضاد قوتون کا اوسکا محکوم ہے کہ جسطرح

چاہے متضاد قوتون سے جو ایک نئی قوت بنی ہے اوس قوت کو کام مین لائے جب چاہے

نہ لاے اسکے ساتھ عناصر کی اصلی قوتین جنمین مجبوری ہے بحال خود باقی نہین ہین یسبب

باوجودیکہ تاثیرات موجود ہین اس مجموعی حالت سے تاثیرات مین ایک اور تاثیر نمود کنے

اور ہونے دینے کی اور خود روکنے کی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے - اور یہ ظاہر ہے - اسلیے

اللہ تعالیٰ کی ذات الزام خلق شرسے منزہ اور پاک ہے اور مجبوری سے وہ مخلوق جو

مکلف ہے پاک ہے یہ کہنا صحیح نہین ہے کہ شیطان چونکہ آگ سے بنا ہے اوسپر

لازماً خودی اور تکبر غالب ہو گیا تھا گئے -

اسکا اک تیسرا تقریر

تیسری تقریر اس جواب کی یہ ہے کہ جن عناصر سے مخلوق بنائے گئے ہین وہ عناصر

اپنے افعال مین مجبور ہین - جیسے آگ جلانے مین - ہوا چلنے مین - پانی رطوبت مین - مٹی

سکون مین - لیکن خلقت مخلوق بعناصر کی اسطرح واقع کی گئی ہے کہ اضداد قوتون مین

ایک کی دوسرے سے روک لگائی ہے چنانچہ مخلوق یعنی مجموعہ اضداد ایسا ہو گیا ہے

کہ جو مجبوری اصلی عناصر مین تھی وہ اس مجموعہ مین باقی نہین رہی - اسپر بھی بعد محدود

ہوجانے قوتون کے اور نیز اونمین ایک نئی بات پیدا ہونے کے گئی کہ وہ قابلیت روکنے کی ہے

ایک مادہ عقل کا پیدا کیا گیا ہے - کیفیت جدیدہ جو امتزاج سے پیدا ہوئی اوسوقت تک

کام نہین کرتی جبتک عقل اوسکو کام کرنے کی اجازت نہین دیتی اور مثال اوسکی ایسی
ہو گئی ہے جیسے ایک گھوڑا فرض کیجیے اور باگ اوس گھوڑے کی سوار کے ہاتھ مین
دیجیے - گھوڑا جب چلیگا جب سوار ہانکے - پس مجبوری مخلوق مین یا لزوم شر نہین ہے -

(177)

لزوم شر کے جو جواب قاضی صاحب و سید صاحب قائل ہوے ہین مجھے اوس سے اتفاق نہین -

قاضی صاحب کا دوسرا جواب کہ حکمت مین شیطان کے وجود ... اور برائی ارکانا

قاضی صاحب - دوسرا جواب یہ ہے کہ شیطان کے پیدا کرنے کی غرض یہ تھی
کہ جب یہ بات ظاہر ہو گی کہ شرارت اوسکی استعداد کا قصور تھا اور نفس کی بدی کھل
جایگی اور وہ اپنی بدی کے اظہار سے باز نہ آیگا تب اوسکو دوسرون کی عبرت کا
سبب گردانکر اونپر مسلط کیا جایگا - اوسکے وسوسہ کا اثر ہونے دینا اسلیے مصلحت
ہوگا کہ جو اوس سے نرائی اور مخالفت کرے اوسکو ثواب و اثم یعنی رتبے ملین اور جو اوسکی
تابعداری اور موافقت کرے اپنی سزا کو بذریعہ عذاب پہونچے -

قاضی صاحب کا تیسرا جواب کہ وجود شیطان باعث تکمیل عالم ہے گو سلسلہ وجود کے بہتر معلوم ہو

یہ بھی جواب دیا جاسکتا ہے کہ شیطان کا وجود جو شرارت انگیز ہے - اسلیے ہے کہ اوسکا
وجود ذریعہ تکمیل عالم کا ہے - ضرور یہ ایک ایک فرد یعنی آدمی کے لیے بہتر نہین - لیکن
خلاف حکمت نہین ہوسکتا چنانچہ علامہ دوانی نے اپنے بعض رسائل مین فرمایا ہے کہ اللہ تعالی
کی مہربانی متعلق کل عالم کے بحیثیت کل کے ہے اور در اصل مقصود وہی بہتری ہے -
کلی مصلحتونکی طرف جزئی مصلحتین راجع ہوتی ہین اگرچہ بعض افراد کی نسبت وہ بہتری

حاجت مصلحت معلوم ہو - مثال اسکی مہندس ہے جو عمارت کا نقشہ ایجاد کرے اور اوسکے

بنانے مین وہ طریقہ اختیار کرے جو ساری عمارت کے لحاظ سے عمدہ ہو - اور کل مکان کی مصلحت

اور عمدگی کے لیے بعض عمارت مین عمدہ نشست گاہ بنائے - دہلیز بنائے - رفع حاجت

کی جگہ بنائے - اور اسیطرح دوسری چیزین بنائے - اس صورت مین نظر بہ تمام عمارت

کی جو کچھہ اوسنے تجویز کیا ہے وہی سب سے بہتر اور صحیح ہونا چاہئے اگرچہ یہہ کہا جا سکتا ہو

کہ مثلاً اگر سارے مکان کو نشست گاہ بناتا بہتر ہوتا - مگر یہہ صحیح نہین ہے - اسی طرح جناب

باری تعالے کاریگر نے عالم کی بناوٹ ایسی رکھی ہے کہ ساری عمارت بحیثیت کل کے

سب سے بہتر ہے اگرچہ بنظر بعض اجزا کے بہت بہتر معلوم نہو -

اسبات کو اسطرح بہی بیان کیا گیا ہے کہ تمام عالم پر جب نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا

کہ وضع اور بناوٹ اوسکی طرح طرح کی ہے - کچھہ شک نہین کہ عالم باعتبار اوس

نظر کے سب سے بہتر بناوٹ کا ہے کیونکہ افادہ اور استفادہ کا قاعدہ یہہ ہے کہ جسقدر

فائدہ پہونچانے والے مین قابلیت ہو اوسیقدر فائدہ اوٹہانے والیکو حاصل ہو -

لیکن اس دلیل پر بڑی بحث ہوسکتی ہے جو ہم نے بعض کتب عقلیہ کے حاشیون مین

بیان کی ہے یہان لکہنے کے قابل نہین - مگر ائمہ کشف و شہود نے اس بات کو

دوسری طرح بیان فرمایا ہے وہ یہہ ہے کہ اگر دوسری صورت دنیا کے بنانے کی

امر

اس سے بہتر ممکن ہوتی اللہ تعالیٰ اوسیکو اختیار فرماتا کیونکہ اگر اب نہو دو حال سے خالی نہوگا۔

یا اللہ تعالیٰ بنا سکتا تہا اور نہین بنایا یا اس سے بہتر بنانا نہین آتا تھا ۔ یہہ دونون غلط ہین ۔

اسلئے کہ اگر یہہ کہین کہ بنا سکتا تھا اور نہین بنایا تو معنی یہہ ہونگے کہ ہم کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ (178)

نے بخل کیا ۔ اس سے ذات الہی پاک ہے ۔ اگر نہین آتا تہا ۔ یہہ کہنا اوس سے بہی بُرا ہے اسلئے

کہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ جاہل تہا ۔ معاذ اللہ ۔ قاضی صاحب فرماتے ہین ۔

کہ یہہ دلیل سب سے عمدہ ہے ۔

تقریر و بیان اس امر کے کہ ہر فرد کے نظام عالم بہتر

راقم ۔ حکمت نظام عالم کا ہر ایک فرد کے لئے بہتر ہونا محل بحث ہے ۔ اسلئے

کہ عالم مین دو بڑی صنعتین ذریعہ نظم ہین ۔ اول فضل ۔ دوسرے اختیار فضل ہمیشہ بالنّسبت

ہوتا ہے ۔ ہر فرد کو اگر بالنّسبت نہ دیکہا جائے یعنی یہہ کہ وہ دوسرے سے کتنا اچہا ہے تو

معلوم ہوگا کہ مادہ بشر مین جہان سے اچہائی (حسن) کے تمام ہونیکا مقام شروع ہوگا

وہی مقام انسان کی انسانیت کے ختم ہونیکا ہوگا ۔ اسکے لیے دلیل بیان کرنیکی

ضرورت نہین کیونکہ نوعیت انسان مسلم ہے کہ نوعیت حیوانات و جمادات و نباتات سے

بہتر ہے (شبہات کا جواب باب سوم مین دیا گیا) پس ہر فرد باعتبار ہر فرد کے بہتر ہے ۔

حقیقت یہہ ہے کہ حیثیت فضل نے انسان کو اب گہیر رکہا ہے کہ غلطی ہوتی ہے ۔ اختیار کی

نوعیت یقیناً اعلیٰ درجہ کی ہے جو ہر فرد انسان کو عطا ہوا ہے ۔ اختیار کی نوعیت مین

تکمیل پیدا کرنے کے لئے جسقدر اوسکے اندر وسعت دی گئی ہے اور جزا اور سزا کے ذریعہ سے
اوسکا علاج کیا گیا ہے چونکہ اختیار مین ہر فرد شریک ہے اور وہ نعمت ہے اسلئے اس نظر سے
اس نظم کو ہر فرد کی نظر سے بھی برا نہین کہہ سکتے - بلکہ بہتر سے بہتر ہے کیونکہ جزا و سزا ایک
قانون ہے اور اوسکی خوبی مسلم ہے - اور قانون جزا جسقدر بہتر سے بہتر ہے اوسیقدر
قانون سزا بھی بہتر سے بہتر ہے - اگر یہ کہین کہ قانون نظام عالم نظر بافراد اچھا نہین ہے تو یہ معنی
ہونگے کہ نظر بہ افراد کوی قانون اچھا نہین - یہ بداہتہً غلط ہے - یہ شبہ کہ نظر بہ جمیع افراد
یہ نظام بہتر سے بہتر نہین ہے برابر اس خواہش کے ہے کہ ہم غیر مکلف ہوتے جیسے پتھر یا لکڑی
اگر یہ شبہ اسلئے پیدا ہوا ہے کہ مادونمین اختلاف ہے اور سخت قواعد امتحان کے ہر فرد کے لئے
بہتر نہین ہین - پس جاننا چاہئے کہ مطابق اوس اختلاف کے جو مادونمین ہے قواعد مین
وہ نرمی جسکی اوسمین ضرورت تھی رکھی گئی ہے - اور امتحان ہر انسان کا باعتبار اوس
قابلیت کے ہے جو قابلیت ہر مادہ مین ہے اس نظم کا باعتبار کل اور مجموع کے بہتر سے بہتر
ہونا بغیر ان دونون فضل و اختیار کے ممکن نہ تھا بری خوبی صنعت الہی کی یہ ہے کہ وہ باعتبار
ہر فرد کے اس نظر سے کہ اپنی حد مین ہر انسان ایک مرتبہ تک پہونچ سکتا ہے اوس فرد کے لئے
بہتر سے بہتر ہے لیکن جملہ افراد کے لئے اوسمین وہ بہتری کہ اوسکے لئے کوئی صیغہ افعل التفضیل
کا نہین ہے جو مناسب طریقے سے استعمال کیا جائے کیونکہ یہ نظم بہتر سے بہتر سے بھی بہتر ہے

افعال قبیحہ اور ناکامی امتحان سے جو خیال اور دہوکہ ہوتا ہے اوسکو یہہ جانکر دور کرنا چاہئے کہ ہم اپنے افعال سے نظم الہی کو بہتر سے بہتر نہین کہتے - جو صریحاً غلط ہے -

جواب حواب رابع - سوال -

جواب ... - یہہ سوال متعلق تین امور کے ہے - اول یہہ اعتراض ہے کہ حق تعالی نے بذریعہ خلق شیطان کے خلق شر فرمایا - دوم - یہہ اعتراض ہے کہ باوجود علم ما کان و ما یکون کے خلق شر فرمایا - سوم - یہہ استفسار ہے کہ اس طریقہ کے اختیار کرنے مین کیا حکمت ہے -

(۱۶۹)

جواب خلق شر کرنا ... اضداد سے ... مخلوق ...

اول - جواب خلق شر کا یہہ ہے کہ ذات اقدس الہی الزام خلق شر سے قطعاً مبرا ہے - کوئی چیز حکیم علی الاطلاق نے بطور مجسم بدی کے پیدا نہین فرمائی - اضداد پیدا فرمائے ہین اور اضداد سے مخلوق - تاکہ اضداد مین ایک حالت ترقی کی پیدا ہو جس مخلوق کو اختیار دیا ہے اونکے افعال دو طرح کے قرار دئے ہین - اچھے اور بُرے - ورنہ اختیار اختیار نہوتا - جیسے اون سفر و رتو نین جنمین انسان مجبور ہے بقدر مجبوری اختیار جو مستلزم حسن و قبح ہے نہین ہے پس وہ افعال اسلئے کہ اختیار عطا ہو چکا افعال مخلوق ہین اور خالق شر حق تعالے نہین ہے -

پہر غور کرنا چاہئے کہ حق تعالی نے مختلف مادون سے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے - کسی مین انبساط زیادہ ہے کسی مین کم اور مخلوق کو اختیار دیا ہے - خلعت وجود دینا اور اختیار دینا نعمت ہے

نعمت دینا صرف اوسوقت قابل الزام ہے جب نعمت سے استفادہ کی قابلیت ہو۔
اسلئے قابلیت استفادہ بھی ہر مخلوق مین پیدا کردی ہے جنمین انبعاث زیادہ ہے اونمین
بھی جنمین کم ہے اونمین بھی کہ وہ نعمت ہے۔ پس فعل خالق نعمت دینے مین محدود ہے۔
اپنا برا اپنا لینا اور شر کرنا فعل مخلوق ہے اور بعد کی بات ہے جسمین انسان اور شیطان کی
حالت مین سوائے طول مدت اور نوعیت جسم کے اور کوئی فرق نہین۔ ہر شخص کو چاہیے
کہ اپنے نفس پر غور کرے اور دیکھے کہ کسی وقت بھی ایسا ہوا تھا کہ وہ بدی کرنے پر
مجبور تھا۔ اسوقت معلوم ہوگا کہ خواہش کے نہ روکنے سے بدی کی تھی جب اپنے
نفس پر غور کرلے تب شیطان کے حال پر غور کرے کہ اوسنے سالہائے دراز تک
عبادت کی تھی اوسکو اختیار دیکر اللہ تعالی نے بسبب زیادتی قوت انبعاث کے مشق
بھی افعال نیک کرنیکی کرادی تھی تاکہ جو خاصہ اوسمین بھڑک اوٹھنے کا تھا وہ خود
اوسکا پورا علاج کر سکے۔ پس جب یہانتک حق تعالی انعام دے اور ہر طرح کے اختیار
کو بھلائی کی طرف مائل کردے اور قوت استفادہ کو ہر طرح پورا کردے تو یہہ کہنا
کسی مخلوق کا کہ اللہ تعالی نے خلق شر فرمایا حقیقت مین سخت غلط اور بڑا دہوکہ ہے۔
یاد رکہنا چاہیے کہ جو اختیار جناب حکیم مطلق نے عطا فرمایا ہے وہ ایسا نہین جیسے
کوئی احمق بچہ کے ہاتھ مین رحیس کا چاقو دیدے۔ اسلئے کہ جب تک افعال کے
صدور کے

صدور کے متعلق وہ وقت نہین آتا کہ پوری فہم اور پورا ادراک ماہیت کا ہو افعال مین وہ پختگی نہین آتی کہ سوائے نتائج قریبہ کے نتائج بعیدہ یا ایک سے نتائج پیدا ہون - جو نتائج قریبہ پیدا ہوتے ہین وہ ایسے اغلاط ہوتے ہین جسکی پاداش نہین نہ ذمہ داری - اسکی مثال حالت طفولیت وجنون ہے - پس وہ اختیار جو مستلزم شر یا خیر ہے اور مستوجب جزا یا سزا اس حالت سے (جو اس مثال مین ہے شیطان اور انسان دونون کی) کوسون دور ہے -

(180)

او ۰۰ - اعتراض علم کے متعلق تفصیل جواب سوال دوم مین اور تتمہ مین کیگئی ہے - یہان یہہ اعتراض تطفلی اور اجمالی ہے اسلئے جواب بھی اجمالی دیا جاتا ہے - وہ یہہ ہے کہ علم الہی علت افعال کی نہین ہے جیسے ہمارا علم کہ کونین یا خوب کلان سے بخار اوتر جائیگا علت بخار اوترنے کی نہین ہے -

جواب اسکا کہ علم الہی علت افعال نہین ہے جیسے دوا کی تاثیرات کا علم ذریعہ صحت نہین ہے

او ۰ - حکمت کے متعلق اگر استفسار وجہ ماہیت اشیاء سے ہے تو سوال غلط ہے - اسلئے کہ ہمارا علم خواہ اوس علم کو لیجئے جو حق تعالٰی نے سوائے انبیاء و اوصیاء علیہم السلام نوع بشر کو دیا ہے - خواہ اوسکو لیجئے جو بعد تحقیقات انسانون نے بنایا ہے[حہ] - خاصیتون تک محدود ہے - کسیکو معلوم نہین ہوسکتا کہ خاصیتین مختلف اشیاء مین کن وجوہ سے پیدا ہوی ہین - وہ حکمتین جو نتائج سے معلوم ہوتی ہین (بعض ایسی ہین جنکا بیان خود جناب اقدس الہی نے فرمایا ہے بعض ایسی ہین جو بیان الہی پر غور کرنے سے ظاہر ہوتی ہین) بیان اونکا ابواب سابقہ مین ہوچکا ہے - بیان اونکو شمار

جواب متعلق حکمت - اور اوسکے سوال غلط ہونا کہ وجہ ماہیت اشیاء کا علم خارج از امکان ہے

[حہ] یعنی اصلی یا اضافی جیسے علم ماہیت اشیاء اور منطق -

کردیا جاتا ہے اور اسقدر شرح کیجاتی ہے جو بیان مقام کو ایک طرح سے پورا کردے یہاں تک کہ تمام

توضیح - جسکو یہی تحقیق مقام اور تسکین خاطر کرنی منظور ہو ضرور ہے کہ وہ تمام ابواب کو پڑھ لے -

حکمت اول غور کرنا چاہیے کہ ذریعہ شناخت اشیاء کا کیا ہے غور کرنے سے صاف

روشن ہے کہ ذریعہ شناخت ہمارے لیے وہ اختلاف ہے جو مرچیز میں ہے جنمیں اختلاف

نہیں وہ پہچانی نہیں جاتیں جیسے عناصر کے اجزا یا مکانوں میں ہوں ہو تیان یہی معنی

تعرف بالضد ... کے ہیں - پس حکمت اول یہ ہے کہ اگر دنیا میں ابتداء دو نوع افعال

کی نہو جاتیں ایک نوع کا امتیاز دوسری نوع سے بذریعہ بیان کے نہوسکتا - شیطان ابتدا

اس امتیاز کے ذریعہ کی ہے - اور باعث قیام و بقاء ذرائع امتیاز ہے اور اخر کار

اونمیں حد درجہ کی ترقی دینے کا ذریعہ ہے تاکہ امتیاز پورا ہوجائے - ورنہ پورا امتیاز نہوتا

شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ عالم کو پیدا فرمایا ہے وہ قدیم نہیں ہوسکتا -

پیدا ہونا خود دلیل حدوث کی ہے - پیدا ہونیکا لازمہ حد کمال پر پہونچنے کے بعد چونکہ غرض

تمام ہوجاتی ہے (یعنی خلق کرنے کی) لہذا اوسکے ختم ہونے کے ساتھ وہ کمال اور مخلوق باعتبار

اس عالم کے ختم ہوجاتی جاتی ہے - وہی زوال نظر بہ دنیا ہے - اگر یہ زوال نہوتا مخلوق

دنیا میں بعد کمال کے کیفیت ابدی ہونیکی پیدا کرتی - اور جب ابدی ہوتی اور بقاء کو

دوام ہوتا اخر کار خلق کرنیکا کام بند ہوجاتا اس عالم میں گنجایش تمام مخلوق کے سمانے

کی باقی

حکمت اول - امتیاز بذریعہ اضداد پہچانے جاتے ہیں -

حکمت ... پیدا ہونا ...

کی باقی نہ رہتی - اور اس سبب سے جو اور مخلوق پیدا کرنی ہیں اور اونہیں قابلیت وجود

مین آنے کی ہے پردۂ عدم مین رہتی - لہذا اس زوال کے اسباب بنانے ضروری

ہونے - وہ اسباب اضداد ہیں - طریقہ خلق مین یہ خوبی رکھی گئی ہے کہ وہی اسباب

ذریعہ کمال پر پہونچنے کا ہوتے ہین اور وہی اسباب زوال کے اسباب ہوجاتے ہین جسکی

مثال سنکھیا ہے کہ وہی مورث جذام ہے وہی دوا، جذام یعنی یہ ہوئے کہ ترکیب انسان

کی اضداد سے ہے اونہین کا استعمال باعث ترقی ہے اونہین کا استعمال باعث زوال

اور فنا - ہر چیز کی ضد اللہ تعالی نے اس بڑی ضرورت سے بنائی ہے - خیال فرمائے تو موجود

پائیگا - آخر کار جب افعال مین حسن وقبح (نیکی بدی) کے مسئلہ کو سمجھیگا تو نیکی کا ضد

بدی کو پائیگا اور بدی کا ضد نیکی کو - نیکی کا وجود بغیر بدی کے ناممکن معلوم ہوگا اور

بدی کا بغیر نیکی کے ناممکن معلوم ہوگا - بلکہ تصور ہی ناممکن ہوگا - بس مصلحت وجود

شیطان مین یہ ہے کہ وہ باعث وجود مین آنے اور شروع ہونے ایسے ذرائع کا ہوا جنسے

آخر کار افعال حسنہ اور قبیحہ مین امتیاز ہوا - اور افعال حسن افعال حسن ہوئے اگر شیطان نہوتا

ہرگز یہ فرق جو حد درجہ کا ہے نہوتا - جب یہ نہوتا فعل حسن اتنا حسن نہوتا نہ قبیح اتنا قبیح -

بلکہ حسن وقبح اتنے کم درجہ کے ہوتے کہ امتیاز نہوسکتا او سپر اطلاق ہوسکے اسلئے نتیجہ یہ ہوا کہ وجود

شیطان باعث قیام ہماری نیکی کا اور مدار نیکی کا ہے - نیکی نیکی نہوتی اگر بدی کا وجود نہوتا -

وجود شیطان اقتدار مالکانہ کا ایک ذریعہ ہے اور وہ بڑی حکمت ہے

حکمت دوم - وجود شیطان ایک سبب منجملہ اون اسباب اقتدار مالکانہ الہی کے
ہے جو نوع بشر پر طرح طرح کے حق تعالیٰ نے ایجاد فرمائے ہین - یہہ اقتدار دو کام مین آتا ہے -
(۱) اس تدبیر مین کہ بشر بعد اختیار پانے کے اللہ تعالیٰ کے بس مین رہے - حکمت یہہ ہے کہ اگر ایسی
تدبیر نہوتی کمال قدرت مین کمی ہوتی اور بشر ہر وقت اختیار مین حق تعالیٰ کے نہوتا - یہہ قسم قسم
نتائج قبیح کا خود انسان کے لیے ہوتا - اور شر اوسکا روکنے کی قابل بعض صورتون مین نرہتا - ایک
طرف وہ اقتدار خراب کر دینے کا ہر حالت مین انسان کے ساتھہ ہے دوسری طرف ملائکہ توفیق
ہین کہ ہر وقت انسان کے ساتھہ ہین جب ایسی بدی اختیار کی وجہ سے انسان کرنا چاہتا ہے
جو خلاف حکمت ہو وہ روک دیجاتی ہے - جب بدی ایسی نہین ہوتی ہو جانے دیجاتی ہے -
جیسے اور علاج ہین - اگر یہہ دونون اقتدار نہوتے اقتدار کامل اور نفع و ضرر ضروری اللہ تعالیٰ
کے اختیار سے باہر ہو جاتا - چنانچہ اسکی ایک مثال بیان کیجاتی ہے -

ابھی حال مین یہہ واقعہ پیش آیا کہ نور چشم سید علی اوسط سلمہ بیرسٹر ایٹ لا لکھنو سے میرٹھہ کو
جاتے تھے - لکھنو سے میرٹھہ کو ریل سہارنپور ہو کر جاتی ہے - مگر صبح کو جو میل آتا ہے سہارنپور مین
اوس سے کوئی گاڑی نہین ملتی کہ فوراً آدمی میرٹھہ چلا جائے - ایک بڑا وقت جولائی سنہ ۱۹۰۹ء سے
مقرر ہوا تہا کہ لکھنو کی گاڑی پہونچنے سے چند منٹ پہلے پنجاب کی گاڑی میرٹھہ کو چلی جاتی تہی -
یہہ شخص اپنے پیشہ کے متعلق ایک کام کو جاتے تہے کہ اگر اوسروز پہونچ جاتے چھہ سو روپیہ

ملتا

نا - لیکن اونکو معلوم نہ تھا کہ سہارنپور سے میرٹھ کی ریل اوسیوقت نہین جاتی اور یہہ آنا

بکار ہوگا۔ اونہون نے مجھے تار دیا تہا کہ روڑکی مین مل بیٹھگا - مین اس [illegible] قصد سے چلا کہ اونکو اوتار

دونگا - کیونکہ وہ [illegible] کچہری کے وقت میرٹھ پہونچ ہی نہین سکتے - اور [illegible] جگہ روپیہ مل ہی نہین سکتا -

(182)

مین جو چلا تو بعض کامونکے سبب سے دیر ہوئی مگر ایسے وقت چلا کہ دو تین منٹ میل کے آنے

سے پہلے پہونچ جاتا - تین جگہ گہوڑے رک گئے اور اوسوقت اسٹیشن پر پہونچا کہ

ریل مین صرف رفتار پیدا ہوئی تہی تاہم ملاقات ہوئی اور سید علی اوسط چلے گئے - اونکو یہہ

اتفاق پیش آیا کہ پنجاب سے گاڑی دیر مین آئی اور اونکو ریل مل گئی اور کچہری کے وقت

میرٹھ پہونچ گئے اور وہ نفع بہی پہونچ گیا - مجھکو بڑی حیرانی ہوئی کہ میرے تیز گہوڑے

جو کبہی نہ رکتے تہے رک گئے مجھکو ملاقات نہونے اور اوتار نہ دینے کا سخت افسوس تہا مگر

یہہ اقتدار مخفی اللہ تعم کا اس نفع کا سبب ہوا -

۲ - اس اقتدار کی حکمت یہہ ہے کہ جو شیطان دونون اچہون برون کے لئے باعث

ترقی ہے - اچہون کی ترقی بذریعہ شیطان کے یہہ ہے کہ وہ اونپر معین ہے کہ اونہین خراب کرے

اسلئے وہ ہمیشہ اوس سے بچنے کی فکر مین رہتے ہین اور خدا تعالی سے توفیق چاہتے ہین -

اللہ تعم اونکو خاص ذریعون سے توفیق دیکر مضبوط کر دیتا ہے اگر یہہ ڈر کہ ہر وقت خراب

ہو سکتے ہین نہوتا ترقی مراتب محدود رہ سکتی تہی - برون کی ترقی کی تکمیل یہہ ہے کہ جب

وہ خدا سے پہرتے ہین اونکو دنیا و اسباب دنیا مین انہماک بڑھجاتا ہے اگر انبعاث ہوتین

نہوتا انہماک ہوتا - انہماک نہوتا دنیا مین نعمتون کی تعداد نہ بڑھتی - پس وہ اچہون کی ترقی

کا ذریعہ باعتبار دین ہے - بُرون کی ترقی کا ذریعہ باعتبار دنیا ہے - یاد رکھنا چاہیے کہ وہ

زیادہ تر بُرون کی ترقی انہماک دنیا کے لیے متعین ہے لیکن نفع اوسکا عام ہے -

حکمت سوم اگر شیطان نہوتا ذریعہ ترقی کے نہوتے

حکمت ۳ جب انسان کو اختیار دیا جاے اور اپنے زور بازو سے مدارج اعلی

پر پہونچنے کا طریقہ مقرر کیا جاے اور حصول قوت مشق اضداد کے ذریعہ ہو لازم ہوگا کہ

ہر چیز کی ضد بہم پہونچادیجاے - ورنہ جس مادہ کی ضد نہوگی اوسکے لیے ذرائع ترقی

ناتمام رہینگے - انسان مین وہ چیزین بہی ہین جو اجرام فلکی کے اوپر والون مین ہین

اور وہ چیزین بہی ہین جو اجرام فلکی کے نیچے والون مین بہی ہین یعنی روح اور جسم خاکی -

پس اوس قوت کے حصول کے لیے جو متعلق روحانیات کے ہے ضد روح بہم پہونچانا

ضرور ہوا - وہ شیطان ہے -

حکمت چہارم شیطان کی پیدایش کا ارادہ ہونا

حکمت چہارم - کہ تکمیل خلق باعتبار دنیا کے ایک مرتبہ تک پہونچادینا ہے اور اوسکے

بعد فنا کردینا ہے - (جیسا ابہی بیان کیا گیا ہے) فنا کرنے کے اسباب اضداد ہین -

پس حکمت خلق شیطان یہ ہے کہ جب اوسکے اضلال سے عالم مین شر حد کمال پر پہونچ جاتا ہے

تو وہی سبب اون بڑی آیات الہی (العلامات النبوۃ) کے پیدا کرنے کا ہوتا ہے جو شیء عظیم کو

فنا کردے -

فنا کردین - اگر شیطان نہوتا شر کبھی اوس رتبہ عظیم کا نہوتا - نہ ایسے بیّن اور قوی آیات

الہی کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی - غرض اس بیان کی یہہ ہے کہ جب کفر و طغیان کی زیادتی

ہوتے ہوتے انتہائے مرتبہ کمال پر پہونچ جاتی ہے بعثت انبیا کی ضرورت ہوتی ہے - اللہ تعا

(183) ایسے لوگون کو پیدا فرماتا ہے کہ وہ حضرت شیطان کی شیطنت کے تار و پود کو نیست و نابود

کردیتے ہین ایمان کی روشنی پہیلا دیتے ہین - ایک جہان اوس قادر مطلق کی پرستش

زور سے کرنے لگتا ہے اور اوسوقت جب سوائے بتون کے دوسرے کسیکو خالق نہ جانتا تہا -

کیونکہ اگر خلقت ایک طرح سے حق تعالے کی شناخت کرکے تہوڑے بہت افعال نیک بہی

کیا کرتی اور اسی حالت پر یکسان چلی جاتی کوئی ضرورت بظاہر ایسے زور سے انبیا کی بعثون

کے ہین معلوم ہوتی - گو اصل وجود نبیؐ یا نائب نبیؐ کا ہر زمانہ مین ضرور ہے - عرب کا کفر و

نفاق - اونکے افعال قبیحہ - غلامونکی حالت - عورتون کی حالت - قتل و خونریزی - سبکو یہے

شیطان نے کہانتک اس قوم کو اپنا مغلوب بنا رکہا تہا - جناب محمد مصطفےٰ صلعم کا غالب پیدا ہوا

کایا پلٹ گیا قلب ماہیت ہوگئی - بُری خاصتین اچہی ہوگئین وہی مادہ قتل جو ایک

دوسرے کو آپس مین قتل کراکے عرب کو حضیض پستی کی طرف لئے جاتا تہا - عرب سب سے

ذلیل قوم سمجہے جاتے تہے - سب قومین عرب کو حقارت سے دیکہتی تہین - وہی عرب تہے

جو مردار خوار تہے - یہانتک کہ فردوسی مجمون کی طرف سے کہتا ہے - شعر ز شیر شتر خوردن و سوسمار

عرب را بجائے رسید ست کار * کہ تخت عجم را کنند آرزو + تفو بر تو اے چرخ گردان تفو *

آنحضرتؐ کے پیدا ہونے سے وہی عرب تہے جنکی زمانہ مین وہاک تہی جسطرف متوجہ ہوتے تہے
دشمنون کے اور اونہین دشمنون کے جو اونکو ایسا ذلیل سمجہتے تہے جنکے چہوٹ جاتے تہے زہرہ
آب ہوجاتے تہے دیکہئے وہی مادہ قتل کیا منقلب ہوکر کس کام مین آیا۔ وہی عرب تہے جنمین سے
برکت اسلام نے ازواج کے تعدد کو بند کرکے اور اونکی قوتون کے اعتبار سے چار پر محدود
کرکے نکاح کے ساتہہ طلاق اور خلع کا حکم دیکر ازواج مین عدالت کرنے کی قید لگا کر باوجود
قوت اور غلبہ نفس حیوانی کے جو لازمہ گرم ملک کا ہے زنا سی بری چیز کو عربون مین بیخ
و بن سے اوکہاڑ دیا۔ عرب کے اندر غلامی مین جو برائی تہی اوسکو اونکے ساتہہ نیکیان دا
کرکے اونکی اکثر مواقع پر آزادی ضرور گردان کر صرف اوسیقدر باقی رکہا جتنا سخت
ضروری تہا۔ وہ عرب بجائے اسکے کہ ایسی ناپاک چیزین کہائین اللہ کے نام پر ذبح کی ہوئی
پاک چیزین کہانے لگے۔ وہ سرکشی خدائے قہار کے نام لینے اور اوسکی عبادت کرنے کی
بدولت اطاعت مین بدل گئی۔ قوتین یکجا جمع ہونے لگین۔ وہ ایک دنیا کے سردار ہوگئے
اور جو کچہہ ہوا آپ پر اور سب پر ظاہر ہے۔ یون حضرتؐ نے (و رد او نیز اور اونکے آلؐ
و اصحابؓ نے ہم کو بتلا دیا اور دکہلا دیا کہ نفوس یہی ہین لیکن اونکا ایک بنانے والا بہی ہے
اوسنے اونہین اچہی قوتون کو جو عرب مین تہین کیسا باعث ہلاکت اور بربادی کر رکہا تہا

ذہنین قوتون کو ایک ہادی نے کیا باعث نجات اور تمام برکتون کا نازل کرنے والا بنا دیا -

یا آپ غور کرینگے تو اس سے انکار کر سکتے ہین کہ سواے نفوس کے کوئی اور بہکانے والا اور کوئی

ور ہدایت کرنے والا نہین ہے - بار بار ہدایت ہو جاتی ہے پہر کیون وہی نفوس جو بہلائیونکو

بان جاتے ہین کیسے مجموعا برائی مین پڑ جاتے ہین - ہنین - آپ پا ینگے کہ سواے خواہش (۱۸۶)

ے انسانی کے دوسری اور چیز ہے اور ضروری ہے البتہ ترکیبین اللہ تعالی کی بزرگ اور

مبارک ہین البتہ وہ بری ہین اور بہت ہی بری ہین -

حکمت بہم پہونچنے اضداد کا ... اقدس الہی سے اونکو ... فرمایا

ت ابتداء ایجاد عالم مین جب اضداد بہم پہونچانے ضرور ہون

بعض اضداد ایسے نکلتے ہین جنکا خلق کرنا ذات اقدس الہی سے خلاف اوسکی شان

عظیم کے ہو - جیسے خیر و شر - یا وہ خواص جو دونون کام دیسکتے ہین - (یعنی اچھے

مصرف اور برے مصرف مین) لیکن پیدا کرنا انکا ہی اتنی حکمتون کیلئے جنمین سے

کارآمد ہونیکے تھے

بعض کی طرف مینے اشارہ کیا ہے لازم اور لابد ہو تو سوا اسکے اور طریقہ ایجاد

جو بہتر سے بہتر ہو پیدا ہی نہین ہو سکتا کہ ایک مخلوق کو پیدا کیا جائے اور اوسکو اختیار

دیا جائے اور وہ ذریعہ ان اضداد کے پیدا کرنے کا ہو - اگر غور کیجیے گا تو پائیگا کہ اس سے

بہتر اور کوئی حکمت نہین ہے - چنانچہ شیطان نے حضرت آدم کو گندم کہلایا - اور طریقہ توالد

اس ذریعہ سے پیدا ہوا - یہ خاصہ دونون مصرفمین آتا ہے - پہر غصہ کا مادہ پیدا کیا

جو دونوں مصرف میں آتا ہے - یہ سامان دنیا کو عمدہ کرو کہا یا جو دونوں مصرف میں
آتا ہے یہ سب چیزیں ضروری ہیں - جنکے ضروری ہونے سے اہل عالم انکار نہیں کر سکتے -

(حکمت ششم - ... انسان کا ... ہونا امتحان ... فضیلت ... رہا ہے)

حکمت ششم چونکہ دنیا امتحان گاہ ہے اسلئے ذرائع امتحان جسقدر دشوار ہونگے
امتحان میں ڈرانے ہوئے اوسیقدر کامل اور بہتر ہونگے - پس حکمت وجود شیطان
ذرائع امتحان کا سخت سے سخت کر دینا ہے اور انسان کا اوس سبب سے بہتر بنا دینا ہے
اگر سخت امتحانات نہوتے انسان فرشتوں سے بہتر نہوتا - نہ وہ دکھلا سکتا باوجود اسکے کہ
وہ کیسی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے کس زوری خواہشیں اوسمیں موجود ہیں کہ جب
اونکا زور ہوتا ہے کچھ دکھلائی نہیں دیتا - اوسپر شیطان بہکانے والا موجود ہے اسپر بھی
اوسی انسان سے وہ افعال صادر ہوتے ہیں کہ عقل حیران ہو جاتی ہے - گویا انسان بطریق اعجاز
دکھلاتا ہے کہ ہم سب سے افضل ہیں - پس حقیقت میں یہ اعلی درجہ کی تدبیر انسان کو فرشتوں سے
بہتر بنانے کی ہے اور ہمارے لئے عجیب حکمت ہے -

(حکمت ... نظم بنظم ... عالم اسکے ... ہونے سے)

حکمت ہفتم اگر وجود شیطان نہوتا نظم عالم جو اب بھی وہ نہوتا بلکہ قریب قریب اوسکے
ہوتا جو حیوانات مطلق میں ہے - کیونکہ جب خواہشوں تک فساد محدود ہوتے خواہشوں کے
بعد فساد آپ بھی جاتا رہا کرتا جیسا اب حیوانات میں سے جاتا رہتا ہے - ترکیب عالم میں
انسان بہترین مخلوقات ہے - اوسکا نظم بھی بہتر سے بہتر ہونا چاہئے بہتری ہر چیز میں

وقت...

دقتون کے طے کرنے سے پیدا ہوتی ہے - جتنی دقتین زیادہ ہون بہتری زیادہ ہوگی

لیاقت نظم انسانون کی وقتون پر غالب آنے سے ظاہر ہوتی ہے چونکہ خداوند عالم میا

ہر صفت کمال کے ساتھ ہے اور یہ عالم چونکہ کامل کا بنایا ہوا ہے ہر چیز مین ایک ایک

(185)

طرح کا کمال موجود ہے اگر نظم مین کمال نہوتا خدا کا بنایا ہوا نہوتا - پس یہ سب ذرائع اظہار

کمال کے اور لازمی ہین - جب عالم مظہر تمام قدرتون کا ہو قدرت کمال انتظام کا بھی مظہر ہوگا -

تمام صفات عدل وعفو اعلی درجہ کی اس دنیا مین بغیر اس ترکیب نظام کے

دوسری طرح سے ظاہر ہو ہی نہین سکتی تہین ~~[illegible]~~

~~[illegible]~~ - اگر اون لوگون کے مذاق پر جو خلق شر قلیل نسبت حق تعالے کے جائز

رکہتے ہین گفتگو کیجیے تو یون کہا جائیگا کہ جو طریقہ بخشش کو پیدا کریگا وہ ضرور بخشش

کو بھی تو پیدا کریگا - جو خالق اور ایجاد ہر چیز کی ہوگی اور وہ خالق معاف کرنے والا ہوگا

وہ اسباب آلات گناہ بھی پیدا فرمائیگا - اگرچہ مقصود بالاصالۃ خلق گناہ نہو عجیب

وغریب صنعت یہ ہے کہ اوسنے کمال رافت سے جو درباب عطائے اختیار ہے بتاکر اور

جتا کر قوت بچنے کی دے کر سب ذرائع ہر صفت کے ظہور کے پیدا کئے ہین - اور عالم کے

نظام کو کمال پر پہونچایا ہے -

الغرض آپ اطمینان فرمائے کہ شیطان کا وجود بڑی حکمت ہے اور حکمتین

ملحق اظہار
میں لکھی ہے کہ
کہ درست
الی الرام

اوسمین بہت ہین ہماری عقلین چھوٹی ہین ہم مین اتنی فہم کہان کہ حق تعالے کے رموز کی

حکمت بیان کر سکین - افسوس ہے کہ آدمی جو بڑے ہوتے ہین لوگ اونکے خلق پر اعتراض

نہین کرتے شیطان کے خلق پر کرتے ہین جہان کوئی بڑی وجہ فرق کی نہین ہے - سخت افسوس ہے

کہ اتنا نہین سمجھتے کہ دونون مین قوت ہے - اور وہ قوت ایسی مخلوط ہے کہ ایک دوسرے

سے جدا نہین ہو سکتی جیسے قوت ادراک و روکی اور قوت صدور افعال کی ایک ہے اسیطرح

افعال نیک و بد صادر کرنے کی ایک قوت ہے جس سے اختیار رہتا ہے - پس خلق کرنے مین

برائی داخل نہین ہے - افعال نیک کے لئے جزا اور افعال بد کے لئے سزا مقرر کیگئی ہے جسکے

مختلف ذرائع ہین یا وجود اسکے افعال بد کام میں لائے جاتے ہین - محض بکلے نفس میں -

شیطان جو برا بدہے برے کام کا ہے

دوسرا سوال

دوسرا سوال

تکلیف معرفت کیون دی

جبکہ اللہ تعالی نے اپنے ارادہ اور مشیت کے مطابق مجھے پیدا کیا تو پہر تکلیف معرفت اور طاعت دینے مین کیا فائدہ تہا - کیونکہ اللہ کو بندون کی طاعت سے نفع اور اونکی نافرمانی سے نقصان نہین پہونچتا - اسمین کیا حکمت ہے -

(186)

جواب

جواب

مرسید علی صاحب کا [illegible] کہ تکلیف معرفت [illegible] نفوس کے لئے دی [illegible] نفوس بدمثل پتہر کے ہے

[illegible] فرماتے ہین کہ مطلب اس سوال کا یہ ہے کہ تکلیف معرفت اور اطاعت جب اللہ کا اسمین نفع نہین کیون دیگئی اور جواب دیتے ہین کہ عموما تکلیف معرفت اور اطاعت کی اسلئے ہے کہ نفوس خواہشون کی قید اور اونکی تاریکیون سے چہوٹ جائین - یعنی نفوس مین سے خونخواری اور جانورپن جاتا رہکر اونمین آدمیت اور فرشتہ پن پیدا ہو تاکہ علم کی روشنی اور قوت اعمال حسنہ کے سبب سے کفر اور معصیت اور جہالت سے پاک صاف رہین - اشقیا مین تکلیف معرفت اور اطاعت کا غیر موثر ہونا اسکی غایت عامہ کا منافی نہین ہے - چنانچہ مینہ برسانیکی عموما غرض یہ ہے کہ غلہ اور میوے پیدا ہون اور وہ کہائے جائین - اگر مینہ ناقص زمین اور پتہر کی چٹانون مین موثر نہو تو یہ نہین کہہ سکتے کہ سب جگہ کیون برسا - ہدایت خلق مین اللہ تعالی کا فائدہ نہین ہے - جیسے کہ اصل پیدا کرنیمین اللہ تعالی کا کوئی نفع نہین ہے - اوسنے محض اپنے

فضل و کرم سے ہر چیز کو پیدا فرما کر اوسکو نیک راستہ بتلا دیا ہے اللہ تعالیٰ کی اس خلق

و ہدایت میں نہ ذاتی غرض ہے نہ وہ اسکے عوض کا خواستگار ہے -

شرح اور مثال بالا پر اعتراض

راقم - جناب میر صاحب نے جو مثال دی ہے اوس سے مجھے اتفاق نہیں ہے اسلئے کہ مینہ سے

جانوروں کا بھی فایدہ ہے - برسات کا موسم گرمی کا اختتام ہے - اگر محض گرمی پڑا کرتی ہمکو

ایسے بڑے بڑے پتھر نہ ملتے - کیونکہ گرمی میں پتھر چٹخ جاتے ہیں موقع میں کارخانہ عالم

کا ہر جزو اسطرح ایک دوسرے سے پیوستہ ہے کہ عام نفع ہر چیز کے دوسری چیز کو پہونچتے

ہیں گو خاص فی الحال کے ہوں - علاوہ بران بدآومیوں کو پتھر سے تشبیہ دینا محل بحث ہے

اسلئے کہ اگر ایسے ہوں مجبور فطری ہونگے مجبور فطری کے لئے تکلیف نہیں ہے

اگر مجبور فطری کے لئے بھی تکلیف ہو یقیناً بیفایدہ ہوگی -

قاضی صاحب کا جواب کہ تکلیف مرتبہ استحقاق کو پیدا کرتی ہے اور یہہ اعظم مراتب ہے

قاضی صاحب نے اس سوال کا یہہ جواب دیا ہے کہ تکلیف (یعنی واجب

کرنا اچھے کاموں کا اور منع کرنا بُرے کاموں سے) جسکا حسن عقلی اور نقلی دونوں

طرح کی دلیلوں سے ثابت ہو چکا ہے اسلئے بنائی گئی ہے کہ مکلفوں کو

(جنہیں تکلیف دیجاے) تعظیم ثواب کا استحقاق اوسکے ذریعہ سے حاصل ہے

کیونکہ تعظیم بغیر استحقاق کے عقل سلیم کی نظر میں قبیح (بری) ہے - یہی

وجہ ہے کہ عقلمند لوگ بچوں کی تعظیم کو قبیح (برا) جانتے ہیں علماء کی تعظیم

کو حر

کو حسن (اچھا) جانتے ہین۔ لیکن مال کے غیر مستحق کو دینے کا یہ حال نہین ہے عقلمندون مین وہ دینا جو دو تفضل (بخشش اور مہربانی) کہلاتا ہے اور قبیح خیال نہین کیا جاتا۔

جواب ما و کی دہ تقریر

تقریر اس بیان کی یہ ہے کہ اللہ کی نعمتون کو حاصل کرنا اور اون سے منتفع ہونا دو طرح کا ہے۔ ایک تفضل مہربانی، دوسرا استحقاق۔ پس ایک یہ ہے کہ کسی نے ہم پر مہربانی کی دیدیا ہمکو ملگیا دوسری یہ ہے کہ ہمنے لینے کا حق پیدا کیا اور لیا (جیسے بھیک اور مزدوری) ظاہر ہے کہ استحقاق کا رتبہ تفضل کے رتبہ سے بہت برتر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اگر ابتداء مکلفون کو جنت دیدیتا تو معنی یہہ ہوتے کہ اوس جناب باری نے صرف تفضل کو کام فرمایا۔ رتبہ استحقاق سے محروم رہا۔ یعنی کمتر رتبہ کی چیز عنایت فرمائی برتر رتبہ کی چیز نہ دی۔ یہہ برا ہے۔ جسمین سے ایک برائی یہہ ہے کہ لازم آئیگا کہ جنکو اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ بعد تکلیف اطاعت کرینگے اور اسلیے ثواب کا استحقاق پیدا کرینگے اونکو استحقاق حاصل ہونے دیا۔ اور جو کچھہ مطیع کے لئے اصلح اسپ بہتر تھا نہین کیا۔ اونکی نعمت دینا اعلی نہ دی اللہ تعالیٰ سے سخی اور حکیم مالک سے ایسا خیال ہرگز نہین ہوسکتا۔

اس بناء پر جناب باری تعالیٰ پر واجب آتا ہے کہ جب پیدا کرے سب کو اچھا کام کرکے اچھا ہوجانے کی تکلیف دے۔ کہ وہ اونکے لئے ایک امر جلیل کا پیش کرنا ہے۔

تاکہ جو اطاعت کرین مستحق اوس ثواب کے ہون جو علم الہی مین پہلے سے تحقیق ہو چکا ہے

جب تبلا دیا جائے اور پہنچوا دیا جائے اور معلوم ہو جاے کہ اس عمدگی کے لیے تکلیف ہے

یقین ہے کہ سواے اوس شخص کے جو اپنے نفس پر ستم کرے اور انجام کو نہ سوچے

مخالفت تکلیف کی نہین کریگا۔

۱۶

جواب باوہ پرستی تقریر اور شان تکلیف و عقل کی۔

ایک اور تقریر اس بیان کی یہہ ہے کہ اگر مانا جاے کہ نہ پیدا کرنے مین کوئی حکمت ہے

نہ تکلیف مین۔ جیسا شیطان نے خیال کیا اور کہا ہے کہ اگر تکلیف نہ بنائی جاتی کوئی

شخص مستحق عذاب اور خلود نار کا نہوتا۔ تو چاہئے کہ یہہ بھی مانا جاے کہ دنیا مین

عقل سے زیادہ کوئی چیز نکمی اور بری نہین ہے۔ کیونکہ اگر آدمی مین عقل نہوتی تو برائی

اوسکے اندر کبھی نہوتی اور کوئی عذاب یا تادیب بسبب قصور کے اوسے نہ کی جاتی۔

صرف عقل کی وجہ سے وہ ان بلاون مین مبتلا ہے حالانکہ تمام عالم مسلمان ہون یا غیر

مسلمان۔ سب مانتے ہین کہ عقل نہایت اچھی چیز ہے۔ رتبہ اوسکا بہت ہی بلند ہے۔

اسبات پر دنیا کو ایسا ہی اتفاق ہے جیسا اسبات پر ہے کہ ضد اور نقیض اوسکا

یعنی عقل نہونا نہایت کمتر درجہ کی چیز ہے

اگر اس بیان پر یہہ اعتراض کیا جاے کہ عقل اون چیزون کا سبب نہین ہوتی جو

باعث ضرر اور تکلیف کا ہون بلکہ عقل برائی سے روکتی ہے۔ صاحب عقل اگر چاہے بھی

برا کام

برا کام نہین کرسکیگا علاوہ اسکے علم مین بہت سے اور منافع ہین جیسے عزت علم کی۔
شرف علم کا بڑا علم کا (پس قیاس عقل اور تکلیف کا ایک دوسرے پر غلط ہے - تکلیف
سبب بہتر ہوجانے کا ہے - عقل سبب برے ہونے کا نہین ہے) -

(188)

جواب یہ ہے کہ جیسے عقل برائی کیطرف نہین لیجاتی
تکلیف بھی برائی کی طرف لیجانے کا سبب نہین ہو سکتی - نہ اوسکی وجہ سے انسان
مستحق نار ہوتا ہے - بلکہ وہ تو اوس سے بچاتی ہے - اگر مکلف چاہے بھی تو کافر ہو سکیگا
طاعت کریگا اور استحقاق پیدا کریگا کہ ہمیشہ جنت مین رہے - حقیقت مین تکلیف
اوس فائدہ کا پیش کرنا ہے کہ استحقاق کا رتبہ حاصل کرو - چنانچہ وہ عین حکمت
اور اعلی درجہ کی بہتری ہے -

اسلیے سوا ہم کہتے ہین کہ یہ کہنا کہ ہمیشہ کا ثواب حاصل کرو اللہ کو پہچانو - ظلم مت کرو
حماقت مت کرو - عقل کے نزدیک اوسیقدر بہتر ہے جسقدر یہ کہنا کہ ہلاک ہوجاؤ - ظلم کرو -
بدتر ہے - پس اگر مامور کی نافرمانی اور اوسکا بدی اختیار کرلینا اور عالم کا جاننا کہ اسلیے
اوسے عذاب ہوگا - حقیقت تعریض بخیر و امر حسن (یعنی اچھی باتون کے کرنے کے حکم)
کی حقیقت اور ماہیت کو بدلدے اور اوس حکم کو برا بنادے تو لازم آیگا کہ فرمان برداری
کرنا مامور کا اور استحقاق ثواب پیدا کرنا اوسکا اور عالم کا جاننا کہ اس حکم سے مامور کی کیا بھلائی

ہوگی ماہیت تعریض یا شر اور بدی کرنیکا حکم دینے کی حقیقت کو بھی بدل دے اور ایسے
حکم بد کے دینے کو اچھا کردے - ایسی لغویات کوئی نہین کہہ سکتا - کیونکہ اگر اچھی باتون کے
کرنے کا حکم دینا در حقیقت اچھی باتون کا حکم دینا صرف اوسی صورت مین ہو کہ حکم دینے والا
جانتا ہو کہ مامور تعمیل کریگا تو لازم آیگا کہ بری باتون کا حکم دینا اور بری باتون کی طرف
رغبت دلانا صرف اوسی وقت برا ہو جب حکم دینے والا جانتا ہو کہ مامور تعمیل کریگا
ورنہ برا نہو پس جیسے سب جانتے ہین کہ بری بات کا حکم دینا کہ کرو برا ہے خواہ مامور
تعمیل کرے یا نہ کرے اسی طرح اچھی بات کا حکم دینا کہ کرو اچھا ہے خواہ حکم دینے والا
جانتا ہو کہ مامور تعمیل کریگا یا نہ کریگا - اور یہہ سبب بدل جانے ماہیت حکم کا نہین ہوسکتا -
پس بعض لوگون کے دوزخ مین جانے سے ماہیت تکلیف کی نہین بدلی اور وہ سبب
برے ہوجانے تکلیف کا نہین ہوئی اللہ تعالی سب کو نیک کامون کے کرنیکی توفیق عطا فرمائے -

۸ / اسلام

دوم کا جواب - معنی سوال کا ستح

الفاظ سوال پر غور کرنے سے یہہ معنی پیدا ہوتے ہین کہ یہہ سوال عام طور پر
استفسار حکمت تکلیف طاعت کا نہین ہے بلکہ شیطان بالخصوص اپنی نسبت سوال
کرتا ہے - اور تکلیف طاعت پر یہہ اعتراض کرتا ہے کہ میری نسبت جب ارادہ
اور مشیت یہہ تھی کہ مین شر کرنے کے لئے پیدا ہون تو میرے لے امکان طاعت
نہین ہوسکتا پس میرے لئے حکم اطاعت ایسا ہی غلط ہے جیسے کوئی آدمی کو حکم دے
کہ بات

کہ اپنی وہ سخت شدہ جسمین جو نہین مڑ لو [illegible] مان لیا جاے کہ میرا فائدہ نہ تہا تو خود حاکم کا فائدہ ہونا چاہئے مسلم ہے کہ اللہ تعم کا فائدہ کسی کی اطاعت مین نہین ہے۔ پس یہ حکم دونون یعنی حاکم و محکوم کی نظر سے بیفائدہ اور عبث محض ہے۔

(۱۸۹)

اسلئے حکمت پوچہتا ہے تاہم جب یہ سوال شیطان کی طرف سے خصوصًا ہے ہر فرد بشر جسے ایسی شکایت ہو اپنی اپنی نسبت بہی [illegible] کرسکتا ہے اسلئے اسمین عموم پیدا ہوا ہے اور اس سوال سے نکلتا ہے کہ وجہ تکلیف طاعت ہر مکلف مین کیا ہے۔ جواب اسکا یہ ہے۔

بیان ہے کہ سوال مین ایک شق فرو گذاشت کیا

ایک تیسری شق کو اس سوال مین فرو گذاشت کیا ہے یعنی ایک شق یہ ہے کہ حاکم بافائدہ ہو دوسری یہ ہے کہ محکوم بافائدہ ہو تیسری شق یہ ہے کہ اور ونکا سوا ذات حاکم و محکوم کے فائدہ ہو۔ حکم تو اوسوقت عبث محض کہے جاتے ہین جب اوسمین کسی کا فائدہ نہو (حالانکہ یہان فائدہ عامہ خلائق کا ہے) پس یہ سوال ہی غلط ہے۔

بیان وجہ تکلیف کا اور مشیت کے معنی کا بیان

خاص اور عام وجہ تکلیف کی دونون (شیطان اور نوع انسان) کے لئے یہ ہے کہ ارادہ اور مشیت کے یہ معنی غلط ہین کہ اللہ نے یہ قصد کر لیا تہا کہ شیطان بدی کرے یا قصد کر لیا تہا کہ انسان بدی کرے اور بوجہ مشیت اور ارادہ دونون مجبور تہے۔ اسلئے کہ اللہ تعم نے اختیار دیا تہا کہ چاہے یہ دونون بدی کرین چاہے نیکی کرین چنانچہ

شیطان نے عبادت کی تہی پس وہ مجبور نہین ہوسکتا انسان کی نسبت اختیار بدیہی ہے۔

اسد جب پیدا کیا اگر یہ قصد کر لیتا تو اپ پیدا کرتا کہ مرجی کرنے کی قابلیت ہونی یا نکی

کرنیکی قابلیت نہوتی اوسوقت وہ صورت ہوتی جیسے آدمیون کی اڑنے کے متعلق ہے۔

طائرون کی طرح اوڑ نہین سکتا یا آدمیون کے کہانے کے متعلق ہے۔ کوئی آدمی ناک سے

نہین کہا سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اختیار و اخل ارادہ اور مشیت ہے۔ باقی رہا نفع

وقس علی ہذا۔

اطاعت اور ضرر غیر اطاعت شیطان اور انسان کے لئے یہہ دونون موجود ہین اور

اسقدر صریح ہین کہ انکار کرنا انکار بدیہیات ہے۔ شیطان اگر اطاعت سجدہ کرتا ہمین کرتا

اوسکے مراتب عرفان بڑھجاتے اور ہمیشہ ہمیشہ جنت مین رہتا۔ انسان کے لیے اطاعت

مین فائدہ ہونیکے متعلق پہلے چہوٹی باتون کو لیلیجیے۔ بے محل غصہ منع ہے کیجیے آخرکو

قتل کی نوبت پہونچیگی پیٹ بہوک کہاے بدھضمی ہوکر موت کی نوبت پہونچیگی پہر بڑی

باتونکو لیجیے قتل اور زنا اور اکل میتۃ وغیرہ وغیرہ۔ کیا اطاعت مین بہلای سے کوئی

انکار کرسکتا ہے۔ اصل بات یہہ ہے کہ جتنی چیزین ہین اومین اطاعت اوس چیز کو

بنایا ہے جو مطیع کے لیے مفید ہین خواہ وہ فعل ہو خواہ ترک فعل۔ پس صریح ہے

کہ اطاعت مین مطیع کا نفع ہے اللہ کی شناخت کامل اعلی درجہ اطاعت کا ہے۔

پس اطاعت بیکار اور عبث نہین ہے فائدہ مطیع مین خواہ شیطان ہو خواہ

انسان ہو

انسان محدود ہے - وہ تدبیرین جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے بس اور قدرت مین رکہنے

کی ہین منافی اختیار کے نہین ہین جسکا بیان مفصل ہوچکا - جب اختیار داخل مشیت ہو اختیار

دیکر بس مین رکہنا بدون اسکے ممکن نہین کہ اختیار دینے والا جانتا ہو کہ یہہ اختیار اس

(۱۹۰) اس طریقہ مین صرف ہوگا تاکہ بُری طرح اختیار کام مین لانے کے بعد اوسکی اصلاح ہوسکے -

ورنہ نظام بگڑ جاتا - اس سے لازم آتا ہے کہ علم سیات کا کہ اختیار یون کام آئیگے پورا ہو - اور وہ

علم ہیان ذریعہ اس بات کا ہو کہ اختیار کتنا دینا مناسب ہے اس بات کا بہی ہو کہ ہزارون

تدابیرون کے لیے وہ کون ذریعہ ہو سکتا ہے کہ وہ بہی کار آمد ہو جائین - وقوع بسبب علم کے

ہتو اختیار کے ہو - اگر یہہ بہلائی نہوتی اتنا بہی اختیار نہوتا - یہہ علم اور مشیت ہے بدی کو

نیکی مین پہیرنے کی حالت مفصل بیان کی گئی ہے ہر بدی کام مین آتی ہے - شیطان کی

ہی بدی کام مین نہین آتی - پس مشیت کو صحیح معنی مین لیجے کوئی اعتراض نہین وارد

ہوتا نہ طاعت جو بلا نفع خالق مخلوق مین محدود ہے بیفائدہ ہوتی ہے -

اگر امام صاحب کے مذاق پر گفتگو کیجاے تو مین کہہ سکتا ہون کہ اگر اولین اور آخرین جمع

ہون اور کہین کہ حق تعالیٰ خالق افعال ہے اور بندہ محض کاسب ہے حُسن اور قبح اشیا کو

نقلی قرار دین اس شبہ سے مخلصی نہین ہو سکتی - لیکن جب یہہ جواب دینگے سارے

شبہات زائل ہوجائینگے اور اعتراضات اوٹہہ جائینگے -

(۳) جب اس اعتراض کو صرف ذات بشر کے متعلق دیکھا جائے تو سخت غلط ہوگا اسلئے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا تو ایک بچہ کا پیدا ہونا ہے تکمیل خلق انسان کی دو حالتیں ہیں ایک ابتدائی دوسری انتہائی - ابتدائی تکمیل نظر بعالم ہے جو تکمیل متعلق جسم کے طرح طرح کے اسباب سے ہوتی ہے جسکا حصر کرنا دشوار ہے - یوں کہنا چاہئے کہ سارا کارخانہ عالم کا تکمیل میں دخل رکھتا ہے مثلاً آب و ہوا - غذا - آرام و راحت تعلیم و تربیت - ماں باپ - ان اسباب کے اختلاف سے مادہ کے اختلاف کو جب ملایا جائے (کہ وہ بھی ایسے ہی اختلافات کی وجہ سے مختلف ہوا ہے) تو ظاہر ہوگا کہ ہر مختلف سبب کو تکمیل میں دخل ہے - اور سب سے بڑا دخل والدین کے افعال کو اور اپنے افعال کو ہے - ہدایت اور تکلیف طاعت اصلاح افعال ہے - پس اس اصلاح کو ترقی جسم میں دخل عظیم ہے - لہذا سخت غلطی ہے کہ جو افعال انسان کی تکمیل میں دخل رکھتے ہوں اونکو انسان بیفائدہ کہے - انتہائی تکمیل انسان کی جسکی شرح باب سوم میں کیگئی ہے - وہ بھی مطابق نتیجہ افعال کے ہوتی ہے پس افعال کو اطاعت کے ذریعہ سے حسن کی طرف راجع کرنیکو کوئی عاقل بیفائدہ نہیں کہہ سکتا - پس حقیقت میں خلق کرنا اور تکلیف طاعت دینا ایسی ملی ہوئی دو چیزیں ہیں جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتیں یہہ تیسری حکمت ہے انسان کے متعلق اس نظر سے بھی یہہ اعتراض ایسا غلط ہے جسکی

جڑ نہیں

نہین کہ نوع انسان کے پیدا کرنے سے غرض پیدا کرنا بہترین مخلوق کا ہے جسکی اصل
غرض عطائے حکومت عالم ہے اور وہ غرض نعمت جلیل القدر ہے جب اسلئے خلعت وجود
عنایت ہو ہدایت ایسی ضروری ہے جیسے کسی معجون مین جزو اعظم ضروری ہوتا ہے یعنی
مخلوق کو بتلانا چاہئے کہ تمہارے ہاتھ مین اچھا برا ہونا ہے اگر تم افعال نیک کروگے
فرشتون سے بہتر ہوگے اور اسلئے کہ تم بہتر ہو پیدا کئے گئے ہو۔ یہ بہتر ہونا تمہارے
ہمیشہ آرام کا باعث ہوگا تم جنت مین رہوگے۔ یہانتک بتلائے اگر برے ہوگے تمہارے
لئے جہنم کی بڑی تکلیف ہوگی۔ اگر اپنے آپ آدمی مین اچھا بننے کی قدرت نہ پاتی
اور یہ سامان نہ ہوتے وہ اسقدر اور اس اعلیٰ درجہ کا اچھا ہو ہی نہین سکتا تھا

(۱۹۱)

تیسرا سوال۔

سجدہ آدم کا کیون حکم ہوا

جب مجکو پیدا کیا اور عموماً اپنے احکام کا مکلف بنایا مینے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اور
اوسکی عبادت کرنے لگا اور فرمان بردار ہوگیا۔ پہر علی الخصوص سجدہ حضرت آدم کا
مجھے کیون حکم دیا۔ اس حکم دینے مین کیا حکمت ہے کیونکہ آدم کی طرف سجدہ کرنے سے
میرا عرفان اور طاعت زیادہ نہین ہوسکتی تہی۔

جواب

میر سید علی صاحب فرماتے ہیں - کہ سوال یہ ہے کہ میرے نے سجود آدم میں کیا مصلحت تھی - اور جواب میں کہتے ہیں کہ اس شبہ کے چند جواب ہیں -

پہلا جواب - جاننا چاہیے کہ باری تعالیٰ کا کوئی فعل یا حکم حکمت سے خالی اور لغو اور بیفائدہ اور اتفاقیہ نہیں ہوتا - اگرچہ اکثر امور کی حکمت کی تفصیل ہمیں نہ معلوم ہو لیکن اس مختصر کلیہ کے جاننے کے بعد کسی امر کے حکمت کی پوشیدگی منافی اوسکے حکمت ہونیکے نہیں یہ جواب اس شبہ اور اسیکے مثل اور شبہات کا عمدہ جواب ہے

دوسرا جواب - در اصل حکم سجود عموماً ملائکہ کو صادر ہوا تھا - ابلیس چونکہ اوسوقت فرشتوں کے ساتھ تھا اسلئے تبعاً وہ بھی مامور ہوا جب اوسنے اپنے آپکو منجملہ مامورین سمجھکر دیدہ و دانستہ سرکشی اور نافرمانی کی ملعون اور مردود بنا -

تیسرا جواب - احکام الٰہی اور تکالیف شرعیہ سے نفوس کی جانچ کیجاتی ہے اور اونکے مرکوزات و مضمرات متعلق خیر و شر (یعنی سعادت و شقاوت) کا اعلان ہوتا ہے تاکہ اتمام حجت کے بعد ہلاکت و نجات نا واجب نہ خیال کیجاوے -

راقم - جواب میر سید علی صاحب کا خلاصہ یہ ہے کہ حکمت صحیح معلوم نہیں اسقدر معلوم ہوتی ہے کہ ہدایت ضروری چیز ہے تاکہ عدم قبول ہدایت کے بعد نفس کی حالت ظاہر ہوکر وہ وہاں پہونچایا جاوے جہاں پہونچنے کے لائق ہے -

قاضی صاحب ۔ فرماتے ہین۔ اللہ تعالیٰ کی غرض ملائکہ کو سجدہ آدم کا حکم دینے مین
یہ تہی کہ ملائکہ کو معلوم ہو کہ حضرت آدم اونسے بہتر ہین۔ اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بننے کے سزاوار
ہین۔ اور نیز یہ تہی کہ اس ذریعہ سے شیطان علیہ اللعنۃ کی استعداد کی برائی اور اوسکی شیطنت
ظاہر ہو۔ اور اس طریقہ سے جسمین جیسی استعداد ہے۔ بہلائی یا برائی کی۔ وہ اوس تک
پہونچ جائیگا۔ اور وہی ذریعہ اتمام حجت کا ہوگا کہ اللہ نے بعضوں کو کیون ثواب دیا
مہربانی کی ۔ بعضوں کو کیون عذاب فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ بغیر اسکے سزا دیدیتا اوسکا اور
دوسرونکا اعتراض وارد ہوتا۔

قاضی صاحب نے دو جواب دئے ہین یہ کہ شرف حضرت آدم ظاہر ہو۔
یہ کہ وہ ذریعہ شیطان کے وہان پہونچنے کا ہو جہان پہونچ [illegible] وہ خود لایق ہے
جو سجدہ کی اس سے یہ پیدا ہوتی ہے کہ حکم سجدہ سے قابلیت کہل جائیگی اور یہ ایک طریقہ
تہا جو حق تعالیٰ نے اختیار فرمایا۔

جواب ۔ الفاظ سوال پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ ایسا لغو اور مہمل سوال
ان ساتون سوال مین اور کوئی نہین ہے کہ اوسکا اہمال خود سوال سے ظاہر ہے اسلئے کہ (۱)
انکار اطاعت عدم اطاعت ہے پس یہ کہنا کہ اطاعت حکم سجدہ سے اطاعت زیادہ
نہین ہو سکتی تہی مراحتاً غلط ہے (۲) انکار بغیر عدم عرفان قدر حاکم کے عاقل سے

حاشیہ: قاضی صاحب ... ۔ غرض حضرت آدم ... یہ سجدہ کا ... موز ... سجدہ

(۱۹۲)

منشاء جواب ...

جواب زخم ۔ [illegible] وجہ اجمال سوال ۔

خارج از امکان ہے - پس دعوے عرفان بہی غلط ہے - اور ازدیاد عرفان کا انکار
غلط تر - ۳۴ حکم سجدہ کی خصوصیت دعوی بلا وجہ و بے اصل ہے - یہ تکبر عظیم
اس سوال سے ہر ظاہر ہے یعنی شیطان نے اپنے آپکو فرشتون سے بہتر جانا کیونکہ بعد دعوے
عرفان اور اوسپر انکار تعمیل حکم سجدہ کو اپنے ساتہہ مخصوص کرنے کے یہ معنی بہی ہین
کہ فرشتون کو ان دونون (عرفان و ازدیاد اطاعت) کی ضرورت ہو تو ہو مجھے نہ تہی -
اور مین اونسے بہتر تہا - جو کوئی تکبر سے اچہا جانے اور برہا تکبر سوال رب خود وہ سوال مہمل ہے -

بیان ماہیت سجدہ

یہ ہین - سجدہ کی ماہیت یہ ہے کہ جسم انسانی
مین بعض اعضا رئیس ہین بعض مروس - اور ترکیب جسم انسانی کی یہ ہے کہ اعضاء
رئیسہ بلند مقام پر واقع کئے گئے ہین اور مروس پست مقام پر - سب سے بہتر عضو رئیس
سر ہے وہ سب سے اوپر ہے - وہی مقام عقل ہے - انسان جس کسی کی اطاعت
کرتا ہے معنی یہ ہوتے ہین کہ وہ اوسکو اپنے سے اعلی اور مرتبہ مین اوپر سمجہتا ہے
جب یہ حالت ہو تکمیل اظہار لازم ہوگا کہ افعال اور اقوال دونو سے بتلاے کہ میرا
وہ مقام جو سب سے اونچا اور سب کا رئیس ہے تمہارے مقابلہ مین سب سے نیچا اور پست
تر ہے - یہ ایک خاصۂ طبیعت ہے چنانچہ ہر بشر جب حد درجہ کی خضوع اور فروتنی
کی طرف مائل ہوتا ہے خود بخود جھک جاتا ہے اور آخر کار سجدہ کرتا ہے اور وہ اس

حالة

خاصہ کے ساتھ چونکہ بندہ ہے مخلوق ہوا ہے تکہ امکان ہر درجہ کی اطاعت کا ہو۔

پس عام وجہ سجدہ کی پوچھنا طبیعات کی وجہ پوچھنا ہے جو یا غلط ہے یا سوال بدیہیات ہے اور بے فائدہ

بیان وجہ سجدہ سلطان کر مشق طاعت مخلوق نافرمانی میں مرتبہ

اور انجام ہوا ہے شیطان کے بے وجہ حکم سجدہ یہ ہے کہ ما نہ اطاعت کی مشق

اوس مخلوق مین جسمین قابلیت نافرمانی کی بیشتر ہو زیادہ تر اوسکے بہبود کا سبب ہے۔

(193)

اللہ تعالی کوئی دقیقہ اختیار دینے کے بعد کہ وہ فضل وعنایت ہے فضل پر فضل اور عنایت

پر عنایت کرنیکا اوٹھا نہیں رکھتا۔

بیان وجہ سجدہ کہ باداش تھا

جب حق تعالی نے قصد خلق خلیفۃ اللہ کو

ظاہر فرمایا فرشتون نے اعتراض کیا اور دعوی کیا کہ ہم خلیفۃ اللہ ہونے کیلیے قابل ہین شیطان

اونمین تھا۔ اعتراض اور دعوی پیش کرنا اوس مالک عظیم الشان کے سامنے جو حکمتون

کو مخلوق سے زیادہ جانتا ہے ایک فعل تھا جو ایسے لوگون سے کہ عارف مراتب الہی و ذات

خود ہون بعید ہے۔ اوس سے بوے تکبر آتی تھی اسلیے حکم سجدہ باداش تھی۔ تاکہ مراتب

بزرگ کے لوگ اپنے مرتبہ بزرگ سے نہ گر جاوین۔ باداش اسکا اور حکمت عظیم ہے جسکی

تفصیل غیر ضروری ہے۔

بیان وجہ سجدہ کہ اظہار جلالت قدر خلیفۃ اللہ

حکم سجدہ جیسے ایک طرح سے باداش تھی دوسری

طرح سے اظہار کمال جلالت قدر حضرت خلیفۃ اللہ تھا وہ اوسکے لیے جسکو حاکم

بنانا ہے بڑی حکمت اور لازمی امر ہے۔

حکمت [illegible]

بیان حکمت ہیہ کہ حق تعالی نے خلق بشر کو ایک سبب پیدا کیا ہے جس سے اسباب

تکبر کلیتاً معدوم کئے گئے - تکبر مین بلندی ہوتی ہے - اون اسباب کے امر کا عملی طور پر

اظہار سجدہ کرانا ہے - شرح اس اجمال کی یہہ ہے صفت تکبر کی برائی باب اول

مین بیان کی گئی ہے - آسانی کے لئے تھوڑی سی تفصیل کے ساتھہ اوسکا اعادہ کیا جاتا ہے -

مسلم ہے کہ اللہ تعم مین ہر گناہ کے معاف کر دینے کی قدرت ہے اور وہ اوس قدرت کو

کام مین لاتا ہے اور گناہ معاف کرتا ہے مگر شرک کا گناہ معاف نہین فرماتا - شرک

یعنی کسی دوسرے کو اللہ تعم کا ساتھی یا اوسکی مثال ماننا واقع مین بڑا ہی سخت گناہ ہے -

واقع مین وہی اصلی غلطی اور صریح غلطی ہے - وہی ساری دنیوی اور دینی غلطیون

کی جڑ ہے - اور وہ غلطی قابل معافی نہین ہو سکتی - اسیطرح وہ اسباب بھی جو اس غلطی کے

متعلق ہون یا اوس کا جزو ہون یا اونمین سے بو بھی اس غلطی کی آتی ہو سب کے

سب سخت سے سخت مضر اور قابل نفرت ہین - اون اسباب اور متعلقات اسباب مذکور

مین سے ایک چیز تکبر ہے وہ برا ہے - اور برائی اوسکی سخت قسم کی ہے - وہ حد سے

زیادہ بُری چیز اسلئے ہے کہ بالکل جھوٹی چیز ہے - ہم جب دوسرے کے پیدا کئے

ہوئے ہون بڑے علی الاطلاق ہو ہی نہین سکتے - ہم جب باوجود اختیار دوسرے کے

بس مین ہون بڑی چیز ہو ہی نہین سکتے - (بالنسبت ایک دوسرے سے بہتر ہونا دوسری

چیز ہے) تکبر اسلئے بُرا ہے کہ وہ بتلاتا ہے کہ ہم بڑی چیز ہین - اور آخر کار بتلاتے بتلاتے

اوہی ہے

آدمی سے خدائی کا دعویٰ کراتا ہے - اور بجائے اسکے کہ دوسرے کو شریک الٰہی
مانے خود کو شریک الٰہی بناتا ہے - غور فرمائے کہ یہہ فعل کسقدر بُرا ہوا - پس صفت
تکبر سب سے مضر اور سب سے بڑا گناہ ہے - اور ہمیشہ حقیقت مین ہر تکبر ابتدا اور مقدمہ
(۱۹۶)
ضرر اور شرک کا ہوتا ہے جو ابتدا سے روکنے کی قابل ہے - اسلئے وہ حق تم کو
بہت ہی ناپسند ہے - اور ضرور ناپسند ہونے کی قابل ہے - یہانتک یہہ ناپسند ہے
کہ جو ارشادات قرآنی مینے باب سوم مین درباب قصہ حضرت موسیٰ و ملاقات حضرت خضرؑ
کے نقل کیا ہے اوسکی نسبت منقول ہے کہ حکم ہونے خدمت حضرت خضرؑ مین حضرت
موسیٰ سے پیغمبر عظیم الشان کو اوسوقت ہوا تہا کہ ایک شخص نے آنجناب سے پوچہا کہ دنیا مین
کوئی آپسے اعلم ہے حضرت موسیٰ نے جواب دیا تہا کہ مجہے معلوم نہین - اسلئے وہ خدمت
حضرت خضرؑ مین بہیجے گئے - گو یہہ جواب متکبرانہ نہ تہا اعتراف عدم علم یا قصور علم کا
تہا - تاہم اوسکے یہہ معنی ہو سکتے تہے کہ کوئی مجہسے اعلم نہین ہے - اسلئے اسطرح کا ارشاد
بہی حق تم نے ایسے بزرگ سے بسبب اونکی بزرگی کے جائز نہ رکھا - پس جو صفت ایسے
قبیح ہو لازم ہے کہ تمام ذرائع اوسکے معدوم کئے جائین ورنہ یہہ کہنا ناروا نہ ہوگا
کہ ذرائع تکبر موجود ہین مگر اونکے اختیار سے منع کیا جاتا ہے - جو چیز صحیح اور موجود ہے
اوسکی صحت اور وجود سے انکار نہین ہوسکتا - اب غور کرنا چاہئے کہ جو مخلوق

فی الواقع ایسی ہو کہ معصیت کرنے سے طبعاً و خلقتاً معصوم یا محفوظ ہو جیسے فرشتے ہیں
اور وہ یہ خیال کریں کہ ہم بہتر سے بہتر ہیں اونکے ذریعہ تکبر کے معدوم کرنے کا کیا ذریعہ
ہو سکتا ہے - (یہ امر بھی یہان ملحوظ رہے کہ تکبر سے ایک صفت عدم اطاعت کی بھی
پیدا ہوتی ہے اور مطیع رکہنا ہر مخلوق کا جہان اونکی ذات کی نظر سے ضرور ہے ورنہ
مستحق باداش ہون اور حد عصمت سے نکل جاوین) بقا حکمت نظام کے لئے بھی ضرور ہے
اسباب کو چہوٹا نہ جاننا چاہئے فرشتے جب خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہون اونمین
اطاعت اور مادہ اطاعت کا پورا رکہنا اور بڑہانا ضروری چیز ہوگا - امور مملکت مین
دیکہنا چاہئے کہ جو امور ہم آپ کو چہوٹی معلوم ہوتے ہین جہوٹے نہین ہوتے بہ ضبوطی
سلطنت اور انتظام کے برقرار رکہنے کے لئے اہم اور ضروری ہوتے ہین) وہ ذریعہ
یہی ہو سکتا ہے کہ ایسے مخلوق پیدا کیجائے کہ جسمین نوعاً دونون قابلتین (اچہی بری)
ہون اور وہ باوجود دونون قابلیت کے فرشتون سے بہتر ہوسکے - اوسوقت ذرائع
تکبر حقیقت مین معدوم ہو جائینگے - اور جب معدوم ہون اوسکا اختیار حقیقتاً غیر صحیح
ہوگا - وہ مخلوق نوع بشر ہے - اوسکی حالت یہ ہے کہ بیچارہ معصیت کا مارا -
ہر طرح کی زنجیرون مین جکڑا ہوا - گناہون کے ارتکاب یا قابلیت کی حیا سے آنکہ
بھی تو اوپر اوٹہانے کی قابل نہین - وہ کیا تکبر کرسکتا ہے - مگر وہ باوجود ان سب

امور سادہ

امور کے ایسے افعال کرتا ہے جو اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے ہوں فرشتوں سے بڑھجاتا ہے

اسلئے فرشتے یہہ نہیں کہہ سکتے کہ حق تعالیٰ میں ہمسے بہتر پیدا کرنے کی قدرت نہ تھی۔ پس

صاف معنی یہہ ہیں کہ یہہ عجیب صنعت ہے کہ ایسے پاک چیزوں کے تکبر کو ایسے ذریعہ سے (۱۴۸۳)

توڑ دیا جو قابلیت تکبر نہیں رکھتا - اللہ اکبر - یاد رہے کہ فرشتوں کی نسبت حق تعالیٰ نے

فرمایا ہے کہ جب تم چہپاتے تہے - وہ یہی امر ہو سکتا ہے کہ فرشتے خیال کرتے تہے کہ

ہمسے بہتر کوئی نہیں ہوسکتا - پس جب وہ مان گئے کہ ہمسے بہتر خلیفۃ اللہ ہیں اظہار اثر

عملی طور پر یہہ تہا کہ سجدہ کرلیں۔ واقع میں حکمت اللہ تعالیٰ کی بڑی دور ہے کوئی اعلیٰ سے

ہوکر بہی نہیں کہہ سکتا کہ مجہسے اعلیٰ کوئی نہیں - وہ ہر مخلوق کو تبلاتا ہے کہ میں اوس سے

بہی اعلیٰ کو پیدا کر سکتا ہوں۔ اور ظاہر کرتا ہے کہ حد قدرت نہیں - لا انتہا ہے - یہہ ہمکو

جانکر تکمیل عرفان کرنا چاہئے شیطان کا عرفان آپ ملاحظہ کیجئے کہ کسقدر ناقص تہا۔

وہ اعلیٰ سے اعلیٰ نہ تہا باوجود اسکے اپنے آپکو اعلیٰ سے اعلیٰ جانتا تہا - ایسے کا مردود

ہونا ضرور انصاف ہے -

[بیان وجہ خصوصیت اکر حصوصیت]

وجہ خصوصیت بہی پوچہی ہے اس بیان کے بعد اوسکی شرح

کرنے کی ضرورت نہیں تاہم مختصراً بیان کرنا مناسب ہے - خصوصیت حقیقت میں نہیں

تہی لیکن شیطان کے لیے خصوصاً ضروری تہی - اسلئے کہ (۱) وہ اچہا نہ تہا اور اپنے آپکو

۴۰

۱۰ اچہا جانتا تہا - ۴۶ - اوسمین مادہ انبجاث زیادہ تہا - ۴۳ اسد تمہنے تفصیل

نہین فرمائی کہ موحد اس اعتراض کا کون ہے - میرے خیال مین حضرت شیطان ہی

اصل موحد تہے جو معلم الملکوت مشہور ہین فرشتون نے معقول یہی بات سمجہکر کہ وہ

ہم سے بہتر تہے اور اپنے آپکو بہتر سے بہتر سمجہتے تہے تہوڑی دیر کے لیے ہمزبانی کی تہی پس

جیسا اونکو حکم سجدہ ضرور تہا شیطان کے لیے ضرورتر تہا - اور یہہ وجہ شیطان کے لیے

حکم سجدہ کی خصوصیت کے ساتہہ ہو سکتی ہے یعلوم ہوتا ہے کہ سوال بخصوصیت

ہی دہوکا ہے - اگر نہین ہے وہ مثال ہے جسے کہتے ہین - چور کی داڑہی مین تنکا -

چوتھا سوال

چوتھا سوال

انکار سجدہ سے ابلیس شیطان کو مردود کیوں کیا۔

جبکہ مجکو عموماً کل احکام کی بجاآوری اور خصوصاً آدم کے سجدہ پر مامور فرمایا پس اگر میںنے سجدہ نہ کیا تو پھر مجہپر کیون لعنت کی اور کیون جنت سے نکال دیا۔ میںنے کچھ برا نہین کیا تھا صرف یہہ کہا تھا کہ سواے تیرے دوسرے کو سجدہ نہ کرونگا اسمین کیا حکمت ہے۔

(196)

مرسلہ جناب باجوہ ... کہ عذاب ... اور یہان سے پیدا ...

ترجمہ ... کہتے ہین کہ یہہ سوال اسباب کا ہے کہ وجہ عذاب اونکی کیا ہے اور اسمین کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کافرون کو عذاب کرتا اور اونکو رحمت سے دور کرتا ہے - اور فرماتے ہین کہ جواب اس سوال کا یہہ ہے - کہ آخرت مین جو سزا دیجاتی ہے اوسکا باعث غصہ اور انتقام کہ اوسسے غصہ جاتا رہے یا ایسے ہی اور امور نہین ہین اِسلیے کہ ذات خداوند عالم کے یہہ امر ہرگز شایان شان نہین بلکہ وہ صرف لوازم اور نتائج ہین جنکو اسباب داخلیہ نفسانیہ اور احوال باطنیہ نے پیدا کیا ہے اونہین نے یہانتک نوبت پہونچائی ہے کہ اون خواہشون کا انجام عذاب ہوا ہے وہی جہنم کی طرف لیجاتی ہین اور جہنم کے سب سے نیچے طبقے مین پہونچا دیتی ہین اور نیز اسکا سبب ہوتی ہین کہ سانپ اور بچھو اور دوسری ایسی ہی چیزون سے واسطہ پڑتا ہے مثال اوسکی اس دنیا مین بیمار یان ہین ظاہر ہے کہ بیماریان جنسے بدن مین درد

اور تکلیف عارض ہوتے ہین - بسبب اون بدپرہیزیون کے پیدا ہوتی ہین جنسے وہ

بیماریان پیدا ہوئین - بس جسطرح کہ بدن کا درد نتیجہ اون حالات او ر افعال کا ہے جو سبب

بیمار ہونے کا تہے - (جیسے بدخوری یا افراط خواہش ہاے دیگر وغیرہ وغیرہ) اونکے سوا

اور کوئی بیرونی سبب تکلیف پہونچانے والا نہین ہوتا اسیطرح سے حال عذاب آخرت

اور اون چیزون کا ہے جس سے عذاب دائم اون بعض نفوس کے لئے جو حق کا انکار کرتے ہین

اور آیات الہی سے روگردانی کرتے ہین پیدا ہوتا ہے وہ عذاب وہی آگ ہے جسکا ذکر اس

آیہ مین ہے - باقی رہا یہ امر کہ بہت

اور آیات قرآنی و احادیث مندرجہ کتب احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہین

کہ عذاب جسمانی گنہگار کے بدن پر بذریعہ اسباب خارج از بدن کے ہوتا ہے جس کی تفصیل

مفسرین نے فرمائی ہے انکا منشا یعنی مقام پیدائش امور باطنیہ اور کیفیت نفوس

کی ہے جو پیدا ہوکر جو اندر سے باہر آجاتی ہین اور صورت مین جہنم اور سانپ بچھو اور لوہے

کے گرزون وغیرہ وغیرہ کی ظاہر اور معلوم ہوتی ہین - اور یہی معنی آخرت مین اجسام

اور اشکال اور صورتون کے باعتبار نوعیت افعال کے مختلف ہونے کے ہین - چنانچہ

یہ امر بحث معاد جسمانی و کیفیت تجسیم اعمال مین تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے -

اور اسپر بہت سی آیات دلالت کرتی ہین چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے - وَاِنَّ جَہَنَّمَ

لمحیطة بالکفرین

لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ — [illegible] — كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ

[illegible] —

اگر یہ بات مان لی جائے کہ عذاب اسباب خارجی سے پیدا ہوتا ہے پس یہی مصلحت

(197)

عظیم ہے اسواسطے کہ عذاب سے ڈرانا اکثر اشخاص مین نفع کرتا ہے۔ اور جب اس

تخویف کو پورا کیا جائے اور مجرم اور گنہگار پر عذاب جاری کیا جائے تو تخویف

مین تاکید ہوگی اور نفع بہت بڑھ جائیگا اسصورت مین اگرچہ عذاب کرنا اوس شخص

کی نظر سے جسپر عذاب کیا گیا ہو شر کہا جاسکے لیکن بنظر اکثر افراد نوعی کے منجملہ اسباب

خیر کثیر کے ہوگا۔ جسکو شر قلیل نے لازم کیا تھا مثال اوسکی ایسے عضو کا کاٹ ڈالنا ہے

جو ذریعہ تمام بدن اور سارے اعضا کی بہتری کا ہو۔

شروع اس جواب
آیات کلام مجید
عذاب کا ...
ہونا ثابت ...

سوم۔ جو آیات جناب میر صاحب نے نقل فرمائے ہین اونکے اسقدر چھوٹے جملون سے نتیجہ

نکالا ہے جو خلاف سیاق و سباق کے ہے۔ پہلی آیت [illegible]

[illegible] کا سیاق و سباق یہ ہے۔ (سورہ ھمزہ) [illegible]

[illegible] فِي [illegible]

[illegible] ۔ (ترجمہ) ضرور حطمہ مین پھینکا جائیگا

اور تم کیا سمجھے کہ حطمہ کیا ہے۔ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو دلون تک کی جا پہنچیگی

وہ ہر ستونوں میں دوزخیوں کو چاروں طرف سے گھیرے ہوگی - پس اس آیت سے

کو نار عذاب مبعون میں سے پیدا ہوگی استدلال نہیں ہو سکتا اسلئے کہ مقدم خطبہ میں

پھیکنے کا ذکر ہے اور موخر میں بھی اوسکی تعریف ہے -

و ... سے بھی اسیطرح استدلال نہیں ہو سکتا - ترجمہ اسکا

یہ ہے اور کچھ شک نہیں ہے کہ دوزخ کافرون کا احاطہ کئے ہوئے ہے یہ آیت

اولاً پارہ دھم میں ہے او ثانیا پارہ (۲۱) میں - اور دونوں سے استدلال میں یہ

سقم ہے کہ پارہ دھم میں جہنم کا محیط کفار ہونا دلیل پیدا ہونے آلات عذاب کی

جسم کے اندر سے نہیں ہو سکتی بلکہ یہ آیت ... دلیل عذاب کی خارج از جسم ہونے کی

ہے - پارہ (۲۱) میں صاف سیاق سباق اسکا خلاف مطلوب سید صاحب کے ہے کیونکہ

پہلے ارشاد ہوا ہے ...

یعنی تمسے عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ دوزخ کافرون کا

احاطہ کئے ہوئے ہے - او بعد میں یہ ہے ...

... جبکہ عذاب اونکے اوپر

اور اونکے پاؤں کے تلے سے اونکو ڈھانکے ہوگا اور فرمائیگا کہ جیسے جیسے عمل تم کرتے

رہے ہو اونکا مزا چکھو - یہ روز قیامت کا ذکر ہے اور ساری آیت کے یہ معنی ہیں

کہ کفار

کہ کفار جو بطور امتحان ایسے عذاب کے جلدی کرتے ہین اونکو سمجہانا چاہئے کہ اونکی

تو ایسی حالت ہے کہ عذاب سے باہر جا ہی نہین سکتے - اور وہ ضرور قیامت کو ہوگا آیہ وَبُرِّزَتِ

الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ترجمہ اسکا یہہ ہے اور دوزخ سب دیکہنے والون کے سامنے باہر نکالکر

رکہدی جاویگی سیاق یہہ ہے فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ

(۱۹۸)

مَا سَعَىٰ ترجمہ توجب قیامت کبری اویگی جوکچہہ ادمی نے کیا ہے اوس دن اوسکو

یاد آجاویگا - اور سیاق یہہ ہے فَأَمَّا مَن طَغَىٰ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ

هِيَ الْمَأْوَىٰ ترجمہ - توجسنے سرکشی کی اور دنیاکی زندگی کو مقدم رکہا تو ٹہکانا اوسکا

دوزخ ہوگا - مینے جو بیان اعتراضات باب سوم مین کیا ہے یہہ اوسکا ذکر ہے کہ زمین کی

سب مخفیات ایک طرف جنت والی دوسری طرف دوزخ والی ظاہر ہوجاویگی - یہہ

معنی میرے نزدیک نہین ہین کہ اعمال بصورت مادہ کثرو متشکل ہوکر اندر سے باہر آجاوینگے -

آیہ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ترجمہ -

معلوم ہوجاویگا بات یہہ ہے کہ اگر تم انجام یقینی طورپر جانتے ہوتے تم ضرور دوزخ کو

دیکہہ لوگے - پہر اوسکو یقینی دیکہنا دیکہوگے یہہ آیہ سورہ تکاثر کی ہے - اور دوزخ

کا ذکر بعد قبور ہے زیادہ ضرورت تشریح کی نہین - آیہ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ - ترجمہ وہ لوگ جو قبرون مین ہین جب اوٹہائے

جائیگی اور دوسرون مین جو باتین ہین ظاہر کردیجائیگی اس سے بھی تجسیم اعمال سے

کوئی تعلق معلوم نہین ہوتا۔

نتیجہ یہہ ہے کہ عذاب کا صرف بدن سے پیدا ہونا کسی آیت سے ثابت نہین ہوتا۔

بلکہ اون آیات سے جنمین افعال کا ذکر ہے عموم اثر ظاہر ہوتا ہے اور اثر افعال جسم پر

اب بدیہی ہے کہ بیان کی حاجت نہین اگر مانا جائے کہ عذاب صرف

جسم سے پیدا ہوتا ہے۔ اوسپر یہہ اعتراض بھی وارد ہوگا کہ مغفرت ناممکن ہو کیونکہ

جب سالک اور جو افعال کی صورت مین باعث عذاب ہون اور نتیجہ لازم ہون تو

مغفرت کیسے ہوسکتی ہے حق تعالیٰ سواے ضرورت اظہار معجزہ کے نتائج لازمے

(کہ اوسی نے بنائے ہین) خلاف نہین کرتا۔ بڑی بات غور کرنیکی قابل یہہ ہے کہ اگر

راحت یا تکلیف صرف جسم مین سے پیدا ہو تو وہ ایسی ہی ہوگی جیسے صحت مین راحت

یا بیماری مین تکلیف لیکن صحت مین جو انتفاع اور چیزون سے ہوتا ہے اور بیماری

مین جو تکلیف اور چیزونسے ترقی پاتی ہے وہ نہو۔ اور معنی یہہ ہون کہ تمام

اسباب عالم جو ہمارے لئے پیدا کئے گئے ہین بیکار کردیگی۔ علاوہ اوس آیہ توریت

کے خلاف ہوگا جسکا مضمون یہہ ہے کہ خَلَقْتُ الْاَشْیَاءَ لِاَجْلِكَ۔ اور نیز

آیہ قرآن مجید کے خلاف ہوگا۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔

...ذاب جسمانی ہو
...رت و شعور ہوگی
...صرف جسمانی عذاب
...گا۔

اسواسطے کہ اشیاء دنیا خداوند عالم کے نفع کے لئے ہیں ہیں اگر ہمارے

نفع کے لئے ہوں تو پہر اور کسیکے نفع کے لئے ہونگی لازم آئیگا کہ ہم حیوانات

سے بہی کمتر درجہ کے ہوں —

(۱۹۹)

مینے ایک حکایت بعض اہل دل سے سنی تہی جو مؤید قول میر سید علی صاحب

کرتی ہے اوس حکایت سے بہی ظاہر ہے کہ جہاں اعمال مجسم ہوتے ہیں

اعمال نیک و بدکا موازنہ ہوتا ہے۔ تاہم وہ حکایت بخلاف وجود

آلات خارجی عذاب و آسائش کے بہشت ہے اور اوسکی ذکر بعد کا ہتی ہے —

حکایت ایک کبوتر

حکایت

ایک بزرگ کو کبوتروں کے پالنے کا شوق تہا اونکو ایک جوڑا کبوتروں کا

۔ وہ نہایت عزیز رکہتے تہے ۔ اور اوسکو سب سے بہتر جانتے تہے ۔ ہتوڑے دنوں میں کبوتری

اندہی ہوگئی اور جو دانہ اوسکے سامنے ڈالا جاتا تہا اوسے نہ اوٹہاتی تہی اور پانی اگر

رکہا ہوا اوسکی طرف نہ جہکتی تہی محبت کے مارے یہ بیچارے از سے خود پہرایا کرتے تہے۔

اور وہ واہیں ڈہونڈتے پہرا کرتے تہے کہ کہیں کہ اس کبوتری کی اچہی ہوجائے مگر اچہی نہ ہوتی تہی

ایک دن یہ اتفاق پیش آیا کہ کابک جو کہولتے ہیں یہ جوڑہ نکلتے ہی کبوتر اوڑ

جاتا ہے - پہلے تو یہ معمولی بات سمجہے مگر پہر وہ کبوتر اونچا ہوا اور اونچا ہوتے ہوتے

اتنا اونچا ہوا کہ نظروں سے غایب ہوگیا اونہوں نے بہتری ہو ہا کی لگی دکہلائی مگر کچہ نہ تہا

سبہی کہین دوسری جگہ اوترا - ڈہونڈا مگر کہین پتہ نہ پایا - اور آخر کو مایوس ہوگئے -
پہر آکر کبوتری کو بند کرکے بیٹھ رہے - وہ کبوتر کئی دن تک نہ آیا - اور یہہ کبوتری
کو کہوتے چہتری پر بٹہلاتے یا کوٹہے پر - اور بہتیری ہو ہا کرتے کیا ہوتا تہا آخر کو کبوتری
بند کر دیا کرتے تہے اور چپکے ہو رہا کرتے تہے - ایکدن جو حسب معمول کبوتری کو کہوتے ہین
تو کیا دیکہتے ہین وہی کبوتر چوبارہ پر آکر بیٹہا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ دور سے
اوڑکر آیا ہے - تب وہان سے کبوتری کا کابک باہر نکلتا تہا اور کبوتر کا چوبارہ
نیچے آنا - اوترا تو اونہون نے دیکہا کہ اوسکی چونچ مین ایک چہوٹا سا پتہ ہے اور وہ اوسے
کبوتری پر پہیرتا ہے - اس ہیر پہیر مین وہ پتہ کبوتری کی آنکہونمین لگ گیا - لگنا تہا
کہ کبوتری نے دانہ ڈہونڈنا شروع کردیا - اچہی ہوگئی - کبوتر نے وہ پتہ گرا دیا اور
انہون نے اوٹہا لیا - دیکہتے تہے کہ یہہ پتہ کس چیز کا پتہ ہے - اس شناخت مین جو پتہ پر
غور کیا تو اوسمین عجیب و غریب صنعت معلوم ہونے لگی - پہلے وہ پتہ روشنی دینے
والا ہوا - پہر تو اوسنے عالم کو اوسمین دکہانا شروع کیا - جسقدر اوسکو زیادہ دیکہتے
تہے اوسیقدر اوس پتہ مین عجائب و غرائب عالم کے معلوم ہوتے تہے - یہانتک
کہ پتہ نے اونکو اپنے اندر محو کر لیا - اور یہہ کبوتر کے جوڑہ اور اپنے کہانے پینے تک
کو بہول گئے - تیسرا پہر ہوگیا اوسوقت ایک شخص نے آکر کہا کہ فلان شخص نے جو اس
شہرمین

شہر میں بڑے عالم باعمل تہے انتقال کیا آپ بہی تشریف لے چلے اور شریک
ہوئے - انکو محویت سے کہاں فرصت تہی کہ جاتے - یہہ ہیں - بیٹہے - دیکہہ
رہے ہیں - یہانتک کہ پہر آدمی آیا کہ چلیے اب غسل ہوتا ہے - پہر آیا چلیے اب کفن
(200)
پہنایا جاتا ہے پہر آیا کہ چلیے جنازہ تیار ہے - پہر آیا کہ چلیے جنازہ نکل آیا - اگر
آپ نہ چلینگے بڑی بات ہوگی - ناچار یہہ اوٹہے اور شریک جنازہ ہوئے - اب یہ
کا تہہ میں ہے - جب یہہ قریب جنازہ پہونچے اونہوں نے دیکہا کہ ایک بڑا سا کتا
نہایت سیاہ جنازہ کے نیچے چلا جاتا ہے آدمیوں سے ڈرتا نہیں - اونہوں نے
قریب پہونچکر کہا کہ حضرت اس کتے کو تو ہٹکائے لوگوں نے اونکی طرف تعجب سے
دیکہا - ایک آدہ چپ رہا ایکنے کہا کہ حضرت کتا کہاں ہے - یہہ سمجہے کہ اونہوں نے
نہ دیکہا ہوگا - پہر کہا کہ دیکہیے یہہ کتا ہے ہٹکا دیجیے - تب تو وہ ہنسے کہ آپ
مجنون ہیں کتا کیسا - یہہ چپ ہو رہے اور پہر اوروں سے ذکر کیا - وہ پہلے
ذکر کو سن چکے تہے اونکو [illegible] لگی - اور اور لوگ جو مشایعت جنازہ میں
مصروف تہے سب کے سب مسکرانے لگے - ایک آدہ نے کہا کہ حضرت کیا آپ پاگل
ہیں جو بار بار کہتے ہیں کہ کتا ہے کہیں بہی تو نہیں ہے - آج آپ کو ہو کیا گیا ہے -
تب تو یہہ بہت چپ ہوئے - اور کچہہ نہ سمجہے کہ معاملہ کیا ہے اب یہہ یاد نہیں کہ

پیٹہ ماشہ مین تہے اور یہ سمجہہ مین نہین آتا کہ پٹہ کی یہ تاثیر ہے - آخر کو جب انکا اصرار
اور لوگون کا مذاق بڑہا یہ پیچہے پیچہے چلنے لگے - جب نماز ہوئی تو پہر اونہون نے کتے کے
دور کرنے کو کہا - پہر مذاق ہوا اور اب تو باوجودیکہ خلاف موقع تہا لوگ انکو چہیڑنے لگے اور
کہلم کہلا مذاق ہونے لگا - تب تو یہ نماز پڑہ کر الگ ہو بیٹہے - قبر مین دیر تہی - جنازہ بعد نماز رکہا
رہا اور یہ دیکہا کئے کہ کتا جنازہ کے ہر وقت پاس ہے کسی طرح ٹلتا نہین - جب جنازہ نماز کے
لئے رکہا تہا وہ جنازہ کے پاس تہا جب قبر کے پاس رکہا وہ وہین جنازہ سے ملا ہوا بیٹہا
رہا - جب یہ الگ جا بیٹہے پہر اونہون نے مٹہی کہول لی تہا دیکہنا شروع کیا - اور پہر محو
ہوگئے - کہہی کہبی دیکہہ لیتے تہے کہ کب دفن سے فراغت ہو اور کب گہر چلکر بآرام
سیر صنائع الہی بذریعہ ایک برگ سبزہ کے کرین - (برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
الخ - یہان ہوشیاری بہی پتہ سے پیدا ہوئی ہے - سبحان اللہ -) الغرض اونہون نے
ناگوار دیکہا کہ مردہ دفن ہوگیا - جب لوگ رخصت ہوگئے قبر اکیلی رہگئی دیکہتے کیا ہین کہ
لوگون کا قبر سے منہ پہیرنا اور کتے کا قبر کہودنا [illegible] - اب یہ حیرت زدہ ہوکر دیکہنے
لگے کہ دیکہین یہ اسرار کیا ہے - دیکہتے کیا ہین کہ وہ کتا قبر مین گہس گیا یہ مارے
ڈر کے وہان دم بخود رہ گئے اور ہمہ تن منتظر ہوئے کہ نتیجہ کیا ہوتا ہے - تہوڑی دیر
نہ گذری تہی کہ اوس قبر مین سے ایک شخص جوان رعنا لباس پر تکلف پہنے ہوئے

نکلا مگر آستینین کہنیون تک چڑہی ہوئی ہتین اور ہاتہ اوسکے زخمی معلوم ہوتے
تہے - وہ شخص قبر سے نکلکر انکی طرف آیا اور سلام علیک کی - انہون نے حال پوچہا تو
تو اوسنے جواب دیا کہ مین صورت اعمال حسنہ میت مدفون کی ہون اور وہ کتا جو آپ نے
دیکہا تہا صورت مجسم افعال قبیحہ میت مدفون کی تہی مین ہی ساتہ تہا تو میون مین ملا

(۲۰۱)

ہوا تہا - خداوند عالم نے بعد جنگ و جدال کے جو ہمارے دونون کے اندر ہوئی مجہکو فتحیاب
کیا میت نے نجات پائی - چنانچہ میرے ہاتہو نپر جو زخم ہین اوسی کتے کا اثر ہے - یہہ کہہ کر
اوس جوان نے ان حضرت سے کچہہ ایسی طرح تملق سے کہا کہ حضرت یہہ تو ارشاد فرمائے کہ آپ
کی مٹہی مین کیا ہے اونہون نے آو دیکہا نہ تاؤ جہٹ مٹہی کہولدی - اور دکہلا دیا کہ یہہ تہے
اوس جوان نے انکی ہتیلی پر ہاتہ مارا کہ تہا غائب ہوگیا اور ساتہ ہی وہ جوان بہی غائب
تہا - یہہ جو دیکہتے مین کچہہ نہین ہے - نہ قبر کہدی ہوئی ہے نہ وہان کوئی کتا ہے نہ آدمی -
یہہ کہوکر گہر چلے آے شام کو کہانا کہا کر کہو تر بند کئے - اور اوس دن سے ہو سب چہوڑکر
مخصوص بندگان الہی سے ہوگئے -

بیانا ... وجہ ...

اور یہہ سوال وجہ حکمت سزا کا پوچہا ہے تو اوسکی ایسی حالت ہے کہ آجکل کے مذاق
کے مطابق اوسکے بیانمین زیادہ تطویل کی حاجت نہین ہے مختصر یہہ ہے -

وجہ اول ...

اول حق تعالے نے کوئی چیز بری پیدا نہین کی اختیار کے بعد اگر سزا نہ مقرر ہوتی تو یہہ معنی

ہوتے کہ وہ حکیم علی الاطلاق ایسا ہے کہ اوسنے بذریعہ افعال انسانی شر کو پیدا
کیا اور اوسکو پسند کیا [illegible] پیش ہوسکتا ہے

ہ وجہ سزا کی
ت انسداد
ق ہے

حق تو نے انسان کے لئے کوئی ذریعہ بہتر سے بہتر بنانیکا بعد دینے اختیار کے
کہ وہ سب سے برا ذریعہ بہتر سے بہتر بنا سکتا او نتا ہین رکہا - سزا انسداد کا ذریعہ ہے
ورنہ نظام عالم مین شر کی حالت ایسی نہ رہتی کہ اوس سے نتائج خیر پیدا ہوسکین
سزا مین جن چیزونکا لحاظ رکہا جاتا ہے وہ سب سے مقدم تین ہین - اول بدلہ لینا -
دوسرے مجرم کی ایسی حالت کر دینا کہ اوسمین مبتلا ہونا اعادہ سے روک سکے تیسرے
اوس اثر کا کہونا جو عامہ خلایق پہ اوس جرم کے واقع ہونیسے پیدا ہوا - مثلاً ڈکیتی یا قتل
مین اگر سزائے سخت نہ دیجائے تو وہ امن جو ایک ذریعہ ممکن صدور افعال کا ہے جاتا رہتا ہے
اور یہ مطالب صرف ڈرانے اور باتون سے حاصل نہین ہوسکتے - لازم ہوتا ہے کہ مرتکب
کو اوس تکلیف مین ڈالکر لوگون کو دکہلایا جائے اور یہ امر آجکل ایسا بدیہی ہے کہ اوسکی
ضرورت سے کوئی شخص انکار نہین کرسکتا - سزا سے ضرورت جزا اسلئے مرتفع نہین ہوتی

۴۴۴

کہ سزا محض انسداد ہے وہ ذریعہ نہین ہے کہ لازمی افعال حسنہ کے سوا اور افعال حسنہ
بہی صادر ہون جسکی شرح باب اول مین کیگئی ہے - اگر یہ سوال وجہ سزا کا پوچہتا ہے تو
بہی سوال از مدیہیات اور بیفائدہ ہے -

جواب قاضی صاحب متعلق وجوب

جواب قاضی صاحب عدل واجب ہے اوسمین یہ بات نہین دیکھی جاتی کہ فائدہ مکلف کا ہے یا نہین۔ چنانچہ عقل سلیم نسبت احکام الہی کے اور احکام بادشاہ کے نسبت سپاہی کے اسپر گواہی دیتی ہے۔ علاوہ اسکے ضرر عذاب کا بسبب تکلیف کے نہین ہے۔ کیونکہ اس حیثیت سے کہ وہ تکلیف ہے بہتر اور فائدہ مند ہے۔ ضرر رسان نہین کہ بیان اوسکا ہو چکا۔ ورنہ لازم آیگا کہ مومن مطیع کی تکلیف بھی موجب مضرت ہو بلکہ ضرر بسبب اختیار فسق اور ترک ایمان و اطاعت کے ہوتا ہے۔

اس جواب کی

(۱) جناب قاضی صاحب جو فرمایا ہے "کہ عدل مین یہ بات نہین دیکھی جاتی کہ فائدہ مکلف ہے یا نہین"۔ مجھے اس راے سے اتفاق نہین ہے۔ اسلیے کہ نسبت کفار کے صفت عدل متعلق نہین ہو سکتی کیونکہ عدل [illegible] ہوتے ہین [illegible] ظالم دوسرا مظلوم تیسرا وہ جو ظلم کو جزاءت تو لکر برابر کردے۔ جب کفر کی بحث ہوگی تیسرا نہوگا۔ ذات خداوند عالم اس سے بہت ارفع ہے کہ بمقابلہ کفار کے مدعی بنے اور تیسرے سے فیصلہ کرائے۔ اسلام کی صورتمین عدل متعلق ہوگا۔ اسلیے کہ ظلم ظالم کا اوسکی نسبت اوس خیر پہونچانیکا مانع تہا جو اوسکو بسبب اسلام کے پہونچنی چاہیے تہی۔ پس ہر عدل مین فائدہ مکلف کا ضرور ہے۔ کفار کے اوس معاملہ مین جب دونون فریق کافر ہون نفع عدل کا یہ ہے کہ پہر اوس سزا کے سزاوار ہون گے جو کفر کی ہے۔ بعد سزاے ظلم سزاے مزید

(۴) ان سب وجوہ سے پرستش اونکے مین مبالغہ کرنیکی خاص وجہ یہہ پیدا ہوتی ہے کہ یہہ
حکم بلا واسطہ پہونچا تہا اور اسلئے ایسا حکم تہا جسکی صحت مین کوئی شک نہین ہوسکتا تہا۔ اور
اسلئے یہہ مقابلہ زیادہ بڑا تہا کہ وہ رو برو مقابلہ کرتا تہا۔ خداوند عالم نے اسی لئے ارشاد فرمایا ہے
کہ یہہ فعل تکبر کا تہا اور شیطان کافر ہوگیا۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شیطان پہلے سے کافر تہا
بعض نے فرمایا ہے کہ اس فعل کے سبب سے کافر ہوا۔ دونون مین کوئی فرق نہین اسلئے کہ فرشتونکے
اور مقام قرب مین ہونا خود دلیل عدم کفر کی ہے پس جو علما فرماتے ہین کہ وہ پہلے سے کافر تہا
معنی اوسکے یہہ ہین کہ جسوقت اوسنے یہہ نیت کی تہی کہ مین سجدہ نکرونگا کافر ہوچکا تہا اور اظہار انکار
مطابق اوس نیت کے بعد کفر تہا۔ سبق کفر اسطرح نکلتا ہے کہ آیہ سورہ اعراف اور آیہ سورہ بقر مین
جو ذکر قصہ سجدہ کا ہے ایک کے معنی یہہ ہین کہ خلق آدم سے پہلے حکم سجدہ دیدیا تہا دوسرے کے یہہ ہین
کہ جب ذکر خلافت کیا تب بعد اتمام حجت دوبارہ حکم سجدہ دیا۔ جب دو دفعہ حکم ہو زمانہ فاصل کا
وجود لازم آئیگا۔ پس جن علماء کی یہہ رائے ہے کہ دو دفعہ حکم سجدہ ہوا اونکی یہہ رائے ہوئی ضرور ہے
کہ اول حکم کے بعد جب شیطان نے انکار کی نیت کری کافر ہوگیا۔ جب دوسرے حکم کے بعد مطابق
نیت کے انکار کردیا ظہور کفر کیا اور شیطان پہلے سے کافر تہا۔

جاننا چاہئے کہ گناہ اور کفر مین ایک فرق ہے گناہ اوسوقت گناہ ہے جب وجوب انکار
نہو مگر عمل وجوب پر نہ کیا ہو۔ لیکن گناہ اوسوقت کفر ہے جب یقین ہو جائے

کہلاتا

کہ حکم الہی یون ہے مگر وہ حکم غلط ہے ۔ اسیواسطے علماء قائل ہوئے ہین کہ جو شخص نماز

نہ پڑھے اور نہ پڑھنے کو یہ سمجھتا ہو کہ مین برا کرتا ہوں تو وہ صرف گنہگار ہے ۔ اور جو یہ

سمجھے کہ نہ پڑھنا اچھا ہے وہ کافر ہے ۔ یقیناً یہ رائے اسقدر صحیح ہے کہ کوئی عاقل اس سے

(٢٠٦)

انکار نہین کرسکتا اور اون لوگون کا ارشاد کہ احکام شرعی احکام ظاہری اور قابل ترک

ہین یا جوازاً ترک ہوسکتے ہین بہت بڑے خطرہ سے خالی نہین ہے ۔

وجہ پنجم : نتیجہ فلانہ

سجدہ نشانی اطاعت کی ہے اور اطاعت سے عزت پیدا ہوتی ہے چنانچہ دنیا

مین بھی مقربان بارگاہ سلطانی زیادہ مطیع ہوتے ہین اور وہی زیادہ عزت پاتے ہین ۔

ذلت نقیض عزت ہے اسلئے جب کوئی شخص نقیضین مین سے ایک نقیض کو اختیار کرے

یقیناً وہ دوسری نقیض سے محروم ہو جائیگا تو حقیقت مین جو سزا شیطان کو دیگئی وہ

نتیجہ لازم اوسکے فعل کا تھا جو اوس سے جدا نہین ہوسکتا تھا ۔ چنانچہ خداوند عالم نے بھی [illegible]

ارشاد فرمایا ہے کہ تو بھی ذلیلون کا ایک ذلیل ہے بہشت سے نکل باہر ہو ۔ اسصورت مین

یہ سوال اسلئے بھی مہمل ہے کہ مثال اوسکی ایسی ہے کہ جیسے کوئی سوال کرے کہ جینے

جمال گوٹے کہائے تھے دست کیون آنے لگے ۔

ناسی سوال مفرقون

یہان مجکو علامہ شہرستانی کا وہ قول یاد آتا ہے کہ شبہات شیطانی نے طرح طرح کے

ضرر کئے ۔ چنانچہ اس شبہہ نے بھی وہ ضرر پہونچایا ہے [illegible] جسکے تصور سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین ۔

چاہئے خیال کرنا چاہئے کہ فعل شیطان مقابلہ صریح اور کفر عظیم تہا کیونکہ آخر زبردست حاکم کا
تو وہی مقابلہ کریگا جسمین مقابلہ کی طاقت ہوگی۔ اگر شیطان ایسا احمق تہا کہ بغیر طاقت کے
مقابلہ کرتا تہا تو ایسے احمق کی بات قابل توجہ نہین ہو سکتی۔ اگر سمجہا تہا کہ طاقت مقابلہ کی ہے
تو بہی حماقت محض تہی - خالق کے مقابلہ مین مخلوق کی کیا طاقت لیکن ایسا سمجہنا اپنے
آپ کو خدا کا مدمقابل سمجہنا ہے۔ اور یہ دعوی خدائی ہوا۔ یہ دعوے یقیناً آخر مرتبہ کفر
کا ہے لیکن بعض حضرات اس حد کفر کو کمال عرفان سمجہتے ہین۔ اور حضرت شیطان کو سید
العارفین - یہ ضرر عظیم ہے - مناسب ہے کہ مین بیان حقیقی سید العارفین کا ذکر کرون
جنکی جانب تمام اولیاء اللہ کا سلسلہ بالاتفاق منتہی ہوتا ہے وہ ذات بے مثل و نظیر
جناب علی بن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ کی ہے اونکے عرفان کا یہ حال تہا کہ جب
وقت نماز آتا تہا ہاتہ پاؤنمین رعشہ پڑجاتا تہا اور وہ بدن جو پہلوانون کو مثل چیونٹی کے
مار ڈالنے کا زور رکہتا تہا اور در قلعہ خیبر سی بہاری اور سخت چیز کو اوکہاڑ ڈالنے
کی طاقت رکہتا تہا موم کی مثال ہو جاتا تہا۔ چنانچہ وہ روایت مشہور ہے کہ آنجناب کے
پاؤن مین ایک تیر کسی لڑائی مین لگا اور ٹخنے کی ہڈی مین سے نکل کر رہگیا اوسکے
نکالنے مین آنجناب (روحی فداہ) کو ایسا الم ہوتا تہا کہ لوگ سمجہتے تہے کہ تحمل سے
زیادہ ایذا ہوگی جبوقت وہ جناب مقدس نماز کو کہڑے ہوئے وہ تیر نکال لیا گیا

اور اسطرح

اور اسطرح نکلا کہ خبر بھی نہین ہوئی - وجہ یہہ تھی کہ تن اور بدن کی ہڈیان خوف الہی سے مثل موم کے نرم ہوگئی تھین - یہہ مرتبہ عرفان کا ہے - یہہ عرفان نہین ہے کہ مزے مین پڑے رہے اور جو چاہا کیا - تنبیہ میری مجال نہین ہے کہ ایسے سردار کے سلسلہ والون کو برا کہون - اعتراض اون لوگون کے متعلق ہے جو جوش عرفان مین اپنی سید کی راہ سے جدا ہو جاتے ہین -

دوسرا فرق مذموم کا ہے

ایک ضرر عظیم یہہ ہے کہ اس استحسان سے قیاس مذموم پیدا ہوا ہے جسکی مثال خود یہی بحث ہے یعنی آدمی کی طرف سجدہ کرنا گناہ عظیم ہے - جو سجدہ نہ کرے مستحق ثواب ہے پس شیطان کا سجدہ نکرنا بہی مستحق ثواب تھا - غلطی قیاس کی یہہ ہے کہ عموماً سجدہ نہ کرنا (آدمی کو) مطابق حکم کے ہے جسکی تعمیل نے ثواب پیدا کیا شیطان کا انکار خلاف حکم کے ہے جسنے عذاب پیدا کیا - ہمکو جو سوائے اللہ تعالی کے سجدہ کی ممانعت ہے بڑی وجہ اوسکی یہہ ہے کہ مابین ہمارے اور خدا کے کوئی ہم سے بہتر نہین ہے - اگر ہم دوسرے کو سجدہ کرین معنی یہہ ہوتے ہین کہ ایکطرف ہم انعام الہی کا انکار کرتے ہین دوسری طرف اپ فضل کرتے ہین جس سے شبہ ہو کہ ہم دوسرے کو خدا جانتے ہین - مابین شیطان اور خدا کے ایک دوسرا بہتر موجود تہا - اگر خداوند عالم کسیکو ہم سے بہتر بناتا اور یہہ حکم دیتا کہ تم اسے سجدہ کرو اور وجہ اوسکی صرف یہہ ہوتی کہ وہ تم سے بہتر ہے تو شبہ دوسرے کے خدا ماننے کا جاتا رہتا اور سجدہ جائز ہو جاتا - اور جب حکم دیا جاتا تو اوسے

موجاتا جسکا ترک مستوجب عقاب ہوتا ۔ قیاس مذکور کو کام فرمایا گیا ہے اسباب سے ہی غفلت

کیگئی ہے کہ حکم سجدہ شیطان کے لئے بنابر تکمیل عرفان کمال قدرت کے تہا ہمارے لئے سمجھ کا حکم اس بنا پر ہے ۔

۳۴۸

اسی قیاس سے وہ سارے قیاسات پیدا ہوئے ہیں جو حکم کی عظمت و مصلحت ترک

کرنیکے عذر کیے جاتے ہیں ۔ یہانتک اس قیاس نے وسعت پیدا کی ہے کہ اگر آجکل کے قیاسات

کو دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ اوسیکی وجہ سے تمام افعال تعبدی معطل اور بیکار ہوگئے

ہیں اور ایک مادہ سرکشی کا پیدا ہوا ہے جسکے ضربات ہی ایسے ہیں اونکی تفصیل اپنے مقام پر بیان کیجائیگی ۔

دفع دخل اسباب کا شیطان کا وجود جب حکمت ہو سزا غلط ہوگی

اس سوال کے سبب سے یہہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ فعل شیطان ذریعہ وجود میں آنے اون حکمتوں کا

تہا جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا تہا اسلیے قابل سزا نہ تہا ۔ یہہ غلط ہے ۔ اسلیے کہ افعال کا مدار

نیّت پر ہے ۔ شیطان کی نیّت اضلال کی تہی حکمت الٰہی سے کہ اوسکو جو کام کا بنایا

نیّت شیطان کو کچھہ تعلق نہیں ہے

پانچوان سوال

جبکہ مجکو پیدا کیا اور تکلیف طاعت کی عموماً وخصوصاً فرمائی مگر مینے اطاعت نہ کی اور مجھے ملعون کرکے نکال دیا تو پہر مجھے اسطرح کیون چہوڑ دیا کہ مین جنت مین جانے پایا اور حضرت آدم کو وسوسہ مین ڈالکر گیہون کہلا دیا اور پہر اونکو بہی جنت سے نکال دیا۔ اگر مین جانے نہ پاتا حضرت آدم ہمیشہ جنت مین رہتے اور مجہسے محفوظ رہتے اسمین کیا حکمت ہے۔

(206)

جواب

میر سید صاحب فرماتے ہین کہ مطلب اس سوال کا یہ ہے کہ اللہ نے شیطان کو کیون جنت مین جانے دیا۔ اوسنے حضرت آدم کو وسوسہ مین ڈالکر وہ چیز کہلا دی جس سے ممانعت ہوئی تہی اور جنت سے نکالے گئے اسمین کیا فائدہ ہے۔ جواب اس سوال کا یہ ہے کہ اسمین تو بہت ہی بڑی منفعت ہے کیونکہ اگر حضرت آدم جنت مین ہمیشہ رہتے تو وہی اکیلے رہا کرتے اور اوس مرتبہ مین رہتے جو اول وجود مین حاصل ہوا تہا یہ کمال جو بذریعہ حاصل کرنے دوسری فطرت کے جو پہلی خلقت سے بلند ہے حاصل ہوا ہرگز ہوتا۔ جب وہ زمین پر اوترے اونکے صلب سے اسقدر اولاد پیدا ہوئی جنکی گنتی نہین ہوسکتی۔ وہ اولاد اللہ کی عبادت اور اوسکی اطاعت

قیامت تک کرینگے۔ اور انھین سے ہر زمانہ کے لوگ اپنے علم و عبادت کی قوت سے جنت مین جاینگے۔ انبیاء کے پیدا ہونیسے اور اولیاء کے جنمین سے ہمارے پیغمبر سید المرسلین صلعم اور اونکی اولاد معصومین ہے اور تمام انبیاء دیگر کے وجود مین جو فایدہ ہے اوس فایدہ سے کون فائدہ برتر اور بہتر ہوسکتا ہے۔ ضرور حضرت آدم کے زمین پر تشریف لانے سے دنیا شروع ہوئی اور وہ وقت شروع ہوا کہ درجہ برگزیدگی کا حاصل کرتے اور یہہ بڑی حکمت اور بڑی نیکی ہے۔

قاضی صاحب کا جواب کہ مصلحت حضرت آدم کا مرتبہ بلند پہونچانا تھی

قاضی صاحب ـ مصلحت اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنت مین جانے دیا اور حضرت آدم کو وسوسہ مین ڈالنے دیا یہہ تھی کہ حضرت آدم اور حوا اوس سے مجاہدہ اور مقابلہ کرین اور اوس ذریعہ سے مرتبہ عالی پر پہونچین۔ چنانچہ حضرت آدم اور حوا ہمیشہ شیطان سے بچتے رہے تھے اور مخالفت کرتے تھے یہانتک کہ شیطان نے بھیس بدلا اور دوسرے روپ مین آکر جھوٹی قسم کھائی اور اون دونون بزرگون کو مبتلاء بلا، ارتکاب ترک اولے کر دیا۔

راقم کا جواب کہ ... مقصود تھا

راقم کا جواب۔ سوال مین وجہ اعتراض کا بیان یہہ ہے کہ اگر جنت مین جانے نہ پاتا حضرت آدم ہمیشہ جنت مین رہتے اور مجہہ سے محفوظ رہتے اگر یہی وجہ اعتراض کی ہے تو جواب اوسکا جو بہ سابقہ مین بیان ہو لیا۔ یعنی وہ خلیفۃ اللہ زمین پر جانیکے

سے نئے خلق ہوے تہے اس سامان کے بعد جانا بنظر تکمیل کارخلافت ہبی اور بنظر حضرت آدم ہبی اور بنظر بنی آدم ہبی اور نیز بنظر حکمت عالم ضروری تہا - اور بنظر اون ترقیوں کے جو انسان کو دینی تہین ضرورتر تہا - بس جسقدر حکمتین ترقی انسان اور وجود شیطان کی بیان کی گئی ہین وہ سب یہان متعلق ہین یہ شیطان کا جنت مین جانے دینا مطابق اون حکمتوں کے شروع عمل تہا اور ضروری اور لازم - اس صورتمین یہہ سوال ہبی اعادۂ مفیدہ سے فی الحال اس سوال مین اور شاخین لگائی جاتی ہین اور یون اعتراض کیا جاتا ہے کہ حق تعالی نے ایکطرف حضرت آدم کو درخت گندم کے کہانے سے ممانعت کرکے عہد لیا دوسری طرف شیطان کو جنت مین پہونچنے سے نہ روکا یہہ قابل اعتراض ہے جسکی مثال یہہ ہے کہ چور سے کہے چوری کر ساہ سے کہے جاگتا رہ - جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ مثال اس جگہ دینا قیاس کی غلطی ہے وہ غلطی یہہ ہے کہ عہد لینا اور ممانعت حضرت آدم کو کمال مصلحت اور کمال شفقت پر مبنی تھا جسکا بیان باب سوم مین کیا گیا - جو لوگ اس مثل پر عمل کرتے ہین ساہ کے جاگتے رہنے کی نصیحت اسلئے کرتے ہین کہ اونکے اوپر اعتماد پیدا ہو اور بسبب اعتماد کے الزام آیندہ سے محفوظ رہین - یعنی وہ فعل بد کے اخفا کی تدبیر ہے یہہ حقیقت مین شفقت اور بہلائی ہے - باقی رہا چور سے کہنا چوری کر حق تعالی نے ہرگز ایسی صلاح شیطان کو نہین دی - یہانتک کہ جب اوسنے مقصد اضلال کو

ظاہر کیا اور سپر رضامندی بہی ظاہر نہین فرمائی بلکہ فرمایا کہ جو جو تیری پیروی کریگا ہم بلاشبہ
اونسے جہنم کو بہر دینگے۔ باقی رہا ایسی تدبیر کا ترک کرنا کہ شیطان کے اضلال کو معدوم کیا جاتا
وہ ترک اسلئے کیا گیا کہ اضلال مین بڑی مصلحت تہی جسکا بیان جواب سوال اول مین مختصراً
اور ابواب سابق مین بسط کے ساتہہ مذکور ہے جسمین سب سے بڑی بات یہہ ہے کہ نیکی نیکی نہوتی اگر بدی نہوتی

- یہہ سوال آجکل اسلئے مشکل معلوم ہوتا ہے کہ جیسا فعل جرم سمجہا جاتا ہے
ویسا ہی ترک فعل بہی جرم جانا جاتا ہے حالانکہ ترک فعل اوسوقت جرم ہوتا ہے جب فعل
واجب ہو جیسے پولس کے لیے مجرم کا گرفتار کرنا - بہ ترک جرم نہین ہوتا اس بحث مین
خود بخود یہہ خیال کر لیا گیا ہے کہ حق تعالی نے جو شیطان کو جنت مین جانے سے روکنے کا فعل
ترک کیا وہ فعل اور روکنا واجب تہا حالانکہ ہرگز واجب نہ تہا - پس اول وجوب ثابت
کرنا چاہئے تب ترک پر اعتراض کرنا چاہئے - علاوہ برآن وجوب الہی اور وجوب
عباد مین ایک فرق ہے اوسکو بہی ملحوظ رکہنا چاہئے - وجوب الہی اس معنی مین واجب ہے
کہ حق تعالی سے کوئی فعل خلاف مصلحت اور حکمت کے صادر ہونیکا امکان نہین ہے - انسان
پر وجوب بذریعہ قاعدہ کے ہوتا ہے جو دوسرے نے مقرر کیا تہا - مسلم ہے کہ ہر قاعدہ تنظیم
اپنے حد مقرر اکوئی
بہتر سے بہتر نہین ہوتا - کیونکہ اچہے سے اچہے قاعدہ سے بہی ناانصافی
واقع ہوتی ہے - پس فرق یہہ ہے کہ قاعدہ الہی کا معیار مصلحت ہے قاعدہ انسانی کا معیار
قاعدہ

قاعدہ ہے خواہ مصلحت ہو یا نہو - اس اصول سے لازم آئیگا کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے کیا خواہ وہ
ترک ہو یا فعل وہی واجب تھا اور اسلئے اوسکے افعال کے متعلق کسی ترک کو خلاف وجوب کہنے
کا امکان نہین ہے -

(208)

ترک ممانعت جنت کا، ملائکہ کا، نہ تھی

اگر ان سب امور سے بھی قطع نظر کری جائے تو یہ امر غور کے قابل ہوگا کہ شیطان جنت مین
کیونکر جانے پایا - قرآن مجید مین اسکا ذکر نہین ہے - احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے
اپنا بھیس بدلا اور ایسی صورت بنائی کہ حضرت آدم نہ پہچان سکے کہ یہی شیطان ہے - اور

فعل کا فرشتون کے

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طاؤس جنت کے منہ مین چھپکر گیا تہا پس روکنے کے
متعین ہونا خیال کیا جاسکتا ہے - پس اس صورت مین ترک فعل متعلق ذات الہی کے

۳۵۳

نہوا اور فرشتون نے نہین روکا اونکے لئے اسلئے جرم نہوا کہ وہ دہوکہ مین تھے - اس
صورت مین صرف یہ امر باقی رہیگا کہ خداوند عالم نے مطابق اپنے علم غیب کے کیون نہین عمل

بر جزو

کیا - علم غیب کے مطابق عمل کرنا خلاف حکمت ہے اسلئے کہ ~~اوس وقت علم کے ذریعہ سے~~
کہ اوس صورت مین علم علت افعال مخلوق ہو جائیگا اور مخلوق
~~جب ... افعال سبب علم کے صادر ہونگے اور علم علت افعال ہو جائیگا~~
بری الذمہ ہو جائینگی - مثال جبکا یہ ہے کہ نہ عالم عالم ہو سکتا نظام عالم موجودہ
~~... نہین ہوتا~~ - خلاصہ اس
تقریر کا یہ ہے کہ جو افعال متعلق اضلال یا تمکن اضلال واقع ہوئے وہ افعال الہی نہ
تھے - افعال شیطان یا فرشتگان یا بنی آدم کے تھے - پس ایسے امور کو افعال الہی کہ

اعتراض مین پیش کرنا غلط محض ہے -

یہہ جواب عوام کے سمجھنے کے قابل نہین ہے لیکن اعتراض زبان زد عوام ہے اسلئے

مناسب ہے کہ ایسی تقریر بیان کیجاے کہ عوام کے مذاق کے مطابق ہو -

نہ روکنا خدا کا فعل نہ تہا اگر یہہ بات خیال مین نہین آسکتی اور اسے خدا ہی کا فعل جانتے ہو

تو جاننا چاہئے کہ یہہ مصلحت کہ حضرت آدم دنیا مین آئین اونسے اولاد پیدا ہو جنمین انبیاء

اور اولیاء ہون اتنی بڑی مصلحت ہے اوسکے لئے شیطان کو جنت مین جانے دینا بُرا نہین ہوسکتا -

ایسی ہی تدبیر ہے جیسے دواؤنمین ضرورت ہوتی ہے کہ اونکو آگ پر رکھکر اوبالتے ہین

اونکو کوٹ پیسکر اعلی درجہ کا بناتے ہین یہہ اعتراض کہ یہون آنچ پر رکہنے سے تکلیف

مین پڑے - اونکی صورت بگڑگئی - دوا ہوکر اونکی لطافت جاتی رہی غلط ہے - اسلئے کہ

وہ صورت اور نوعیت طریقہ وجود مین آنیکا تہا یہہ حالت کام مین آنیکی ہے وہانتک

فوائد جیوٹے اور اور طرح کے تہے اوسوقت سے اور طرح کے اور زیادہ عمدہ شروع ہوتے

ہین - پس آنچ پر رکہنا یہو نکا جیسے قابل اعتراض نہین حضرت آدم کے لئے ذرائع

امتحانمین ڈالنے کی تدبیر کرنی ہی قابل اعتراض نہین - تہوڑی سی سمجہ کا فرق ہے -

ظاہر ہے کہ تغیر فائدہ کے لئے شروع ہوا تہا اور تغیر متعلق روحانی قوتون اور روح کے

بدون شیطان کے شروع نہین ہوسکتا تہا - اسلئے شیطان کو جنت مین جانیکی ممانعت

نہین کیگئی

نہین گیگئی کیا آپ نہین دیکہتے کہ جب روٹی پکاتے ہین آگ دہونڈہ کر لاتے ہین کوشش
سے پیدا کرتے ہین - عداوت کی آگ حضرت آدم سے شیطان کے دلین تہی اور وہ تلاش
کرتا تہا کہ کسی طرح آدم اور اولاد آدم کو جنت سے بہکا نیگا اوسنے بیڑہ اوٹہایا تہا ذریعہ ملے -
اس مصلحت سے خداوند عالم نے اوسے روکا نہین اور یہہ بُرا نہ تہا کیونکہ ایکطرف
یہہ فوائد تہے دوسری طرف یہہ بات تہی کہ اگر روک دیا جاتا تو مارہی کیون نہ ڈالا جاتا -
دونو نہین یعنی روکنے اور مار ڈالنے مین یہہ بُرائی تہی کہ شیطان نے بعد اس سزا کے بہی
غرور کیا تہا کہ مین سبکو بہکاؤنگا یعنی تو تو اچہا ہی کے نے دنیا بناتا ہے مین تیری تدبیر
توڑ دونگا - مخلوق کو تجہہ سے پہیر کر بُرا کر دونگا - اگر خداوند عالم اسکو جائز نہ رکہتا عجز تہا
یعنی تدبیر کا مقابلہ تدبیر سے نہ تہا اسلئے خدا نے شیطان کو نہ مارا نہ اوسکی تدبیر روکنے کا
سامان پیدا کیا تا کہ ظاہر ہو کہ ہم مین یہہ قوت ہے کہ تمہاری بُرائی کو بہلائی مین بدل
دینگے - اگر ایسا نہوتا شیطان کا غرور نہ ٹوٹتا - دیکہئے اس فعل مین کیسی مصلحت ہے -
اللہ تعالیٰ کی نسبت یہہ اعتراض اسلئے زور کا معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر یہہ تدبیر بُری معلوم
ہوتی ہے - حقیقت مین بُری نہین مسلم ہے کہ مکر جسوقت ضرورت کے لئے کیا جائے
وہ اچہی چیز ہے چنانچہ لڑائی جب ہوتی ہے مکر کیا جاتا ہے الحرب خدعۃ مشہور ہے
یہہ خدعہ بُرا نہین ہے - اسلئے کہ بغیر اسکے آدمیون کے مارے جانیکے فتح کا ذریعہ

ہوتا ہے اور بہت بڑی بہلائی ہوتی ہے۔ آپ روز پولیس والونکو دیکہتے ہین کہ مجرمون
سے اندرونی بہیل کرکے وعدے کرتے ہین جو جہوٹے ہوتے ہین یہ فعل اسلئے جائز رکہا
جاتا ہے کہ وہی فعل مجرم کے سزا پانیکا باعث ہوتا ہے اور اوس سے چوریون اور دیگر افعال
بد کی روک ہوتی ہے مجسٹریٹون کو آپ ملاحظہ فرماے کہ اس عہد توڑنیکا کہ مجرم سارا
حال کہدے اور شرکاکے نام بتلادے اوسکا قصور معاف کردیتے ہین۔ اس افشاء کا
جو بدعہدی ہے یہ انعام ہوتا ہے کہ بدعہد پہانسی اور حبس دوام سے نجات پاجاتے ہین۔
آپ ملاحظہ فرماے کہ کوئی شخص اگر صلاح کرے کہ ~~جناب~~ کسی بادشاہ کو ہلاک کرون اور
صلاح کرنے والے قسم سے سخت عہد کرلین کہ راز افشا نکرینگے مگر کوئی انمین سے اس
بات کی توفیق پاے کہ اس راز کو کہول دے تو کوئی اوسے برا نہ کہیگا بلکہ انعام دیگا
نقض عہد برا معلوم ہوتا ہے یہان ہرگز برا نہین۔ اسلئے کہ عہد مبنی بر شر تہا —

چہٹا سوال

چہٹا سوال

شیطان کو اولاد پر اسطرح کیون مسلط کیا کہ وہ شیطان کو نہین دیکہہ سکتے

جبکہ مجکو پیدا کیا اور ہدایت کی عموماً اور سجدہ آدم کی خصوصاً تکلیف دی اور نافرمانی پر نکالدیا اور پہر جنت مین جانے دیا اوسوقت مجہہ مین اور حضرت آدم مین دشمنی تہی - پس مجکو اونکی اولاد پر کیون مسلط فرمایا - اور وہ بہی اسطرح کہ مین اونہین دیکہتا ہون وہ مجہے نہین دیکہتے میرا وسوسہ اونمین اثر کرتا ہے اونکی قدرت وقوت واستطاعت مجہہ مین اثر نہین کرتی - اسمین کیا حکمت ہے کیونکہ اگر وہ مطیع اور فرمانبردار پیدا ہوتے کوئی اونکا دہوکے دینے والا نہوتا - پاک زندگانی عبادت واطاعت کے ساتہہ بسر کرتے زیادہ بہتر اور شایان حکمت تہا -

جواب

میر سید علی صاحب جواب کی ضرورت نفس اسکا باعث اور حدیث قدسی کا بیان -

میر سید ۔ ۔ ۔ فرماتے ہین کہ مطلب اس سوال کا یہ ہے کہ باوجود اسکے کہ شیطان اولاد آدم کا دشمن سخت ہے اوسکو اسطرح کیون غلبہ دیا کہ وہ اونکو دیکہتا ہے اور ذریت آدم اوسکو نہین دیکہتی - اور جواب دیتے ہین کہ نفوس آدمیون کے جب پیدا ہوتے ہین ضعیف اور کمزور ہوتے ہین - ضرور بعضونمین مادہ نیکی کرنیکا اور اعمال کی روشنی مین آنیکا زیادہ ہوتا ہے - بعضونمین مادہ بدی اور خواہشہائے نفسانی پر عمل کرنے کا زیادہ ہوتا ہے - پس اگر اغوا اور بہکانا نہوتا تو نفوس جیسے پیدا ہوتے ویسے ہی الگ الگ رہجایا کرتے پہر ترکیب کیسے ہوتی - اس مادہ مین مٹی بہی تو شامل ہے جو خواہشونکی طرف لیجاتی ہے - پس دنیا مین بدی اور نیکی جو دونون ملی ہوئی ہین اگر نہوتین دنیا نہوتی -

(۲۱۵)

چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ معصیت آدم کو ہمنے سبب دنیا کے پیدا کرنیکا گردانا ہے اور دوسری

حدیث میں ہے کہ اگر تم گناہ نکرتے تو اللہ تعالیٰ تمکو اوٹھا لیتا اور تمہاری جگہ دوسری دنیا پیدا کرتا۔

راقم۔ اس جواب میں صرف اسباب کی شرح کرنیکی ضرورت ہے کہ مقصود حدیث قدسی کا یہ نہیں ہے

کہ اللہ تعالیٰ کو گناہ عباد اسقدر پسند ہے کہ اگر ہم گناہ نکرتے مستوجب سزا سے موت ہوتے ہیں بلکہ مقصود

یہ ہے کہ یہ عالم جو نکہ ترقی کاہ ہے جو بذریعہ اختیار دیجاتی ہے اگر اوسمین اضداد شامل نہوتے تو عالم اس

ترکیب کا نہوتا۔ چونکہ اضداد مرکب کا قیام بذریعہ اضداد ہے جب کوئی ضد نکل جاتی خود بخود

فنا ہونا لازم آجاتا۔ چونکہ گناہ اور ثواب اضداد میں جب ایک ضد اسمین سے بھی نکل جاتی

فنا لازم آجاتا۔ جیسے گورکھ دھندے میں سے ایک جزو نکال لینے سے سارا گورکھ دھندا کھل جاتا ہے۔

قاضی صاحب۔ فرماتے ہیں۔ جواب اس سوال کا وہی ہے جو پانچویں سوال بلکہ پہلے سوال کے

جواب میں بھی بیان ہوا۔ صرف اس اعتراض کا جواب دینا باقی ہے کہ اسمین کیا حکمت ہے کہ انسان کو

اوس فطرۃ صحیحہ پر جسپر پیدا کیا تھا نرہنے دیا۔ وہ یہ ہے کہ اگر شیطان کے وسوسے آدمی میں نہوتے نیک و بد کا

ظہور نہوتا جب یہ ظہور نہوتا اللہ تعالیٰ کی صفت عفو و غفران کا ظہور نہوتا۔ کہ یہ دونوں صفتیں تیرے کمال کی صفتیں ہیں۔

راقم۔ اگر اس جواب کے یہ معنی ہیں کہ نیک و بد کا ظہور اظہار صفت عفو و غفران کی نظر سے کیا

گیا تو اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ بیان اسکا باب چہارم میں کیا گیا ہے کہ اگر بعد دینے اختیار کے خداوند

عالم مغفرت کرنا اختیار نفرماتا تو کوئی الزام نہ تھا اسلئے صفت عفو و غفران ابتدائی ہے۔

تنبیہ

جواب راقم - یہ سوال دو امر کا استفسار ہے اور ایک دفع دخل مقدر ہے پہلا جزو سوال کا یہ ہے کہ اولاد آدم پر مجھے باوجود علم اسبابت کے کہ میں اونکے باپ کا دشمن ہون کیون مسلط کیا - دوسرا جزو سوال کا یہ ہے کہ اسطرح کیون مسلط کیا کہ وہ مجھے نہین دیکھ سکتے مین اونہین دیکھ سکتا ہون - یہ بڑی سختی ہے - دخل مقدر یہ ہے کہ جواب ان دونون اعتراض کا اوسنے یہ فرض کیا ہے کہ دفع شر نکرنا موجب نظام عالم ہوگا - اوسکا یہ جواب دیتا ہے کہ اگر انسان مطیع ہوتے زیادہ بہتر اور شایان حکمت نظام تہا - سوالات ماضیہ مخصوص اپنے اور حضرت آدم کے تھے - یہ سوال اوسکا تو ان متعلق اپنے اور اولاد آدم کے شیطان نے کئے ہیں - پہلے جزو کا یہ ہے کہ حق تعالی نے شیطان کو بنی نوع انسان پر مسلط نہین کیا حق تعالی نے فرمایا ہے کہ بعد مردود ہونے کے شیطان نے مہلت مانگی کہ مجھے قیامت تک زندہ رہنے دے - اور جب ملی تو ظاہر کیا کہ مین جملہ بنی نوع انسان کو باستثناء اون لوگون کے جو تیرے خاص بندہ ہین ضرور گمراہ کرونگا - حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ جو تیری اطاعت کریگا اون سب سے جہنم کو بھر دونگا - اس سے ہرگز یہ نہین نکلتا کہ اللہ تعالی نے شیطان کو مسلط فرمایا ہے - بلکہ یہ فعل ہی کہ مسلط ہوگیا خود شیطان کا ہے جسکا تمکن اوسکو اپنی نوعیت کی وجہ سے ہوا - اپنے فعل سے حق تعالی پر اعتراض کرنا شرارت محض ہے - شبہ ہو کہ بعض ادعیہ مین ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی نے شیطان کو مسلط فرمایا ہے اسلئے کہ مقام دعا مقام بیان حقیقت نہین ہے چونکہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ بازگشت جملہ امور کی ہماری طرف ہے اسلئے وقت دعا ہر خیر کا ملا بیان وجوہ طرق ہوگی

جواب اسکا کہ شیطان کو اللہ نے آدم پر کیوں مسلط کیا -

(۲۱۱)

(۲)

طرف نسبت کرنا بہتر ہوتا ہے کہ وہ ایک طرف اظہار و اعتراف کمال قدرت ہے دوسری

طرف اپنی ہر طرح مجبوری کا اظہار۔ جو دعا کے لئے ضروری ہے۔ اگر یہ اعتراض مہلت

دینے پر ہے تو جواب اسکا باب سوم مین ذکر کیا گیا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ جب وجود شیطان

مبنی بر مصالح ہے بقا مصالح لازم ہے۔ اور یہ اعتراض ہی ہوگا ہے۔

جواب جز و ۰۰ یہ امر کہ شیطان اسطرح کیون مسلط ہے کہ انسان اوسے نہین دیکھ سکتے

جواب اوسکا کئی طریقہ سے دیا جا سکتا ہے (۱) یہ کہ شیطان اگر اسطرح مسلط کیا جاتا کہ

انسان اوسے دیکھ سکتے اوسکی نوعیت و ماہیت بدلنی پڑتی یعنی اوسے دیکھنے کی

قابل بنانا پڑتا۔ پس یہ جزو سوال کا ہی مہمل ہے۔ اسلئے کہ جو مخلوق قابل رویت نہین

اگر یہ سوال کرے کہ مجھے دکھلانے کی قابل کیون نہین بنایا تو معنی یہ ہین کہ آدمی سوال کرے

کہ مجھے پر کیون نہین دئے یا سانپ سوال کرے کہ مجھے پانون کیون نہین دئے یہ سوال

لغو ہے اسلئے کہ متعلق قلب ماہیت کے ہے۔

(۲) اول بموجب ارشاد الہی کے انسان دو چیزون سے مرکب ہے۔ جسم و روح۔ یعنی

اوسمین وہ چیز بھی ہے جو کرہ ارض سے لیگئی ہے اور وہ بھی جو عالم بالا سے لیگئی ہے

جسم کے دشمن باعث ترقی ارضیات ہو سکتے ہین۔ روح کا دشمن یعنی باعث ترقی

کرہ ارض مین سے نہین ہو سکتا ورنہ ارضیات مین سے ہوتا اور روح کا دشمن نہونا چاہئے

(ارضیات میں سے نہیں ہو سکتا)

بس یہ لازمہ اوس ترکیب کا ہے جو ذریعہ ترقی وجود انسانی ہے - یہ بیان ہو چکا ہے

ذریعہ ترقی ہر جزو کا اور ہر خاصہ کا موجود کرنا چاہیے ورنہ جس جزو کا نہوگا بلا اسباب ترقی رہیگا

ی رہا یہ امر کہ افعال روح علحدہ کیا ہین اور افعال جسم علحدہ کیا ہین بتلانے چاہئین

، دونون کے دشمن کے وجود مین لانے کا نفع ظاہر ہو جائے - بس جاننا چاہیے کہ روح و جسم

سانی مین ایسی ترکیب واقع کی گئی ہے کہ ایک کے افعال دوسرے پر موقوف ہین - اسلئے

ہ اکر کے تبلانا کہ یہ فعل روح کا ہے یہ جسم کا دشوار ہے - تاہم افعال انسانی دو قسم پر

سطرح منقسم ہو سکتے ہین کہ ایک قسم وہ ہے جسمین نفع روح کا مقدم ہے اور نفع

مانی بالتبع ہے - دوسری قسم وہ ہے جسمین نفع جسم کا مقدم ہے اور نفع روح کا

تبع ہے - مثلا علم کا - عرفان ذات الہی کا - یہ ایسے منافع ہین جسمین روح کا نفع

مقدم ہے - مثلا کہانا - پینا - اور دیگر خواہشونکا بطریق جایز بر لانا - یہ ایسے منافع

ہین جنمین نفع جسم کا مقدم ہے - جب یہ تقسیم ہو جائے تو جاننا چاہیے کہ اگر دشمن

روح کا نہوتا وہ افعال روحانی جو یقیناً افعال متعلق جسم سے بہتر اور برتر ہین انکا ذریعہ

ترقی معدوم رہتا - اگر یہ تقسیم نہ مانی جائے تو ہم کہینگے کہ تقسیم الہی یہ ہے

انسان روح و جسم سے مرکب ہے - فلاسفہ نے اسمین طبائع فرمائی ہے اور جو خواص

س ترکیب سے پیدا ہوتے ہین اونکو جدا کیا ہے - مثلاً عقل و محبت وغیرہ جب عقل

روح مین شامل ہو ظاہر کام اور جدا کرکے کام روح کا یہہ ہے کہ وہ جسمانی خواہشون کی حاکم ہے - اور معنی یہہ ہین کہ روح حاکم ہے جسم محکوم - پس حاکم کے لئے دشمن نہونا اور محکوم کے لئے ہونا بیجا اور فی تدابیر کا ناقص رکہنا ہے جو انسان کے مراتب اعلی پر فائز کرنے کے لئے ایجاد کئے گئے ہین

یہان یہہ شبہہ ہوگا کہ حکومت عقل کی اگر بغیر دشمن کے رکہی جاتی نافع ہوتی - لیکن غلط ہے - اسلئے کہ ذریعہ ترقی استعمال اضداد و مشق ہے - اگر حکومت عقل کی بغیر ضد کے ہوتی وہ تنزل کی طرف منجر ہوتی جیسے ہاتہہ اوپر اوٹہائے رہنے سے بیکار ہو جاتا ہے خصوصاً اوسوقت جب خواہشون مین زور نرہتا - علاوہ بران عقل کامل کی حکومت نافع ہوسکتی ہے - عقل کامل کا وجود بجز استثنائی صورتون کے یعنی اہل دنیا مین نہین ہے - ورنہ ترقی حد کمال پر پہونچ چکی ہوتی - عقل ناقص کی حکومت نقصان پر قائم کردینا اور اور اوسمین محدود کرتا ہوتا اور یہہ برا ہے - باقی رہا کہ ایسی عقل کیون ہے اوسکا جواب ابواب سابقہ مین خصوصاً باب (؟) مین دیا گیا ہے ضرورت اعادہ نہین -

۴۴ توفیق و عدم توفیق دو جدا چیزین ہین - اگر شیطان نہوتا توفیق بلا ضرورت ہوجاتی - جب دونون ہونگی اقتدار مخفی اللہ تعالی کا بشر سے اوٹہ جاتا - جو چیزین مصالح کی بنا پر مخفی ہین کیسے ظاہر کردیجا سکتی ہین -

وجہ چہارم - کہ وسلای دیتا تو اختیار سلب ہوجاتا

(۴) اگر شیطان و فرشتگان توفیق و کہلاوے جاتے - وکہلانا موجب سلب اختیار بشر ہوجاتا - وہ وہی حالت ہوتی جیسے آدمی کی شیر کے سامنے ہوتی ہے - جب اوسکا سامنا ہوتا ہے آدمی مارے ڈر کے گردن بہی تو نہین ہلا سکتا - اگر اب بہی وہ آدمی حکم دیکر ہروقت انسان کے ساتہہ کر دے جائین آدمی قیدی ہوگا - پس اگر شیطان ظاہر ہوتا آدمی کے لئے قید کی حالت پیدا ہوتی - یہہ صریحاً خلاف اختیار ہے

(213)

×

وجہ پنجم - کہ اگر ظاہر ہو بیکار ہوتا -

(۵) شیطان اگر دکہلای دیتا خلق کرنا اوسکا بیفائدہ محض ہوتا - اسلئے کہ قوت ہائے شہوانی کے بہرکانے والے اب بہی ہزارہا ہین - وکہلای دیتا تو اونہین مین سے ایک ہوتا - یا وہ ایک عورت ہوتا یا مرد - جب اوسے پہچان لیتے نکالتا - کیونکہ اون دونون سے تو ایک خواہش پوری ہوتی ہے - اگر فرض کیجے کہ اوس سے بہی پوری ہوتی تو بیچارہ کا برا حال ہوتا - یہہ ناممکن ہے - اگر ہوتی تو جاننے کے بعد کہ یہہ حضرت وہی ہین کوی اونکی طرف رغبت نکرتا -

ملحوظ رہے کہ قابلیت رویت پیدا کرلینا ایک چیز ہے - ایسا ہونا کہ ہمیشہ دکہلای دے اور قابلیت عدم رویت جاتی رہے دوسری چیز ہے - سوال مین جو اعتراض ہے وہ یہی ہے کہ شیطان ایسا کیون نہوا کہ برابر دکہلای دیتا - جیسے چور کو ڈہونڈ لینا - چور جب چوری کرتا ہے اپنے آپکو چہپاتا ہے - پس یہہ قابلیت سلب کر دینا ضرور اوسکا بیکار کر دینا تہا -

اب غور فرمائے کہ یہہ سوال کسقدر لغو ہے -

جواب ششم - وقوع تشریح زیادہ بہتر ہے

(۶) ... یہہ بہی غلطی ہے - اسلئے کہ اگر انسان پاک زندگانی بسر کرتے ضرورت دنیا مین بہیجنے کی نہوتی جسکی طرف میرصاحب نے اشارہ کیا ہے اور تفصیل ترقیات باب سوم مین بیان ہوگی - حقیقت مین معنی اس اعتراض کے یہہ ہین کہ غیر اس رتبہ کا ہوتا جس رتبہ کا اب ہے -

ساتوان سوال

شیطان کو قیامت تک مہلت کیون دی اگر ہلاک کیا جاتا تو بقاء عالم پر کچھ اثر نہوتا۔

یہہ سب کچھ مینے تسلیم کیا کہ مجھے پیدا کیا اور تکلیف معرفت دی اپنی ذات کی اور سجدہ آدم کی - اور جب مینے فرمانبرداری نکی نکالدیا - اور پھر جب مینے جنت مین جانا چاہا مجھے جانا ملا - اور پھر جب مینے اپنا کام کرلیا پھر نکالدیا - پھر مجھے بنی آدم پر مسلط کردیا۔ لیکن جب مینے مہلت مانگی تو مجھے مہلت کیون دی یعنی مینے عرض کیا کہ مجھے مہلت دے قیامت تک - تو ارشاد ہوا کہ وقت معلوم تک مہلت ہے - اسمین کیا حکمت ہے - اسلیے کہ اگر اوسیوقت تو مجھے ہلاک فرماد تیا تو نسبت حضرت آدم کے اور مخلوق کے کوئی شر عالم مین باقی نہ رہتا - کیا عالم کا بقا و نظام خیر پر بہ نسبت اسلیے کہ خیر و شر یعنی نیکی اور بدی دونون ملی ہوئی ہون بہتر نہین ہے۔

جواب

سید سیاد علی صاحب فرماتے ہین کہ مطلب اس سوال کا یہہ ہے کہ شیطان پوچھتا ہے کہ مصلحت اور فائدہ قیامت تک مہلت دینے مین کیا ہے - اور جواب دینے کی کہ جواب اس سوال کا وہی ہے جو ہمنے اوپر بیان کیا - یعنی بقاے شیطان تابع بقاء بشر ہی کے ہے - جب تک آدمی پیدا ہوتے رہینگے یعنی قیامت تک - شیطان کا وسوسہ اور اوسکا فائدہ بھی باقی رکھنا ضرور ہوگا - یہہ جو شیطان نے اعتراض کیا ہے کہ عالم کا بقا بنا

سرسید علی صاحب کا جواب کہ بقاء شیطان تابع بقاء بشر ہے

بقاء نیکی پر بہ نسبت اسکے کہ نیکی بدی ملا کر ہو بہتر تہا - سو جواب اوسکا یہ ہے کہ اوس

حالت مین دنیا دنیا نہوتی - اگر کل دنیا نیکی اور محض نیکی بنائی جاتی تو اوسوقت بنائی جاتی

کہ دنیا سے جاکر آخرت مین رہنا ہوتا وہ عالم جسمین خیر و شر دونون مین دوسرا ہے

(یعنی یہہ دنیا مقام امتحان کیسے ہوتی -) (۲۱۶)

قاضی صاحب کا | کہ بقاء شیطان | اوسکے اور انسان | لئے اصلح تہا -

قا نیہ صا - - فرماتے ہین کہ ابلیس کا اوسکے حال پر برقرار رکہنا ممکن ہے

کہ اوسکے لئے اصلح ہو اوس سبب اوسکے عذاب مین تاخیر ہوتی تہی - یعنی جتنے

دن بچا اوتنے ہی دن سہی چنانچہ اسی لئے اوسنے خود اللہ تم سے مانگا کہ مجہے

باقی رہنے دے - اور یہہ بہی ممکن ہے کہ باقی بندگان الہی کے لئے بہی اصلح ہو

چنانچہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ بندے اوس سے مقابلہ کرکے بڑے بڑے رتبہ پاتے ہین

اونکی فضیلت فرشتون پر ظاہر ہو کیونکہ اونکا سیدہی راہ پکڑے رہنا اوس حالت

مین کہ شیطان سا مزاحم اونکے ساتہہ ہو آسان کام نہین - سخت سے سخت دشوار ہے

اور یہی وہ بات ہے جسکے سبب بڑی سی بڑی فضیلت حاصل ہوتی ہے بخلاف

ملائکہ کے کہ شیطان اونکا مزاحم نہین - اونکی جبلت یہہ ہے کہ سیدہی راہ پر قائم

رہین یہہ جبلت اونسے اوسی طرح جدا نہین ہوتی جیسے چارسے زوجیت جدا نہین ہوتی

بعض لوگون نے یہہ جواب دیا ہے کہ حکمتین شیطان کے مہلت دینے مین دو ہین

اول یہ کہ شیطان پر ظاہر ہو کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جسنے اچھا کام کیا ہو اللہ تعالیٰ اوسکا اجر ضائع نہین فرماتا - سچا ارشاد ہے - اللہ کا دشمن ہونے کے بعد بھی اللہ اجر دیتا ہے - پس اوس حالت مین کہ دشمن ہنو اجر کو کبھی ضائع نفرمائیگا - دوسرے یہ کہ گنہ گار بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور قبول دعا سے نا امید نہون جیسے کہ باوجود اس کفر و گناہ کے شیطان نا امید نہوا اور سوال پورا ہوا -

...احبکا استدلال ...ن سے جسمین ذکر ...غرت کا ہے

حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جب شیطان نے کہا کہ اے اللہ مین تیرے سب بندونکو بہکاونگا تو جواب ملا کہ ہم توبہ کا دروازہ کہول دینگے - ابلیس نے کہا کہ مین توبہ ہی نکرنے دونگا - جواب مین ارشاد ہوا کہ اگر تو آدمیون کو توبہ سے منع کرنے پر قدرت رکہہ سکیگا کچہہ مضائقہ نہین تجکو یہ تو طاقت نہین ہوسکتی کہ ہمکو اونکے گناہ بخش دینے سے روک سکے سبحان اللہ سبحان اللہ - اے اللہ تعالیٰ ہم سب گنہگارون کو بخشدے اور شیطان کو شرمندگی کی بھی سزا دے - آمین -

...ا بیان نسبت ...دیث مذکور کے

راقم - جناب قاضی صاحب نے جو حدیث نقل فرمائی ہے اوسمین بلا توبہ بخشش کے یہ معنی ہین کہ ہم ایسے ذرائع پیدا کرینگے جو بلا توبہ بخشش کا باعث ہون وہ قواعد بحث رحم و غفران مین مفصل بیان کئے گئے ہین جنسے

ایک شفاعت دوسرے قاعدہ کہ نیکی کا بدلہ دس گنا اور بدی کا ایک گنا دیا جائیگا تیسرے یہہ قاعدہ کہ اجتناب از کبائر کفارہ صغائر ہوگا اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو بحث رحم وغفران مین دیکھئے - اور بہی ممکن ہے کہ قواعد ہون مگر اللہ بیقاعدہ کوئی کام نہین کرتا -

(۲۱۵)

راقم کا جواب / وجود شیطان میں حکمت ہے بقا حکمت لازم ہے

راقم جواب یہہ سوال نتیجہ سوالات ماضیہ کا ہے اور اعادہ بیفائدہ - ویسے ہی اسکے اجزا تقریبًا نہین جیسے سوال ششم کے ہین لہذا یہہ سوال تو محض بے ضرورت ہے - جواب اسکا اونکے جوابات سے ظاہر ہے - مصلحت جب وجود شیطان مین ہے بقا مصلحت تاقیام قیامت یعنی تا وقت فنا عالم ضرور رہے دونون کے بقا مین نسبت لازم وملزوم کی ہے - اگر شیطان مار ڈالا جاتا تو عجز الہی بہی تہا اور مفقود کردینا اون اسباب کا بہی تہا جو ذریعہ عالم کے امتحان گاہ ہونیکے تہے - دونون وجہ سے شیطان کو مہلت دی گئی - بقاء عالم خیر ہونا ضرور اچہا ہے مگر خیر ایک شے بالنسبت ہے - ایک خیر سے دوسری خیر بڑی ہے اور جب بڑی سے بڑی خیر کو چہوٹی سے چہوٹی خیر سے ملائیگا خیر معلوم نہین ہوگی - مثال اوسکی یہہ ہے کہ اعراف بہشتیونکو دوزخ معلوم ہوتا ہے دوزخیونکا وہ بہشت ہے - پس خیر جو اعلی درجہ کی خیر ہو اوسیر بقاء عالم ~~[illegible]~~ ~~[illegible]~~ بہتر ہے یا اوس چہوٹی خیر پر جب لوگ تفاوت

سکے سبب شر کہہ دیتے ہین - وہ خیر جسے شیطان نے سمجھا ہے وہی خیر ہے جو حیوانون

مین وجہ بے اختیاری کے پائی جاتی ہے - معنی اس اعتراض کے یہہ ہین کہ انسان

انسان نہوتا گدہون کے مثال ایک جانور ہوتا - یہہ خیر ہی اللہ اوسکے ساتھہ نکرتا - یہہ سوال

معلوم ہوتا ہے کہ اسطرح نکلا ہے کہ دشمنی جو شیطان کو ہے اوسکی وجہ سے وہ جلا ہے

کہ ایسی خیر کیون انسان کے ساتھہ اللہ نے کی -

انتباہ - حق تعالی جلشانہ کی شان اس سے ارفع تہی کہ ایسے لغو سوالون کے

جواب کی طرف توجہ فرماتے -

ہے کہ شیطان کچھ نہیں صرف اپنی خواہشوں اور نفس امارہ کا دوسرا نام شیطان ہے [illegible] نگار

وہ شیطان کو سب سے بہتر ذریعہ اعتراضات سے تفصی اور چھٹکارہ کا

سمجھا جاتا ہے اسلئے اوسکا بیان کرنا بھی ضرور ہے کیونکہ اگر وجود شیطان کا بطور ایک وجود مستقل کے

نمانا جائے تو ایمان پورا نہیں ہوسکتا اتنی بڑی مصلحت کی جانب سے غفلت ہوتی ہے اور بھی اسے

فرشتوں کا انکار پیدا ہوتا ہے اور وحی ایک خیالی چیز ہوتی ہے حالانکہ اوسکا ہونا بھی

بدیہہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے وہ بات کہ متفق علیہ اہل اسلام ہے

پہلے میں بیان کروں گا کہ اگلے لوگوں نے اس باب میں کیا فرمایا ہے پھر جو کچھ مجھے کہنا ہے کہونگا۔

میر سید علی صاحب فرماتے ہیں اور پہلے لفظ شیطان کی تحقیق کرتے ہیں

لفظ شیطان کے معنی

تحقیق معنی لفظ شیطان

(لفظ شیطان میں دو احتمال ہیں اول یہ کہ نون اصلی ہے ثانی یہ کہ نون زائد ہے۔

بتقدیر اول) یہ لفظ بموزن فیعال شطن سے ماخوذ ہے جسکے لغوی معنی بُعد اور دوری کے

ہیں۔ چونکہ یہ خبیث اللہ تعالے یا خیر سے خود دور ہے اور متقرب الی اللہ کو خدا سے دور

کرنیکا قصد کرتا ہے کیونکہ اوسکی بدولت خود دور کیا گیا اسلئے شیطان کہلایا —

اور بتقدیر ثانی بموزن فعلان شیط سے بنایا گیا جسکے حقیقی معنی بطلان اور ہلاک اور

احتراق کے ہیں۔ چونکہ یہ مردود خود باطل ہے اور نیز اوروں لوگوں کے مصالح کو بھی

باطل کرتا ہے

ں کرتا ہے جنکی وجہ سے انجام کار ملعون ہو کر ہلاک ہوا اور جنکے سبب سے ملعون ہوا اونکی ہلاک
ا قصد کرتا ہے اور جب اونکا تقرب خدا سے دیکھا غضب اور غصہ سے جلگیا اسلئے اوسکا نام شیطان ہے -

...شیطان سے متعلق چند مسئلہ ہین جنکا بیان کرنا مناسب ہے

(218)

۳۴۲

پہلا مسئلہ

شیطان موجود ہے یا نہین

یاطین کا وجود مختلف فیہ ہے - ایک گروہ چند وجوہ سے منکر ہے اونکے دلائل یہہ ہین -
ملی دلیل اگر وہ موجود ہوتے تو دو حال سے خالی نہین - اجسام لطیفہ ہوتے -
یفہ - یہہ دونون شقین باطل ہین لہذا وجود اونکا باطل ہے -

ق اول تو اسلئے کہ بتقدیر لطافت اجسام لازم آتا ہے کہ شیاطین ہون اعمال
اقہ پر قادر نہون جنکو مثبتین وجود اونکی طرف منسوب کرتے ہین ~~...~~ ضرور ہوگا کہ اونکے
بام اوتے اسبب اور قوت سے جو خارج سے اونپر پہونچے (جیسے تند ہوا) پراگندہ
ریدہ ہو جائین حالانکہ یہہ خلاف مثبتین ہے -

ق ثانی اسلئے باطل ہے کہ کثافت جسمانی سے یہہ لازم آتا ہے کہ سب لوگ
ے حواس درست ہین اونکو دیکھین مگر ہم نہین دیکھتے اگر ہم مان لین کہ اجسام کثیفہ
ہ ہوتے ہین مگر دکھلائی نہین دیتے تو یہہ ... جائز ہوگا کہ ہمارے سامنے پہاڑ اور ...

اور ہم اونکو نہ دیکھین جنگل اور جبل جیسے اور ہم نہ سنین یہہ بالکل وہ ہو کا ہے -

جواب یہہ ہے کہ شیاطین اجسام لطیفہ ہین مگر اونکی لطافت بمعنی شفافیت کے

ہے بمعنی بیرنگی کے پس اس صورتمین نہ تو اعمال شاقہ سے اونکی عدم قدرت لازم آتی ہے نہ

تہوڑے زور ہونے پر پراگندگی - کیونکہ جائز ہے کہ جسم بیرنگ اعمال شاقہ پر قادر ہو اور

جلد متاثر نہو اور باوجود اسکے ہم اوسکو نہ دیکھین - کیا تم نہین دیکھتے کہ ہوا باوجود کمال لطافت کے

بڑے بڑے پتہرون کو پہاڑون کی چوٹیون سے ڈہکا کر گرادیتی ہے اور اونچے اونچے درختون کو توڑ ڈالتی

اور اوکہاڑ ڈالتی ہے اور نیز رفیع الشان عمارتون کو ویران کرتی اور گرادیتی ہے - خلاصہ یہہ ہے کہ اگر

لطافت سے تمہاری مراد شفافیت ہے تو ہم بہی اونکی لطافت کے قائل ہین مگر اسصورتمین قوت نہونا

لازم نہین آتا - اور اگر لطافت سے اونکا جلد متاثر ہونا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا اور رقت قوام مراد ہے

تو ہم اونکی عدم لطافت کے قائل ہین لیکن اس صورتمین اونکو دیکھنا لازم نہین آتا جیسے افلاک

کہ غیر لطیف بمعنی مذکور ہین دکہلائی نہین دیتے - خداوند عالم نے باوجود لطافت اور رقت

افلاک کے اونکو بڑی قوت عنایت فرمائی ہے - اسلئے قوت قوام کو رقت اور غلظت اور جثہ

کی بڑے چھوٹے ہونے سے کچہہ تعلق نہین چنانچہ انسان کا قوام لوہے اور پتہر کے قوام سے کمزور ہے

مگر بعض آدمی ایسے ہین کہ لوہے کو سوت اور رسے کیطرح مروڑ اور پتہر کو توڑ سکتے ہین

اور اون سے ایسے افعال صادر ہوتے ہین باوجود غلیظ القوام حیوانات کی قوت مین سے نہین ہوتے -

وہ اختلاف ہے جو باعتبار اختلاف قوام اور جثہ کے نہیں ہے جیسے شیر کی قوت گدہے کے مقابل ہے۔

راقم۔ خلاصہ اعتراض کا یہ ہے کہ شیطان اگر موجود ہے اوسکے لیے جسم کا ہونا ضرور ہے

جب جسم ہوگا یا لطیف ہوگا یا کثیف۔ کثیف اگر ہو ممکن نہیں کہ دکہلائی نہ دے۔ لطیف اگر

ہو ممکن نہیں کہ زندہ رہ سکے۔ اسلیے کہ جتنی چیزیں لطیف ہیں وہ تہوڑے سے صدمہ سے

پہٹ جاتی ہیں۔ جسم جاندار کے لیے پہٹ جانا موت اور انعدام ہے۔ اصلی غلطی اس

اعتراض میں یہ ہے کہ اجسام ارضی اور اجرام سماوی کو ایک دوسرے پر قیاس کیا ہے۔ اور

مجرد وجود کا ابطال بذریعہ ابطال نوعیت کے چاہا ہے۔ ہمارا دعوی یہ ہے کہ شیطان موجود ہے

اور جسم لطیف ہے مگر نوعیت جسم اوسکی ہماری فہم سے باہر ہے۔ اسلیے کہ ہم صحیح طور سے

ماہیت اون چیزوں کی دریافت کرسکتے ہیں جنپر اتنا دسترس ہو کہ ہم اونکا تجزیہ کرسکیں

ایسا دسترس فلکیات پر نہیں ہے جنمیں سے ایک شیطان ہے جب ہم ماہیت دریافت نہیں

کرسکتے تو قیاس بہی نہیں کرسکتے۔ کیونکہ قیاس اوسی وقت کرسکتے ہیں جب ماہیت معلوم ہو۔

ورنہ وہ قیاس مختلف ماہیتوں کا قیاس ایک دوسرے پر ہوکر غلط ہوجائیگا۔ پس اعتراض

فلاسفہ کا ابطال مجرد وجود نہیں ہے۔ اور جب تک وہ مجرد وجود کا ابطال نکریں محض وجود کا

عدم امکان ثابت نہیں ہوگا نہ ایسی ناتمام دلیل سے جو قیاس مع الفارق پر مبنی ہے ہوسکتا ہے۔

چونکہ ہم وجود شیطان کو بذریعہ ارشاد الہی کے مانتے ہیں پس جب تک دعوی ممکن

جواب شیطان کے وجود کا ... غیر موجود ہونا

(219)

ثابت نکیا جائے ضرورت تاویل کی کلام الہی میں نہوگی - اگر ہم بعد اسکے کہ معترض ابطال مجرد
وجود نہ کرسکے مجرد وجود کے دلائل عقلی بھی بیان کریں اور اون دلائل سے مجرد وجود کو ثابت کریں
تو لازم ہوگا کہ ارشاد الہی کو صحیح معنوں میں لیں - اور وجود شیطان کا اقرار کریں -

(۲۱)

علاوہ بران اس دلیل میں زیادہ تر اعتراض بربنا رویت ہے جسکا آلہ چشم سر ہے - اور معنی
اعتراض کے آخر کار یہہ پیدا ہوتے ہیں کہ جب ہم دیکھہ نہیں سکتے اوسکا وجود نہیں مانتے - یہہ تو
حد سے زیادہ غلط ہے - اسلئے کہ بہت سے اعراض ایسے ہیں کہ موجود ہیں مگر دکھلائی نہیں دیتے -
جیسے کشش زمین کی - یا قوت مقناطیسی - یہہ امر کہ اعراض کا وجود اسلئے مانا ہے کہ ہیولی کا
وجود بذریعہ چشم سر کے دیکھا ہے - شیطان عرض نہیں ہے[۱۴] - یہہ بھی غلط ہے اسلئے کہ ہیولی بغیر
اعراض کے قابل رویت نہیں ہوسکتا ہر ہیولی کو بذریعہ اعراض کے دیکھتے ہیں - پس جیسے اعراض
کا وجود بذریعہ ہیولی کے مانا جاتا ہے ہیولی کا وجود بھی بذریعہ اعراض کے مانا جاتا ہے - کسی میں
شرط رویت نہیں ہے - اس اصول میں کہ جو چیز موجود ہے ضرور قابل رویت ہے فاحش
غلطی یہہ ہے کہ بڑی شرط رویت کی یہہ ہے کہ جسم مری (جو دیکھا جائے) قابل رویت
ہو - جب لطافت حد درجہ کی ہوگی یہہ شرط فوت ہوجائیگی - چنانچہ اسے اعتراض میں
مان لیا ہے کہ اجسام لطیف قابل رویت نہیں جیسے ہوا - اب بھی ہوا کا تجزیہ کیا جاتا ہے
گر مجموعہ کی رویت نہیں ہوتی - پس ہم بھی کہتے ہیں کہ شیطان باوجودیکہ عنصر سے مرکب ہے
قابل رویت

[۱۴] اور نہیں قیاس نہیں ہوسکتا

منور دانشور

قابل رویت نہین - اور چونکہ دست رس اوسپر نہین اسلئے ہم نہین تبلا سکتے کہ اوس جسم
مین یہہ خاصیت کیونکر پیدا ہوئی ہے کہ شفاف بھی ہو اور تھوڑے صدمہ سے دریدہ بھی ہوتا ہو
یہہ امر وہ معجز نہین ہے کہ ہماری بات ماننے کا ممنوع ہو کیونکہ وجوہ خاصیت ہم کسی ایک چیز کی بھی
نہین تبلا سکتے - اگر دعوی کرین ہمسے زیادہ کوئی جاہل نہوگا -

شبہ ہو کہ شیطان کی نسبت ارشاد الہی یہہ ہے کہ وہ اگ سے بنا ہے - یہہ مستلزم رویت ہے -
اسلئے کہ ترکیب مانع رویت ہے - مثلاً آدمی مٹی سے بنا ہے مگر جب تک آدمی زندہ ہے اوسمین
مٹی اسطرح دکھلائی نہین جا سکتی کہ یہہ مٹی ہے دیکھکر پہچان لو اور مٹی آدمی مین چھپی ہے -
اسیطرح شیطان اگ سے بنا ہے مگر ترکیب کے ذریعہ سے وہ اگ ایسی چھپ گئی ہے کہ ہم اوسے
دکھلا نہین سکتی کہ یہہ اگ ہے اوسے دیکھ لو - اور پوری مثال اوسکی عنصر ہوا ہے - کہ اوسمین
اگ چھپی ہے جب ہوا کا تجزیہ کرین وہ جدا ہو کر قابل رویت ہوجاتی ہے مگر بحالت
مرکب نہین ہوتی - پس اگ سے بنا مستلزم رویت نہین ہے - علاوہ بران مادہ شیطان کی نسبت ارشاد الہی یہہ ہے
کہ وہ لو کی گرمی سے بنا ہے - وہ بھی قابل رویت نہین ہے - اسکی تفصیل آگے بیان کیجائیگی -
حق یہہ ہے کہ جو لوگ فلسفی بنکر انکار وجود شیطان کرتے ہین خود اپنے اصول سے یا غفلت کرتے
ہین یا ناواقف ہین اور یہہ بات کہ جو موجود ہے اگر دکھلائی نہین دیتا موجود نہین
ایک عام پسند غلط بات ہے اوس سے دہوکا نکھانا چاہئے -

پھر میر سید علی صاحب فرماتے ہین

دوسری دلیل - اگر عالم میں اونکا وجود ہوتا تو آدمیوں سے ضرور ملتے جلتے اور اونسے دشمنی اور دوستی دیکھی جاتی حالانکہ ایسا نہیں ہے - قدامت زدہ لوگ جب اپنے افعال سے تائب ہوتے ہیں تو جن امور کا انتساب شیاطین کی طرف کر رہے تھے اونکی بابت خود اپنے نفوس کی تکذیب کرتے ہیں (یعنی مانتے ہیں کہ وہ ہمارے افعال ہیں) -

جواب اسکا یہ ہے کہ بطلان اور کمزوری اس دلیل کا ظاہر ہے کیونکہ شیاطین اور جنات کا اختلاط اور اونکی عداوت اکثر اشخاص سے ثابت ہے اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے - اذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن الی اخر الایۃ - یعنی اے نبی یاد کرو جب ہمنے پھیر دئے تمہاری طرف تھوڑے سے جن قرآن کو سنتے ہوئے اور فرماتا ہے - و من الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ الخ - یعنی جنوں میں سے وہ تھے کہ جو حضرت سلیمان کے سامنے کام کرتے تھے - حدیث میں آیا ہے کہ شیطان آدمی میں خون کی طرح جاری اور ساری ہے الغرض پیغمبروں کے ایک بڑے گروہ کا شیطان کو دیکھنا اور اوسکی آواز کا سننا بتواتر اخبار و احادیث کے ثابت ہے - علاوہ اسکے اللہ تعالی جلشانہ کی عادت یہ ہے کہ سب کام اسباب کے ذریعہ سے فرماتا ہے - اور جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے اوسکا ایک خاص سبب ہوتا ہے - چنانچہ جب دیوارین گھر کی روشن اور چھت کالی ہوجا جائیگا کہ روشنی اور سیاہی کے اسباب جدا جدا ہیں - یہی حال دل کے روشن ہونے اور سیاہ ہونیکا ہے کہ کبھی وہ طلب بصیرت کرتا اور کبھی حیران رہتا ہے - بس روشن کرنے والا اللہ کا فرشتہ ہے اندھیرے کے شائع کرنے والے جو حق کو کھولدیتا ہے اور خلاف اوسکے شیطان ہے جو حیرت میں ڈالتا ہے -

تیسری دلیل یہ کہ وجود شیاطین کا (بر تقدیر تسلیم) معجزات پر وثوق کرنے مین خلل

واقع ہوتا ہے اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ کہا جائے کہ جتنے معجزات انبیا سے ظاہر ہوئے تو وہ جنون

کی مدد سے یا شیطانون کی مدد سے ظاہر ہوئے ہون کیونکہ ہوسکتا ہے کہ استن حنانہ یعنی درخت

خرما کی آواز کرنے کا معجزہ جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے نے ہوا تھا اس سبب سے ہوا ہو کہ اس درخت

خرما مین کوئی جن یا شیطان نفوذ کر گیا ہو اور وہ بولتا ہو۔ پھر جو فرع کہ اصل کو باطل کرنے کی طرف کھینچے خود باطل ہے۔

جواب اسکا یہ ہے کہ معجزہ اور غیر معجزہ کا فرق اس احتمال کی نفی کرتا ہے جیسا کہ اپنے

محل مین ثابت کیا گیا ہے علاوہ اسکے جس دلیل سے انبیاء کی نبوت ثابت ہے وہی دلیل

دلیل اثبات کی ہے کہ جو خبرین انبیاء نے بیان کی ہین سچی ہین اور منجملہ ان باتون کے جنکی انبیاء

کرام نے خبر دی ہے وجود جن اور شیاطین کا ہے اسلئے انکا وجود از روی خبر صحیح ہے۔

راقم جنات کا تابعدار ہونا دو حال سے خالی نہین۔ یا قبل نبوت ہوگا یا بعد نبوت کے قبل

نبوت اطاعت کیون ہوا اور اگر ہوا تو اغراض نفسانی کے لیئے ہوگی نہ خداوند عالم اور ہدایت اور راستبازی

کے لیئے۔ اگر بعد نبوت کے ہو منکرین کی دلیل تمام نہین ہوتی جو لوگ جانتے ہین وہ بخوبی

جانتے ہین کہ جنات بذریعہ قرآن مجید کی آیات کے تابعدار ہوتے ہین۔ یہ اعتراض ناواقفیت

سے ہوا اور محض خیالی ہے۔ ارواح خبیثہ جو ذریعہ سحر کا ہوتی ہین وہ اسیوقت

تابعدار ہوتی ہین جب آدمی نجس رہتا ہے اور جہان قرآن مجید ہوتا ہے وہان سے

سبا ... مین حضرت سلیمان کی جو جنات اطاعت کرتے تھے وزنیہ اطاعت ظاہر ہے

کہ کچھہ اوزنہتا ورنہ اطاعت ابتداءً کہان سے آتی ۔

دوسرا مسئلہ

شیاطین کی تحقیق مین

مثبتین وجود جن وشیاطین اونکی حقیقت کی تحقیق مین مختلف ہین متکلمین فرماتے ہین

یہ لوگ شفاف اجسام ہین جس شکل مین چاہین متشکل ہون (یعنی جیسا جسم چاہین اوس مین

پیدا ہو جائے) وہ بواطن حیوانات مین حلول کرنے پر قادر ہین اور تنگ مناخذ مین ہوائی

مستنشق (ناک سے ہوا کھینچنے والی) کیطرح گھس جاتے ہین ۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے

کہ وہ خاکی نفوس ہین جو عناصر مین تدبیر اور تصرف کرتے رہتے ہین بعض نے کہا ہے کہ

وہ نفوس ناطقہ ہین جو ابدان سے الگ ہوگئے یعنی مُردونکی روحین اون مین سے جو نیک ہین

اونکو اچھے لوگون سے ایک خاص قسم کا لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے پھر خیر اور راستبازی پر اونکی

اعانت اور امداد کرتے ہین اور وہی جن ہین اور اون مین سے جو بد ہین نفوس شریرہ سے

ملتے ہین اور شر وفساد پر اونکی مدد کرتے ہین اور وہی شیاطین ہین بعض کہتے ہین

کہ وہ ہین تو نفوس مجردہ مگر اجسام سے متعلق ہوکر اپنے تصرفات جاری کرتے ہین اور گروہ نار

اونکا آلہ اور آگ سے اونکی آگ سے مخلوق ہونیکے یہی معنی ہین - مگر جملہ فلاسفہ کہتے ہین کہ شیطان ایک خاص

وہم ہے جو عقل کی مخالفت پر حکمرانی کرتا ہے - اوسکی فوج کفار اور فاسقین کی ساری وہ قوتین

ہین جو اسکے ماتحت ہوکر متعلق احکام الہی عقل سے سرتابی کرتی ہین یا وہم قوائے بدنیہ کا سردار ہوتا ہے یہ

سب قوتین عقل کے معارضے اور وہم کی تبعیت مین ابلیس کی فوج اور اوسکی ہم جنس ہو جاتی ہین بعض

فلاسفہ کہتے ہین کہ شیطان اور اوسکے ہم جنس کے ناری الخلقت ہونیکے معنی یہہ ہین کہ وہ ارواح جو ان

قوتون کی حامل ہین ایسے اجسام لطیفہ ہین جو لطافت اخلاط سے پیدا ہوتے ہین - اور یہہ اخلاط یقینا گرم

اور مائل بافراط حرارت و ناریت ہین اور ہوائیت کا اونپر بیشتر غلبہ ہے ایسے اجسام لطیفہ کی پیدائش

ان اخلاط سے بہت آسان ہے یہہ اجسام بہ نسبت اور اجزاء بدنیہ کے زیادہ گرم ہین اسیطرح قلب جو منبع

ارواح ہے بہت گرم ہے بس یہہ ارواح ان قوتون کے لئے بمنزلہ ابدان ہین اسی وجہ سے

شیاطین آگ کیطرف منسوب ہوئے یعنی آتشی کہلائے ہین -

راقم کا مذہب

راقم - اس بحث کو کہ شیطان فرشتہ ہے یا جن - روح انسانی ہے یا ہمزاد اسطرح قطع کرلینا چاہئے

کہ وجود اسکا ارشاد الہی سے ثابت ہوا ہے اور ارشاد الہی یہہ ہے کہ وہ جن ہے ضرورت زیادہ بحث کی نہین -

نسبت دلائل انکار وجود شیطان کے یہہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ضرورت انکار وجود شیطان یہہ ہے

کہ وجود اوسکا دلائل فلسفیانہ سے ثابت نہین ہوتا - عرصہ دراز سے یہہ کوشش جاری ہے کہ مسائل

ظاہر ہے کہ وہ کام حسب ارشاد آلہی خود شیطان نے بیان کئے ہیں یعنی کہا ہے
کہ جیسے تو نے میری رہ ماری میں بہی تیرے سیدہے راستہ پر بنی آدم کی تاک میں
بیٹہوں تو سہی - دنیا کے ساز و سامان کو اونہیں عمدہ کر دکہاوں اور بدا کر اونکے
آگے سے اون اونکے پیچہے سے اون - اور اونکے داہنی طرف سے اور اونکے بائیں
طرف سے اور جسطرح بن پڑے اونکو بہکا کر رہوں - اور اکثر بنی آدم کو تو اپنا شکر
گذار نہیں پاویگا - اسکی تفصیل نکات ششم و دہم میں خصوصاً اور جملہ نکات
باب سوم میں عموماً کیگئی ہے - اوسکے ملاحظہ کے بعد کوئی منصف انکار نہیں
کر سکتا کہ وجود شیطان جداگانہ مستقل نہیں ہے ورنہ حضرت نیچر میں انسان کے
خدا سے پہر جانا اور بیہودہ چیزوں کو عمدہ جاننا ہرگز نہوتا - حضرت آدم کی فطرت
میں نافرمانی اور نقض معاہدہ داخل ہوتا اور اطاعت اور عبودیت داخل فطرت
نہوتے - اونکی اولاد باعتبار اثر ولادت ایسی ہی ہوتی جیسے والد ماجد تہے ظاہر ہے
کہ تخم سے جو درخت پیدا ہوتے ہیں وہ اثر زمین کے ساتہہ مختلف ہوتے ہیں مگر اصل
فطرت کسی میں سے نہیں جاتی - پس تمام اولاد حضرت آدم کی قابیل ہی ہوتی
اور بعد اونکے دنیا بسبب نقصان فطرت کے ضائع ہوجاتی - یہہ پسند اور انہماک نہوتے -
جو لوگ دہوکا کہاتے ہیں وہ اسلئے کہاتے ہیں کہ یہی نباہی دنیا کو دیکہتے ہیں ابتدا سے

(223)

غفلت کرتے ہین۔ اسی بیان سے وہین الزامی یہ پیدا ہوتی ہے کہ وجود شیطان خارج مین نہ ماننے سے تنزیہہ ذات باری تعالے ناممکن ہوجائیگا۔ کیونکہ یہہ معنی ہونگے کہ خداوند عالم نے انسان کے نیچر و فطرت کو بدی پر مجبول پیدا کیا تہا مدعیان تحقیق زمانہ حال زور سے اسبات کے قائل ہین کہ اسلام مطابق فطرت کے ہے۔ اسطرح اسلام مطابق فطرت کے نہین ہتا۔ چنانچہ علما متقدمین کی یہہ راے بہت صحیح ہے اور نہایت غور کے قابل ہے کہ اگر شیطان نہوتا یہہ نظام عالم کا نہوتا۔ نہ اتنا شر زیادہ ہوتا۔ اور چونکہ خیر و شر ایک دوسرے پر موقوف ہین تو خیر بہی اس درجہ پر نہوتا۔ پس منکرین وجود شیطان عقلاً بہی غلطی کرتے ہین اور صریح خلاف نص بہی نص قرانی جسمین گنجایش تاویل کی نہین ہے۔

چنانچہ خداوند عالم کا

نفع پہونچایا اور جسم کے ساتھہ وہ فنا ہو گیا - اسکے بعد ہر قوت کے فعل کو جدا جدا خیال فرمائے

جب جدا جدا ہون ایک اونکا حاکم ہونا چاہئے تاکہ وہ اس مجموعہ جسم انسانی کو باقی رکہے پس مسلم ہے

کہ دماغی قوتین حاکم ہین - ارادہ ہو تو کچہہ ہو چنانچہ ظاہر ہے کہ جب عقل کا حکم ہوتا ہے اعضا کام

کرتے ہین خواہ وہ حکم بسبب زور کرنے خواہش دوسرے اعضا کے ہو یا اپنی قوت محض کی

وجہ یعنی محض خیال سے ہو - اب دیکہئے کہ ان غلطیان کیون کرتا ہے بیشتر وہ غلطیان اسلئے

ہوتی ہین کہ قوتوںمین اسقدر زور ہوتا ہے کہ عقل دب جاتی ہے اور مطابق اون خواہشونکے باوجود

جاننے اسباب کے کہ بر لانا ان خواہشون کا موجب ضرر ہے عقل اعضا و جوارح کو حکم دیتی ہے

کہ خواہش کو پورا کرو اس سے لازم آتا ہے کہ جب قوتونکا زور ہو عقل غلط حکم نہ دے - حالانکہ

ہم دیکہتے ہین اور صحیح ہے کہ قوتونکا زور اور ایسا زور کہ عقل کو مغلوب کرے باقی نہین رہا

مگر عقل اوسی طرح حکم غلط باوجود علم کے دئے جاتی ہے جبکہ وہ مجبور نہین ہوتی پس یہہ حالت

ظاہر ہے کہ بغیر دوسری چیز کے نہین ہے جو عقل سے ہمیشہ غلطی کرایا کرتی ہے - اگر ایسا ہوتا

غلطی کرنا عقل کا کام نہوتا - اور عادت غلطی کی پیدا ہی نہوتی - وہی حال ہوتا کہ جب ہاتہہ تہک جائے

اوٹہہ نہ سکے - صاف ظاہر ہے کہ جب قوت جو عقل پر متقاضی تہی دوسرے اعضا مین سے

باقی رہی تو وہ عقل سے کہتے نہین کہ تو غلط حکم دیدے - پہر عقل کیون غلط حکم دیتی ہے -

صورت عقل کو باقی نہین کیونکہ اکثر صورتومین وہ اچہا برا جانچکی ہے رغبت بہلائی کیطرف

عنوان علم

سو وات مین پائی جاتی ہے اگر ہنین پائی جاتی کیا ایسی صورتین ہنین کہ جہی تعلیم سے مشق
Conscience
قوت صدور افعال حسنہ کی پیدا کی گئی ہے اور الفت عادت یا ایمان قوی کر دیا گیا ہے
اگر اونمین بسبب ضرورت کے ایکدفعہ یہہ کمزوری ہو کم سے کم ایسے لوگون مین کبہی عقل غلط حکم
جب ضرورت ہنو نہ دیگی حالانکہ دیتی ہے جو اس سے انکار کرے منکر بدیہیات ہے
مثال اونکی حالت اون لوگون کی ہے جو جرائم پیشہ ہین ~~...~~
~~...~~ ٹہگون کی حالت کے لئے امیر علی
ٹہگ کا قصہ جو ٹیلر صاحب نے لکہا ہے جہوٹا قصہ ہنین ہے یعنے کرنیل ہاروی صاحب جنرل
سپرنٹنڈنٹ انسداد ٹہگی کا محکمہ دیکہا تہا - اوسمین کتابین ٹہگون کے جرائم کی جو خود اونہون نے
تبلائے اور وہ ذریعہ اونکے جرائم کہلنے کا ہوئے دیکہی تہین سوانح عمری کے لقب سے وہ اوس
دفتر مین کہی جاتی تہین - ہر فرقہ جانتا ہے کہ ہمارے افعال برے ہین مگر اون افعال سے
بعد اسکے کہ عقل قوی ہو جائے ضرورت نہ ہے جدا ہنین ہوتا یہان تک کہ اولاد کو اپنے پیشہ
کے لئے تیار کرتا ہے - جسطرح یہہ فرقے بنے ہونگے اونکی حالت پر غور کرنے سے ظاہر ہے
کہ بنانیوالا کسی فرقے کا احمق کبہی ہنین ہوتا - اوسنے کبہی برائی کو ہنین چہوڑا اسنرا دینیر
یہہ لوگ باز ہنین آئے - یہہ دوسرے کا بہر کانا ہے یا ہنین - کیون رنڈیان بالعموم جب
قوت یا سخت ضرورت اور بہڑک ہنین رہتی تائب ہنین ہوجاتین مجرم لوگون نے جب اقرار

225

جو اصلی سبب اونکے افعال کا ہین جاتی رہین عقل پوری ہوگئی مگر افعال کو نہین چہوڑا۔

شبہہ یہ ہے جنکا معاملات مین سخت ایماندار ہونا معلوم ہے اعمال بد کرتے ہین آجکل اسکے متعلق

یون سمجہا جاتا ہے کہ آدمی مین ایک مادہ الف عادت اور کمزوری Conscience یعنی

ایمان کا ہے وہی وجہ عدم ترک افعال قبیحہ کی ہوتی ہے - یہہ غور فرمائے کہ یہہ دونون کیا

چیز ہین - الف عادت یا کمزوری ایمان کی اگر ایسی ہے جیسے رسّی توڑ دینے بعد کمزوری سے

پہر قوّت کا آنا ناممکن ہونا ضرور ہے اگر ایسی نہین ہے بلکہ عقل مین مادہ پہرنے کا طرف افعال حسنہ کے

ہے - تو پہر وہ قوّت کے انحطاط کے بعد کیون اپنا صحیح کام نہین شروع کرتی سبب جب باقی نہین

مسبب کیسے باقی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کمزوری کو رسّی کی مثال کی کمزوری سمجہتے

ہین - بطلان دونون صورتونکا آدمی کی توبہ اور ترک افعال قبیحہ سے بخوبی ظاہر ہے اسلئے کہ اگر کمزوری

اور الف عادت اسطرح کے ہوتی کہ وہی باعث اور علت عدم ترک کا ہوتی تو ترک کبہی نہین ہوتا۔

وہی حال ہوتا جیسے ہاتہہ کا بعد بیکار ہونے کے ہوتا ہے حالانکہ گنہگار توبہ کرتے ہین اور تائب پہر

گنہگار ہوتے ہین - اسباب توبہ پر جب خیال کیا جاتا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسباب

ایسے طور پر اثر نہین کرتے جیسے آگ مین ہمیشہ جلانے کا خاصہ ہے بلکہ اثر اونکا کبہی ہوتا ہے

کبہی نہین ہوتا پس اختلاف آثار صاف دلیل دوسری شئے کے وجود کی ہے سہاب

ہمیشہ لوگ دہوکا کہاتے ہین اوس سے غفلت سمجہے - جیسا بیان ہو گیا ہے

~~[illegible] اسباب ہین یا جنسے نتیجہ مضر پیدا ہوتا ہے [illegible] اسباب [illegible]~~

~~نتیجہ مضر پیدا ہوتا ہے - اوسوقت ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیشہ بار بار [illegible] نتیجہ~~

~~[illegible] کے ہاتھ مین تھا [illegible] کے وقت پانی برس [illegible] نقصان~~

~~پہونچا [illegible] چیزون کا کام [illegible] وقت پر [illegible] چیزون کا~~

~~[illegible] پر موقوف ہے مگر اسباب کا اثر اور نتیجہ ہونا [illegible] جن~~

~~لوگون نے تجربہ کیا ہے اور چیزون کی صفتون کے احاطہ سے باہر نکال غور کیا ہے [illegible]~~

~~[illegible] مین [illegible] اسباب [illegible] نہین کر سکتے -~~

الغرض الف عادت اور کمزوری ایمان کی سبب اصلی اور علت افعال قبیحہ کی ہرگز نہین ہے - اگر

تہرکانے والا ہوتا لازمہ یہہ تہا کہ برے افعال مین سے جب ضرورت نفسانی جاتی رہا کرتی ہمیشہ ترک

ہوجایا کرتے - کوئی سبب اسباب مین سے یا کوئی الف عادت روک ترک کی ہوتے بلکہ الف

Conscience

عادت اور کمزوری ایمان کا وجود ہی نہوتا - آپکو الف عادت اور کمزوری ایمان کی جو اسکے وجود کے

ماننے کی مانع ہے خدا کے لئے تہوڑی دیر کے واسطے اوسے دلمین سے نکال ڈالئے -

اور حقیقت کو دیکہئے اوسوقت صاف معلوم ہوگا کہ الف عادت کیسے پیدا ہوئی کمزوری.

کہانسے آئی یہہ دو نام آپنے کس چیز کے رکہہ چہوڑے ہین -

مین جب تفتیش حالت پر فرق مذکورہ بالا کے غور کرتا ہون یہہ بات پاتا ہون کہ ایمان

کی کمزوری ہرگز وہیں صحیح نہیں ہے اسلئے کہ جب ایمان کمزور ہوجائے ہر چیز میں کمزور ہوجاتا ہے

لیکن ان فرقوں میں جو عہود اور مواثیق ہوتے ہیں وہ اونپر بڑے زور سے عمل کرتے ہیں اور اونپر

پابند ہوتے ہیں - پس ایمان بطور ایک شئے کلی کے کمزور نہیں ہوتا - رنڈیوں کی حالت ظاہر ہے کہ باوجود

بقاء قوت اونہوں نے پوری توبہ بلا وجہ کی ہے یعنی اسطرح کہ پہر اُس قوت کو کبہی کام میں نہیں لائیں -

کیا ایسی مثالوں سے کوئی انکار کرسکتا ہے ضرور نہیں ہے کہ تمام لیکر بر وہ دری کروں - اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کمزوری اور الف عادت ایک فرضی نام ہے جسکو اون لوگوں نے اختراع کیا ہے

جو حقیقت سے بے خبر ہیں - ظاہر ہے کہ صدہا آدمی جو نہایت خراب ہوں ایک بات میں درست ہوجاتے

ہیں - وہی باتیں ہزار ونپر اثر نہیں کرتیں - بہت سے آدمی جو اچہے تہے بگڑ جاتے ہیں اور بہتسے

آدمیوں پر وہی باتیں کچہہ اثر نہیں کرتیں اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایقاظ اور وہ غفلت اون اسباب

یا قوتوں سے نہتی دوسرے سبب سے ہتی ورنہ ایک سا حال ہوتا -

ترک گناہ اور توبہ کی نسبت یہہ خیال بعض وقت ہوتا ہے کہ وہ بذریعہ خاص اسباب کے واقع

ہوتے ہیں اسباب مذکور اور اونکا اثر طبائع کے تفاوت کی ساتھہ مختلف ہوتا ہے وہی الف

عادت اور کمزوری ایمان کو دور کرتا ہے - اسباب کی تفصیل آگے بیان کیجاتی ہے طبائع کا

اختلاف غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طبیعت ساتہہ اصناف کے اور اونکے نفع کے لئے مخلوق

ہوئی ہے یہہ تفاوت طبیعت کا باوجود تفاوت کے اپنی خلقی غرض [illegible] ہونا چاہئے -

اسباب کا اثر بعد خواہشونکے بڑہنے یا کمزور ہونے کے اوس رتبہ کا ہونا ہی نہین چاہئے۔

دوسری طرح بیان اوسکا یون ہوسکتا ہے کہ انسان مین ہر طرحکی قوتین ایام نمو مین بڑے زور کی ہوتی ہین اور بعد نمو کے اونمین سے زور جاتا رہتا ہے - پہلے اونمین بہڑکنے کی بڑی قابلیت ہوتی ہے بعد مین بہڑکنے کی قابلیت بالنسبت اسقدر کم ہوجاتی ہے کہ گویا نہین رہتی انسان بعد تمیز آجانے کے جانا کرتا ہے کہ بعض اوقات خواہش ہائے نفسانی کا پورا کرنا خلاف عقل ہے مگر قوت خواہش کی اور اوسکا زور اور بہڑک عقل کو مغلوب کردیتی ہے لیکن جب قوت ہائے مذکورہ مین سے زور جاتا رہے لازم آتا ہے کہ عقل کی مطابق ہمیشہ آدمی کام کرے لیکن ہم صریحًا دیکھتے ہین کہ ایسا نہین ہوتا انسان بغیر بہڑک کے بہی افعال خلاف عقل کرتا ہے یہہ بغیر دوسرے بہڑکانے والے کے نہین ہوسکتا وہی شیطان ہے الف عادت نہین ہے۔

عرب کی حالت جو جواب سوال اول مین بیان کی گئی ہے یہان بطور مثال خیال فرمائے اوسمین تقریر بالا دوسری طرح بیان کیجاتی ہے اگر محض قوتین انسان کی اور نفس کا ہمیشہ بلا بہڑکانے والے کے یہی کام ہوتا تو اصلاح عرب یا کسی اور ملک کی جب انتہائی مرتبہ کو پہونچ جائے خارج از امکان ہوجانا سمجہا جاتا - کیونکہ اس صورت مین کہ وجود بہڑکانے والے کا نہ مانا جائے لازم آئیگا کہ نفوس کا یہہ خاصہ لازمی ہو کہ ہمیشہ بدی کیطرف چلے جایا کرین اور وہ بدی پر [illegible] پیدا ہوئے ہون حالانکہ ایسا نہین پایا جاتا - وجہ اسکی یہہ ہے کہ انسانکی

عقا...

(228)

عقل وہ چیز ہے کہ نفس کو روک کر قوت کو اچھی جگہ کام میں لاتی ہے عرب کی نسبت کوئی
نہیں کہہ سکتا کہ اونمیں صاحب عقل پیدا ہی نہ ہوتے تھے کیونکہ بعد کی حالت انکے خلاف ہے حالت
عرب کی ساتھ اور عام طور پر بھی اگر عقل اور نفس پر غور کیا جائے تو چار حالتیں پیدا ہوتی ہیں۔
(۱) عقل قوی نفس قوی (۲) عقل ضعیف نفس ضعیف (۳) عقل قوی نفس ضعیف
(۴) عقل ضعیف نفس قوی - یہ قوتیں یعنی دونوں عقل و نفس کی جسم کے ساتھ پیدا ہوتی
ہیں - اگر یہ خلقی طور سے بدی اور نیکی کرتیں تو ایام انحطاط میں ایک طرح سے گھٹا کرتیں حالانکہ
اب دیکھا جاتا ہے کہ ایام انحطاط میں قبل اوس حالت کے کہ بیہوشی ہو نفس گھٹ جاتا ہے
عقل بڑھ جاتی ہے - پس صورت اول و دوم میں جب عقل بڑھ جائے انسان کو کوئی فعل
برا نہ کرنا چاہئے اسلئے کہ جب عقل بھی ہمیشہ قوت نفس کے مقابلہ کے لئے موجود ہو تو خاصہ
الف عادت کا وجود نہو گا - صورت سوم میں جب انحطاط قوائے نفس کا ہوگا تو ابتدا سے
بدی انسان میں نہیں ہوگی اور اوس وقت معصوم ہو جائیگا - صورت چہارم میں جب انحطاط ہو
۲۸۶
تو زمانہ [illegible] کمزور عقل ایسے کمزور ہوگی کہ کبھی نہ ابھر سکے - الف عادت ایسی زنجیر سخت ہوگی
کہ قید ہوا و ہوس سے نجات ناممکن ہوجائے ان سب کے ملانے سے لازم ہوگا کہ تغیر اور اصلاح
ناممکن ہے - یہاں اصلاح کی حالت بتلاتی ہے کہ علم انسان [illegible] ان چاروں صورتوں کے
ساتھ اگر اسباب کو دیکھئے - صورت اول میں اسباب اگر قوی جمع [illegible]

عقل قوی کے مقابلے مین لاتے رہین تو بھی جب نفس کو ساتھ قواے حسمانی کے اختلاط ہو

تو عقل غالب آجائیگی - اور ساتھ ہی چونکہ عقل قوی ہے ہمیشہ نفس اور عقل مین لڑائی رہیگی

الف عادت کبھی نہو گا - صورت دوم مین جب عقل اور نفس دونون کمزور ہون اسباب کا اثر

ہی نہین ہوگا - صورت سوم مین اسباب کا اثر ابتداء سے ناممکن ہوگا صورت چہارم مین عقل

ایسی مغلوب ہوگی کہ کبھی اوسمین قوت پیدا نہ ہوسکیگی - عرب کی نسبت اب اسباب پر غور

فرمائیے کہ وہ ملک گرم ہے اوسمین جب قوائے نفس قوی پیدا ہون ساتھ ہی عقلی قوت کا بھی

قوی پیدا ہونا لازم آتا ہے اسلئے کہ عقل اور ذہن کی قوت حرارت سے بڑے ذہین آدمی اکثر کم

عمر ہوتے ہین یعنی جلدی مرجاتے ہین جب قوی عقل کے آدمی زیادہ پیدا ہون تو وہ قسم

سوم مین داخل ہونے چاہئین نہ چہارم مین - پھر لازم ایگا کہ عرب مین اتنی بدی ہو اگر مان لیا جائے

کہ قسم چہارم کے زیادہ پیدا ہوئے تو بھی ناممکن ہونا چاہئے کہ اتنے بد نفوس نے پیدا ہوکر جو اسباب

کثیر جمع کئے وہ ایک بشر سے نہ ٹوٹ سکین - ان امور پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

نفوس بشری مین اصلی قوت جو عقل کے ساتھ جمع ہے طبعاً و خلقتاً بدی پر مجبول نہین ہے اور

خاصہ اوسکا بدی نہین ہے - بدی باہر کا نیے والے کا فعل ہے - جب شیطان مغلوب کیا جائے

اصلی نیکی بڑہ جائے اور جب اوسکی طبیعت نیکی کو قوت کو بجائے بہت بڑہ جائے چنانچہ بیان یعنی مثال عرب مین کتنی ہو گئی -

غور فرمائے کہ اگر اسباب کو مان لیجے کہ نفوس کا بھڑکانے والا اور تحریک مین

روک لگانے والا سواے قوّت عقلی کے اور نہین ہے تو انسان کی وہی حالت ہوجاتی اور آئیگی جو حیوانون کی ہے ایسے زور کی تغیرات ناممکن ہونگی۔ کیونکہ وہ جبلت ہوگی اور جبلت سے عدول ناممکن ہے۔

بیان اسباب سے دہوکا ہونا چاہیے کہ جو بیان اول رسالہ مین عقل کی خوبیون کا کیا گیا ہے یہہ دلیل

(229)

اوسکی نقیض ہے اسواسطے کہ یہان بیان نفوس کے ٹہرکانے والے کا ہے اور روکنے والے کا۔ وہ ذکر عقلی قوتون کا ہے جو متعلق ایجادات اور صنایع کے ہین نیکی کے لیے جب مدد مانی جائے اوس سے بہی تنقیص عقل کی لازم نہین آتی اسلیے کہ مدد اور روک اسطرح کی نہین ہے کہ عقل کی ماہیت موجودہ کو منقلب کرے۔

اس حالت عرب مین آکر خاص حالت جناب رسولخدا صلعم کو غور سے دیکھیے کہ اونمین دونون قوتین عقلی اور نفسانی قوی تہین اور وہ ہر طرح فرد کامل تہے تو صاف معلوم ہوگا کہ ابتدا سے ایسی قوتون کو جو ہمیشہ عقل کو مغلوب کرتی رہے کوئی اور مدد ہی شامل تہی۔ اوس سے اونکی عقل کی تنقیص نہین ہوگی۔ آنحضرت صلعم پر جو ایک قوّت خاص کے متعلق اعتراض ہوتا ہے وہ ملاحظہ فرمائے کہ کسقدر غلط ہے کیونکہ تمام عمر آنحضرت صلعم نے صرف ایک عورت کے ساتہہ بسر

۲۳۱

فرمائی۔ آخر مین تعدد ازواج اس مصلحت سے تہا کہ بعض قبائل عرب کے سردار بغیر اسکے قابو مین نہ آسکتے تہے آپ ہندوستان مین اکبر بادشاہ کی حالت کو دیکھیے جب اوسنے راجگان ہند سے شادیان کین اوسکی سلطنت کسقدر مضبوط ہوگئی۔ اکبر عقلمند تہا اوسنے اس عقل کی پیروی کی۔ آپ خدشات پیدا نفرمائے تہہ اصل ضرورت کی وجہ سے غفلت کرجانے سے پیدا ہوتے ہین۔

خصوص ہے کہ اکبر کا حال چونکہ معلوم ہے اوسکے فعل کی مدح ہوتی ہے - یہان باوجود عدم غفلت
تاہم بعد رفع اعتراض خوشبو کے کمال کا وجود ظاہر ہے -

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ وجود شیطان اور یہہ کہ اوسکا کام کیا ہے ارشاد الہی سے معلوم ہوا ہے -
تاویل بات بنانا ہے اوسکی ضرورت نہین - کیونکہ وجود شیطان خلاف عقل ہرگز نہین - بلکہ آثار
اوسکے ہماری چہوٹی سی سمجہہ مین بہی آتے ہین ہم بعض چیزون کے وجود کے قائل ہین اور صرف
آثار سے قائل ہوے ہین - اون چیزون کو علحدہ اور مجسم کرکے نہین دکہلا سکتے مثل کشش زمین
کی اور بہت سے خواص - اسیطرح شیطان کا وجود نتیجون سے سمجہہ مین آتا ہے فلسفی کو ہماری
بات کا یقین کامل اوسوقت ہوتا جب سامنے دکہلایا جاتا کہ یہہ شیطان ہے ملاقات فرمائے
اب تو ہٹ دہرمی ہو رہی ہے - ہان کوئی فلسفی اگر کہدے تو مانا جائے -

آپ اس مقام پر پہونچکر یہہ خیال دلمین نہ لائے کہ جب مدد الہی ایک چیز ہو اور شیطان کا بہکانا
دوسری چیز تو انسان ذمہ داری سے بچ گیا اسلیے کہ اوسکی مثال یہہ ہے کہ ایک شخص کنوئین
مین گرنے کا قصد رکہتا ہے ایک بدآدمی نے آگے اوسکے راستہ نیچا کردیا - اور وہ اوسمین
لڑک کر جا پڑا - دوسرے نے گڑہے سے نکلنے کا ارادہ کیا ایک نیک شخص نے اوسکے لئے
تدبیر کردی مثلاً ڈہال کردیا اور کنارے گڈہے کے نیچے کردئے اور یا رسی ڈالدی - تو یہہ
دونون ذمہ داری سے پاک نہین ہوئے دوسرے کی مدد سے فعل کا فاعل ذمہ داری سے جدا نہین ہوتا -

وجود شیطان

وجود شیطان کی ایک ظاہر دلیل یہہ ہے کہ اگر مان لیجیے کہ انسان کی ولادت حضرت آدم
اور حضرت نوح کے ذریعہ سے ہوئی تو اگر شیطان نہوتا آدمی کافر کبھی نہوتے ۔

بیان اسبات کا کہ تاویلات نے آجکل کیون زیادہ رواج پایا ہے

اب مین بیان کرتا ہون کہ امور دین مین عموماً اور اونکے متعلق تاویلون نے جو اپنی راے کے
موافق ہون آجکل کیون زیادہ رواج پایا ہے ۔ اور اوسمین کیا غلطی ہے۔ ان تاویلات کو
تاویلات نہین کہا جاتا تطبیقات نام رکہا گیا ہے ۔

(230)

وجہ زیادتی رواج تطبیقات کی حقیقت مین خیر خواہی اسلام کی ہے - اور وہ اسطرح سمجھ
مین آئیگی کہ علم کی دو بڑی شاخین قرار دیجیے ایک علوم دین دوسرے علوم دنیا دین کے
علم کا موضوع یہہ ہے کہ آدمی خدا کے صفات کو پہچانے تاکہ بندگی پوری ہو اور دنیا کو بطرق
دین چلاے - علوم دنیا کا موضوع یہہ ہے کہ جتنی چیزین ہمارے سامنے ہین اونکی حقیقت
اور اوس حقیقت سے منافع کو جانکر اوسکو صحیح کام مین لائین - جو شخص بقدر قوت بشری
اشیا کو جیسی کہ وہ ہین جانتا ہے اور مطابق علم کے عمل کرتا ہے حکیم کہلاتا ہے اوسے
فلسفی بھی کہتے ہین یہہ لفظ آجکل بعض اصطلاح مین اون لوگونکی نسبت استعمال ہونے
لگا ہے کہ جو منکر وجود الہی ہونیکے سبب برے سمجھے جاتے ہین - یہان لفظ فلسفی سے
وہ غرض نہین ہے بلکہ فلسفی بمعنی حکیم کے استعمال کیا جاتا ہے یعنی عالم علوم - ڈاکٹر

۳۷

پس فلسفی جب علوم کو سیکہتا ہے اوسوقت اوسکو یہہ سکہلایا جاتا ہے کہ ماہیت اشیا کی

متعلق ہو صانع کے متعلق نہین ہوسکتا حکمت (یعنی حکمت طبیعی جو آجکل زیادہ تر محل بحث ہے)
محسوسات مین محدود ہے الله تعالے محسوسات مین نہین ہے - اوسکے اسباب خاص کا
دریافت کرنا اوس علم مین داخل نہین اسلئے فلسفہ ذریعہ شناخت الله تعالے کا نہین ہوسکتا -

(231)

چنانچہ حال جناب رسول خدا کو دیکھیے - اونہون نے کوئی علم نہین پڑہا ممکن ہے کہ یہی وجہ اونکے
نہ پڑہنے کی ہو - مگر یہہ بات سب مانتے ہین کہ وہ بہت ہی بڑی عقل سلیم کے آدمی تھے ایسے
شخص نے کیا کیا برسون حق تعالے کے مصنوعات کو سوچا اور دنیا سے علحدہ پہاڑ مین بیٹھکر -
تب ایسی عقل کے آدمی کو عقلا یہی ثابت ہوا کہ خدائے واحد اس عالم کا خالق ہے اکثر حکما کو
جب مصنوعات کی خوبیوں کیطرف توجہ ہوئی ہے وہ یہی وجود الہی کے قائل ہوئے ہین - الغرض
اوسوقت جب اسقدر استعداد پیدا ہوئی تب افاضہ انوار الہی ہوا - اور حضرت جبرئیل اونپر نازل ہوئے
اور شرح صدر کیا اور تمام علوم اوسکے ذریعہ سے ذات جناب رسول خدا مین در آگئے - اوسوقت
وہ نبی ہو گئے اور ہدایت کا کام اونکے سپرد ہوا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی علوم الله تعالے
کے صفات اور احکام جاننے کے لئے کافی ذریعہ نہ تھے - چنانچہ اوسکے آثار بذریعہ معجزات کے
آنحضرت صلعم نے بتلاکر ثابت کئے - اور جو طریقے حکمت اور خاصیت اشیاء کے تھے اونکو باطل
کرکے دکھلایا - پس جو علم اسطرح حاصل ہوا ہو اور مافوق حکمت کے ہو حکمت اوسکا ذریعہ نہین
ہوسکتی - ضرور اہل حکمت کو جو نکہ اعتقاد اپنی معلومات کی صحت کا ہے وہ اونکو یقین نہین کرتے

مگر غلطی اونکی اصول علم مذکور سے پائی جاتی ہے اور پوری ثابت ہے بنسبت معجزات کی دہوکا
ہوتا ہے کہ معجزات اور بازیگری مین فرق نہین مگر غور کرنے سے بڑا فرق پایا جاتا ہے واضح ہو
کہ مثلاً بازیگر مردہ نہین جلا سکتا۔ اگر بازیگر مردہ جلاوے تو ہم اوسے ہی رسول کہنے کو تیار ہین
بازیگرون کے تمام افعال اور جناب رسول مقبول کے تمام افعال پر غور فرمائیے سوائے بازیگری کے
بازیگرون کے افعال کیسے ہوتے ہین بیان کیجیے تہے یعنی وہ نیکی سکہلاتے تہے اونہون نے عرب کو
کہان سے کہان پہونچا دیا۔ ایسے شخص کے افعال کیا بازیگری تہے؟ ہرگز نہین۔ تہوڑے سے امتیاز کی
ضرورت ہے انکار مردہ جلانے سے جو کیا جاتا ہے وہی اعتقاد ہے جو پہلے بیان کیا کہ ہمارے
مدینہ دیکہو اصول کے موافق جو چیز مجرب نہو وہ صحیح نہین ہے۔ حالانکہ تواتر ایک شے ہے۔ جب تواتر سے
بہت سی چیزین مانی جاتی ہین جنکی مثالین اوپر مذکور ہوئین اسکو بہی ماننا چاہئے۔ لیکن اس
زور مین حکما تواتر سے انکار کرتے ہین محض صریح غلط ہے اور غلطی اصول حکما سے پائی جاتی ہے۔
آنحضرت نے بعد اس افاضہ کے بیان کیا کہ فرشتے ہین شیاطین ہین خدا قادر مطلق ہے۔ اسباب
اور بلا اسباب سب کچہہ کرنا قدرت الٰہی مین ہے وہ بہی بذریعہ حکمت معلوم ہوتے۔ دوسری غلطی
یہہ ہے کہ اہل حکمت کو ہمیشہ اپنی تحقیقاتون اور نتیجون پر ایسا بہروسہ ہوتا ہے کہ خلاف
اوسکے ہر چیز غلط معلوم ہوتی ہے یہہ بہروسہ اور اعتماد اصول حکمت کی رو سے بہی غلط ہے
اسلئے کہ ہر حکیم مانتا ہے اور ہر اہل علم کو یقین ہے کہ علوم کی تکمیل ابتک نہین ہوئی اور اوس مین

دوسری غلطی اہل ... کی

جو نقصان ہے اوسکے پورا کرنے کی کوشش ہے زور سے جاری ہے بنا وجود اسکے ہر وقت

یقین ہے کہ ہمنے جو اسوقت سمجہا ہے وہی صحیح ہے اور اسکے سوا اور کچہہ صحیح نہیں ہوسکتا

غلط ہونا چاہئے چنانچہ جب بعد مین خود حکیم کو معلوم ہوتا ہے کہ پہلی رائے غلط تھی اور اونہین

(32)

ذریعون سے جو تحقیقات ہوئی اوسکی غلطی ثابت ہوتی ہے خود قائل ہوتا ہے اگر غور فرمائے

تو اوسکی ایسی مثال ہے جیسے سیڑہیون پر چڑہنے والے کی ہو - انسان ایک سیڑہی پر چڑہے

اور دیکہے اوسکو کچہہ نظر آئیگا اور وہ دیکہیگا کہ بعض چیزین ایسی ہین بعض ایسی ہین - جو چیزین

اوسے وہان سے نہ دکہلائی دیتی ہون تو سمجہیگا کہ اوسیقدر موجود ہے جتنا دکہلائی دیا - اور اب

ہی ہے جیسا دکہلائی دیا اوسکے بعد دوسری سیڑہی پر چڑہیگا اور چیزین دکہلائی دینگی اور معلوم

ہوگا کہ پہلے جو خیال تہا کہ اوسیقدر ہے غلط تہا اور ہر سیڑہی پر چڑہنے مین کچہہ ترقی ہوگی اسوقت

کی یہی حالت ہے کہ ہر سیڑہی کا آدمی یہ جانتا ہے کہ بس جو مجہے دکہلائی دیا اوسی قدر ہے

اور ایسا ہی ہے جب اور ترقی ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلا علم ناقص تہا - پس ہر زمانہ کے علم کے

موافق تطبیقات غلطی فاحش ہوئین ہم اوس شخص کے معتقد ہین جو ہمارے نزدیک سب

سیڑہیون کو طے کرکے اعلی سے اعلی مقام پر اور سب سے اونچے کوٹہے پر بیٹہا ہے اور وہان سے

دیکہہ کر سب کو بتلاتا ہے - اگر کوئی کہے کہ یہہ اعتقاد کہ وہ سب سے اونچی سیڑہی پر ہے غلط ہے

اوسکا جواب یہان بیان کرنے کی ضرورت نہین اسلئے کہ ہمارا خطاب اون لوگون کیطرف ہے

جو دین رسول خدا کو صحیح و منجانب الله ماننا ہو یقین کرتے ہیں -

تاہم اسقدر بیان کرنا کافی ہوسکتا ہے کہ جو شخص خبر دے کہ روم جو اب مفتوح ہو گیا ہے جبکہ

پھر فتح پانے کا کوئی ذریعہ اوسوقت نہ تھا (دیکھو تاریخ) وہ بالیقین بتلا دیے کہ اب تھوڑے دن بعد

پھر اوسکو فتح نصیب ہوگی اور مطابق بتلا دینے کے نصیب ہو جائے - اوسکے اشارہ سے چاند

دو ٹکڑے ہو جائے - مردون کو زندہ کرے - فصاحت و بلاغت مین یقیناً کہدے کہ ایک چھوٹی سی

عبارت کا بھی (آیت) جواب نہیں ہوسکتا اور سب مان بھی لین کہ نہیں ہوسکتا - وہ ایک سخت

بیکسی کی حالت سے ساری دُنیا کا فاتح ہو سکے - بے تعلیم ظاہری کے ایسی شریعت قائم کرے

جو بلکل مطابق فطرت کے ہے اور نہایت صحیح ہے جسکی سخت تیرہ سو برس مین ابتک نہین

ٹوٹ سکتی - اور سکے مخالف اوسکے معجزات کو لاچار ہو کر سحر کہین (معاذ الله) کہ یہ امر شاید

بہتر دلیل صدق معجزات کی ہے ایسے شخص ضرور وہ مادہ ~~[illegible]~~ ہونا چاہئے جو فلسفی کے

علوم سے باہر ہے - ~~[illegible]~~ وہ ضرور سب اونچی سیڑہی

پر پہنچا ہوا ہونا چاہئے -

۴۶۸

اب مین دو ایک مثالین فلسفیوں کے اغلاط کی جو ایسا اعتقاد کرنے سے ہوئی ہین بیان کرتا ہوں

پہلی مثال - دلائل فلسفہ ایسے ہین کہ اسباب کو دیکھ کر نتیجہ نکالتے ہین جب تک کوئی

سبب دریافت کرنے کا نہین ہوتا مگر نتیجہ معلوم ہوتا ہے اوسکو خلاف عقل جانتے ہیں

[illegible]

اور نہایت لغو سمجھتے ہیں - اوسوقت جب تصویر عکسی کا طریقہ نہ نکلا تہا اگر کوئی شخص
فلسفی سے کہتا کہ عکس کو روک سکتے ہیں اور کاغذ میں اوسوقت رکہہ سکتے ہیں کہ عکس و
معکوس عنہ مقابل نہوں تو وہ ہنستا اور بلا تامل کہدیتا کہ بکتے ہو - اسیطرح اگر اب کسی فلسفی سے
جسکو طریقہ عکسی تصویر لینے اعضاء اندرونی جسم کا معلوم نہو کہا جائے کہ شے کثیف کا حائل
ہونا مانع انعکاس نہیں ہے آدمی بعد حائل ہونے کسی چیز کے عکس لے سکتا ہے اب فلسفی
سمجہیگا کہ قائل عقل سے خارج ہے - اب ملاحظہ فرمائے کہ جو نیا طریقہ ایجاد ہوا ہے کہ صندوق
کے اندر رکہے ہوئے چیز کا عکس اوسیطرح اوتر آتا ہے کہ ڈہکنا صندوق کا اور اوسکا
مخفی ہونا مانع اخذ عکس نہیں ہوتا اندرونی اعضاء کی تصویر بعد حائل ہونے جلد کے
اسی طرح لیلی جاتی ہے جیسے بلا حائل ہونے کے - باریک بین سے رگوں کا خون
چلتا ہوا دکہلائی دیجاتا ہے - اوسے فلسفی کو دکہلائے اور پہر فرمائے کہ یہ ایک طریقہ ہے
انعکاس بلا ارتفاع حائل کثیف ہے یا نہیں اوسوقت وہ فلسفی جو ایسے لوگوں کو (جو
معجزات و کشف کے قائل ہیں) خارج از عقل فرماتے تہے بتلائے کہ صحیح عقل سے وہ خارج
ہیں یا فلسفی کہ اپنے ناتمام علم پر بہروسہ کئے ہوئے اہل ایمان اور اللہ کی قدرتوں
اور صنعتوں کو خلاف عقل سمجہتے تہے - فرق اسیقدر ہے کہ یہاں بذریعہ ترکیب ثابت ہوا ہے
ولیکن اوس ترکیب سے وجود اوسکا نہ مانا جاتا تہا جو اوسوقت معلوم نہیں ہوئی تہی -

دوسری مثال نظام فلکی پہلے ایک حکیم کی رائے کی مطابق مانا جاتا تہا پہر دوسرے کی

رائے کی مطابق مانا جاتا رہا - اب اور حکمار کی رائے کے مطابق مانا جا رہا ہے - اونکی رائے ہی متغیر

ہورہی ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائے کہ اللہ تعالے نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ آفتاب مین گردش ہے -

والشمس تجری لمستقر لہا - یعنی سورج چلا جاتا ہے اپنی مستقر کیطرف مدت تک

ہیئت والون کا یہ مذہب رہا کہ سورج مین گردش نہین ہے اور مسلمان ہیئت دان تاویل

کرتے رہے کہ اللہ تعالے نے کلام مطابق فہم مخاطبین کیا ہے اب معلوم ہوا کہ نہین شمس مین

حرکت ہے اور معلوم ہوا کہ کلام الہی بیان حقیقت تہا - اوس وقت فلسفی سے کوئی کہتا کہ حرکت شمس

اسلئے مان لو کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے وہ ہرگز نہ مانتا اب جب فلسفی نے بتلا دیا بیچون وچرا

مانتا ہے - تفصیل اسکی یہ ہے کہ اب حکماء فرنگ نے ثابت کیا ہے کہ زمین مین تین حرکتین ہین

ایک اپنے محور پر دوسری افتاب کے گرد جو ایک سال مین ختم ہوتی ہے تیسری کل نظام شمسی

کی حرکت طرف Hercules Constelation کی اور اوسمین بہی اب فرق ثابت

ہوا ہے - اسپر بہی اب معلوم ہوا کہ افتاب کی بہی ایک نہین دو حرکتین ہین - ایک اپنے

محور پر دوسری جانب Hercules Constelation کی - اس حرکت دوم مین نہ

صرف کل نظام شمسی بلکہ جملہ نظامات متعلق نجوم شامل ہوتے ہین - چنانچہ دوربینون سے

ثابت ہوا ہے کہ افتاب کی سطح پر دہبے ہین اور وہ ہمیشہ ایک ہی جگہ پر نہین رہتے -

علاوہ کہ

بلکہ آفتاب کے سطح پر حرکت کرتے ہین - آجکل کی ہیئت دانون کو وجہ اوسکی پوری طور

دریافت نہین ہوئی تاہم یہہ رائے قوی قرار پائی ہے کہ آفتاب کے سطح پر ہمیشہ بہت شدت کے

طوفان رہتے ہین اسقدر شدت کے کہ اوسقدر اور ستارون مین نظام شمسی کے نہین پائے جاتے - بلکہ سکون

یہان تک کہ اوس ستارہ مین جسکا نام مارس mars ہے ہماری زمین کے مثل ہی پائے نہین جاتے

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آفتاب مین ایک سے زیادہ قسم کی حرکت

موجود ہے اور اسقدر ہے اور اوسیقدر بڑے درجہ کی ہے جتنا آفتاب بڑا ہے یہان ملاحظہ فرمائے

کہ سیدہی کی مثال کسقدر چسپان ہے -

تیسرے ... پہاڑون کے وجود کی ہے - خداوند عالم فرماتا ہے - ... نجعل

ض ... - کیا ہمنے زمین کو فرش تمہارا

اور پہاڑون کو زمین کی میخین نہین بنایا - یہہ بیان مخالف زمین کے کرہ ہونے کے ہے اور

جب زمین کرہ ہو تو میخ کی ضرورت نہین ہے - اسباب مین فلسفی کو یہہ غفلت ہوتی ہے کہ زمین

باوجود کرہ ہونے کے اگر ہے ہمارا فرش ہے اور میخ کی اوسمین سخت ضرورت ہے کیونکہ میخ کا

کام یہہ ہے کہ وہ جس چیز کو جہان ہے برقرار رکہے - اس سے بقدر فرش میخ کی ضرورت رفع نہین ہوتی

جیسے جہازونکو بوجہل کرتے ہین اسیطرح زمین بوجہل کی گئی ہے اور فائدہ اوسکا خصوصاً زلزلہ کے

وقت ظاہر ہوتا ہے اگر پہاڑ نہوتے زمین اسقدر زیادہ ہلتی کہ کوئی چیز اوسپر کی برقرار

ـتی ۔ سب ضائع ہو جاتین ۔ اب چہوٹے زلزلے محسوس نہین ہوتے ہین ۔

ایک یہہ غضبیت ہوتی ہے کہ زمین اندر سے نرم ہے اور بخارات پیدا ہوتے ہین اوسمین بمقدار

ضرورت پہاڑ کہونٹون کی طرح گڑے ہوئے ہین تاکہ بخارات اور زمین اندرونی طور پر ایک جگہ

ہین اگر ایسا نہوتا تاثیر ملکون کی بدل جاتی ۔ بجاے کہنا ضروری تہا کیونکہ اندر زمین کے جو

مد ہے ۔ مہد کے دو معنی ہین گہوارہ اور فرش ۔ لفظ بمعنی جلد کے نہین ہے

یعنی مرادف اوسکا اور معنی یہہ ہین کہ فرش اور میخ کا کام لیا ہے یہہ معنی تاویل نہین ہین لغوی اور حقیقی ہے

ایک یہہ غفلت ہے کہ بوجہ جب ایک جگہ مجتمع ہو جیسے پتہر مین او جو متفرق اور پہیلا ہوا ہو

جیسے روئی اور ہوا مین اوسکے اثر مین بڑا فرق ہوتا ہے ۔ چنانچہ اگر دو کہونٹون پر تختہ رکہ

تو ایک پتہر جس وزن کا کسی خاص مقام پر اوس تختہ کو توڑ دیگا روئی کا وزن دو حصہ

اوسکو توڑیگا ۔ یہ کی نسبت ہوتی ہے ۔ لوہا پہاڑون سے جسقدر نکالا گیا ہے آپکو معلوم ہے

ریلونمین اوسکا صرف اور پلونمین اور ہر ضرورت زندگی مین ملاحظہ فرمائے اوس نکالنے سے تو

جو بوجہ کا اثر پہاڑون کے ذریعہ سے تہا وہ کم ہوگیا ہے ۔ یہہ سچ ہے کہ وہ بوجہ کہین گیا

مگر اثر کم ہوگیا ہے ۔ اس سے زمین میری رائے مین اپنی جگہ پر باقی نہین رہی ۔ چنانچہ ا

تین سو برس سے مختلف ملکون مین Observations ہوتے ہو رہے ہین ا

~~نسبت~~ variations اختلافات کو صاف پایا جاتا ہے کہ مقناطیسی ۔

ہمہ

ہمیشہ مغرب کی جانب چلی جاتی ہے اسکے علاوہ مقناطیسی سوئی مین فرق

ہوتا ہے گو بہت تھوڑا ایک درجہ کا یا اوس سے کم ہوتا ہے چنانچہ ہر مصر مین جب حساب

کیا جاتا ہے اس فرق کے لیے کچھ عدد تر ہے گھٹائے جاتے ہین یہہ دلیل اپنی جگہ پر

زمین کے باقی نہ رہنے کی ہے ۔ اور کوئی امر معلوم نہین ہوتا ۔ ورنہ سوئی ٹھیک رہا کرتی ۔

پس یہہ فائدہ بوجہ کا تہا ۔ اور وہ وتد تھے ۔ تو ہے کی تعداد بمقابلہ کل زمین کے ضرور کم ہے

مگر اسقدر کم نہین ہے کہ اثر نہو ۔ کیونکہ وہ بوجہ ہے اسلیے امید ہے کہ تھوڑے دنون مین

فلسفی قائل ہونگے کہ باوجود کرہ ہونے کے زمین ہمارا فرش ہے اور پہاڑ اوسکی میخین ہین ۔

پہلے بالکل ہنستے تھے میرا خیال ہے کہ اگر یہی حالت رہی نظام شمسی اور عالم کا نظام اوسکے ذریعہ سے تباہ ہوجائیگا ۔

چوتھی ۔ ہم دیکھتے ہین کہ اہل فلسفہ اپنی تدبیرون مین ایسے منہمک ہوتے ہین کہ وہ

قدرت کو نہین مانتے لیکن بعض مین وہی اعتقاد وجود خالق عالم سے بلکل بیکرا آدمی کو منکر

مطلق بنا دیتا ہے بعض کو محض موحد اور ایسا کہ دنیا کو چھوڑ کر صرف اللہ کی پرستش کرکے

فقیر ہوجاتا ہے یہہ دونون امر ثبوت اسکا ہین کہ خود فلسفی اپنی غلطی کا قائل ہوتا ہے ۔

پانچوین منشا ۔ یہہ ہے کہ منطق مین یہہ قرار پایا ہے کہ دور اور تسلسل باطل ہین لیکن فلسفی

جب خدا سے انحراف کرتا ہے قاعدہ دور و تسلسل سے جو اسقدر مضبوط ہے خود انحراف کرتا ہے ۔

ورنہ منکر وجود الہی کیسے ہوتا ہے ۔

چہٹی مثال غلطی کی یہ ہے کہ بدیہیات سے انکار کرتا ہے مثلاً فلسفی سے اگر کوئی کہے کہ تاثیر
روح بہ الفاظ موجود ہے اور وہ مثل [illegible] ایسی تاثیر رکہتی ہے جیسے زنجر اور قوت ظاہری تو گویا ہی
ثبوت اسکا آنکہہ سے دکہلایا جائے منکر ہی رہتا ہے ـ حسن خان جنی کا قصہ مشہور ہے جب وہ
۱۸۶۵ء مین وارد دہلی ہوا اوسنے کوئی بات ایسی پیدا کی تہی کہ جس چیز کو وہ ہاتہہ لگادے
اوسکے پاس آجائے ـ چنانچہ جب یہ خبر کرنیل ہملٹن صاحب بہادر کمشنر دہلی کو پہونچی تو اونہون نے
اوسے بلایا ـ اور اپنی انگوٹہی اوسکے ہاتہہ مین دیدی اور پہر لیکر ایک ڈبہ مین بند کرلی ـ اور وہ
اپنے ہاتہہ مین جسکا ڈہکنا مضبوط بند تہا لیلیا اور اوسے زور سے دبائے رہے ـ تہوڑی د
نہ گذری تہی کہ انگوٹہی حسن خان کے پاس تہی ـ ڈبہ خالی تہا اوسوقت کرنیل صاحب کو تو
کہ بلا خرق والتیام و نظر آنے کے انگوٹہی کیسے حسن خان کے پاس پہونچی مگر اونہون نے کہا
وجہ نہین معلوم ہوئی اسلیے اسے ہم نہین مانتے ـ ایک مثال وہ ہے جو مینے صدہا مرتبہ د
کہ ایک شخص سانپ پکڑتا تہا اور جب پکڑ لے لاتا تہا کچہہ پڑہ کر اوسپر دم کر دیتا تہا ـ یا کنکری پڑ
ہوئی (کنکری) مار دیتا تہا چنانچہ سانپ کے لیے ممکن نہوتا تہا کہ منہہ کہولے جہان اوسنے دوسری پڑ
اور دوائی سانپ منہہ کہولتا تہا ـ اسوقت جرتہاول ضلع مظفرنگر مین ایک شخص ہین کہ جیسے
اور دستک دی جسقدر سانپ آس پاس ہوتے ہین ایک دو نہین سو دو سو سب اسکے او
آبیٹہے ـ جب دوسری دستک دی چلے گئے یہ قوت نفسانیسی ہین ہے ورنہ سانپ [illegible]

سکتے ہی وہ چلے جاتے سوائے سانپ کے اور اونکو اسباب مین کچہہ نہین آیات الہی کی ہزارہا مثالین ہین۔

اب مین بیان کرتا ہون کہ ضرر ان تاویلات و تطبیقات کا کیا ہے وہ بھی بہت طرح کا

۲ ہے بعض ضرر بیان کئے جاتے ہین۔

(236)

پہلا ضرر یہہ ہے کہ دین بدل گیا اسلام اسلام نہین رہا کیونکہ اوس اعتقاد سے جو آجکل آپ

حضرات اور اونکے مقلدین کا دیکھا جاتا ہے صریح مخالفت احکام الہی کی لازم آتی ہے اور وہ

مخالفت انسان کو اصل دین پر باقی نہین رکہتی اسلئے کہ دین یہہ ہے کہ اللہ تعالے قادر مطلق ہے۔

عادل ہے۔ اوسنے نبی بھیجے۔ اونپر وحی بھیجی۔ اونکو خود حضور مین بلایا اوسنے اونکے جانشین بنائے

اوسنے موت پیدا کی اوسنے روح کو پیدا کیا جو باقی رہیگی۔ اوسنے قیامت کی خبر دی ہے۔ اوسنے نماز

واجب کی اوسنے روزہ واجب کیا زکواۃ واجب کی خمس واجب کیا حج واجب کیا۔ اہل فلسفہ

اللہ تعالے کو علت العلل مانتے ہین اور کہتے ہین کہ نتایج جو عالم مین پیدا ہوتے ہین محض اسباب سے پیدا ہوتے

ہین یہہ انکار قدرت مطلق ہے یعنی اسباب مانع نفاذ قدرت ہین۔ وہ فرشتون سے انکار کرتے ہین

اسلئے وحی کوئی چیز نہین رہتی القاء اور الہام ہو جاتی ہے۔ اور جب ایسا ہو کوئی شخص اعتماد

نبوت پر نہین کر سکتا کیونکہ القاء اور الہام خیال ہے۔ اور خیالات اچھے برے اوس اعتقاد کے

موافق ہر شخص مین پیدا ہوتے ہین۔ وہ روح کا وجود نہین مانتے۔ اس سے قیامت کا انکار ہوتا ہے

اور سزا و عدل باطل ہوتے ہین وہ جنات کا انکار کرتے ہین اس سے لازم آتا ہے کہ کلام الہی مین کذب

جانب مرزا غلام احمد

مرزا صاحب - ہو اسلام نہیں رہا

شامل ہے - اور یہی سب اعتقادات سے ساری عبادات نماز و روزہ و خمس و زکوۃ و حج سب کے

سب باطل ہوتے ہیں مجھے جو کچھہ اسبابت معلوم ہے وہ یہہ ہے کہ ایسے لوگ جو اپنی تطبیقات کے

ثبوت میں اقوال علما بیان کرتے ہیں وجہ اسکی یہی ہے کہ ہمیشہ سے کوشش تطبیق فلسفہ

اور اسلام کی چلی آتی ہے اسلیے اپنے سے خیالات کے لوگوں کے قول اونکو اپنی تائید میں ملجاتے ہیں

حالانکہ اونمیں اور امیں کوئی فرق نہیں ہے -

دوسرا اضرار یہہ ہے کہ جو اون تاویلوں کو دیکھے گا جانیگا کہ مذہب اسلام نہایت کمزور مذہب ہے اسلیے کہ

تطبیق امکان سے باہر ہے مسلمان عجیب لوگ ہیں کہ اونکے بڑے بڑے ایسی باتیں بناتے ہیں -

دوسرا ضرر - تاویلات سے کمزوری مذہب کی ظاہر ہوتی ہے

تیسرا اضرار یہہ ہے کہ تاریخ اسلام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً اہل اسلام میں

عموماً ایک زور تھا جواب نہیں ہے - وہ اسلیے گھٹ گیا کہ عرب میں جبسے اسلام کی بنا ہے فلسفہ داخل ہوا -

تیسرا ضرر - اسلام سے زور کا جاتا رہنا

جب لوگوں نے فلسفہ پڑہا اور بیانات اسلام کو جو دلائل وجود جناب باری تعالی میں مذکور ہوئے ہیں دیکھنا

شروع کیا تو اونمیں شکوک پڑنے لگے اور یہہ کوشش ہونے لگی کہ شکوک رفع کئے جاویں ظاہر ہے

کہ بحالت شک اون اصول کے مطابق عمل کرنے میں جنمیں شک راہ پاجاے وہ زور نہیں

رہ سکتا جو اوسوقت ہوگا کہ اصول مذکور میں شک نہو - یہہ حالت ابتدائی تھی جسکا ضرر بھی

ابتدائی ہونے کی وجہ سے چھوٹا تھا - چونکہ بیج ان شکوک کا دلوں کی زمین میں پہونچ چکا تھا

آخر کو وہ بڑے بڑے اشجار ہوکر ظاہر ہوا اور ضرر اوسکے بہت ہی ترقی پا گئے نتیجہ یہہ ہوا

کہ شائد

(237)

شکوک نے اسلام کو بدل دیا اور جتنی عام قابلیتیں ترقی کی اسلام نے بخشی تہین سب

یا سب جاتی رہین - یہانتک آخرکار نوبت پہونچی کہ امور دینی مین خصوصًا اور جملہ

امور مین بھی عمومًا عادت بزرگون کے استخفاف کی پیدا ہوئی اور اطاعت معدوم ہوگئی

اسکا مین سب باون سر کے ہوگئے - چونکہ منافع عامہ بغیر اطاعت کے حاصل نہین

ہوسکتے ترقی کا مادہ ختم ہوکر تنزل کا مادہ پیدا ہوگیا - جسکی آجکل تری دا دیا ہے -

افسوس ہے کہ اصل سبب نے یعنی عادت اطاعت پیدا کرنے مین کوشش نہین کیجاتی اون

اسباب مین ترقی دیجاتی ہے جنہون نے اولًا مادہ ترقی کو روکا ثانیًا مادہ تنزل کو

پیدا کیا -

بوتہا عرض اعمال تعبدیہ کا ترک ہوجانا

چوتھا نہ یہ ہے کہ اون خرابیون کے بعد جو ضرر سوم مین بیان کی گئین لازم نتیجہ یہ ہوا

کہ عبادت کی عادت جاتی رہی بلکہ عادت ہوگئی کہ اعمال و افعال مطابق احکام شرعی کے صادر ہون -

وجہ اسکی ظاہر ہے - یعنی یہ کہ دلائل افعال تعبدی کے بیان نہین کئے گئے - اور دلائل سے نتیجہ

صحیح نکالنا ہر شخص کا کام نہین - (دقتِ دلائل کی مین شرح کرچکا ہون) اب عادت یہ ہے

کہ بغیر دلیل کوئی کام نہین کرتے - بغیر دلیل کسی کی بات نہین مانتے - پس عبادت کہان رہ

سکتی ہے - عبادت ایک بہت بڑی چیز ہے اسلئے کہ جو قوت ابتداءً اہل اسلام مین تھی ذریعہ

اوسکا یہ تھا کہ وجود باری تعالیٰ کا اذعان تھا - جنت و دوزخ اور عقبیٰ کا اذعان تھا عبادت

کرانا ہر وقت اوس اذعان پر عمل کرانا اور اوس ذریعہ سے اوسکا باقی رکھنا اور بڑہانا
بتا ہو ہی ترقی اذعان ایک چیز تہی جسنے اذعان کے ساتہہ جمع ہوکر اسباب ترقی پیدا
کئے تہے - ظاہر ہے کہ اوس عادت کا ترک ہونا بہت ہی برا ہے - جو چیز غیر ضروری ہو اوسکی
طرف اور اوسکے احکام کی طرف اور اون علوم کی طرف جو ذریعہ اونکے دریافت کا ہین لازمًا
بے توجہی ہوگی - اور لازم ہوگا کہ وہ علوم نہ پڑہے جائین اونمین توغل نہو - اس عدم توغل نے
اور اپنے بنائے ہوئے آسان دلائل ناتمام پر عمل کرنے نے ایک نئی قسم کا ضرر پیدا کیا وہ یہ ہے
کہ اعتقاد ہوگیا کہ عبادت دراصل واجب نہین ہے - دلیل اسکی یہہ قرار دی گئی کہ اللہ تو الرحیم ہے
وہ عذاب نہین کریگا - پس کیون عبادت کرین - اس دلیل کو اس زمانہ کے لوگ عبارات
مختلفہ مین بیان کرتے ہین یہان تک کہ ممتاز لوگ بہی ان شکوک مین پڑے ہوئے ہین - بلکہ
بعض حضرات اسپر یقین کرکے اصل عمل پر استہزا و تمسخر کرتے ہین -

توضیح یاد رہے کہ جیسے اعتراضات شیطان کے حکمت نظام عالم اللہ تعالیٰ کے
قادر و حکیم ماننے کے ہین یہہ اعتراض احکام شریعت و اعمال تعبدی پر بذریعہ اللہ کے
رحمٰن و رحیم ماننے کے ہے - اون اعتراضات کے جواب مین جیسے بسط بیان کی ضرورت
تہی اسمین بہی ضرورت ہے - اوسی مین تاویل کی تعریف بہی بیان کیجائیگی کہ وہ مقام
ربط مناسب تہا - ممکن ہے کہ یہہ ثانی جدا رسالہ بنا لیا جائے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ الحمد للہ رب العالمین ـ والصلوٰۃ علی رسولہ وآلہ واصحابہ الی یوم الدین ـ

ستائیس برس کے قریب زمانہ گذرا کہ ایک بزرگ نے مجھ سے سوال کیا ـ

سوال

تم اللہ تعالےٰ جلّ شانہ وعمّ نوالہ کو رحیم جانتے ہو یا نہین ـ مینے جواب دیا کہ ضرور ـ بلکہ اوسے ارحم الراحمین جانتا ہون ـ تب اونہون نے ارشاد فرمایا کہ یہہ کیا رحیمی ہے کہ معدود چند جنّتی ہون اور سارا عالم آتش دوزخمین جلنے کے لئے ہو ـ اگر سارا عالم دوزخ کے لئے ہو اللہ تعالےٰ رحیم نہین ہے اگر رحیم ہے تمام عالم دوزخ کے لئے نہین ہے ـ

غرض اس سوال کی یہہ تہی کہ اہل مذاہب صرف اپنے ہم مذہبون کو ناجی اور اس وجہ سے جنّتی جانتے ہین ـ باقی جملہ اہل مذاہب کو ہالک اور اسوجہ سے دوزخی ـ تعداد کسی ایک مذہب کے معتقدین کی بمقابلہ تعداد جملہ مذاہب کے معتقدین کے بہت تہوڑی ہے گویا کچہہ ہے ہی نہین لہذا معنی یہہ ہوئے کہ بہت تہوڑے جنّت کے لئے بنائے گئے اور بہت زیادہ دوزخ کے لئے یہہ خلاف رحم ہے ـ

اس زمانہ مین ایک اور بزرگ کی کتاب دیکہنے کا اتفاق ہوا اوسمین یہہ تقریر بہت دلچسپ عبارتمین لکہی تہی

عبارت یہہ ہے

یہہ وہ زمانہ تہا کہ مذہبی خود پسندی کے نشہ مین سرشار تہے ـ خدا کی تمام مخلوق مین صرف مسلمانون کو اور مسلمانون کے تہتّر فرقونمین سے اہلسنّت کو اور اہلسنّت مین سے صرف

~~حقیقیہ کو اور اونمین سے بہی صرف اون لوگون کو جو ...~~

نہایت تقیّد کے ساتہہ پابند ہین نجات اور مغفرت کے لائق جانتے تہے - گویا دائرہ رحمت

الہی کو کونین و کشور یہ کی وسعت سلطنت سے بہی جسمین ہر مذہب و ملت کے آدمی

بامن و امان زندگی بسر کرتے ہین زیادہ تنگ اور محدود خیال کرتے ہتے - جسقدر کسی کے

ساتہہ محبّت یا لگاو زیادہ ہوتا تہا اوسیقدر اسباب کی تمنا ہوتی ہتی کہ اوسکا خاتمہ ایسی

حالت پر ہو جو ہمارے زعم مین نجات اور مغفرت کے لئے ناگزیر ہے -

جواب

مناسب ہے کہ پہلے اس تقریر کی غلطیان بیان کرون پہر یہہ تفصیل کرون کہ یہہ غلطیان

کیونکر پیدا ہوئی ہین یعنی اسباب کیا ہین - پہر اون غلطیون کی غلطیان ہونے کے وجوہ بیان کرون

غلطیان اس تقریر مین یہہ ہین -

پہلی غلطی یہہ ہے کہ جب آدمی کوئی مذہب اختیار کرے اور اوسپر پختہ ہو اوسے خود پسندی قرار دیا ہے -

دوسری غلطی یہہ ہے کہ احکام شرعی کو احکام ظاہری اور قابل ترک قرار دیا ہے -

تیسری غلطی یہہ ہے کہ معنی مغفرت کو غلط سمجہا ہے اور اوسکے دائرہ کو غلط طور سے وسیع سمجہا ہے -

چوتہی غلطی یہہ ہے کہ معنی رحم کو غلط سمجہا ہے اور اوسکی وسعت دائرہ کو بہی غلط سمجہا ہے -

پانچوین غلطی یہہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو غلط سمجہا ہے اور اوسکے

واقع استعمال کے متعلق غلطی کی ہے -

- اسباب ان غلطیوں کا یہ ہین

پہلی غلطی یون پیدا ہوتی ہے

۱) ہم لوگ ایسے بادشاہ کی رعیت ہین جسکی تدبیر سلطنت یہ ہے کہ کسی مذہب وملت سے سروکار نہو - آدمی بادشاہ اور اہل حکومت کے خیالات و اطوار کو طبعاً پسند کرتا ہے اس پسند مین اسطرح غلطی ہو جاتی ہے کہ تدبیر سلطنت دنیا اور خدا پرستی مین جو فرق ہے وہ نظر سے نکل جاتا ہے -

۲) ہم لوگ ایسے ملک مین آباد ہین جہان مختلف قوم و مذہب کے آدمی رہتے ہین اور اس سلطنت مین ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے یعنی ہر شخص اپنے مذہب کی رسوم بغیر کسی مداخلت کے ادا کر سکتا ہے صرف یہ قید ہے کہ دوسرون کے رسوم مذہب مین حرج نہو اور دلکو رنج نہ پہونچے - سخت پابندی رسوم مذہب کی حرج اور رنج کی طرف منجر ہوتی ہے اور حرج ڈالنے والون اور رنج پہونچانے والونکو ضرر پہونچتا ہے لہذا وہ لوگ اچھے سمجھے جاتے ہین جو حرج نہین ڈالتے اور رنج نہین پہونچاتے - ضرر سے بچنے کی خواہش مین یہ غلطی اسطرح ہوتی ہے کہ امتیاز نہین کیا جاتا کہ اصلی پابندی مذہب دیجا آوری صحیح رسوم مذہب کیا ہے اور اوسکو بطریق رنج دہی اور حرج دوسرون کے بجالانا کیا ہے -

غلطیوں کے اسباب

پہلی غلطی کی سبب

پہلا سبب تقلید سلطنت ہے

(239)

دوسرا سبب حفاظت ضرر ہے

(۳) آجکل زبان حکام سیکھنے کی سخت ضرورت ہے اوسکے ساتھ خیالات لبرٹی یعنے
(آزادی) جو ایک مشہور اور نہایت پسندیدہ لفظ اوس زبان کا ہے دل مین جاگزین ہوتے
ہین اور آزادی کے حصول کی اسقدر عظیم خواہش ہوتی ہے کہ صحیح آزادی اور غلط
آزادی مین امتیاز باقی نہین رہتا۔

چوتھا سبب خوف تاویل سے

(۴) آجکل بعض حامیان دین کی یہہ رائے ہوئی ہے کہ اون اعتراضات کے جواب
دینے کا جو عموماً اسلام پر کئے گئے یا وارد ہوتے ہین یعنی حمایت حوزۂ اسلام کا
سب سے بہتر یہہ طریقہ ہے کہ صرف قرآن مجید مستمسک قرار دیا جائے اوسمین تاویل کی بیجا گی
اور احادیث نبوی سے یہہ کہہ کر پیچھا چھوڑا لیا جائے کہ اوسمین اختلاف اسقدر ہے کہ
صحیح سے سقیم کو پہچاننا اب دشوار ہوگیا ہے جسے ناممکن کہہ سکتے ہین۔ اونکی وجہ سے
تاویل کی گنجایش نہین۔ پیچھا چھوڑا لینے سے جواب آسان بھی ہو جائیگا اور مضبوط
بھی معلوم ہوگا۔ اس طریقہ کا یہہ لازمہ ہے کہ مذہب مین پختگی نرہے یہہ غلطی اس سبب سے
ہوئی ہے کہ (۱) یہہ کام اون لوگون نے اختیار کیا تھا جنکو فنّ حدیث مین دخل
ہی نہین تھا۔ (۲) اسکے ساتھ ہی وہ طلب دنیا مین منہمک تھے۔

دوسری غلطی یون پیدا ہوئی ہے کہ ایسے لوگون نے نہ تصوف کو صحیح طور سے سمجھا تھا
نہ مذہب کو متعلق بجاآوری احکام صوم و صلوٰۃ وغیرہ کے۔ اسکے ساتھ وہ اسباب شامل ہو گئے

پہلی غلطی کے اسباب کے ضمن میں ابھی بیان کئے گئے ۔

تیسری اور چوتھی غلطی کے دو سبب ہیں (۱) ناواقفیت ۔ کچھ تو ناواقفیت

صحیح معنی سے ہے لیکن جسقدر واقفیت ہے اوسمیں سے بھی نتیجہ غلط نکالا جاتا ہے (۲) حیرت ۔

کارخانہ ابھی اسقدر عظیم الشان ہے کہ اکثر لوگوں کو اوسپر غور کرنے سے ایسی حیرت پیدا ہوتی ہے

، وہ حیرت عقل اور فہم صحیح کو اپنا عمل کرنے سے باز رکھتی ہے ۔

چونکہ غلطیاں [illegible] تاہم غلطی اول کا دوسرا سبب ایکا خاص ذریعہ

ب [illegible] غلطیوں [illegible] غلطیاں [illegible] تفصیل بیان کیجاتی ہے ۔

پہلی غلطی کی نسبت اول [illegible] سباب میں اغلاط کے شمول کی تفصیل کرنا ضرور ہے

سکے بعد حقیقت غلطی اول کی بیان کیجائیگی یعنی اوسکے غلطی ہونے کے وجوہ ۔

سبب [illegible] تدبیر مملکت بادشاہت اور حکومت کی تدبیر ہے مذہب عبودیت اور بندگی

ہا ۔ حکومت میں غرض یہہ ہوتی ہے کہ سلطنت مضبوط ہو ۔ اور بندوں میں جہانتک ایک کو

دوسرے سے تعلق ہے امن باقی رہے ۔ ہر واحد کی ذات بحیثیت ذات متعلق نہیں ہوتی ۔

ہب میں غرض یہہ ہوتی ہے کہ بندہ اللہ تعالے کے پہچاننے کے ذریعہ سے اور اوسکے یاد

رنے کے ذریعہ سے اپنی ذات کی اصلاح کرے ۔ جسمیں اصلاً مقصود اپنی ذات ہے تبعاً دوسروں

یا ۔ پس اصول مملکت میں جب اپنی ذات کی درستی اصلاً داخل نہیں تو اصول نہیں ہے

اصول حکمت داخل کرنے کے یہ معنی ہونگے کہ ہمنے اپنی ذات کی درستی سے قطع نظر کی ہے۔

افسوس ہے کہ لوگ ہوس پسند افعال حکام وقت و تدابیر سلطنت مین ایسے ملک گئے ہوئے ہین

کہ اپنی خبر یعنی ذات کی نہین لیتے۔ ہمارے حکام وقت وہ تدبیرین سلطنت کی کرتے ہین

جو عمدہ ہین اور ہندوستان کے لئے خصوصاً مناسب ہین۔ مگر ہماری نظر مین اونمین سے

بہت سے اپنی مذہبی درستی سے غافل ہین۔ گو اپنے نزدیک وہ اس سے بھی غافل ہون

یا نہون۔ پس پسند و تقلید کرتے وقت یہ بھول جانا نہین چاہئے کہ ہم کس بات مین تقلید

کرتے ہین۔ اگر اونکی تقلید ہر امر مین کرنا مقصود ہے تو اس بحث مین داخل ہونے کی کیا ضرورت ہے

کہ اللہ رحیم ہے اور دوزخ ہے یا نہین۔ جیسا اونکا خیال ہے اوسپر پورا عمل کرنا چاہئے کہ خدا

صرف سبب اول ہے آئندہ دنیا سے بے دخل ہے۔ ... سے بہت سے ایسے بھی ہین

کہ باوجود بڑے مدبران سلطنت ہونے کے مذہب مین پختہ ہین چنانچہ جناب گلیڈاسٹون صاحب

کہ اونکی نسبت کوئی نہین کہہ سکتا کہ وہ مذہب نرکھتے تھے اور اوسپر پورا عمل نہ کرتے تھے۔

سبب دوم یہ آجکل ضرور یہ ہو رہا ہے کہ جو لوگ بجا آوری رسوم دیگر مذاہب مین

سبب دوم کی ...
فیصل دوم ...
مین رنج دہی کا
نتیجہ ہونا

ہیچ ڈالتے اور رنج ہو نجاتے ہین وہ مذہبی خیال کئے جاتے ہین۔ مگر حقیقتہً دیکھنا چاہئے

کہ وہ لوگ نافہم متعصب ہین یا صحیح طور پر مذہب مین پختہ ہین۔ اور تعصب و پختگی

مذہب حق مین فرق کرنا چاہئے۔ تعصب یاری کردن و پشتی کردن کو کہتے ہین۔

مسکو ...

جسکی غرض یہہ ہے کہ بلا امتیاز صحیح و غلط اپنی بات کی پچ کرین۔ امر حق کی تائید ہو تو

اوسکی حقیت اور صحیح ہونے سے ہوتی ہے پچ کرنے کی ضرورت نہین یہہ ضرورت صرف

امر ناحق کے لئے ہوتی ہے - چنانچہ ہمارے زمانہ مین بھی تعصب کا مفہوم کہیچا اور تائید

(۲۷۱)

امر غلط کی کرنا ہے امر صحیح کو صحیح ماننا اور اوسپر سختی سے عمل کرنا ہر صحیح ماننے والے کے

لئے لازم ہے - ورنہ جسقدر اوسمین سختی نہوگی اوسیقدر اوسکی صحت مین یقین کی کمی ہوگی۔

مثال دونون حالت کی یہہ ہے کہ ہمنے اپنے گہوڑے کو مان لیا ہے کہ ہمارا گہوڑا اچہا ہے۔

لوگ کہتے ہین کہ وہ اچہا نہین اسلئے کہ وہ کہڑا ہوکر اولٹ جاتا ہے - دوڑ دم نہین - ہم نہین سنتے -

جواب دئے چلے جاتے ہین کہ وہ اچہا ہے۔ اعتراضات غلط ہین۔ اولٹ جانے مین گہوڑے کا

قصور نہین - جب تم لگام سخت کہیچوگے اولٹ جائیگا - دوڑ دم نہونا عیب نہین - وہ گہوڑا

امیرانہ ہے قاصد تو نہین ہے - ظاہر ہے کہ جسی گہوڑے مین یہہ عیوب ہون وہ اچہا گہوڑا

نہین - سواری مین خطرہ ہے اور وہ پوری سواری نہین - پس ایسی تائید تو تعصب ہے۔

لیکن اگر وہ گہوڑا حقیقت مین اچہا ہے تو اوسپر اعتراضات اگر ہون رنگ جواب دوسرا

ہوگا - یعنی کہینگے کہ گہوڑا اولٹتا نہین - چڑہ دیکہئے - دوڑ دم ہے ساٹھ کوس لیجاکر دیکہئے -

اسکے یہہ معنی ہین کہ خوبی گہوڑے کی خود ظاہر ہوکر سچی بات کی تائید کریگی اور اوسکی نسبت

جو جواب ہوگا اوسمین سختی اور زور موجود ہوگا اور وہ تعصب نہوگا - پس غلطی یہہ ہے

جو لوگ ناسمجھ متعصب ہین اونکے اعمال ذریعہ اوس پختگی کے چھوڑنے کا گردانے جاتے

ہین جو امر حق کی ساتھہ لازم و ملزوم ہے کبھی جدا نہین ہوتے - جدائی اوسیوقت

ہوتی ہے جب امر حق کو صحیح جاننے مین شبہ ہو -

اب یہہ بتلانا چاہئے کہ مذہب اسلام مین ایذا دہی و رنج دہی ممنوع ہے - جو ایسا

کرے وہ مذہب پر عمل نہین کرتا - اللہ تعالے نے نسبت اہل کتاب کی ارشاد فرماتا ہے

ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن - ترجمہ اے مسلمانون

اہل کتاب کے ساتھہ جھگڑا نہ کیا کرو مگر ایسی طرح پر کہ وہ نہایت ہی عمدہ ہو - اور فرماتا ہے

کہ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم - ترجمہ

یعنی مت برا کہو اون لوگون کو کہ پکارتے ہین سوائے اللہ کی پس برا کہنے لگینگے اللہ کو

تعدی سے بغیر علم کے -

جناب رسولخدا صلعم نے جس طریقہ رحیمانہ کا برتاؤ کیا قرآن اور تاریخ دونون اوسکے

شاہد ہین قرآن کی شہادت یہہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وانک لعلی خلق عظیم -

ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک - ترجمہ اور بے شک

آپکا اخلاق بہت ہی بڑا ہے اگر آپ سخت اور درشت غضب ہوتے تو لوگ آپکے

پاس نہ بیٹھتے - تاریخ کی شہادت یہہ ہے کہ اعجاز التنزیل مین متعلق فتح مکہ کے

ص ۱۶

تاریخ کا یہی خلاصہ کیا ہے - اب مکہ اور اہل مکہ سب آپکا مال تہے اور جو ظلم اونہون

آنحضرت اور صحابہ پر کئے تہے وہ ہرکسیکو معلوم تہے بس آپ چاہتے تو سبکو لونڈی

غلام بنالیتے اور جسکو جو سزا چاہتے دیتے - مگر اللہ رے رحم و کرم - کہ آپنے اون باتون کو

(242)

بہلا دیا - اور اہل مکہ سے وہی برتاؤ کیا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بہائیون سے کیا تہا -

اور اونکو مخاطب کرکے فرمایا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین -

ترجمہ یعنی آج مینے اپنے قصور تمکو معاف کئے خدا جو سب سے زیادہ رحم والا ہے وہ بہی

معاف کرے اور پہر فرمایا - اذھبوا فانتم الطلقاء یعنی جاؤ مینے تم سب کو آزاد کیا -

دیکہو ملاحظت مین آنحضرت صلعم کی یہ حالت تہی کہ مورخ عظیم الشان جناب گبن صاحب

نے لکہا ہے کہ "حضرت نہایت نیکنام تہے اور آپکی نیکی اور آپکے اخلاص نے قریش مین آپکو امین کا

خطاب دلوایا تہا" ....

اونکے مطیعون کی نسبت اسی عالم نے لکہا ہے - "وہ صاف طور پر ظاہر کر دیتے تہے کہ اقوام

مفتوحہ کے مذاہب و رسوم و اوضاع کی پوری طرح سے حرمت کیجائیگی" - بس جو لوگ صحیح طور سے

پیرو دین محمدی کے ہین اونسے رنج دہی اور جہگڑہ سے کیا تعلق ہے -

مجہے وہ قصہ یاد ہے کہ مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کے ایک نواسہ میری یاد کے زمانہ کے

قریب دہلی مین رہتے تہے - ایک شخص نے جو چوک کے قریب جہان اب آباد ہین رہتا تہا

اپنے ایک مکان چھوڑا اور اوسکی نسبت وصیت کی کہ اسکو کار خیر مین
مولویصاحب موصوف صرف کرین - مسلمانون نے کہا کہ اس مکانکو منہدم کرادیجے
تاکہ ہم لوگ یہان مسجد بنوا دین - اہل ہنود کو وہان مسجد بننے سے تکلیف ہوتی اور فساد کا
اندیشہ - سب ہندو لوگ مولویصاحب کے پاس جمع ہوکر آئے اور درخواست کی کہ مکان کی
بیع ہمارے ہاتھہ کردیجائے - مسجد نہ بنائی جائے - مولویصاحب اوس مکان پر تشریف لیگئے
اور اوسے دیکھہ کر مسلمانون سے فرمایا کہ بہا ہو تم یہان مسجد نہین بناتے لڑائی کا گھر بناتے
ہو - اور یہہ فرماکر مکان کی بیع کا تکملہ ہندؤن کے نام کردیا -

جہاد کی بابت مجھے یہان ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہے اسلئے کہ جسقدر جہاد جناب رسولخدا
صلعم نے فرمائے وہ ذریعہ بقاء اسلام کا ذریعہ بقا اہل اسلام کے تہا - رنج دہی تو کار ہدایت
مین حارج ہوتا ہے - چنانچہ جناب امیر علیہ السلام کی وہ حکایت مشہور ہے کہ آپنے جب ایک
کافر کو زیر کیا اوسنے آپ کے ساتھہ گستاخی کی اور روئے مبارک کیطرف لعاب دہن
پہینکا - آپ فوراً جدا ہوگئے اور اسلئے وہ مسلمان ہوگیا - بس یہہ جہاد ہے اور یہہ نفس
کشی ہے اور یہہ ہدایت کی رسوم ہین - جناب باری تعالے فرماتا ہے اعدلوا ہو اقرب
للتقوی - یعنی ہر حال مین انصاف کرو کہ وہ پرہیزگاری سے بہت قریب ہے -
جو مسلمان ہے وہ اس حکم سے باہر اور جدا نہین ہوسکتا -

سبب سوم پہلے آزادی کے معنی کی تحقیق ضرور ہے - حریت - آزادی - لبرٹی - تین مختلف زبانون کے لفظ ہین -

آزادی کے معنی

حر کے معنی صراح مین آزاد شدن بند سے ہین - یعنی غلام کا آزاد ہونا حر کے معنی آزادی و آزاد مردی اصلی شدن کے لکھے ہین حر کے معنی آزاد و آزادہ کے ہین -

(243)

ما بذ منک کے معنی یہہ ہین کہ کیا یہہ تجھ سے بہتر اور خوبصورت نہین ہے - صاحب قاموس نے لکھا ہے خلاف ... و خیا ... - ... مین ... - یعنی حر ضد غلام کی ہے - اور ہر چیز مین سے جو بہتر ہو اوسے کہتے ہین - چنانچہ بولتے ہین - رجل بین ... یعنی فلان شخص سے حرورت نیکی ٹپکتی ہے -

آزادی کے معنی لغت فارسی

آزاد کے معنی لغات فارسی مین یہہ لکھے ہین (۱) وہ شخص جو مملوک نہو - (۲) راست یعنی سیدھا جیسے سرو - (۳) مجرد - (۴) بے عیب (۵) کامل مصرع - سرو ہرگز چنین نرفت آزاد - کے معنی مین اختلاف ہے کہ سرو بسبب سیدھا ہونے کے آزاد کہلاتا ہے یا اسلئے کہ اوسے آسیب خزان نہین پہونچتا - اسیطرح سوسن کو آزاد کہتے ہین - یا اسلئے کہ سفید ہے اور بار رنگ سے آزاد ہے یا اسلئے کہ پتے اوسکے سیدھے ہوتے ہین - آزاد اوسے کہتے ہین جو دوسرے کے قبضہ سے چھوٹ کر آزاد ہوا ہو آزادہ اوسے کہتے ہین جو اسطرح آزاد نہوا ہو مگر خود مختار پن اوسمین ہو -

Freedom Liberty

لغات

لغت انگریزی و اردو مین آزادی ترجمہ لبرٹی اور فریڈم کا ہے لغات انگریزی مین
کافی ہوگا کہ ویبسٹر صاحب کے معنی نقل کئے جائین -
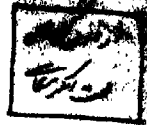
(۱) معنی عام اس لفظ کے یہہ ہین کہ جسم اور طبیعت یا افعال ذہنی اون چیزون سے
پاک ہون جو اونکے افعال پر بطور مانع اثر کرتے ہون مثلاً جسم کی آزادی یہہ ہے کہ اوسے
آزار یا ضعف نہو - طبیعت یا قوت فکری کی نسبت آزادی کا اطلاق اوسوقت ہوگا
جب اوسپر کسی چیز کی روک نہو - یا اوسپر کوئی حاوی نہو - چنانچہ نعمت آزادی حاصل ہونا
اوسوقت کہینگے جب کوئی جسمانی قوت اون قوتون سے روکنے کا یا ذہن پر موثر ہونے کا عمل نہ کرتی ہو

Natural liberty

(۲) نیچرل لبرٹی یعنی قدرتی آزادی اوس حالت کو شامل ہوتی ہے جسمین قوت اسباب
کی حاصل ہو کہ جو فعل مناسب معلوم ہو اوسکو بغیر کسی روک کے یا دوسرون کی حکومت یا
اقتدار کے عمل مین لاسکین - باستثناء قانون قدرت کی روک یا اقتدار کے یہہ آزادی
اوس حالت کا نام ہوا جسمین کسی دوسرے کا دباؤ نہو اور اصلی قوانین یا قواعد تمدن کا بہی
نہو - اس قسم کی آزادی جب کوئی گورنمنٹ قائم ہوتی ہے محدود ہو جاتی ہے - قدرتی آزادی
مین جب اس قسم کے قیود قائم کئے جائین جو عامہ خلایق کے لئے مصلحت ہون سختی یا ظلم ہونگے -

Society civil liberty

(۳) سول لبرٹی وہ آزادی ہے جو نظر بحالت سوسائیٹی یا نیچرل لبرٹی کے حاصل ہو
اور وہین تک کہ آزادی محدود ہو جہانتک نظر بہ آسایش و اغراض سوسائیٹی کے

واسطے

اور سلطنت یا قوم کے ضروری ہو - وہ روک جو قدرتی آزادی مین لگائی جائے خواہ کبھی
ضرورت ہو یا مناسب ہو ظلم یا دبانا ہوگا پس معنی سول لبرٹی کے وہ حالت ہوئی کہ
دوسرون کی اون خواہشون سے جو نا مقید ہون انسان بچا ہوا ہو۔

۲۴۶

یہہ بچنا اور استثنا وہ ہے جو بذریعہ قوانین کے محفوظ رکھا جاتا ہے اور جس
ذریعہ سے کوئی شخص دوسرے شخص کو ضرر نہین پہونچا سکتا - اسلئے قانون کی روک
حصول لبرٹی کے لئے ضرور ہے -

۲۰

Political

(۴) پولیٹیکل آزادی یعنی ملک کا آزاد ہونا کبھی مرادف سول لبرٹی کا ہوتا ہے لیکن
زیادہ صحیح معنی اوسکے قوم کے آزاد ہونے کے ہین اور وہ اوس حالت کو کہتے ہین کہ قوم
دوسرے کی محکوم نہو اور ایسی حالت ہو کہ دوسری قوم کو اوسکے حقوق کے محدود
کرنے کا اختیار نہو اسی معنی مین یورپ کے ملک اور اقوام یورپ کی آزادی کا اطلاق ہوتا ہے

Religious

(۵) رلیجس آزادی یعنی مذہبی اوسے کہتے ہین کہ اعمال مذہبی کے کرنے کی بغیر کسی قید کے
قدرت حاصل ہو - اور جس اہل مذہب کا جو طریقہ عبادت ہو وہ اوسکے مطابق اللہ تعالی کی عبادت کر سکے -

Meta-physics

(۶) لبرٹی ان میٹافزکس - یعنی علوم الہیات و قدرت کے متعلق آزادی جب ضد ضرورت کے
معنی مین لیجائے اوس قوت کو کہتے ہین جو عامل مین اختیار عمل یا منع عمل کے لئے مطابق

Freedom of will

اپنے ارادہ کی باعث ترجیح و اختیار افعال ہو - فریڈم آف ول ترجمہ لبرٹی کا ہے

(یعنی آزادی ارادہ کی) یعنی وہ حالت جو کسی روک یا مانع سے ارادہ

یا قوت ارادی کے مقید نہو۔

Liberty

(۷) لبرٹی اوس استحقاق عام کو کہتے ہین جو کسی مجمع کو کسی رسم یا کر سے

مستثنیٰ ہونیکا ہے۔ جیسے آزادی تجارتی شہرون کی

(۸) اجازت یا رخصت حاصلہ کو بھی آزادی کہتے ہین جیسے گواہ کو اجازت ہوگئی

کچہری سے چلا جائے۔

(۹) ایک زمانہ میں کسیکو اجازت ہو کہ بغیر روک ٹوک کے گذر جائے جسکے

آمد و رفت جواز نہ رکھتی ہو۔

(۱۰) ایسی آزادی عمل یا تقریر کی کہ تہذیب یا شایستگی کے باہر ہو چنانچہ بولا جاتا

کہ عورتون کو نامناسب آزادی ترک کرنی چاہئے۔

To take liberty

ٹو ٹیک لبرٹی کے معنی ہین وہ بات کہنی یا وہ فعل کرنا جسکی اوسوقت اجازت نہو

To sit at liberty

ٹو سٹ ایٹ لبرٹی کے معنی ہین قید سے رہائی —

To be at liberty

ٹو بی ایٹ لبرٹی کے معنی ہین موانع سے آزاد ہونا —

پریس کی آزادی یہ ہے کہ طبع کتب و اخبارات مین اسبات کا اختیار حاصل ہو کہ

چھاپے اور جو دل مین آئے لکھے۔ صرف یہ قید ہو کہ جو شخص اس آزادی کو برا

م لائے وہ سزا پائے مضرانہ کتب یا مضامین نہ چہاپے جائین -

سب تعریفات کو ملاکر دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آزادی ایک خاص چیز تہی

ہ رفتہ اوسکے معنی مین وسعت پیدا ہوئی ہے - عربی مین آزادی اور حرّیت ضد غلامی

سکے بعد معنی اوسکے خیا [illegible] شئی کے ہوگئے فارسی مین بہی یہی معنی تہے اوسکے

معنی اوسکے مجرد و بے عیب کے ہوگئے چنانچہ رحیل [illegible] الحرو یتہ و آزادہ کا مفہوم

ب ہے تاہم یہہ وسعت کمال اور خوبی کے قیود سے محدود رہی احل یورپ نے جو معنی

نے مین بظاہر اوسمین کوئی قید کمال و بے عیب ہونے کی نہین ہے کیونکہ خلاصہ اونکے معنی

یہہ ہے - وہ حالت جسمین قوّت صدور افعال جسمانی و ذہنی کی باستثناء بعض قیود ناگزیر کے

ا ایسے قیود سے پاک ہو جو قوت مذکور کی روک یا مانع ہون قیود ناگزیر مین کمال و خوبی داخل نہین ہو سکتے

ں وسعت پیدا ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ پچہلے زمانہ کے لوگ کسی نہ کسی مذہب کے پابند ہوتے

ہ اسلئے قوّت فکری مذہب کے باہر جانے کے متعلق مذہب سے مقید تہی - قوّت جسمانی

ح طرح کی سختی حکومت اور اوسکی خرابیون سے ایسے قیود مین مبتلا رہتی تہی (مثلاً جب راستے

نے ہون ہوا کہانے کو جانا دشوار ہوگا صرف جانون کی پڑی ہوگی) کہ خیال آزادی آنا

شوار ہوکر رعایا کو مثل غلامون کی رضا طبیعت ثانیہ ہوگئی تہی یہانتک اس حالتکا نتیجہ

اکثر لوگون کی یہہ رائے ہوئی کہ ہم جسقدر اختیار صدور افعال کا رکہتے ہین حقیقت مین

مرادا [illegible] کے معانی [illegible] میں [illegible] وسعت
معنی آزادی میں [illegible]
رفتہ پیدا ہوئی
اور غلط ہو گئے

(۲۱)

وہ بھی حاصل نہین ہے بلکہ ہماری ایسی حالت ہے جیسے ملکون کی اور وہ ایک مذہب
ہو گیا تھا ۔ چنانچہ وہ فرقہ جسے جبریہ کہتے ہین اسوقت بھی تعداد کثیر مین پایا جاتا ہے یہانتک
یہہ خیال بڑہا تھا کہ ایک شاعر کہتا ہے شعر درمیان قعر دریا تختہ بندم کردئی ؛ باز میگوئی
کہ دامن تر مکن ہوشیار باش ؛ پس بیشتر اشخاص کے دلمین ایسی حالت کا وجود
نہ تھا بلکہ تصور بھی اس حالت کا نہ آسکتا تھا کہ کوئی فرد بشر ان معنون مین آزاد ہے ۔
اگر آتا ہوگا اسطرح آتا ہوگا کہ جیسے ہم کبھی خواب دیکھین کہ پرندون کی طرح اوڑکر ایک
مکان سے دوسرے مکان مین چلے جا رہے ہین اور جب آنکھہ کھلے ۔ اور دیکھین کہ پلنگ پر
بیٹھے ہین تو معلوم ہو کہ اضغاث احلام تھے ۔ اگر کسیکے دل مین یہہ خیال بیداری مین آتا ہوگا
اور اونکو جو خود سر بادشاہ یا رئیس تھے ۔ وہ ان خیالات کو ظاہر نکر سکتا ہوگا ۔ اگر اونکو
لکہتا ہوگا تو مطابع کے نہونے سے وہ ایسی شہرت نہ پا سکتے ہونگے کہ اوسکے خیالات
عام ہون جب سے قوانین اور قواعد کی پابندی شروع ہوئی اور وہ جابرانہ طریقہ جاتا رہا
لوگون کے دلومین یہہ خیالات پیدا ہونے لگے کہ ایسی حالت کا بھی وجود ہے جسمین
افعال ذہنی و جسمانی موانع و مزاحمات سے پاک ہوتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ جب سے
انگریزی زبان مین علوم آئے اور فلسفیت پیدا ہوئی اوسنے قوت فکری کی نسبت
قیود مذہب کو کم کر دیا ۔ قوت ہائے جسمانی کی روک قانون کے ذریعہ سے کی گئی مگر

افعال جسمانی آزاد و قوت فکری کی تعمیل حکم میں خلاف قانون نہوں وہ بغیر مزاحم کے خیال نہونگے۔

تعریف آزادی کی اہل یورپ نے کی ہے اوسپر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو طرح

ہے ایک تعریف مطلق دوسری تعریف اقسام - اور دونوں قیود سے خالی نہیں ہیں

تعریف مطلق -

سب قید بے عیب ہونے کی نکلتی ہے گو قید کمال کی نہیں نکل سکتی

ین نیچرل آزادی شامل ہے قانون قدرت اور گورنمنٹ کے قیود سے محدود ہے۔

Liberty in metaphysics — Religious liberty — Political liberty — civil liberty

یعنی سول لبرٹی و پولیٹیکل لبرٹی و رلجس لبرٹی و لبرٹی ان مٹافزکس

Liberty of

لبرٹی آف پرس - اور آزادی ارادہ کی - اور آزاد ہونا قید یا عدالت سے - یا بغیر اجازت

م کرنا جیسے مجامع وغیرہ میں اونمیں جو آزادی ہے وہ خود ایک خاص طرح کی آزادی

ہے اور معنی اوسکے یہ ہیں کہ وہ اوس حالت کا نام ہے جسمیں کوئی خاص طرح کی قید

civil liberty

نی موثر موجود نہو تفصیل اسکی یہ ہے کہ سول لبرٹی کا بڑا جزو قانون اور رسوم قومی ہیں

یکے ذریعہ سے وہ آزادی باقی رکھی جاتی ہے - قوانین و رسوم کے اعتبار سے

دنی آزادی باقی نہیں رہتی بجز اوسقدر کے کہ خلاف قانون یا رسوم کام نہ کریں۔

Political liberty

اور خاص حالت کا نام ہوا - پولیٹیکل لبرٹی ایک قومی حکومت کی

حالت ہے جو دوسری قوموں کے تحت اقتدار نہونے کو کہتے ہیں - اور وہ بھی ایک

خاص حالت ہے - اور اسیطرح باقی آزادیوں کی حالت ہے - مثلاً جیلخانہ سے چھوٹ کر

پھر یہی قانون و رسوم کی قید مین رہنا - یا کسی وقت خاص مین عرض معروض کی آزادی لینا -
پس صاف معنی اس تعریف کے یہہ ہین کہ قواے جسمانی و ذہنی امراض سے پاک ہون
اور انسان کو ایسی قدرت و مکنت حاصل ہو کہ وہ ایسے کام جو نامناسب نہون جہانتک
ہو سکے کر سکے - یہہ قدرت اچھی سلطنت اور زمانہ امن مین حاصل ہوتی ہے اور اچھی
چیز ہے - لیکن اس خیال کا اسقدر زور بڑھا ہے اور معنی مین اسقدر زیادہ وسعت پیدا ہو گئی ہے
کہ زمانہ حال کی آزادی کی تعریف اور معنی یہہ ہین کہ آزادی وہ حالت ہے جسمین انسان افعال
ذہنی یا جسمانی کو مطابق اپنے مرضی کے صادر کرنے پر قادر ہو - خواہ وہ مناسب ہون یا نہون
جسکا دوسرا مفہوم وہ ہے جسے نامقیدی کہتے ہین اور اوسکے مفہوم مین تمام قوانین قدرت
و گورنمنٹ کی حدود و رسوم کے قیود کا توڑنا اور توڑ سکنا داخل ہے - یہہ تعریف نہ انگریزی کی ہے
نہ فارسی کی نہ عربی کی - آئندہ اسکا نام [illegible] مصطلح ہوگا - یہہ وسعت اسطرح پیدا ہوئی ہے
کہ عاقلانہ حکومت نے جب امن قائم کیا اور اوس ذریعہ سے نمایان ترقیات ہوئین جو بلا اصلی
روک ٹوک دلونمین نہ تھی یعنی خدا کا ڈر تو ہر شخص چاہنے لگا کہ جہانتک ہو سکے موانع اور مزاحمات
کم کیے جائین جسقدر کم ہونگے ہم وہ کر سکینگے جسکے کرنے کو ہمارا دل چاہتا ہے - ثبوت اسکا
حالات زمانہ مین کیونکہ نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ یہانتک نوبت پہونچی ہے کہ وہ افعال جنکو قوانین
و رسوم نے منع کیا تھا جب سزا کا ڈر نہو قابل عمل ہو گئے ہین - ظاہر ہے کہ خواہشہاے نفسانی

جبر سے زور کی ہوتی ہین - اور پابندی تکلیف وہ چیز ہے جب

اگر غور سے دیکھا جائے انسان مین اللہ تعالی نے اختیار صدور افعال کا دیا ہے اور آزاد نہین کیا - بھلائی کے لیے ثواب اور برائی کے لئے عذاب بنایا ہے اور کوئی حالت افعال جسمانی کی آزاد نہین ہے - افعال ذہنی کی حالت البتہ آزاد ہے - جو ایجاد کرے جو بات عمدہ نکالے نکال سکتا ہے مگر وہین تک جہانتک خوبی ہے جو خیالات تضییع اوقات ہون وہ بھی اچھے نہین ہین - پس ظاہر ہے کہ اس تعریف کے لئے جو کی گئی ہے صحیح لفظ اختیار ہے نہ آزادی - کیونکہ جب اللہ تعالی کے ہم بندے ہین آزاد نہین ہین - جب ہم ایک بادشاہ کی رعایا ہین آزاد نہین ہین - صرف اختیار اس بات کا ہے کہ ہم افعال صادر کرسکتے ہین -
اور وہ اختیار صرف اسی لئے ہے کہ ادنی حالت سے اعلی حالت پر ترقی کرین - اختیار کو بری طرح کام میں لانیکے واسطے نہ دیا گیا -
جب صحیح یہ حالت ہو تو معلوم ہوگا کہ جسقدر طباعی اہل یورپ نے تعریف آزادی مطلق مین فرمائی ہے اوسقدر صحیح نہین ہے جیسی ہونی چاہئے کیونکہ پورا غور قیود ہونیکا

اور مزاحمات بیان نہیں کیا ہے - وہ اسقدر زیادہ ہیں کہ اونکو ملاکر دیکھنے سے کوئی

حالت [illegible] جسمانی کی یا آزاد حالت بالمعنی الاعم باقی نہیں رہتی یا ایسے

قیود ہر وقت موجود ہوتے ہیں جنپر عمل کئے بدون چارہ نہیں - یا عمل کرنا مناسب ہوتا ہے -

موانع و مزاحمات قوت [illegible] کے اتنے زیادہ ہیں جنکا حصر مشکل ہے - بعض یہہ ہیں

اول یہہ کہ قوتیں انسان کی مختلف اور محدود ہیں - کسی میں ایک من بوجہ اوٹھانے

کی طاقت ہے - کسی میں دو من کی - کسی میں پچاس من بوجہ اوٹھانے کی طاقت ہیں -

پس وہ حد جو ہر وقت ہر قوت میں لگی ہوئی ہے ایک مزاحم موجود ہے کہ اوس سے زیادہ قوت
کام نہیں دیتی - اپنی حد سے آزاد [illegible] ہونا [illegible] جیسے چینٹی - مرغ [illegible] صرف قوت حد آزادی سے

دوسرا مزاحم عادت اور مشق صرف قوت ہے - مثلاً ایک بہرے کلکٹر کا سررشتہ دار

تین چار گھنٹہ اتنے زور سے مثل سنا سکتا ہے کہ دوسرے سررشتہ دار کو جب عادت

نہو ممکن نہو - مرثیہ خوان ۲ گھنٹہ زور سے مرثیہ پڑھتے ہیں دوسرے نہیں پڑہ سکتے

پس یہہ حد مزاحم ہے -

تیسرا مزاحم تعلقات اور حالات ہیں - مثلاً اسوقت دل سیر کرنے کو چاہتا ہے

مگر سیر کیجیے تو شام کو بچوں کے لئے کہانے لائے کہ کہائیں - اور اپنا پیٹ کس

چیز سے بہرئے - اس سیر سے اپنی اور بچوں کی سیری رک جائیگی اور وہی مزاحم ہے -

مثلاً پیشاب کی ضرورت ہے مگر حیا مانع ہے کہ مجمع میں ستر نہ کہولا جائے - مثلاً

جانرہ مین باہر نکلنا یا گری مین باہر نکلنا - اوس سے فالج اوس سے لون لگنے کا ڈر مانع نکلنے کا ہوتا ہے

چوتھا مزاحم قانون اور قواعد ہین - قوانین ایسی چھوٹی چھوٹی باتون کے لئے ہین کہ گویا

آزادی ور حقیقت موجود نہین قواعد سوسائٹی جسکی تفصیل ضروری آگے ہوگی - ایسے ایسے

خفیف خفیف اُمور کے متعلق ہین کہ آدمی بستہ سمجھا جاتا ہے ان اُمور پر غور کرنے سے

معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حالت علی الاطلاق انسان مین ایسی نہین جو موانع (ہوتی) و مزاحمات سے خالی ہو

موانع اور مزاحمات [illegible] کے بھی ایسے ہی کثرت سے ہین جیسے جسمانی کے -

اور وہ کثرت ہی قابل حصر نہین - بعض مزاحم یہ ہین - اول تفاوت مراتب اذہان -

دوسرے اونکی غلطیان تیسرے وہ حالات جنمین آدمی ہے - چوتھے اوسکی

معلومات - پانچوین مزعوم کا اثر یہ سب بعض چھپے ہوے بعض ظاہری ایسے مزاحمات

ہین جو ہر وقت موجود ہین اور کوئی فرد بشر ان سے خالی نہین - اگر یون کہین شاید مناسب

ہوگا کہ وہ آزادی جسے اب آزادی کہتے ہین دوسرا نام جنون کا ہے - جس حالت مین

آزادی مطلق حاصل ہوتی ہے یہ مجنون اپنے آپ کو بحالت جنون مریض نہین جانتا اسلئے

جو چاہتا ہے کرتا ہے شعر فارغ از رسم و رہ گبر و مسلمان کردی ؎ اے جنون گرد تو گردم کہ چہ احسان کردی

الغرض اس زیادتی وسعت نے طرح طرح کی خرابیان پیدا کی ہین جو بعض بیان کیجاتی ہین

اول سب سے پہلا کام آزادی کا خیالات مذہب سے آزاد کرنا ہے کیونکہ جب قانون [illegible]

گورنمنٹ کی سزائین کافی روک برائیون کا نہین ہوتین تو جس چیز کی روک نہو وہ کیسے
باقی رہ سکتی ہے - علاوہ برآن مذہب پر چلنا آسان بہی نہین ہے - آزادی انسانی چاہتی ہے -
یہہ شر عظیم ہے اسلئے کہ مذہب دل مین ایک ڈر پیدا کرتا ہے جو انسان کا اصلی مزاحم صدور
افعال قبیحہ کا ہوتا ہے - خوبی اس ڈر مین یہہ ہوتی ہے کہ معاملات انسانی درست ہو جاتے ہین -
اور آدمی اس ڈر کے ذریعہ سے تمام مخوفات سے بیخوف ہو جاتا ہے یہانتک کہ جان
دینے کی قابلیت آجاتی ہے - اس ڈر کی اتنی بڑی عظمت معلوم ہوتی ہے کہ جناب
باری تعالے نے اسکی قران مجید مین تاکید فرمائی ہے - چنانچہ یہانتک تاکید ہے کہ جہان یہہ
ارشاد فرمایا ہے کہ معاملات لکھے جایا کرین وہان یہہ بہی ارشاد ہے کہ اللہ سے ڈرو
یعنی باوجود سب احتیاطون کے اللہ سے ڈرنا مقدم تر ہے - وجہ اسکی ظاہر ہے کہ قبالجات
لکہنا بہی بے ایمانون کو کافی نہین - رجسٹری کا محکمہ ہوگیا وہ بہی کافی نہین - ظاہری ایماندار تک
یہہ چاہا کرتے ہین کہ قبالون اور وثیقون کی ایسی عبارت ہو کہ ایک کا نا واجب ضرر دوسرے
کا نا جایز نفع ہو - پس وہ خیالات جو اس ڈر کے مخالف ہون ضرور نہایت نا مستحسن ہونگے
آزادی کے ساتھہ پہلا خیال یہی ہوتا ہے -

جن لوگون نے اس ڈر پر نظر تعمق کو کام فرمایا ہے وہ اسکی عظمت کے قائل ہوئے ہین -
چنانچہ فیلسوف عظیم الشان گستاولی بان نے لکہا ہے - تہیہ خلائقین ترقیات خیالی

بلاشک بعض اوقات توہمات وتخیلات کے پابند ہو جاتے ہین لیکن اگر اونکے توہمات
اور تخیلات نہوتے تو ہم ہرگز اتنی ترقی موجودہ کے درجے پر نہ پہونچتے " ۱۴

علاوہ براٰن وجود خداوند عالم اسقدر ظاہر ہے کہ اب بہت سی مخلوق بظاہر موحد ہے - اور اللہ تعالے
کو ایک جاننے کی مدعی ہے کسقدر بے خوفی ہے کہ آدمی اللہ تعالے کو دُنیا سے بے تعلق
جان لے یہ سوچنا چاہئے کہ اگر تعلق نکلا تو ایسے خیال والون کا کیا حال ہوگا -

اسی ڈر نہونے سے اور اسی کمزوری کے دور ہو جانے سے افعال قبیحہ کی تعداد بہت بڑہ گئی ہے -
ظاہر ہے کہ جسقدر قوم مین عقل بڑھتی ہے تدبیرین اپنی خواہشون کے بر لانے کی اور قوانین
کی سزاؤن سے بچنے کی بہی بڑہ جاتی ہین - قوانین نازک کئے جاتے ہین مگر کافی نہونا اونکا
اونکی روز روز تبدیلی سے ظاہر ہے - گو روز ضرورتین بہی بڑہتی ہین - اگر ڈر بہی عقل کے ساتھ
ہوتا یہ حالت نہوتی اور اوسوقت عقل ڈر کو معدوم نہ کرتی - چنانچہ ابن بطوطہ نے
جو مالدیپ جزیرہ کا حال لکہا ہے نسبت قلت جرائم کے بیان کرتا ہے کہ کوئی ملک اسوقت اوسکا
مقابلہ نہین کرسکتا - اور وجہ اوسکی پابندی مذہب کی لکہی ہے - یعنی خدا کا ڈر -

علاوہ براٰن مذہب کو کسی قوم کے قوم بنانے مین دخل عظیم ہے - کیونکہ قوم کی تقسیم مین
آثار مرزبوم اور روحانیات کو سب سے زیادہ دخل ہے - مذہب کے ذریعہ سے روحانیات مین
وہ وحدت پیدا ہوتی ہے جو بذریعہ تناسل بہی نہین ہوتی -

جو لوگ ... سوسائٹی کے کام ... استقامت پر اسیقدر ... سزا روکے اور ... پس اچھے کام کرنے کی ... دو فریق ہین - جب ... جائیگا تدبیر کا ... سوسائٹی سے ... اور اون لوگون ... جو قابل سوسائٹی ...

(۲۶۹)

دوسری آزادی کے لئے اور اوسکے ذریعہ سے ہم اصول حسن وقبح کو بدل رہے ہین یعنی جن چیزون کو ہم پہلے اچھا جانتے تھے وہ بری جانی جاتی ہین - یہ ایک سہو عظیم ہے - اصول مذکور عقلاً قابل تبدیلی نہین ہین - وہین یہ ہے کہ افعال اختیاری مین حسن وقبح کے ذریعہ سے ایک قید لگائی جاتی ہے پس اوسمین آزادی کو داخل کرنا جو ضد قید کی ہے اجتماع نقیضین ہوا - اور وہ محال ہے - کیونکہ ایک ہی چیز بستہ اور کشادہ نہین ہوسکتی حقیقت مین آزادی کے لئے قیود کو کم کرنے کے زیادہ تر معنی یہ ہین کہ ہم اختیار کو جو بھلائی اور برائی سے محدود ہے صرف برا بناتے ہین اختیار کو وسعت نہین دیتے - اور افعال مین سے قید حسن کو جدا کرتے ہین -

شبہ - یہ جو کہ حالات مین تغیر ہونا حکم حسن وقبح کا بدل جانا ہے اور وہی تغیر اصول حسن وقبح کا ہے اسلئے کہ حالات کے ذریعہ سے وہی فعل حسن اور وہی فعل قبیح ہوجاتا ہے اصول نہین بدلتا - مثلاً لحاف کی ضرورت کی تبدیلی گرمی وسردی کے لحاظ سے یا ہوائے سرد کی ضرورت کی تبدیلی فالج وغیرہ کے لحاظ سے قتل کے حسن وقبح کی تبدیلی حکم کے لحاظ سے - ان صورتون مین اصول نہین بدلا یعنی نفع وضرر تاہم بعض ایسی مثالین بھی ہین جنمین حالات کے تغیر سے حکم حسن وقبح متغیر نہین ہوتا جیسے ظلم کبھی اچھا نہین ہوتا - انصاف کبھی برا نہین ہوتا -

تیسری آزادی نے ایک مذہب خرما صفی ودرع ماکدر کا پیدا کیا ہے

یعنی جو اچھا ہو کریں - جو برا ہو نہ کریں - اصولاً اچھا ہے مگر عملاً نہایت غلط اور فرضی چیز ہے -
اسلیئے کہ عقول میں تفاوت ہے - دلایل میں وقت ہے - سخت احمق آپ نے دیکھے ہونگے

(250)

مصرع: کار بوزینہ نیست نجاری بہ سنا ہوگا - متوسط عقل کے لوگ کیا کوئی کہہ سکتا ہے
کہ اصول اچھائی اور برائی کے قائم کرنے کے لائق ہیں - بڑی عقل کے لوگ جملہ اصول پر
نظر بہ ضعف بشری حاوی نہیں ہو سکتے - اور وہ معدود چند ہوتے ہیں - شرکت آزادی
میں عام ہے - پس معنی یہ ہوئے کہ ہر جاہل اور احمق اصول بنانے والا ہے اور
نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اصول ایک دوسرے کا متحد نہیں اور کوئی اصول نہیں -
جو اصول اگلے لوگوں نے مقرر کئے تھے وہ بھی برے نہیں ہو سکتے اور یہ مان لینا کہ ابتدائے
عالم سے تھوڑے پہلے زمانہ تک سب کے سب احمق تھے + ایک ایسا امر مان لینا ہے جو
کسی طرح ماننے کی قابل نہیں کیونکہ اسلیے جو نصایح اون لوگوں نے کئے ہیں وہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اچھے
نہیں ہیں - اگر اون نصایح پر عمل کیجئے تنزل ہو ہی نہیں سکتا - ترقی ہی ہوگی - دین نے
جس تقلید کو منع کیا ہے وہ جاہلوں کی تقلید ہے - چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ اپنے آباء و اجداد کی تقلید کرنا
اگرچہ وہ کچھ نہ جانتے ہوں برا ہے ورنہ ہر جگہ انبیاء اور حکماء سے استدلال جو د مذہب حق پر ہوا ہے -
~~چنانچہ~~ [illegible] ش آزادی کی جس آسان پسندی کو پیدا کرتی ہے اوس سے
بیشتر مضر ہوتے ہیں - عقول کا تفاوت مد نظر ~~[illegible]~~ -

جس سے آخر کو انسان صحت جسمانی کھو کر بیکار ہو جاتا ہے اور ایسی صورت مین خواہش

پرستی جسے stimulants کہتے ہین زیادہ بڑھجاتی ہے - اوسکی مضرت

محتاج تفصیل نہین - جسمین سے ایک شراب خواری ہے - ہمارے ملک مین ایسی

شاہین ہین کہ اوس سے ضرر پہونچے قابل علاج نہ تھے -

پانچوین برائی یہہ ہے کہ اس خیال سے ایک عادت بے حیائی اور عام عدم اطاعت

کی پیدا ہوئی ہے - اوسنے اس ملک مین ضرر پیدا کئے ہین - مثلاً جب پہلے خیال آزادی کا

آتا ہے اولاد والدین کی اطاعت ترک کرتی ہے - یہہ امر کہ والدین کا اوسنے اطاعت

چاہنا غلطی ہے سب حالتونمین غلطی نہین ہوسکتی - اسلئے کہ تجربہ بغیر طول عمر کے نہین

ہوسکتا - اکثر حالتونمین باپ زیادہ تجربہ کار ہوتے ہین اور وہ چاہا کرتے ہین کہ اولاد غلطی

نکرے - اولاد نہین سنتی غلطیان کرتی ہے بعض کو اوسوقت ہوش آتا ہے جب زمانہ سزا

دیتا ہے - بعض کو اوسوقت بھی نہین آتا -

چھٹی یہہ ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھے آزادی حاصل ہو اور ایسا خواہشمند موانع اور

مزاحمات کو کم کرتا ہے - اس ذریعہ سے وہ صلہ رحم سے علحدگی کے ماں باپ سے
کسی کی مدد نہ کرے

دست کش ہوتا ہے چاہتا ہے کہ دنیا بھر سے بے تعلق ہو -

ساتوین۔ آزادی مصطلحہ اوسوقت پوری ہوسکتی ہے جب اطاعت ہنو۔
ہیہ اوسوقت ہوسکتا ہے جب انسانونمین ایک کو دوسرے سے تعلق ہنو ہیہ حالت
اسلئے بری ہے کہ حصول فواید عامہ کے مانع ہے۔ اس عدم تعلق سے لازم آئیگا کہ بادشاہ
ہنون نہ قوتین وبائی جاوین۔ اوسحالتمین قوامین کوئی چیز باقی نرہیگی اوسوقت انسان
کو ایک ودوسرے سے لڑنا چاہئے اور تمام ہوجانا اسلئے کہ کوئی مانع ہنوگا کہ اعلیٰ
درجہ کی آزادی حاصل کرنے کے لئے ہیہ خواہش ہنو کہ ہم ہی ہم باقی رہین۔
ہیہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اوسوقت آزادی پوری ہوگی اور اوسوقت اوسکا کمال سمجھا
جایگا جب نوع انسانی کی ترقی وہانتک پہونچے کہ ضرورت سلطنت وگورنمنٹ کی باقی
نہ رہے۔ کیونکہ آزادی سے ہر شخص کو کمال عقل حاصل ہوتا ہے لہذا اوسی کمال عقل ہوک
فسادکی ہوگی ہیہ خیال محض خیال اور غلط ہے۔ اسلئے کہ آزادی مصطلحہ باعث کمال
عقل ہنین صرف مورث فسادات ہے۔ علاوہ برآن عقل انسانی کا کمال ہر شخص کو ہونا
ممکن ہنین کیونکہ قدرت نے انسان کو ایسا پیدا ہنین کیا کہ ہر متنفس عاقل کہا جائے۔
پس آزادی کے خیال مین کمال عقل کا شمول ایک فرضی شے ہے۔ کمال ہمیشہ بالنسبت
ہوتا ہے۔ جب آزادی کی حالت سوچی جائے اسباب سے غفلت ہنین ہونی چاہئے
کہ آزادی موجودہ نوع بشر کے متعلق ہم سوچ رہے ہین اور ہیہ حالت کہ ہر متنفس

(۱۶۲)

ساتوین ... نوبت عامہ ... [illegible]

عشق ملون روز کار ہو کر غم مین بیٹھ کر غائب ہو جائے فرض محض ہے - مگر جو خرابی انتہا آزادی کی اس وقت مین بیان کیجاتی ہے وہ فرضی نہین ہے اور اوسکی خواہش اپنا عمل کر رہی ہے -

انجمہ مین یہہ ہے کہ آزادی نے اسقدر زور کیا ہے کہ عورتین بھی آزادی پسند ہین - اب عورت سے اوسوقت تک نکاح نہین ہو سکتا جب تک مرد اپنی آزادی کہو کر عورت کی غلامی اختیار نہ کرے - اس خواہش آزادی نے مردون مین ایک نوع کی غلامی پیدا کی ہے - جو بہت سے وجوہ سے عقلاً بھی بری ہے اور بخیال آزادی مصطلحہ تو اجتماع نقیضین ہے -

لو... یہہ ہے کہ آزادی مصطلحہ ایسی بری چیز ہے کہ اوس سے فنا، عالم ہونا چاہئے اور نوع انسانی کا عدم ہوجانا لازم آتا ہے - تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ جب مرد بھی آزادی پسند ہون اور عورتین بھی - آزادی کے لئے قوانین قدرت کے توڑنے کی بھی کوشش ہوگی اور قوانین گورنمنٹ کے بھی - چنانچہ ہو رہی ہے مثال قانون قدرت کے توڑنے کی رضاعت ہے - بچہ کے لئے مان کا دودہ پینا فطرت ہے اور مان کے لئے دودہ پلانا فطرت ہے مگر رضاعت مان کے لئے باعث ضعف ہے مسلم ہے کہ ضعف آزادی جسمانی کے خلاف ہے - اسلئے کوشش کیجاتی ہے کہ مان دودہ نہ پلائے دوسرون سے پلوالے یہہ بہت زیادہ خلاف قانون قدرت یعنی فطرت کے نہ تھا - مگر اب دودہ مین چونہ کا پانی ملا کر آلہ کے ذریعہ سے بچہ کو سیراب کر کے پرورش کیجاتی ہے اور یہہ بالکل خلاف قانون قدرت ہے

قدرت ہے

قدرت ہے - قوانین گورنمنٹ کے توڑنے کی مثال مثل امراء کی حالت ہے

جسکے لئے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہین آخر کار لازم آتا ہے کہ صحیح عمل کرنے والے ازادی

مصطلحہ کے ازدواج سے پرہیز کرین - اور جیسے دودہ اون کے ذریعہ سے پالکر بچون کی پرورش

کر لیتے ہین اوسی طرح قدرت کی اور صورتوں کو رد کرلیں

- چنانچہ جو آزاد طبیعت ہین نکاح کو

پسند نہین کرتے - یہہ حالت مہذب ملکون کی مسلم ہے کہ صدہا مرد عورت بغیر نکاح کے

مرجاتے ہین - اس صورت مین تناسل بند ہوجاتا جاتے اور جب آئندہ ولادت بند ہوجائے

وہی فناء عالم ہوا - اگر یہہ صورت ہو اور مان لیا جاے کہ بعض کو بعض سے حالت عشق

پیدا ہو اور تناسل بند ہو تو ظاہر ہے کہ جب آزادی حد کو پہونچے جیسے قوانین قدرت

توڑے جاتے ہین قانون عشق بھی توڑا جائیگا کیونکہ عشق سے زیادہ غلام بنانے

والی کوئی دوسری چیز نہین ہے اور ایسی صورتین جنمین مرد عورت یکجا ہون اتنی

کم ہوجائینگی جنکو قابل شمار وحساب نہ سمجھین وہ بھی فنا کا سبب ہوگا - اگر یہہ صورتین

ہون اور مان لیا جائے کہ بلا عقد نکاح مرد عورت ملینگے - عنفوان شباب مین جب جوانی دیوانی

ہوتی ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے - ظاہر ہے کہ مسبب بلا سبب کے باقی نہین رہتا -

خواہش جب پوری ہوجائے یا سیری حاصل ہو یہہ تعلق دوامی نہوگا تو ایسی

حاصل ہوگی کہ بوقت ضرورت کے لئے مل سکے - اوسوقت غور کرنا چاہیے کہ اولاد

کہان جائیگی - مرد کیون پرورش کریگا اور عورت کیون پرورش کریگی - اب بھی اولاد زنا

کی پرورش جسطرح ہوتی ہے ظاہر ہے - اور اسلئے اکثر اولاد ضائع ہوگی - اور آخر کو مردم شماری

گھٹتے گھٹتے فساد عالم ہوگا - یہہ امر کہ فساد عالم برا ہنین ہم کب کہتے ہین کہ بعد نیکی محض کے

فساد برا ہنین - مگر یہہ آزادی مصطلحہ جسطرح فساد کرسکتی ہے وہ برا ہے اور ہم حماقت کی

وجہ سے فساد ہونے کے ذریعے اس آزادی کے بدولت پیدا کرتے ہین -

دسوین خواہش آزادی کا انجام یہہ ہے کہ تمام تکالیف سے آزادی حاصل ہو بظاہر

یہہ آزادی صرف بعد موت حاصل ہوگی چنانچہ لوگ اسکے حصول کیلئے خودکشی کر گذرتے ہین -

یورپ مین جسقدر خودکشی ہوتی ہے کہین نہین ہوتی - پس غور کیجے کہ آزادی مصطلحہ

کتنی بری چیز ہے جو ذریعہ امراض کا - جان جانیکا - امن و آسایش کے جانے کا ہے -

مذہب کی بموجب موت تکالیف کا انجام نہین ہے - شعر قبر مین ہوگا حساب زندگی

بعد مرنیکے بھی جھگڑا رہگیا -

گیارہوین ہندوستانیونکو چونکہ پولٹیکل آزادی حاصل نہین ہے اگر خیالات آزادی کو

ترقی ہوگی پولٹیکل آزادی کے لئے بھی ہوگی وہ کوشش شروع کی اور جیلخانہ

مین پہونچ گئے

اب مقابر

(53)

اب منا معلوم ہوتا ہے کہ آزادی مصطلحہ کی اون خوبیون کا جو آزاد [illegible] دونون ہے

ذکر کیا جاوے - سب سے بڑی خوبی یہہ ہے کہ اہل یورپ کی اقوام نے آزادی کے ذریعہ سے

یہہ ثروت و حکومت پیدا کی ہے اور کوئی مضرت اس قوم کو آزادی نے نہین پہونچائی -

مذہب کے وہ پابند نہین اسی ذریعہ سے دنیا مین ترقی کرتے ہین - جو کچھہ دل مین اچھا معلوم

ہوتا ہے کرتے ہین اسی نے موانع ترقی کو دور کر دیا ہے - مثلاً ہندوستانیو مین یہہ عیب ہے

کہ جس وضع کا جاتو باپ نے بنایا تھا بیٹا ہمیشہ اوسی طرح کا بناتا ہے اور اوسمین تغیر و تبدل

گناہ جانتا ہے - خیالات آزادی نے یہہ بات پیدا کی کہ جو مناسب ہو کیا جاوے پابندی کے

ذریعہ سے سقم باقی نہ رکھا جاوے - یہہ دلیل غلطیون سے بھری ہوئی ہے - اسلئے کہ ضرور اہل

یورپ مذہب کے پابند نہین مگر وہی جو تعلیم یافتہ ہین اونمین بھی سب کے سب ایسے نہین بلکہ اکثر

ایسے ہین کہ مذہب سے خالی نہین ہین - ایک جز مذہب کا استخفاف اور حقیر جانتا ہے - ایک

جز مذہب کی مخالفت کرتا ہے [crossed out]

[crossed out] - ایک جز باوجود حقیر جاننے کے ہمدردی کرتا ہے - ایک

جز حقیر بجانتا مگر پابندی نہ کرتا ہے - دیکھئے کہ اس قوم کی کیا حالت ہے ایسے بہت تھوڑے

ہین کہ مذہب کو حقیر جانتے ہین - ایسے تو شاید اقل قلیل ہون کہ مخالف ہون - باعتبار

مردم شماری اس قسم کے بہت ہین کہ مذہب کو حقیر نہین جانتے مگر اوسکی پابندی نہین کرتے

ہم ہمدردي اوسکي زور کے ساتہ کرتے ہین پس ذریعہ ترقي یہ ہے کہ وہ اپني

ترقي دنیاوي مین ایسے مصروف ہین کہ اور سب چیزونکي طرف اونکو توجہ نہین۔

چونکہ دنیا عالم اسباب ہے ضرور اونکي یہہ حالت ہوني چاہئے کہ یہہ ترقي اونکو بڑونکا

کہنا نہ ماننے سے نہین ہوئي - غور سے ملاحظہ فرمائے اونکي یہہ حالت ہے کہ اوستادکا

اسقدر کہنا مانتے ہین کہ ہم آپ نہین مانتے - حاکم کو ایسا مانتے ہین کہ ہم نہین مانتے -

عدالت کا اگرچہ ہندوستاني حاکم ہو ایسا ادب کرتے ہین کہ ہم نہین کرتے - قانون کي اتني

پابندي کرتے ہین جتني ہم نہین کرتے - ~~قانون کي اتني پابندي کرتے ہین جتني ہم نہین کرتے~~

مان باپ کا وہ اتنا ادب کرتے ہین کہ ہم نہین کرتے - پس یہہ پابندي اونکي ترقي کا سبب ہے

آزادي ترقي کا سبب نہین ہے - تاہم جہانتک نامقیدي ہے وہ منفرتین پیدا کر رہي ہے -

اصل امر یہہ ہے کہ ہر حالتمین غلطیان کرنا انسان کا کام ہے - اوس حالت اطاعت

مین جب خیال آزادي نہ تہا غلطیان ایک طرح کي بہري طرف لے گیین - اب خیال آزادي کي غلطیان

بہي دوسري طرح کي بہري طرف لیجا رہي ہین - حقیقت مین آزادي یا قوت صدور افعال اور اوسکا مزاحمات

و موانع سے پاک ہونا ایک امر بزرگ ہے جہانتک وہ خلع عن المنافات ہے - آزادي

مصطلحہ کا پہلے تو وجود ہي نہ تہا - اور اب بہي جو وسعت نامناسب ہے قابل ترک ہے -

یہہ جو ذکر اسبات کا آیا ہے کہ غفلت مذہب کو ترقي دنیا مین بڑا دخل ہے

لیکن مذہب اسلام ایسا مذہب ہے کہ وہ مانع ترقی کا نہیں - اوسکے فرایض پورے کرنے کے

بعد اتنا وقت باقی رہتا ہے کہ آدمی ترقی کر سکتا ہے - باقی رہا یہ امر کہ کرتا بہی ہے یا نہیں

اوسکے وجوہ اور ہین - ایک یہہ ہے کہ ضرور جب انسان خدا پرست ہوتا ہے اوسے کسی

چیز میں سوا خدا پرستی کے مزا نہیں آتا - دوسرے یہہ کہ تاریخ اسلام پڑہئے اور دیکہئے

کہ مسلمانون نے وہ کون بات تہی جسمین ترقی نہ کی تہی جب مسلمانون نے اپنی بدنصیبی سے پابندی

قواعد کی اور محنت چہوڑ دی تنزل ہوگیا -

اسباب سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ لوگون کے دلومین ایکطرف خیالات آزادی سمائے

ہوئے ہین - ایکطرف خیالات نوکری - دونومین کسقدر نقیض ہے - نوکری دوسری

غلامی ہے - باوجود اسکے یہہ خیال ہے کہ ہندوستانی ہون یا انگریز - نوکری کو بڑا عزیز

Exchange Compensation

جانتے ہین - چنانچہ جب اکسچینج کمپنسیشن یعنی معاوضہ ارسال تجویز ہوا اور بحث ہوئی

بڑی دلیل اس معاوضہ کے استحقاق کی یہہ بہی بیان کیگئی تہی کہ

Best children of the ...

بہت جلد بہت اولاد سال ہی (یعنی جو وقت موجودہ مین سب سے بہتر اولاد پیدا ہوتی ہے) جب ایسا نقصان

ہوگا ہندمین آنا قبول نکریگی اور جو نظم کی عمدگی ہے باقی نرہیگی یعنی یہہ ہے کہ جو بہتر بچے

ہوتے ہین وہ ہندوستانمین نوکر ہوکر آتے ہین - اسیطرح جو ہندوستان کے بچے

پیدا ہوتے ہین وہی تعلیم مین مدارج بی اے اور ایم اے کے حاصل کرتے ہین -

پس بہترین مخلوق اس زمانہ کی آزادی پسند ہوکر طالب غلامی ہوتی ہے صاف معنی اسکے
یہہ ہین کہ لوگ خواہش ہائے نفسانی کے بر لانے کے ذرائع کی تلاش مین ہین اور کچھہ نہین-
کیسی آزادی - کہاں کی آزادی

مباحث تاویل

سبب جہ رم پہلے (۱) معنی تاویل (۲) حد وسعت دائرہ تاویل
(۳) ضرورت تاویل (۴) قابلیت تاویل کی شرح کیجاتی ہے اوسکے بعد مقصود بیان

تاویل

(۱) تاویل بیان کردن آنچہ سخن بوے باز گردد- کو کہتے ہین- یعنی بیان کرنا اوس
غرض یہہ ہوئی کہ سخن سے وہ معنی ہوجاوین جو اوسوقت بیان کیے ہین
چیز کا جس سے سخن اوس طرف پہر جائے جواب بیان کیا ہے وہ نہ ہین جو ظاہر ہونے
کی وجہ سے پہلے سمجھہ مین آتے تہے - اسکے دوسرے الفاظ. صرف عن الظاہر ہین مگر
اسمین اغلاق کی تفصیل یا ذو معنی الفاظ مین سے کسی ایک معنی کا تعیین حسب تعیین
صرف عن الظاہر ہو یا اجمال کی شرح ہو داخل ہین البتہ اومین تاویل کا موقع زیادہ ہوتا ہے

دائرہ تاویل

(۲) وسعت دائرہ تاویل کی حد یہہ ہے کہ سخن وہان تک پہیرا جاوے جہانتک
(۱) باعتبار خود معنی سخن کے (۲) بپابندی اصول مسلمہ فن کے (۳) باعتبار مواقع
اظہار مقصود کے پہر سکتا ہو- اگر وسعت تاویل کی کوئی حد نہو یا حد تاویل حصول
مقصود ہو یعنی وہانتک سخن پہر سکتا ہو جہانتک اپنا مقصود حاصل ہوجائے
کوئی کلام صریح مفید مقصود باقی نرہیگا یعنی مطلب ایک دوسرے کا سمجھہ مین
آنا بند ہوجائیگا - نطق جو ذریعہ اظہار ما فی الضمیر کا ہے باطل ہوجائیگا - ہم کہینگے کہ یہہ

بیٹھو آپ اوپر بیٹھینگے اور کہینگے کہ مین یہی سمجہا تہا۔ ہم کہینگے کہ گر و آپ نکر یںگے اور کہینگے کہ مین یہی سمجہا تہا۔

وضعت ۳۹ (۳۳) ضرورت تاویل ۔ ایک یہہ ہے کہ (قطع نظر اون کلامون کے جو نا قابلیت ۴

قائل کی وجہ سے بطریق ایصال الی [illegible] ادا ہوتے ہون جسے اوکو انگریزی مین

(255) Exact mess کہتے ہین) تاویل کرنے والا پہلے سے جانتا ہو کہ مقصود اصلی یعنی

امر حق یہہ ہے صرف مواقع استعمال کے ضرورت کی وجہ سے اظہار مافی الضمیر کا وہ

طریقہ قائل نے اختیار کیا تہا جسمین سخن ادا کیا مگر اور لوگ ان دونون امور کا علم ہونے

کے سبب مافی الضمیر کے سمجہنے مین غلطی کرتے ہون اوسوقت اظہار معنی صحیح کا

لازم یا مستحسن ہو دوسرے یہہ ہے کہ ایسے چند کلام مین سے جنمین ضرورت

تاویل کی پہلی وجہ سے واقع ہوئی یعنی ضرورت اختیار طرز ادا۔ صحیح معنی نکالنے کا

قصد اسلئے کیا جائے کہ امر حق معلوم ہو جائے تیسرے یہہ ہے کہ اعلام یا استعلام

امر حق کی ضرورت ہو صرف اوسوقت کا اعتراض اوٹھانا مقصود ہو جیسے الزام

یا سزاے دروغ گوی سے بچنے یا بچانے مین ہوتا ہے ۔

قابلیت (۳۴) قابلیت تاویل کی نسبت بیان بالا سے ظاہر ہے کہ صحیح قابلیت صحیح تاویل

کرنے کی اوس شخص مین ہوگی جسے صحیح معنی اور مواقع استعمال سخن قابل تاویل کے

معلوم ہون ۔ جسکو یہہ دونون معلوم ہون اور چاہے کہ مجرد کلام سے صحیح معنی اور

ملانے اوسکے لئے بہت سی وقتین پیش آئینگی اور وہ وقتین مانع صحیح معنی تک
پہونچنے کی ہونگی - بعض وقتین یہہ ہین - (۱) وہ سب جو وسعت دائرہ تاویل و ضرورت
تاویل مین بیان کی گئین - (۲) ہر زبان کے الفاظ مین بیشتر الفاظ کے اندر معانی
کالتعدد - (۳) ضرورت تاویل کا بدل جانا جو اکثر اوقات مین پیش آیگا [illegible]
بیشتر تاویل کے ذریعہ سے اپنا چاہا ہوا مقصود ثابت کیا جاتا ہے - اور وہ بیشتر
اوس حالت مین ہوتا ہے جب اسباب خارجی موجودہ وقت ذہن کو گھیرے ہوے
ہوتے ہین (۴) اکثر اوقات مین فہم معنی صحیح کی عدم قدرت [illegible] اس
بیان کی یہہ ہے کہ اوسوقت صرف الفاظ باقی رہ جاینگے جو ذریعہ صحیح معنی تک
پہونچنے کا ہون - اول تو ایک بڑا ذریعہ جاتا رہیگا یعنی موقع استعمال الفاظ و تاویل
طلب کا علم - دوسرے ہر زبان کے الفاظ مین متعدد معنی کے الفاظ شامل ہوتے ہین
صرف سیاق و سباق کے ذریعہ سے ایک معنی متعین ہوا کرتے ہین جسکو سب
معنی معلوم نہون یا اوسوقت ذہن مین نہون وہ کیسے صحیح معنی متعین کریگا - اگر
معلوم ہون مگر سیاق و سباق معلوم نہو وہ کیسے ایک معنی متعین کریگا - اوسمین
اگر ناقابلیت یعنی ناواقفیت زبان کے شامل ہوجاے تو وہ کیا ظلم کریگا - اسپر یہی
اطمینان کیسے ہوگا کہ صحیح معنی یہی ہین کیونکہ خود ماقول کے علم مین جب زیادتی
ہو !

ہوگیا تو وے اپنے معنی بدلنے پر نہ رہینگے - اسپر بہی دوسرون کو اطمینان کیون ہوگا ان سب صورتون
مین ایسے دلائل ستقیم موجود ہونگے جو بیشتر غلط معنی کی طرف لیجائین - پس صاف ظاہر ہے کہ

(256)

قابلیت تاویل کی اونہین لوگون مین ہوسکتی ہے جنکو صحیح معنی پہلے سے معلوم ہون - یا وہ خود

۲۴

وہی ہون جنہون نے سخن کو ادا کیا - یا وہ ہون جنکو ادا کرنے والے نے بتلایا - اب بہی جو لوگ
تاویل کا قصد کرتے ہین ہمیشہ سخن کو اپنے مسلمہ معنی مین پہیرا کرتے ہین - اور ہر صورت مین
پہلے سے تسلیم معنی کی موجود ہوتی ہے خواہ وہ اس سبب سے ہو کہ بعض کلام کو صریح مان کر
متعین کرلیا ہے - خواہ وہ اس سبب سے ہو کہ اپنے مسلمہ مقصود کو دوسرے ذریعہ سے تسلیم
کیا ہے - جو لوگ محض رفع الزام کے لئے تاویل کرتے ہین اوسی صورت مین بچ سکتے ہین
کہ ایسی تاویل کرین جو صورت ہائے بالا مین داخل ہو - یعنی اپنے یا دوسرے کے سخن
کو مطابق مسلمات مخاطب کے کردینا - یا تسلیم اوسکی بدل دینا -

فرق ... بین نسبت ... کہ ...

اب مقصد شروع کیا ... - نسبت کلام مجید اول یہہ تصفیہ کرنا چاہئے کہ اوسمین ضرورت
تاویل کی اسوجہ سے ہے کہ قائل جلشانہ مین قابلیت اوسے مقصود کی صحت کے ساتھہ نہ تہی
جسکے سبب سے صراحت کرنیکا سلیقہ نہ تہا - اور سچائی نہ تہی جسکے سبب سے کلام متناقص ہوتا تہا -
یا کسی اور وجہ سے یہہ ضرورت ہے - عدم قابلیت کی نسبت زیادہ بسط کی ضرورت نہین ہے
اسلئے کہ دو حال سے خالی نہین یا وہ کلام جناب رسولخدا مانا جائے یا کلام جناب ایزدی - اگر

بنے بذریعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے [انفاظ] قرآن مجید کو وقتاً فوقتاً بہیجا تہا - اور یہ کہنا اسلئے
ہے کہ جب وہ وجود شیطان کے قائل ہین فرشتون کے وجود کے بہی قائل نہین - ہمارا ایمان یہ ہے
کہ قرآن مجید و فرقان حمید الہام نہین وحی منزل من اللہ ہے - یعنی اوسکے انفاظ کلام الہی ہین -
کلام جناب رسولخدا نہین ہین - اور قرآن مجید ایسا کلام ہے کہ بحیثیت [انفاظ] کلام بہی معجزہ ہے اور بحیثیت
معانی بہی - اس ایمان کی ایسی حالت نہین ہے کہ ہمارا یقین ہے بلکہ ہمنے جن وجوہ پر یہ عرفان و
ایقان حاصل کیا ہے ہم اونکو بتلاتے ہین - اور دعویٰ کرتے ہین کہ جو انصاف کریگا ممکن نہین
کہ دل او سکا مان نجاے کہ یہ کلام کسی بشر کا کلام نہین گو وہ بشر ذات اقدس جناب رسول
مقبول ہی کیون نہو -

557

دلائل کا حصر کرنا بندہ کی طاقت سے باہر ہے اسلئے کہ جملہ افعال الہی ایسے صفات اسے
متصف ہین کہ اون صفات کو وہ درجہ بلندی کا حاصل ہے کہ بسبب کثرت اور ہمشکل ہونے
کے حیرانی ہوتی ہے اور عقل انتہا تک پہونچنے سے درماندہ ہو جاتی ہے - اسلئے مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ معترضین کے اعتراضات بر سبیل اجمال بیان کئے جائین اور اون اعتراضونکی
حالت دکہلائی جاے - اوسکے ذیل مین یہ سب باتین ثابت ہو جائینگی کہ (۱) کلام مجید کلام
الہی ہے کلام جناب رسولخدا نہین (۲) بحیثیت کلام باعتبار فصاحت بہی معجزہ ہے (۳) بحیثیت
معانی اور بلاغت بہی معجزہ ہے (۴) بحیثیت اثر بہی معجزہ ہے (۵) اوسکی کسی خوبی پر تعرض

نہین ہوسکتا اوران سب وجوہ سے اونکے الفاظ سوائے حق تعالے کے اورکسی کے الفاظ

نہین ہوسکتے اور معانی و مضمون بہی۔

اجمالی وجہ یہہ بہی ہے کہ تفصیلی اعتراضات اور جوابات جداگانہ کتابون مین مندرج

ہین جسکو تفصیل سے اس بحث کا طی کرنا مقصود ہو اوسے اون سب کتابون کا ملاحظہ کرنا

چاہیے خصوصاً کتاب تنزیہہ الفرقان اور اعجاز التنزیل کو کہ یہہ دونون کتابین آجکل کی

ضرورت کی نظر سے بے مثل و نظیر ہین۔ حق تعالے اونکے مصنفون کو اجر جزیل عنایت فرمائے

حقیقت مین اونکی سعی مشکور ہے اور کمال اونکا غیر مسطور۔

(حاشیہ: ...ار فصاحت کا ...جہ اور اسکے ...زدید)

سب سے پہلی بات یہہ ہے کہ انکار اعجاز کلام مجید بربنا فصاحت آجکل خاص اسلیے اختیار

کیا گیا ہے کہ مخالفین اسلام نے اس خاص امر مین بڑی کوشش کی ہے اور ثابت کرنا

چاہا ہے کہ فصاحت نہین ہے۔ زمانہ حال کے حامیان اسلام نے اسکو آسان سمجہا ہے کہ باعتبار فصاحت

انکار اعجاز کلام مجید کردین۔ اور کافی سمجہا ہے کہ دوسری خوبیون کی نظر سے دعوی اعجاز

کرین ~~بہی~~ (زبانی انکار) بہی غلط ہے۔ اسلئے کہ جب ہم ثابت کرینگے کہ اوس نظر سے بہی اعجاز ثابت ہے

تو واضح ہوگا کہ بنا انکار عدم قابلیت تہی ورنہ وہ انکار پر قادر ہوتے چنانچہ عرب قادر ہوئے

یہی نہین ہے کہ قادر نہ ہوئے اقرار کرتے تہے کہ یہہ کلام بشر نہین۔ یہی نہین ہے کہ اقرار زبانی

کرتے تہے۔ جو اثر ہوتا تہا وہ خود ظاہر کرتا تہا کہ حقیقت مین وہ اثر پیدا ہوا جسنے بتلادیا

کہ اوراز زبانی کہیں گے چنانچہ ثابت ہے کہ جب وہ سادے الفاظ کی آیت نازل ہوئی تھی

یا ارض ابلعی ماءک و یا سماء اقلعی الخ تو بعض اوسکو پڑھتے پڑھتے بسبب کمال

ذوق کے مر گئے - جو لوگ عربی پڑھتے ہین گو کمال حاصل کرین اونمین سے کسی کو کبھی

نہین ہوتی یا کچھہ ہی نہین ہوتی - غرض یہ ہے کہ اہل زبان اپنی زبان سے وہ لطف اوٹھاتے

ہین جو غیر اوٹھا نہین سکتے زبان غیر مین وہ کمال جو اہل زبان کو ہوتا ہے بغیر کرنی شاذ ہے - اور

جب ہو اوسکا بھی وہی حال ہوگا جو اہل زبان کا ہوتا ہے - سو عربی کا یہ کمال [illegible] عجم

مین تحقیق کسی کو نہین - اور یہ انکار سخت ناقابلیت کی دلیل ہے - واضح رہے کہ بعض

علما متقدمین نے انکار اعجاز فصاحت کیا تھا - مگر وہ انکار فصاحت نہ تھا - انکار اعجاز

فصاحت تھا - یہ اونکی سمجھہ تھی لیکن وہ علماو بھی ایسے تھے کہ جنھوں نے عراق و حجاز

مین پرورش نہ پائی تھی - اپنے فصاحت کی نسبت اونکو خیال ہوگیا ہوگا

کہ ہم بھی اعلی درجہ کے فصیح ہین اسلئے فصاحت اعجاز نہین ہو سکتی - اگر وہ اس حالت

پر نظر کرتے کہ وہ فصیحان عرب جنکی فصاحت یقیناً اونسے اعلی درجہ کی تھی فصاحت

کلام مجید سے کس حالت مین ہو گئے تھی یہ انکار نہ کرتے پس یہ ایک دھوکا ہے

جو اونکو ہوا - جمہور کے مقابلہ مین ایک آدہ آدمی کا قول قابل استدلال نہین ہو سکتا

اسلئے کہ شاذ ہے - تاہم اعتراضات وجوہ متعلق فصاحت کے مقابلہ مین گریز کہ بیخیال ہے

کہ مطلق فصاحت کے وجود سے ہم انکار کرتے ہیں اور یہ ایسا امر ہے کہ کسی مسلمان عالم یا جاہل نے نہیں کیا حقیقت میں وہ محض عجز او غلط ہے -

فصل معترضین کے اعتراضات کا

معترضین کے منظم اعتراضات کا خلاصہ یہ بیان ہو سکتا ہے کہ اولاً فصاحت ورکتار کلام الہی میں اغلاط موجود ہیں - ثانیاً آدمیوں کے کلام بھی ایسے ہیں کہ باعتبار فصاحت لاجواب ہیں - پس اعلی درجہ کی فصاحت فی نفسہ دلیل اعجاز نہیں - تیسرے علماء نے یہ دلیل پیش کی تھی کہ انسان ایک حالت پر نہیں رہ سکتا - کبھی وہ مبتلا الالام ہوتا ہے کبھی خوش - کیسی ہی طبیعت قوی ہو اس اثر سے پاک نہیں ہو سکتی - کلام الہی میں یہ خوبی ہے کہ اثر طبیعت بشری سے پاک ہے اسلئے کلام بشر نہیں - اوسکا یہ جواب دیا ہے کہ کلام مجید کو باعتبار نزول جمع کیا ہے اور اوس سے یہ ثابت کیا ہے کہ اول زمانہ نبوت میں جو آیات نازل ہوئی ہیں وہ اور طرح کی ہیں اونمیں زور زیادہ ہے - جو زمانہ مابعد میں نازل ہوئیں ہیں وہ اور طرح کی ہیں اونمیں زور کم ہے - یہ وہی تغیر ہے جو بشر کے لئے لازم ہے چنانچہ پہلے زمانہ کی آیات مقفی اور مسجع ہیں مابعد کی ایسی نہیں ہیں - اسلئے کلام مجید کلام بشر ہے - کلام الہی اور معجزہ نہیں -

امر اول - حد درجہ میں غلط ہے اسلئے کہ حضرات معترضین کی قابلیت معلوم ہے کوئی معترض ایسا نہیں ہے کہ ایک جملہ عربی کا صحیح لکھ سکے - اور کوئی معترض مذاق عربیت کا

صاحب

کا جبکا بیان ابھی کیا گیا (یعنی اصل زبان کا ہم نہین رکھتا ہر ایک کا یہ کہنا ایسا ہی ہے
جیسے ایک بوڑھیا نے باز پر اعتراض کیا تھا کہ اسکی چونچ اور ناخن ٹیڑھے ہین وانہ
کیسے اوٹھا سکیگا - اسلئے چونچ اور ناخن کاٹ کے باز کو مار ڈالا تھا - وہ لوگ جنکے سامنے
کلام مجید نازل ہوتا تھا ظاہر ہے کہ اس فن مین کامل تھے اونسے بار بار کہا جاتا تھا کہ ایک
آیہ کی مثل بنا لاؤ - اور قادر نہوتے تھے کہ ایک آیہ کی مثل بنا لائین - یہان

(۵۲۹)

تک مبالغہ سے کہا جاتا تھا کہ ایک دوسری کی مدد کرو اور جواب دو - تب بھی نہ دے سکتے
تھے - ظاہر ہے کہ جب تک ذرا سی بھی ہٹ دھرمی کرنے کی گنجایش ہوا کرتی ہے
مخالف اوسے اختیار کر لیتا ہے مگر کسی نے اسباب مین ہٹ دھرمی اختیار نہ کی - یہہ
دلیل روشن اسبات کی ہے کہ یہہ دعوی اسقدر مضبوط اور صحیح تھا کہ کسی ہٹ دھرمی
کی مجال اور گنجایش نہ تھی - اگر احتمال ضعیف بھی ہوتا کہ ایک جملہ بھی مثل ایک آیہ کے
بنا لاسکینگے خود جناب رسول مقبول کہ ضرور اعقل الناس تھے ایسا دعوے نکرتے - بلکہ ایسے
عاقل آدمی کا ایسا دعوے کرنا خود دلیل اسبات کی ہے کہ اونکو بالیقین معلوم تھا کہ
کسی حالت مین جواب ایک آیہ کا بھی نہین ہوسکتا - یہہ یقین اوسیوقت ہوسکتا ہے
جب معلوم ہو کہ یہہ کلام بشر نہین - ورنہ بشر کے کلام کا ضرور امکان ہے کہ جواب ہوجائے -
~~[illegible]~~ - یہہ امر یاد رہے کہ جو نقد فصاحت کا اور مشق

مثل اوسوقت تہی بہرعرب مین ہی نہین ہوی اور اسلئے کسی
بعد کے زمانہ سے استدلال نہین ہوسکتا - یہہ ہی یاد رہے کہ قصد جواب اوسوقت
ہی اون لوگون نے کیا تہا جو خود فصیح نہ تہے - فصحا نے نہین کیا - اور اسلئے اوس
زمانہ مین اتفاق ہوگیا کہ مثل کلام مجید ایک آیہ کا لکہنا ہی ممکن نہین - یہہ ہی یاد رہے
کہ کسی مضمون کی قید نہین لگائی جاتی تہی جسیہ یہہ امر صادق اے کہ ایک ہی مضمون
کی نسبت جواب کلام بشر ہی دشوار ہوتا ہے - یہہ ثبوت اسکا ہے کہ کلام مجید کلام بشر
نہین - اور یہی ثبوت اسکا ہے کہ معجزہ ہے -

جواب بعضی اعتراض
اول کا - مورد
ورق کلام کہلا

ایک وجدانی اعجاز کی یہہ ہے کہ بعض لوگ ایسا شعر کہتے ہین (جو کلام کی بشکل
قسم ہے) کہ اوسکا جواب نہین ہوتا یعنی ویسا شعر اوسی معنی مین یا قریب معنی مین
کہہ ہی لطف دے دوسرون سے نہین بن پڑتا - مثال اوسکی یہہ ہے -

غالب

سب کہان کچہہ لالہ و گل مین نمایان ہوگئین ٭ خاک مین کیا صورتین ہونگی جو پنہان ہوگئین
معنی اس شعر کے یہہ ہین کہ تعریف حسن کرتا ہے اور کہتا ہے کہ متی مین ملکر صورت بگڑجاتی ہے
اور حسن جاتا رہتا ہے اب غور کرنا چاہئے کہ وہ کیسی حسین صورتین ہونگی جو متی مین
ملکر خراب ہونے کے بعد سب ظاہر نہوسکین کچہہ بصورت لالہ و گل ظاہر ہوتین - [illegible]

آتش

نہ پوچھ حال میرا چوب خشک صحرا ہوں ؛ لگا کے آگ مجھے کارواں روانہ ہوا۔

برادر مرحوم سید احمد حسن فوقانی

(280)

مارا غموں نے مجکو شروع شباب میں ؛ جل جل کے جو بجھا سر شب وہ چراغ ہوں۔

عزیزی سید محمد تقی [illegible] سلمہ

لب نہ گویا ہوے جراحت کے ؛ کچھ مزے پوچھنے شہادت کے۔

ناسخ

بیعت خدا سے مجھے بے واسطہ نصیب ؛ دست خدا ہے نام مرے دستگیر کا

دبیر

زیر خنجر بھی نہ تڑپا پسر شیر خدا ؛ ہے تکلف تو فقط فاطمہ کے شیر میں ہے

انیس

بلوی یہ نہ دیکھا یہ صف آرائی نہ دیکھی ؛ افسوس کہ تمنے میری تنہائی نہ دیکھی

یہ شعر اُس مقام کا ہے جہاں شاعر بیان کرتا ہے کہ جناب سید الشہداء جب تنہا مصروف جنگ ہوئے اور شہداء لشکر کو [illegible] مصروف [illegible]

ان اشعار میں جو فصاحت و بلاغت ہے وہ دوسرے اشعار ہم معنی میں نظر سے نہیں گذری۔ اور جن کملا نے قصد کیا وہاں تک نہ پہونچے مثال کوشش ناکامیاب کی ہے۔

انیس

عصر کے وقت کے مشتاق تھے ایسے شبیر ؑ صبح سے تھی یہہ دعا دن کہیں ڈھلجاۓ ابھی

یہہ جواب میاں دلگیر کے شعر کا ہے جسمین میر انیس صاحب شخص کامیاب نہین ہوا - وکیفیر شوق شہادت کو بوزن بیان فرماتے ہین -

شعر

سلامی کہتے تھے عابد جو وقت عصر ٹل جاتا ؑ تو دم بابا کا خود ذوق شہادت مین نکلجاتا

پس اللہ تعالے کے سارے کلام ایسے ہین کہ جنکا جواب نہ سب کا ہو سکتا ہے نہ کسی ایک کا

۱ ، ہر کلام کا ایسا ہونا جو فرق کلام بشر و کلام الہی کا ہے معجزہ ہے ۲ دوسرا

معجزہ یہہ ہے کہ شعر مین یہہ خوبی دقت کی وجہ سے یعنی شعر کہنا آسان نہین ، پیدا ہوتی

ہے - نثر کمتر ایسی ہوتی ہے کہ اوسکا جواب نہ ہو سکے - کلام مجید نثر ہے اور عجائب -

جواب اجمالی مقابلہ کلام انگریزی کا

دوسرے امر کے متعلق انگریزی دان شیکسپیر صاحب کی تصانیف پر استدلال

کرتے ہین طریق استدلال یہہ ہے - کہ کلام شیکسپیر مجموعاً ایسا ہے کہ کوئی اوسکا مثل نہین ہے

لیکن اوسکو اسلئے کلام الہی نہین کہہ سکتے - اس طریق استدلال مین انواع اور اقسام

کی غلطیان ہین -

اول یہہ ہے کہ مجموع کلام لاجواب مانا جاتا ہے منفرداً لاجواب نہین مانا جاتا -

نسبت کلام مجید کے یہہ دعوے ہے کہ منفرداً و مجموعاً لاجواب ہے -

آجتک شیکسپیر کے کلام کی نسبت یہہ دعوے نہین کیا گیا کہ اوسکے کسی فقرہ کا

ہی جواب نہین ہو سکتا۔ نہ کبھی اسبات کی کوشش کیگئی کہ جواب دینے کے لئے
تمام فصحا ر وقت جمع ہون اور ایک فقرہ کا جواب دین۔ مجموعاً لاجواب ماننے کے صاف
معنی یہ ہین کہ ایک فقرہ کا جواب ہو سکتا ہے۔

(۵۱)

تیسرے فصاحت کا مفہوم مشہور یہ ہے کہ معنی ایسے الفاظ مین ادا کئے جائین کہ اوس سے
بہتر کوئی لفظ اون معانی کے لیے نہو۔ یہ صفت کلام شیکسپیر پر موقوف نہین ہے۔ بلکہ بہت سے
مصنف ایسے ہین جنکے الفاظ نہین بدلے جا سکتے (جیسے گولڈسمتھ وغیرہ) اور یہ امر
مسلم ہے۔ کلام مجید مین باعتبار فصاحت یہی خوبی نہین ہے بلکہ اور بہی خوبیان ہین جنکا
بیان یہ ہے کہ مسلمانون نے علم معانی و بیان کی بڑی کوشش سے اور بہت بسط کے ساتھ
تدوین کی ہے اور وہ قواعد صرف کلام مجید ہی سے نہین نکالے کیونکہ مثالون مین آیات

۵۲ آیات کلام مجید

ہی پیش نہین کی گئین۔ اون قواعد کے مطابق شمار کر کے تبلایا جاتا ہے کہ [illegible]
مین صدہا خوبیان باعتبار صنائع معانی و بیان کی موجود ہین۔ یعنی کلام آلہی مین صرف
یہی خوبی نہین ہے کہ اون معانی کے لیے اوس سے بہتر الفاظ استعمال نہین ہو سکتے تھے
بلکہ یہ خوبی بہی ہے کہ باعتبار اون قواعد کے بلحاظ معانی وہ الفاظ استعمال کئے گئے
ہین کہ اونمین اوس سے زیادہ صنائع و بدائع کے سمانے کی گنجائش نہین [illegible]

[illegible] کلام کے ساتھ استدلال اوسوقت صحیح ہو جب پہلے ایسے قواعد زبان انگریزی [illegible]

جمع کرنے ہوتے اور اونکو شمار کرکے بتاتا تہا کہ اتنی خوبیان دوسرے کلام انگریزی مین نہین ہین۔ بغیر اسکے کسی اہل زبان کو میسر نہین ہو سکتا کہ اپنے زبان کے کلام کو عربی کے کلام کے مقابلہ مین پیش کرے۔

چوتہے اعجاز کا دعوے دونون فصاحت و بلاغت کی نظر سے ہے۔ شیکسپیر قصہ گوئی مین زیادہ تر بلاغت کو دخل نہین۔ اوسی کلام کو جو زیادہ پسند کیا جاتا ہے اوسمین زیادہ دخل اسباب کو ہے کہ وہ پلاٹ (ڈھانچہ) آپ بناتا ہے اور اوسکے ساتہہ ایسے الفاظ شیرین جسکے استعمال کرتا ہے کہ دونون چیزین ملکر لاجواب معلوم ہوتی ہین شاعری اور قصہ گوئی مین آزادی ہوتی ہے کہ جیسا بہتر سے بہتر مضمون خیالی خواہ خوش کن ہو خواہ دلشکن پیدا کرنا ممکن ہے پیدا کر لیا جاے۔ یہان آزادی نہین ہے۔ اور مضمون ایسا خشک ہے کہ جسکے اندر وہ صفتین نہین ہین۔ پس کلام شیکسپیر کا بمقابلہ کلام مجید کے استدلال کرنا جانب الف سے ستم کرنا ہے۔

پانچویں کلام مجید کی یہ خوبی مسلم ہے (اور یہ تسلیم اونہین لوگون کی نہین ہے جو عرب ہین یا دوسرے ملکون کے مسلمان ہین اور عربی مین بسبب ضرورت دینی کے کچہہ مہارت یا مذاق رکہتے ہین بلکہ اون انگریزون کی جنہین صرف ترجمہ کرنیکی قابلیت ہے بہی تسلیم ہو گیا ہے) کہ کلام الٰہی مین یہ خاصہ ہے کہ پڑہتے پڑہتے اوس سے ایسی دلچسپی ہوتی ہے کہ آدمی اوسکے پڑہنے کو ترک نہین کرتا۔ جانکہ سیل صاحب نے اسکا اعتراف کیا ہے۔ شیکسپیر کے کلام ~~[illegible]~~

[illegible]

یا کسی اور کلام میں فریفتگی نہین ہوتی -

چھٹے یہ خوبی ہے کہ کلام مجید مین جب تلاش کیجیے اوس سے سب اعتراضات کا جواب ملجائیگا خواہ وہ کسی وقت پیدا ہوئے ہون - یہ خوبی (ہم دعوے کرتے ہین) کسی اور کلام مین نہین ہے جسکی مثال یہہ ساری کتاب ہے - ایک حکایت لطیف زبان زد ہے کہ ایک معترض نے کسی مسلمان سے سوال کیا کہ تم مدعی ہو کہ ہر چیز کلام مجید مین ہے تبلاؤ کہ ریل کا ذکر کہان ہے - یہہ ایسا مشکل سوال تھا کہ دفعتاً جواب دینا اوسکا محال معلوم ہوتا ہے - مگر اوسیوقت معجزہ ہوا اور مخاطب کے ذھن مین گذرا کہ وہ یہہ آیت ہے کہ بعد ذکر خلق سواریون کے فرمایا ہے ویخلق ما لا تعلمون یعنی اور بہت سواریان پیدا کرینگے جنکو تم نہین جانتے - معترض کو حیرت ہوگئی -

یہہ خوبی کسی اور کلام مین آپ تبلا سکتے ہین ہرگز نہین - اول نظر مین کلام مجید مین کوی ربط معلوم نہین ہوتا مگر جب غور فرمائے معلوم ہوتا ہے کہ ہر آیت معلومات کا ایک دریا عمیق ہے جسکی کوی تھہ نہین پا سکتا اور ایسے خوبیان ظاہر ہوتی ہین کہ آدمی خواہ مخواہ اقرار اعجاز کرتا ہے صرف وہ لوگ جو محض اعتراض کے لئے کلام الہی کو دیکھتے ہین اس حکم سے مستثنی ہین -

اور اسکو بھی خداوند عالم نے تبلایا ہے چنانچہ فرماتا ہے ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ دیکھئے کیا فرمایا ہے یعنی اول شرط یہہ ہے کہ ایمان بالغیب لائے یعنی خدا کو بغیر دیکھے ہوئے مانے وہ نہین ہے کلام مجید اونکا ہادی بھی نہین ہے - جسکی مثال یہہ ہے کہ جیسے زمین درست کرلیجائے تو تخم بار آور [illegible]

ساتوین یہہ خوبی ہے کہ قاعدہ زبربینات کے مطابق ہر آیت سے کلام مجید کی [illegible] حاصل ہوتے ہین [illegible] ہے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ مین اوس قاعدہ کی بہی رعایت ملحوظ تہی یہین تک ختم نہین ہوا جن لوگون نے خدمت کلام الہی کی ہے اونہون نے مختلف علوم مثل جفر وغیرہ کے کلام مجید سے نکالے ہین - جنکی واقفیت حیرت انگیز ہوتی ہے - اور مجہے اسبات کا یقین ہے کہ جسقدر غور کئے جائے مختلف علوم پیدا ہونگے - یہہ خوبی کسی اور کلام مین کہان ہے -

[illegible] الفاظ فصیح مین ایک تاثیر مسلم ہے - چنانچہ اب بہی انگلستان مین فصیح اسپیچون سے وہ کام نکلتا ہے جو تلوارون سے نہین نکل سکتا - عربی رجز جو لڑائیون مین کام دیتے تہے سب کو معلوم ہین - کلام مجید مین یہہ تاثیر اوس مرتبہ سے کہ متوغل کو فریفتہ کرلے کہین بڑہی ہوئی ہے - مثلاً ہر آیت مین ایک خاص تاثیر ہے کہ امراض کو صحت دیدیتی ہے - مین ایکو مثال بتلاتا ہون آنکہہ پر روز دم کیا کیجیے - [illegible] ب فبصرک الیوم [illegible] آشوب نہوگا اور بصارت نہ جائیگی مین جب ۱۹۱۰ سن مین مظفر نگر [illegible] تہا یہہ تاثیر اس آیت کی معلوم ہوئی تہی - اور اسطرح معلوم ہوا کہ ایک شخص نے اپنی آنکہہ ایک ڈاکٹر کو دکہلائی اوسنے دیکہکر کہا کہ تمہاری آنکہہ مین جملہ امراض جنسے بصارت زائل ہوجاتی جاتی ہے موجود ہین تعجب ہے کہ آنکہہ کام دیتی ہے - تب اونہون نے یہہ وجہ بیان کی [illegible] یہہ حالت تہی کہ ہر آنکہہ [illegible] ہمیشہ دم [illegible]

مہینوں میں انکہ آشوب کرتی تھی - اور مہینہ ہوتے ایک مہینہ سے زیادہ تک مبتلا

رہا کرتا تھا اسوقت دو سال گذرے ہیں کہ آشوب نہیں ہوا - اور یہہ برکت صرف اس آیہ کی ہے -

یہہ خوبی شیکسپیر کے کلام میں بتلائے کہ کہاں ہے - الغرض خوبیاں کلام الہی کی حصر و شمار سے

(263)

اور جو لوگ مذاق رکھتے ہیں جانتے ہیں کہ خاندان نبوت کی زبان میں اور

افزون ہیں

خاندانوں کی زبان سے ایک زیادہ نرمی اور لطافت ہے اور وہ وحدت کلام جناب رسالتماب

و کلام جانشینان میں ہے - مگر موقع بہت کلام مجید سے نہیں ہے - اسلیے وہ کلام خوارق کا ہے آنحضرت کا نہیں ہے

بیان کرتے ہیں کہ راقم کی حالت انگریزی زبان کی نسبت وہی ہے جو معترضین فصاحت قران کی عربی کی نسبت ہے -

اسلیے مجھے

یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوسطرح کے اعتراضات شیکسپیر پر کرکے اوسکے کلام کو

خلاف جمہور غیر فصیح یا غلط لکھوں -

جواب تفصیلی اعتراض کلام سے منفی ہونے اور نسونی کا -

تیسرے امر کی نسبت جاننا چاہئے کہ ۱) کلام مجید کو بہ ترتیب نزول کسی مسلمان نے

جمع کرنیکا قصد نہیں کیا (خلافا للشیعہ) اسلیے کہ یہہ مسئلہ ایسا مہتم بالشان ہے کہ ذراسی غلطی

میں بڑے بڑے فتور پڑ سکتے ہیں، اور یہہ امر جب قرن اول کو نصیب نہیں ہوا تو اب جو ہمارے

نصاری بجای اس کام کرنیکی ہمت باندھتے ہیں اسی سبب سے باندھ سکتے ہیں کہ نہ اونکو

دروغ سے نہ ضرورتوں سے واقفیت ہے بلکہ اعتراض مقصود ہے - پس ایسے کام کو اعتراض

مین پیش کرینگے سیہ معنی ہین کہ اسلام پر اعتراض اپنے افعال سے کیا جاتا ہے

(۲۴) اعتراض یون پیدا کیا گیا ہے کہ جو آیات مکہ مین نازل ہوئین اور زمانہ ابتدا نبوت مین

اونمین بیان کا زور زیادہ ہے - فقرات مقفیٰ اور مسجع ہین - جون جون زمانہ ابتدا نبوت

کو عرصہ گذرتا گیا وہ زور گھٹتا گیا ہے - اور یہہ دلیل اسکی ہے کہ قران مجید کلام الٰہی نہین ہے -

یہہ اعتراض اصولاً غلط ہے اسلیے کہ غالبا اس بات سے کوئی انکار نہین کرسکتا کہ جن کلامونکو

سہل ممتنع کہتے ہین وہ مسجع اور مقفیٰ نہین ہوتے اور بظاہر اونمین کوئی زور معلوم نہین

ہوتا حقیقت مین بڑا زور ہوتا ہے - چنانچہ جو لوگ لطف زبان سے واقف ہین جانتے

ہین کہ گلزار نسیم میرحسن کی مثنوی سے بہتر نہین ہے - اور رجب علی بیگ سرور کی

فسانہ عجائب دلی کے میان امن کی چہار درویش سے بہتر نہین ہے چنانچہ ایک شعر

نقل کرتا ہون میرحسن ؎ لب نازک اوپر وہ مہنال دہن ٭ نکالے تھی پردہ سے درد جگر -

(گلزار نسیم) سنبل میرا تازیانہ لاتا ٭ شمشاد انہین سولی پر چڑہاتا - دونون مین کیفیت

رنج کا بیان ہے - جو لوگ جانتے ہین اس بات کو جانتے ہین کہ میرحسن کا شعر ہزارون درجہ گلزار نسیم

کے شعر سے بہتر ہے - چنانچہ اس مصرع مین (لب نازک اوپر وہ مہنال دہن) الفاظ اوپر وہ

مہنال دہن) بظاہر نہایت معمولی الفاظ معلوم ہوتے ہین لیکن اونمین خوبی یہہ ہے کہ ا انسان

حالت رنج مین بے خود سا ہوتا ہے - کہانے پینے تک کی خبر نہین رہتی یہان شاعر کو لوس

تکلیف کا بیان کرنا بہی منظور ہے جو اس چہپانے مین اختیار کیگئی تہی یعنی ہونٹ کے اوپر
مہنال دہرنا بہی ایک تکلیف تہی (اوسکا لحاظ کرنا) ۲ مہنال مونہہ سے لگانا نہین کہا اوپر دہر دینا کہا ہے
تاکہ خوب ظاہر ہو کہ ہونٹ پر مہنال رکہی ہوئی تہی اندر نہ تہی - اس حالت سے ظاہر ہے کہ (حاشیہ ۹)
معیار حسن کلام تکلف نہین ہے نفس کلام کی خوبی اور پختگی معیار و محک ہے - یہہ پختگی اور
خوبیان اول سے آخر تک تمام کلام مجید مین یکسان ہین صرف یہہ قید ہے کہ کیا [illegible]
یعنی باعتبار معانی بلند وہ الفاظ نفیس و مناسب اختیار کیے گئے ہین جو پختگی معانی کے ساتہہ
دوش بدوش جاتے ہین - اور حسن معانی کو دو بالا کردیتے ہین - باقی رہا یہہ امر کہ اول زمانہ کے
کلام مین رعایت سجع اور قافیہ کی بہ نسبت کلام مابعد کے زیادہ ہے اوسکی وجہ خاص ہے -
وہ یہہ ہے کہ ابتداء نبوت مین مقام جناب رسول مقبول صلعم کا مکہ تہا جہان ہر سال شعراء عرب
آتے تہے - اور مقابلہ کے لئے اپنے اچہے کلام کعبہ مین لٹکاتے تہے وہ کلام اکثر اشعار ہوتے تہے
- کلام الہی شعر نہین ہے مگر اوسوقت ضرورت مقابلہ کی اشعار سے تہی پس لازم تہا کہ اوسمین
رعایت قافیہ کی ہو اسواسطے کہ جہان کلام الہی اور وجوہ سے معجزہ ہے یہہ امر بہی ضرور ہے
کہ بطور اعجاز مفید مقام ہو اگر ایسا نہوتا یہہ خوبی کہ نثر نظم پر غالب آجائے اور یہہ غلبہ
(۲۵۹) ظاہر ہوجائے نہوتی نہ بطور اعجاز مفید مقام ہوتا - جب یہہ ضرورت جاتی رہی کلام مین سے
اوس رنگ کے پیدا کرنیکی ضرورت بہی جاتی رہی - پس یہہ فرق ایک ضرورت خاص ہے

یہہ نہین ہے کہ کلام الہی مین وہ فرق ہے جو باعتبار طبیعت بشری کلام بشر مین ہوتا ہے۔ بلکہ
کلام مسجع و مقفی مین بہی وہی خوبی فصاحت کی ہے جو غیر مسجع و مقفی مین ہے خواہ وہ
کلام ابتدائی زمانہ کا ہو یا مابعد کا۔ قطع نظر اسکے متعلق طبیعت بشری کے یہہ امر خاص قابل توجہ ہے
کہ ہنگام نزول وحی انحضرت صلعم پر ایک حالت طاری ہوتی تھی وہ ایسی تہی کہ معترضین اسلام
[illegible] اوسے جنون (معاذ اللہ) کہتے تہے۔ بس یہہ عجیب بات ہے کہ بشر کے کلام مین باعتبار
راحت و رنج فرق ہو اور جناب رسولخدا صلعم سے ہمیشہ حالت جنون مین ایک کلام فصیح صادر ہو۔
جب وہ کلام ہمیشہ حالت جنون ہی مین کم سے کم لازم اتیگا کہ ایک طرح کے ہون۔ یاد رہے کہ زمانہ نبوی صلعم
کے لوگ حضرت کو شاعر مجنون کہتے تہے اور ساحر بھی اپنے نزدیک معجزہ کو سحر کہکر اور شعر کو شعر کہکر اپنا
پیچھا چھوڑاتے تہے۔ اسکا ذکر خود کلام مجید مین ہے۔ اور یہہ دلیل روشن دونون عجز و کذب کی ہے۔
واضح رہے کہ شاعر ہونا خلاف شان جناب رسولخدا تہا۔ چنانچہ اب ہی حکیم کے لیے شاعری
مناسب حال نہین ہوتی اسلیے کہ دونون کے مقصود مین بون بعید ہے۔ حکیم کا مقصود اور مدنظر ماہیت
اشیا ہے۔ شاعر کا مقصود و مدنظر ماہیت سے قطع نظر کرکے بات کو اسطرح کہنا ہے کہ اپنے ماہیت
سے زیادہ خوش کن یا رنج دہ ہوجائے۔ چنانچہ خود جناب باری تعالی نے اس بات کو فرما دیا ہے
یعنی وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ط۔ ترجمہ۔ اور ہمنے ان پیغمبر کو شاعری نہین سکہلائی۔
اور شاعری انکی شان کے لایق ہی نہین۔ اگر انحضرت شاعر ہوتے تو ممکن تھا کہ جو بشتین شعر پسند نہین ہین

وہ کلا

وہ کلام مجید سے قطع نظر کرین - علاوہ بران یہ بھی ظاہر ہے (اور جو لوگ جانتے ہین جانتے

ہین) کہ بیشتر کا مسجع او مقفی کلام بہ نسبت زیادہ اچھا کلام نہین ہوتا بلکہ اوسمین بیشتر عیوب ہوتے

(265)

ہین جو قافیہ کے پردہ مین چھپائے جاتے ہین۔ کلام مجید مین ملاحظہ فرمائے کہ ایسی قافیہ بندی کہین

نہین - اگر تمام کلام مسجع ہوتا تو اوسمین یہ سقم پیدا ہوجاتا کہ شاعرون کا جواب ہے اور مثال اوسکی مقامات حریری

کی سی ہوجاتی! اور یہ خوبی نہ رہتی کہ خداوند عالم مین بغیر تسجیع وقافیہ کے ایسے کلام فصیح

کہنے کی قدرت ہے جسکا کوئی مثل نہو۔ بس کلام مجید جو مقفی ہے وہ بھی سہل ممتنع ہے اور جو نہین ہے وہ

بھی سہل ممتنع ہے —

۴ اس اعتراض پر کہ ابتدائی زمانہ نبوت کا کلام بہ نسبت مابعد کے بہتر ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ معترضین مذاق سخن سے جہان ناواقف ہین ان کے نیچر سے بھی ناواقف ہین اسلئے کہ تمام

دنیا مین یہ مسئلہ مسلم ہے کہ مشق سخن مدت کے ساتھ بڑھجاتی ہے - چنانچہ بیشتر شاعرون نے اس کا

فخر کیا ہے - اوستاد ذوق فرماتے ہین - ہمنے سر رشتہ برس اس فن مین ہین پاپر بیلے -

(۲۶۱) (میر انیس فرماتے ہین) نکلے قلم سے ضعف مین کیا کیا بلند بند - پھر فرماتے ہین - گھٹتا زور مشق سخن بڑھگئی -

ضعیفی نے مجکو جوان کردیا - بس یہ کہنا کہ بے مشقی کے زمانہ کا کلام تو بڑھا ہوا تھا اور بعد مشق

گھٹ گیا کسقدر اصولاً غلط ہے - بلکہ اگر یہ دلیل معترضین کی مان لیجاوے تو اونکے اصول پر کلام مجید کا کلام

الہی ہونا ایکطرح سے ثابت ہوگا یعنی طبیعت بشری یہ ہے کہ کلام بعد مشق کے اعلی درجہ کا ہو یہان کلام مشق کے بھی ادنی درجہ کا ہے

(۴۴) فرق کلام بشر مین یہہ ہوتا ہے کہ جب فارغ البال ہو کلام زیادہ بہتر ہوتا ہے ظاہر ہے کہ جناب

رسول خدا صلعم مکہ مین فارغ البال نہ تہے بلکہ سخت مصائب کا سامنا رہتا تھا ہر وقت جان کا خطرہ -

اور اوسپر طعنہ سُننے کی روحی تکلیف کا سامنا - اُسوقت مذاق معترض کے مطابق زیادہ زوردار کلام صادر

ہوتے تہے جب مدینہ مین فارغ البالی حاصل ہوئی زور گہٹ گیا - یہہ اونٹی بات ہے - پس حقیقت حال

یہہ ہے کہ وہ آیات جو مکہ معظمہ مین نازل ہوئین اور وہ آیات جو مدینہ طیبہ مین نازل ہوئین ہر جگہ [illegible] آیات

کے چہوٹے چہوٹے جملونمین صدہا نکات معانی و بیان و صنائع و بدائع نکلتے ہین جنمین سے بعض کی

تفصیل کتب محولہ بالا مین ہے -

اگر مقصود یہہ ہے کہ شوخی اول زمانہ مین زیادہ ہوتی ہے اور پختگی آخر زمانہ مین [illegible] تو بہی غلط ہے اسلئے کہ

شوخی نام عدم پختگی کا ہے اور شوخی سے کلام مجید بالکل مبرا ہے حقیقت مین شوخی کلام کی خلاف حکمت ہے

اور خوبی نہین ہے جسکے لئے دلیل کی احتیاج نہین -

(۴۶) خلاصہ یہہ ہے کہ کلام مسجع اور غیر مسجع دونومین یہہ خوبی ہے کہ مضمون کو اسطرح ادا کیا ہے کہ الفاظ ایسے مین جو بدلے

نہین جا سکتے - اونمین اتنی خوبیان فصاحت و بلاغت کی ہین کہ اون معانی کیلئے جو الفاظ مقرر ہین اونمین اوسے

زیادہ جمع نہین ہو سکتین - اونمین وہ علوم مخفی موجود ہین جو کسی دوسرے کلام مین نہین ہین یقیناً یہہ تینون چیزین فوق کلام بشر

اور معجزہ فصاحت ہین اور ایسے خیالات کہ کلام مسجع قران کا غیر مسجع سے بہتر ہے محض دہوکا اور غلط ہے -

جب یہہ امر طے کر لیا گیا کہ کلام مجید کلام الٰہی ہے تو دیکہنا چاہئے کہ کلام موصوف مین ضرورت تاویل کیون ہے،

وہ اسباب سے ظاہر ہوتی ہے کہ قران مجید کی یہ حالت مسلم ہے کہ وہ ایک دفعہ نازل نہین ہوا ہر آیت ضرورت کے موافق وقتاً فوقتاً نازل ہوئی ہے - اس ضرورت کی ساتھہ یہہ امر لازم ہو جاتا ہے کہ کلام ایسا ہو کہ سب سے زیادہ مناسب مقام ہو - یہہ وجہ بہی ہے کہ ہدایت مین جلدی ہو - اور جب کلام ہر طرح عمدہ ہوگا بطریق اعجاز مفید رفع ضرورت ہوگا پس جب ضرورتین بدل جائینگی کلام موثر کے الفاظ ضرور بدلینگے -

مثال ذیل سے وجہ اختلاف شان نزول کی بصراحت سمجہہ مین آسکتی ہے - فرض کیجے کہ ایک حالت یہہ تہی کہ ایک مجمع آیا اوسنے بحث کی کہ دنیا مین جو کچہہ ہوتا ہے بذریعہ اسباب کے ہوتا ہے اوسوقت ضرورت اسبات کی ہے کہ کمال قدرت کا بیان کیا جاے - قدرت لاانتہا ہے اور جب بیان بہی اوسکا زور سے کیا جائے تاکہ اوسوقت تام نفع دے اور ایسا بیان کرنا آتا ہو تو بیان خود بخود ایک قسم کا ہو جائیگا -

دوسری حالت یہہ ہے کہ دوسرا مجمع آیا - اوسنے بحث کی کہ ہم قدرت الہی کیوجہ سے مجبور ہین اوسوقت ضرورت اسبات کی ہے کہ انسان کا اختیار بیان کیا جائے - اور ایسا بیان کیا جائے کہ اختیار کو نہایت زور سے بیان کیا جائے تاکہ اوسوقت نفع تام دے اور ایسا بیان کرنا آتا ہو تو بیان خود بخود دوسری قسم کا ہو جائیگا -

تیسری حالت یہہ ہے کہ دونون صورتین موجود نہ ہتین اوسوقت مقصود ایسے الفاظ

مین بیان ہوگا جنمین اون حالتون کا ذکر نہو اور وہ طرز ادا صرف بیان مراد کا ایسا بیان واضح ہوگا جسمین گنجایش دوسرے معنی کی نہو اور وہ تیسری قسم کا بیان ہوگا پہلے دو قسم کے آیات متشابہات ہونگے اور تیسری قسم کے محکمات - جب دونون شقیقین قلت قابلیت و عدم صدق کے نہون متعین ہو جاتا ہے کہ کلام مجید مین ضرورت تاویل کی صرف اختلاف شان نزول کی وجہ سے ہے اور آیات متشابہات مین محدود ہے محکمات مین ضرورت نہین ہے - ورنہ کوئی ذریعہ ہدایت کا کلام موصوف مین باقی نرہیگا -

ان سب کے بعد اون اصول کو نسبت تاویلات قرآن مجید کے متعلق کرنا چاہئے جو تاویل کے ہین - اور اوس ذریعہ سے حالت تاویلات کی اور اون تاویلات کے ذریعہ سے حالت ماولین کی دیکھنی چاہئے - آیات محکمات ذریعہ شناخت مراد قائل جلت عظمتہ کے ہین - چونکہ محکمات اور متشابہات کی پہچان مین بہی عدم وقوف شان نزول سے غلطی ہوتی ہے اسلئے پہلے وقت کلام مجید کی تاویل مین بغیر علم حدیث کے یہ ہے کہ جو سب سے پہلا اور مقدم ذریعہ تاویل کا ہے وہ عام طور پر تاویل کرنے والے کے پاس نہین ہوتا یعنی کلام کو اوسطرف پہیرنا جو مراد قائل کی تہی - اسی لئے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تاویل قرآن مجید کی اللہ اور رَاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ جانتے ہین - اللہ تو خود قائل ہے - جلت عظمتہ اوسے اپنی قدرت و مراد کلام معلوم ہے - مراسخون فی العلم کو قدرت و مراد کلام کا وہ علم حاصل ہے جو اللہ تعالے جلشانہ نے

ذکر قسم اول تاویل الاصول

جلّ شانہ نے عنایت فرمایا ہے اور اسلئے اونکو یقیناً محکمات کا پہچاننا حاصل ہے ظاہر ہے
کہ جسکو خدا نے اس کام کے لیئے بہیجا (یعنی کار ہدایت) اور اوسکی ضرورتون کے رفع کرنے کے
لیئے مختلف آیات نازل کین وہ اون ضرورتون سے زیادہ واقف ہو سکتا ہے - کوئی دوسرا
اسقدر واقف نہین ہو سکتا گو اوس مجمع مین شریک ہو - نہ کہ وہ واقف ہو جو مجمع
مین شریک نہ تہا اور مجمع والونکی صرف مختلف رایون سے واقف ہے - نہ کہ اونسے
بہی واقف نہین اور بلا اس ذریعہ کے تاویل کرے -

اس بیان سے ظاہر ہے کہ سب سے مقدم راسخ فی العلم (یعنی علم القران جسمین سب علوم داخل
ہین) ذات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے - اوسکے بعد اونکی جنکو جناب ممدوح نے
تعلیم علم قران دی ہو - اب دیکہنا چاہیئے کہ حدیث سے قطع نظر کرنا کس درجہ کا غلط ہے -
جو لوگ چاہتے ہین کہ صرف قران کو مستمسک قرار دین حدیث نبوی صلعم سے قطع نظر کرکے
صحیح تاویل کر سکین صرف اسیوجہ سے کہ قران مجید کو مستمسک قرار دیتے ہین حدیث سے
قطع نظر کرتے ہین قابلیت تاویل صحیح سے نکل جاتے ہین

نظر و بیعت و تعریف راسخون فی العلم بیعت کیا ہے

اب مین بیان کرتا ہون کہ حالت اون تاویلات کی جو راسخون فی العلم یعنی جناب رسولخدا
صلعم نے فرمائی ہے کیا ہے - بیشتر وہ تصریحات ہین جیسے نماز روزہ کے متعلق احکام -
اللہ تعالے نے عدد رکعات و کیفیت ذکر و قیام و قعود و صحت شرائط صلواۃ نہین

بیان فرمائیں ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔
اور فرمایا ہے وَالصَّلٰوۃُ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ انکی شرح آنحضرت نے فرمائی
اور اسقدر اسکو مطابق مراد الہی کی کردیا کہ ٹھیک وہ مرضی الہی کے (یعنی ہدایت اور اچھا بنانا)
مطابق ہوگئی - اب جو نماز بتلائی ہے اوسکو دیکھئے کہ ایسی ہے یا نہیں - میں اولاً بعض
امور کو جنسے نماز بنتی ہے بیان کرتا ہوں - بعد میں بعض شرائط بیان کرونگا - شروع نماز
نیّت و حضور قلب ہے - جب نماز کے لئے کہڑا ہو آدمی کو سب خیالات سے جدا ہو کر پہلے
یہ خیال کرنا چاہئے کہ میں اللہ کے سامنے کہڑا ہوں اور بندگی شروع کرتا ہوں - اللہ کے
سامنے جب آدمی کہڑا ہو - اور کون آدمی جو گناہگار ہے - کون آدمی جو اوسکے احکام
کی نزاکت اور اوسکے عذاب کو جانتا ہے - کون آدمی جو اپنے بے حقیقتی اور اوسکی
عظمت کو جانتا ہے - جسقدر اوسکے علم میں پختگی ہے اوسیقدر اوسکی اسحالتمیں زیادتی
ہوگی کہ بدن موم ہوجائے اوسمیں رعشہ پیدا ہو آنکہوں سے آنسو جاری ہوں کم سے کم
وہ حالت ہو جو ایک رعیت کی بڑے بادشاہ کے سامنے ہوتی ہے - اوسکے بعد ذکر ہے
سب سے پہلا ذکر اللہ اکبر کہنا ہے۔ اوسکے بعد سورہ فاتحہ پڑھنا - یہہ سورہ جہاں فاتحہ کتاب
الٰہی ہے ساری قدرت کا خلاصہ بیان بہی ہے - اس حالتمیں جب یہہ ذکر کیا جائے
خیال کرنا چاہئے کہ آدمی پر کیا حالت طاری ہو سکتی ہے لازماً وہ پہلے جہکیگا اور جب

حالتین ترقی ہوگی گر بڑیگا - اسلیے رکوع و سجود ہے - اور سب مین وقفہ ہے کہ حالت

طاریہ حد مدہوشی کو نہ پہونچاوے جب بار بار ایسا کریگا اور رات دن مین پانچ مرتبہ - تو

(268)

یہ حالت متمکن ہو جائیگی اوسوقت آدمی گناہ کر ہی نہ سکیگا -

شرایط نماز بھی ایسی ہی مقرر کی ہین - یعنی اول طہارت جسم ہے اور طہارت مین

دونون چیزونسے پاک کرنا مقصود ہے نجاست سے بھی اور غصب سے بھی - ان دونون

کی پانچ وقت ضرورت اسبات کی طرف خواہ مخواہ کھینچیگی کہ ہر وقت طاہر رہنے کی

عادت ہو - اور غصب کیا ہوا پانی تک بیکار ہو جاتا - دوسرے طہارت لباس مصلی -

تیسرے طہارت مکان مصلی اونمین بھی دونون طرح کی طہارت مراد ہے -
یعنی لازم کیا ہے کہ ظرف اور مظروف سب کے سب پاک ہون

بس فرمائے کہ اوس نماز کا جو فحشا و منکر سے باز رکہے کوئی اور ذریعہ اس سے

بہتر ہو سکتا ہے اور بعد خیال اس بات کے کہ آدمی دنیا مین ہے اور بعد خیال اسبات کے

کہ آدمی عبادت کے لئے پیدا ہوا ہے اس سے بہتر اوقات و عدد رکعات و طریقہ صلوۃ کوئی

مقرر کر سکتا ہے - ہرگز نہین - یہان یہ خیال آتا ہے کہ کیا جرات ہے

کہ ایسے احکام کو احکام ظاہری اور قابل ترک قرار دیا ہے -

اسیطرح آیۂ تطہیر مین اہل کسا کا داخل کرنا - اور احکام وضو مین جو نسبت پانون

دہونے کے شبہ ہوتا ہے اوسکا صاف کرنا - تاہم جہان وہ تصریح حد تاویل کو پہونچے

اوسکا بھي ايسا حال ہے کہ اوس کمال ادب کو مرعي رکھکر جو ايک خاص فرمانبردار آدمي کا
طريق عمل ہو سکتا ہے اور وہ ہميشہ حکم کو صريح معني مين ليتا ہے - کچھہ ايسا ارشاد کر ديا ہے
جو اوسوقت کي ضرورت کو رفع کردے - جسکي مثال وہ حديث ہے جو آگے بيان تاثير دعا
مين نقل کيجائيگي - خلاصہ اوسکا يہہ ہے کہ جب جناب رسول خدا صلعم سے حضرت سراقہ
نے سوال کيا کہ اگر خداوند عالم نے ہر چيز کو مقدر کر ديا ہے تو ہم عمل کيون کرين - جواب مين
ارشاد ہوا کہ عمل ضرور ہے کيونکہ ہر شخص نے وہ چيز جسکے لئے وہ خلق ہوا ہے آسان کر دي
گئي ہے اور جو عامل ہوگا وہ مطابق علم الہي کي عمل کريگا - ميرے نزديک اگر تمام علما جمع ہون
اور آيات تقدير و حکم عمل کي تطبيق اسطرح کہ سب آيات ظاہري معني وہين اس سے بہتر اور آسان
تر نہين کرسکتے آيات تقدير کے نقل کي ضرورت نہين آيات عمل بعض يہہ ہين [illegible] العاملون [illegible]

تاويلات نبوي صلعم کے متعلق ايک نکتہ خاص قابل لحاظ و خيال ہے وہ يہہ ہے کہ ذات جناب
ايزدي بادشاہ حقيقي دونون جہان کي ہے اور ذات جناب نبوي خليفہ اور نائب اوس بادشاہ
حقيقي کي ہے اور بلا تشبيہ بادشاہ اور وزراء دنيا کا ساحال ہے کہ امور سلطنت سے
وزير آگاہ ہوا کرتا ہے - ليکن وہ رموز دوسرونکو نہين بتلاتا - البتہ جو کام اون رموز کے
متعلق لينا ہوتا ہے جس سے ليتا ہے اوسکو اوسيقدر بتلا ديتا ہے جتنا اوس کام کے
لينے کے لئے ضروري ہے - بالکل يہي حالت اوس دربار عظيم الشان مالک حقيقي کي

معلوم ہوتي

معلوم ہوتی ہے کہ تاویل آیات رموزیہ اون رموز کو اوس ذات پاک کا وزیر جانتا ہے مگر بادشاہ

کی رعایا کو اوسقدر تبلا دیتا ہے جو غرض کے پورا کرنے کے لیے لابد و ضروری ہے -

(۲۸۹)

وہ تاویلین یعنی باتین بنانا جو وبے ہوئے آدمیون کا یا حاجتمندون کا شیوہ ہے ہین کرتا -

اوسکی شان اس سے کہین بلند ہے کہ ایسا کرے چنانچہ ہینے کافی کلینی مین ایک حدیث

دیکھی ہے جسکا منشا یہہ ہے کہ انبیا و آیمہ علیہم السلام محکوم ہین کہ مطابق اپنی معلومات

کی بات کرین یہہ حکم ہے کہ مطابق عقول مخاطبین کی بات کرین -

ان تصریحات کے مقابلہ مین ہمارے زمانہ اور ویسے ہی پہلے زمانہ کے ماولین کی تاویلین دیکھنی چاہئین -

تصریحات کا کیا ذکر ہے -

لیت تا لسنب

پہلی مثال تاویل کی انکار وجود سماوات ہے اللہ تعالی فرماتا ہے الذی [illegible] سبع سموات

طباقا - جسنے تہہ بر تہہ سات آسمان بنا دئے اور فرماتا ہے ففزع [illegible] فی السموات

ومن فی الارض - پس گہبرا جائینگے وہ جو آسمانون مین ہین اور جو زمین مین ہین - پہر فرماتا ہے

۲۹

ثم استوی الی السماء وهی دخان فقال لها وللارض ائتیا طوعا او کرها

قالتا اتینا طائعین فقضهن سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماء امرها

ترجمہ پہر آسمان کیطرف متوجہ ہوا اور وہ کہر تہا اوسکو اور زمین کو حکم دیا کہ تم دونون آؤ خوشی

سے یا جبر سے دونون نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حاضر ہین یعنی تعمیل حکم کے تئے - اونکے

بعد دو دن میں اوسکے سات آسمان بنائے اور ہر ایک آسمان میں انتظام بتا دیا۔ پس حضرات

مادیین سماء کے معنی صرف بلندی کے . . فرماتے ہیں اور وجود سماوات سے اسلئے انکار کرتے

ہین کہ اونکو بذریعہ دلائل حکما ثابت ہوچکا ہے کہ آسمان کا اوس معنی مین جب ہم سمجھتے ہین

وجود نہین۔ اگر سماء بمعنی آسمان کے لیا جائے تو کذب کلام الہی مین لازم آئیگا یعنی تاویل کی

یہہ ضرورت ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہہ معنی خود آیات مذکورہ سے نہین نکل سکتے اسلئے کہ ہر طباق کے

کیا معنی ہونگے ۔ اور بلندی کے سات طبق قرار دینے کا کیا ذریعہ ہوگا۔ ہر ایک مین انتظام کے

کیا معنی ہونگے ۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ سماء قسیم ارض ہے محض بلندی مراد نہین ہے،

کیونکہ محض بلندی مین کوئی نہین رہ سکتا ۔ پس اس تاویل مین اصول تاویل سے یہہ غلطی ہے

کہ سیاق و سباق سے قطع نظر کی ہے ۔ اگر سیاق و سباق ملحوظ نہون بیشتر کلام مفید معنی

نہ ہونگے ۔ اسلئے کہ وہی ذریعہ تعین معنی واحد کا اوس صورت مین ہوا کرتا ہے جب کسی لفظ کے چند معنی ہون ۔

~~ہوسکتے ہے~~ اور چونکہ سیاق و سباق وہ معنی دیتا ہے کہ سماء بمعنی آسمان کے ہے وہی مراد

الہی ہوسکتی ہے۔ اور یہہ تاویل خلاف مراد الہی و مطابق مراد فلاسفہ ہے ۔

یہہ امر کہ سماء کا وجود نہین ہے اسلئے غلط ہے کہ ہم ارشاد الہی کی بموجب اوسے مانتے

ہین کہ موجود ہے خواہ وہی ہو یا اس سے بلند جو ہمکو نظر نہ آتا ہو۔ اگر اندھا کہے کہ مجھے دکھلائی

نہین دیتا اسلئے موجود نہین تو یقیناً غلط ہوگا۔

دوسری مثال۔

دوسری مثال اونکی تاویل کے انکار جنات پہ وہ بہی اسی لئے ہے کہ فلاسفہ اونکے وجود کے قائل نہین - اسلئے جہان قران مجید مین صاف ذکر جنات کا ہے اوسکو قسم انسان کہتے ہین - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون - یعنی ہمنے جن وانس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے (یعنی نافرمانی کے لئے نہین) اور پہر فرماتا ہے کہ خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق الجان من مارج من نار - ترجمہ آدمی نے انسان کو ٹہیکری کی طرح کہنکہنے والی مٹی سے پیدا کیا - اور جنون کو آتش یا دخان سے - علیجناب مولوی نذیر احمد صاحب نے مارج من نار کا ترجمہ آگ کی لو کیا ہے - یہہ غلطی ہے - صاحب قاموس نے لکہا ہے ... - چراغ کی لو اور بہت سی لوؤن مین دہوان ہوتا ہے - پتہر سے جو آگ نکلتی ہے اوسے لو نہین کہتے - بجلی سے جو نور پیدا ہوتا ہے وہ بہی لو نہین کہلاتا اگر یہہ ترجمہ لو کا صحیح ہو خلاف آیہ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم کے ہوگا نار سموم کا ترجمہ لون کی گرمی ہے - وہ لو نہین ہے بلکہ وہ حرارت ہے جو سخت لون چلنے مین مثل نار مضطرب کے دکہلائی دیتی ہے اور بغیر دہوین کے ہوتی ہے ممکن ہے کہ نار سموم یا مارج من نار ترجمہ آکسیجن کا ہو جسکی تفصیل آگے بیان کیجائیگی - اور یہہ بہی قصہ حضرت سلیمان مین فرماتا ہے - قال عفریت من الجن انا اتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک - اس تاویل مین لغت کی ناواقفیت موجود ہے جیسے جن

بالفتح پوشیدن کو کہتے ہین - وجن علیہ اللیل اسی سے ہے جن بالکسر اسم ہے اور پری
کو کہتے ہین اور لغت مین صاف متعین کیا گیا ہے کہ وہ خلاف انسان - یعنی جو انسان
نہو - جُن سپر کو کہتے ہین جنّت بہشت اور بستان کو کہتے ہین عفریت دیو سفید کو کہتے ہین -
پس جن حضرات نے یہہ تاویل کی ہے اونکو لغت عرب مین امتیاز نہ تہا یہہ خبر نہ تہی کہ
عرب لفظ جن سے پری کے معنی کے سوا اور کچہہ نہین سمجہتے اسمین اس سے بہی غفلت ہے
کہ جب اللہ تعالے مادہ خلق کو بتلائے اور فرمائے کہ آدمی مین مٹی ہوتی ہے جن مین آگ
اور یہہ فرق مابہ الامتیاز ہے - تو معنی یہہ ہین کہ جن مین مٹی نہین ہوتی اور یہہ قسم
انسان نہوا قسیم انسان ہوا - ایسے ماولین کو قسم وقسیم کا امتیاز نہین - یہہ تاویل
بہی ویسی ہی ہے جیسی پہلی مثال مین بیان کیا گیا کہ آیت سے وجود جن صریحًا ثابت
ہے - انکار بہ تبعیت فلاسفہ ہے اور ضد معنی قائل کی ہے - جنات کے وجود مین
ہزارون نفر کی شہادت موجود ہے بتبعیت فلاسفہ مین سب کو ایسے ماولین جہوٹا
بہی مانتے ہین یہہ عجیب بات ہے کہ چار یا زیادہ عنصر سے جو چیز بنے اوسیکو اسلئے
کہ ہمنے چار یا زیادہ عنصر کی مخلوقات دیکہی ہے مخلوق جانین اور جب خود بنانے والا
کہے کہ ایک دو عناصر سے بہی ہمنے مخلوق پیدا کی ہے تو اوسے صحیح نہ مانین - کیونکہ جو
عناصر کو پیدا فرمائے اور اونمین امتزاج پیدا فرمائے اوسکے لئے ایسی کوئی شرط لگانا

۳۲ امداد الفتاوی ۱

سوا ے فضولی کے اور کچھ نہین ہو سکتا ۔

نسبت تاویل واقعہ
نسبت انکار معجزہ غرق
فرعون کے ۔

تیسری مثال معجزات کے انکار مین معجزہ غرق فرعون کا انکار اور اوسکی تاویل ہے جو قرآن مین ہے

فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم و

ازلفنا ثم الآخرین و انجینا موسی و من معه اجمعین ۔ ترجمہ یہہ ہے ہمنے موسیٰ کی

(271)

طرف وحی بہیجی کہ اپنی لاٹھی دریا پر دے مارو ۔ چنانچہ دریا پہٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا گویا

ایک بڑا پہاڑ تہا اور اوسی موقع کے قریب ہم دوسرے لوگون کو بلا لائے ۔ اور ہمنے موسیٰ

اور جو لوگ اوسکے ساتھہ تہے سبکو بچا لیا اس صرورت سے کہ پانی کا اسطرح پہٹنا کہ دو ٹکڑے

ہو کر جدا کہڑا رہے اور اتنی دیر تک کہڑا ہوا معلوم ہوتا رہے کہ ایک گروہ اوس شرک سے جو

دریا پہٹ کر بنی ہو خشکی مین اوتر جاے اور دوسرا وہان پہونچے محال عادی ہے راے

ماولین کی یہہ ہوئی ہے کہ وہ جزر و مد تہا ۔ خرق عادت کے وجود کی مثالین ہمنے بیان

کی ہین ۔ پس یہہ صرورت کوئی ضرورت نہین ۔ صرف متابعت فلاسفہ کی ہے جنکی غلطی ثابت

ہو چکی ہے علاوہ بران یہہ تاویل ہنسنے کی قابل ہے اسلئے کہ قطع نظر خلاف حالات ہونیکے

۲ سار

جو ہیں اور سیاق و سباق کے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ماولین نے کبہی جزر و مد سمندر کا

نہین دیکہا کیونکہ جب مد ہوتا ہے پانی بڑہتا چلا جاتا ہے اور جب جزر ہوتا ہے پانی گہٹتا

چلا جاتا ہے اوسمین کبہی صورت پہاڑ کی پیدا نہین ہوتی ۔ دو ٹکڑے ہو کر کہڑا نہین ہوتا ۔

کڑی سے بشکلو کسی پہنچنے کی حالتیں باقی نہیں رہتا - میرے نزدیک اگر معجزہ نہوا ثبات

نبوت ثبوت نہیں ہوسکتا - بہتر ہوتا کہ جو لوگ قران شریف میں اپنی عقل کے خلاف

باتیں پاتے ہیں اور اونکی عقل متفاوت یا ناقص یا نامستحکم اوسکو نہیں مان سکتی

قران مجید کے تمسک سے دست بردار ہوں جیسا کہ بیان ہوا معجزات کا انکار ایسی بری چیز ہے

کہ وہ انکار وجود خداوند عالم ~~ـــ~~ بدرجہ انکار قدرت الہی کے ہے - اور انکار اون ذریعوں کا جو کمال

اوس حقیقت نبوت جناب رسالتمآب صلعم کا ولاتے ہیں ضرور اونکی امتیاز میں وہی وقت ہے

جو سچے موتی اور جھوٹے موتی اور اصلی ہیرے اور بناوٹی ہوئے ہیروں میں ہوتی ہے لیکن

اوسکے سبب سے اصلی شے کا بطلان لازم نہیں آتا -

ان دونوں حالتوں کے ملانے سے ظاہر ہے کہ دین اسلام کا کام صرف تمسک قران مجید

سے نہیں چل سکتا - اور بڑی غلطی ہے جو لوگ احادیث نبوی صلعم سے قطع کرتے ہیں -

اونکی مثال یہ ہے کہ کتاب سے طبیب بنا چاہتے ہیں - اونکی برائی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالے

کی مراد نہیں بتلاتے اپنی مراد کو اللہ تعالے کی مراد بناتے ہیں جو نبتی نہیں اور دین اسلام

اسلام نہیں رہتا دوسرا دین ہو جاتا ہے - اونکی برائی یہ ہے کہ وہ اعتراض کو اوٹھاتے

نہیں تسلیم کرتے نہیں - وہ حمایت حوزہ اسلام کی نہیں کرتے اوسکی مخالفت کرتے ہیں -

وہ پیدا شک ہیں اونہوں نے صریح حکم الہی کی مخالفت پر کمر باندہ لی ہے اللہ تعالے فرماتا ہے

دم

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

ترجمہ - اور جو شخص اللہ اور اوسکے رسول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے اور نافرمانی
سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہونچینگے - ظاہر ہے کہ ایسے تو ان سب بے خوفی پر مبنی ہیں -

272

بیان اعتراض کہ علماء اسلام کی تاویلون میں اور ماولین کی تاویلون میں فرق نہیں

ممکن ہے کہ جناب ماولین ارشاد فرمائین کہ ضرورت تاویل اور رنگ تاویل ہمارا اور علماء
اسلام کا یکسان ہے - یعنی بحکم ضرورت عقل تاویل کرنا اور سخن کو مطابق عقل کر دینا جیسا کہ
علماء اسلام اون آیات مین تاویل کرتے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالے مجسم ہے
جیسے یدُ اللہ [illegible] اَیْدِیْهِمْ [illegible] تولّوا [illegible] وجہ اللہ - اونکی بہی ضرورت تاویل یہی ہے
کہ بحکم عقل ثابت ہے کہ اللہ تعالے مجسم نہین ہے اون آیات کو تاویل کے ذریعہ سے عقل کے
مطابق کر دیتے ہین اسیطرح ہماری ضرورت تاویل کی بہی یہی ہے کہ بحکم عقل ثابت ہے
کہ محال کا وجود مین آنا ممکن نہین معجزات کا اعتقاد امکان محال کا اعتقاد اور خلاف عقل ہے -
یا آگ سے جو جوہر یا عنصر نہین محض عرض ہے خلق ہونے کا اعتقاد امکان محال کا اعتقاد
اور خلاف عقل ہے اسی لئے ہم معجزات اور ایسی آیات مین تاویل کرکے اونکو مطابق عقل کے
کر دیتے ہین پس کوئی فرق ہماری اور اونکی تاویلون مین نہین - یہہ بالکل غلط ہے
اور انواع واقسام کی غلطیان اسمین موجود ہین بعض بیان کیجاتی ہین -

(۱) محال عادی اور محال عقلی مین فرق نہین کیا جاتا - محال عادی باعتبار اون

قواعد کے محال ہے جو اللہ تعالے نے ہمارے لئے خلق فرمائے ہین - محال عقلي

ایسي چیز ہے جسکو قدرت سے تعلق نہین - چنانچہ بیان اوسکا ہو چکا ہے - محال

عادي جب متعلق ذات جناب ایزدي کے ہو محال نہین ہے - اسلئے کہ بحکم عقل ثابت ہے

کہ جو اس عالم کے کارخانہ عظیم الشان کو بنا سکتا ہے اوسمین ایسي بڑي قدرت ہے جسکي

انتہا نہین اور انتہا قدرت کا علم ہماري قدرت سے باہر ہے - پس وہ اون قواعد کا

جو ہمارے لئے بسبب محدود ہونے قوت کے ہین پابند نہین - اسلام نے یہہ بتلایا ہے

کہ حق تعالے جب کسي چیز کا ارادہ فرماتا ہے وہ اوسیوقت ہو جاتي ہے - پس پاني کا

دو ٹکڑے ہو کر کھڑا ہو جانا یا چاند کا شق ہو جانا یا ایک بکری کے کسي عضو کے گوشت سے

ایک بڑي جماعت کا سیر ہو جانا جب اللہ تعالے قصد کرے ناممکن نہین - ضرور جب

ہم قصد کرین ناممکن ہے - اور یہہ محال عقلي نہین ہے پس غلطي یہہ ہے کہ ہم جب عقل

کي حکومت قایم کرتے ہین عقلاً غلطي کرتے ہین کہ اپنے لئے محال اور خدا کے لئے محال

مین امتیاز نہین کرتے اور غلط عقل کے مطابق تاویل کرتے ہین -

دوسرا جواب
علماء کی تاویلوں اور
حال کی تاویلوں میں فرق
[illegible]

(۲) علماء اسلام کي تاویلون مین اور آجکل کے ماولین کي تاویلون مین یہہ فرق ہے

کہ اونکي تاویلین بعض آیات کی نسبت نظر بہ بعض دیگر آیات کے ہوتي ہین یعني متشابہ

مین تاویل نظر بہ احکام محکمات کے کرتے ہین - ماولین کی تاویلین متشابہات اور محکمات

دونون کی یکسان ہین اور اسلئے غلط ہین مثلاً علماء اسلام آیات تجسیم مین تاویلین

اسلئے کرتے ہین کہ بہت سی آیات سے خداوند عالم کا مجسم ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ

اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین تمہاری رگ گردن سے زیادہ قریب ہون۔ جو جسم ہو وہ اسطرح

(273)

قریب اور ہر شخص کے قریب نہین ہوسکتا سوا اسکے جو جسم ہو وہ محتاج مکان اور ظرف

کا ہوگا۔ اللہ تعالے کا محتاج نہونا تمام کلام مجید سے ظاہر ہے خلاف اسکے جنات کا آگ سے

نہ پیدا ہونا کسی آیت سے نہین نکلتا۔

علماء فلسفہ تاویلوں میں وسعت علاء

(۳۳) اس وسعت تاویل سے اسلام اسلام باقی نہین رہتا جسکا بیان ہوچکا ہے۔

شیر، حوارب کو یہ تاویلیں تعریف دیں

خدا کے لئے ناممکن ۱۲

دوسری تقریر مین یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر ہمارے ناممکن مانے جائین تو لازم آئیگا کہ حضرت

عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہون۔ حضرت عیسی علیہ السلام مردہ کو زندہ نکرتے ہوئے۔

جب کوئی شخص بعد موت کے زندہ نہین ہوسکتا تو قیامت غلط ہو۔ جزا اور سزائے آخرت

مہمل ہو۔ وعید سب باطل ہون۔ اصول دین مین توحید اور نبوت اور قیامت داخل ہین

جو انکار توحید جسمین قدرت مطلق داخل ہے۔ انکار نبوت جسمین حضرت عیسی کا بغیر باپ کے

پیدا ہونا شامل ہے۔ اور انکار قیامت جسمین مردہ کا زندہ ہونا مسلم ہے لفظاً یا معنیً کرے

مسلمان نہین ہے۔ علاوہ اسکے جب وسعت دائرہ تاویل سخن کی مطابق مقصود کے

کر لینا قرار پائے تو کوئی وجہ نہین کہ مشرکین مسلمان نہ مانے جائین۔ نصاری جنکو

جانتے ہین اور کہتے ہین کہ تین خدا اسطرح ایک ہے کہ جیسے کسی مثلث کے تین ضلعے

یا زاویئے - مشرکین کہتے ہین کہ ہم مثبت مین ہو کر اللہ کی جسے پرمشیر یا دوسرے

اسم سے مسمی کرتے ہین پرستش کرتے ہین - بس ایسی تاویلون کے یہ معنی ہین کہ

اسلام کوئی چیز نہین ہے ہر مذہب اسلام ہے جسمین مشرکین داخل ہین -

جو تاویلات کہ ماولین کی تاویلین مخالف لغت ہین

(۴) علماء کی تاویلون مین اور ماولین کی تاویلون مین یہ فرق ہے کہ ماولین کی تاویلین

ایسی ہوتی ہین کہ مخالف لغت اور سیاق وسباق کے ہوتی ہین - علماء کی تاویلین

ایسی نہین ہوتین - مثال اوسکی وہ تاویلین بھی ہین جو مذکور ہوئین چنانچہ جن کی تاویل

اور آیات تجسیم کی تاویل مین یہ فرق ہے کہ لفظ جن سے عرب سوا پری کے دوسرے معنی

نہین سمجھتے - آیات تجسیم مین جیسے ید اللہ فوق ایدیھم یا اینما تولوا فثم وجہ اللہ

مین عرب لفظ ید اور وجہ سے دونون معنی ہاتھ اور قوت اور منہ حقیقی اور مجازی

وجاہت کے سمجھتے ہین - ~~بیشک کہ منقول ہے کہ اصحاب رسول مقبول صلعم سلف~~

~~جیسے ایک طرح دیکھتے~~ - علاوہ بران انکار تجسیم سے ہماری مراد یہ ہے کہ خدا

اب جسم نہین رکھتا جیسے ہمارا اور مخلوق ارض کا ہے ہم یہ کہتے ہین کہ کنہ ذات اللہ

معلوم نہین - مگر وجود اوسکا ماننا ہمارا ایمان ہے - بس ہم نہین جانتے کہ وہ کیسا ہے

اور عرش پر مستوی ہونا اوسکا کسطرح کا ہے - غور فرمائیے کہ تاویلات علماء اور تاویلات ماولین

پانچویں جواب ... تحقیق ... آگ کا عنصر ... [illegible]

(۵) اعتقاد فلاسفہ کی مطابق ہر وقت مان لینا کہ ماہیت اشیاء وہی ہے جو فلاسفہ وقت
بیان فرما رہے ہین عموماً غلط ہے چنانچہ بیان وجوہ ہوچکا ہے آگ کا جوہر اور قائم بالذات
ہونا مذہب فلاسفہ وقت کا ہے مگر فلاسفہ سابق کا مذہب یہی تہا کہ آگ جوہر اور عنصر ہے -
وہ بہی دلایل بیان کرتے تہے یہہ بہی دلایل بیان کرتے ہین - سب سے بڑی دلیل فلاسفہ
وقت کی یہہ ہوسکتی ہے کہ عناصر ۶۰ ہین جو بعد تجزیہ اشیاء مختلفہ کے ثابت ہوئے ہین -
اونمین آگ کوئی چیز نہین ہے - بلکہ وہ ایک خاصہ اور عرض ہے جو تصادم سے پیدا ہوتا ہے
اور بشکل نور دکہلائی دیتا ہے - وہ ہمیشہ قایم بالغیر ہے - وہ غیر جب فنا ہوجاتا ہے وہ
نور بہی فنا ہوجاتا ہے - یہہ خیال محض خیال ہے (۱) اسلئے کہ اگر ایسا ہو تو دو حال سے
خالی نہین ہوسکتا یا اعراض بطور خاصہ لازمی عناصر پر طاری ہونگے - یا اتفاقی - اتفاقی ہونا
صریحاً غلط ہے اگر ایسا ہو عالم مین نظام باقی نرہے - سردی کی جگہ گرمی پیدا ہوجائے
تری کی جگہ خشکی - جو کہانا پکا مین کبہی وہ امرت ہوجائے کبہی زہر - کپڑا رنگین کبہی وہ
زرد ہوجائے کبہی سرخ - الغرض بنا بنایا کچہہ نہ کچہہ اور - جب خاصہ لازمی ہونا صحیح ہے
لازمی نتیجہ یہہ ہوگا کہ جس مادہ کا یہہ خاصہ لازمی ہو کہ تصادم سے مشتعل ہوجائے وہی مادہ نار
قائم بالذات ہے تصادم ... اوس مادہ کو نار کہنا چاہئے نہ اوس چیز کو جو تصادم سے پیدا ہو کر حالت اشتعال
مین آجاتی ہے (۲) تہوڑی دیر کے لئے اگر اعتقاد فلاسفہ حال سے جدا ہوجائے تو اسباب پر

279

غور فرمائے کہ وہ نار جو حالت اشتعال مین ہوتی ہے اور آپ اوسے نار کہتے ہین
ایک اکال حالت ہے کہ جسمین وہ ظاہر ہوتی ہے اوسے نظر سے غایب کر دیتی ہے اور مرکب
موجود کو جسکے اندر وہ لگی ہوتی ہے فنا کر دیتی ہے - اگر آفتاب مین بھی جسکا نور آتش
وحرارت کو ایسا پیدا کرتا ہے کہ جب آتشی شیشہ سے شعاعین اوسکی مجتمع کرکے کسی چیز
ڈالی جاتی ہین اور وہ چیز حالت اشتعال مین آجاتی ہے یا جنگلو مین زیادتی حرارت شمس کیے
مین خود بخود آگ لگ اوٹھتی ہے) ایسی ہی مادۂ نار ہو تو لازم آئیگا کہ آفتاب بھی اسیطرح کے فنا
والی چیز ہو جیسے کوئلہ مین آگ لگ کر اوسے خاکستر کرکے حالت نور کو زائل کر دیتی ہے
آفتاب کی نسبت یہ حالت بداہتہً قابل تسلیم نہین ہے - اور لازم آتا ہے کہ آفتاب میں
بحالت اشتعال قائم الذات سمجھے کرۂ ارض کی نار اوسکا اثر اور عرض محض ہو -
پس ان دونون صورتون مین یعنی نار اوسی مادہ کو کہین جو قابل اشتعال ہے (بالقوہ)
یا اوس مادہ کو کہین جو حالت اشتعال مین ہے (بالفعل) لازم آئیگا کہ فلاسفہ حال
یا دھوکا کہایا ہے یا تحقیقات ناتمام ہے - دھوکا اسلئے کہ حالت مشتعلہ بالفعل کو نار سمجھ
تحقیقات اسلئے ناتمام ہے کہ یا اب تک وہ خاص چیز جو مادۂ نار محض ہو اوسکو تجزیہ کر
عنصر تام نہین کر سکے - وہ اسقدر نازک ہونا چاہئے کہ جدا نہو سکتا ہو - یا محض تجزیہ ا
کرۂ ارض مین نار کا مادہ نہ پاکر یا جدا کرنے کی قابلیت نہ رکھہ کر مطلقاً انکار اوسکے

کردیا ہے مخلوق الٰہی کرہ ارض ہی نہیں ہے آفتاب اور لاکھوں کرہ میں جب اونکا تجزیہ نہیں ہوا
تو مطلق انکار ہی صحیح نہیں ہوا - اللہ تعالےٰ نے یہہ نہیں فرمایا کہ اوس نار سے جو ایک عنصر کرہ ارض میں ہے
جنات پیدا کئے ہیں ۳ یہہ دیکھنا چاہئے کہ خداوند عالم نے جنات کا پیدا ہونا کس چیز سے
فرمایا ہے - ارشاد ہوا ہے کہ نار سے پیدا فرمایا ہے - مگر سورہ حجر میں صاف بتلا دیا ہے کہ کس نار سے
پیدا فرمایا ہے وہ نار سموم ہے چنانچہ وہ آیت یہہ ہے - ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمإ
مسنون والجان خلقنٰہ من قبل من نار السموم - ترجمہ اور ہم نے ہی کالے اور سڑے
ہوئے گارے سے جو سوکھ کر کھن کھن بولنے لگتا ہے آدم کو پیدا کیا اور ہم جنات کو آدم سے
پہلے لوُن کی گرمی سے پیدا کر چکے تھے -

(275)

میرا خیال یہہ ہے اور اگر تفسیر بالرائے کر دینا جائز ہوتا میں بلا دغدغہ کہہ دیتا کہ نار سموم ترجمہ
آکسیجن کا ہے - چونکہ یہہ لفظ اوس وقت جب کلام مجید نازل ہوا بنا نہ تھا اور عرب میں نہ تھا لیس
اس سے بہتر کوئی لفظ آکسیجن کے مقابل نہیں ہوسکتا تھا جس سے عنصر جنات کے خلق کا تعبیر
کیا جاتا - پس اگر یہہ معنی مان لئے جائیں کوئی نزاع باقی نہیں رہتی اور سارے وجوہ انکار
وجود جنات کے باطل ہو جاتے ہیں - اگر یہہ معنی نہ مانے جائیں تو یہہ کتنا بداہتہً ہوگا کہ جنات
کے خلق کا عنصر نار سموم ہے - نہ نار مشتعلہ - اور یہہ معنی ہونگے کہ وہ چیز جسے شی کہتے ہیں
(اس سے قطع نظر کر لیجئے کہ اوسکے اجزاء کا تجزیہ کرنے کے بعد اوسکے عنصر کتنے ہیں -)

عنصر خلق آدم کا ہے - اور وہ جنات کا عنصر خلق نہیں ہے - اور یہ معنی ہونگے کہ نار سموم میں
جو نار ہے یعنی وہ جو حالت اشتعال میں نہیں اور وہ ایک مادہ ہے جو اشتعال پا جاتا ہے خواہ اوس
اشتعال کی ضرورت ہو یا نہو عنصر خلق جنات کا ہے - علاوہ اسکے ہمارا اعتقاد فلاسفہ کے سمجھانے
سے نہیں ہے کہ جنات آگ سے پیدا ہوئے جناب باری تعالے جلشانہ کے ارشاد سے ہے عنصر ہونے
اور نہ ہونے کی جسمیں بحث نہیں ہے نہ اسکی خداوند عالم نے بحث فرمائی ہے کہ نار عنصر اور جوہر ہے
یا عرض - نہ یہ فرمایا ہے کہ وہ ارضیات کا عنصر ہے - اگر یہ مان لیا جاتا کہ اللہ تعالے جلشانہ نے
یہی فرمایا ہے کہ عناصر سے مخلوق پیدا ہوئی ہے تب یہ کہنا کہ نار عنصر نہیں ہے (نہ کرہ ارض
میں نہ کرہ آفتاب میں) اور اس سے مخلوق پیدا نہیں ہوتی جائز ہوتا - اب ہرگز جائز نہیں ہے -
اس سے بھی قطع نظر نسبت روح کے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ وہ حکم ہے - اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالے
جب کسی چیز کی نسبت ارادہ کرتا ہے کہ ہو جائے بس حکم دیتا ہے کہ ہو جائے - اور وہ ہو جاتی ہے
پس صاف معنی یہ ہیں کہ جس چیز کو حکم قیام ہو خواہ قائم بالذات ہو یا قائم بالغیر وہی
قائم اور باقی رہیگا اور وہی خلق ہے چنانچہ خود مادہ بھی حکم ہے اور اعراض بھی حکم ہیں ورنہ مادہ کا
قدیم ہونا لازم آئیگا پس حقیقت میں جوہر اور اعراض کی بحث کو اللہ تعالے جلشانہ کی قدرت خلق سے
کچھ لگاؤ اور تعلق نہیں نہ معجزات سے اور اسیلئے ضرورت تاویل معجزات اور جنات کی عموماً
غلط محض ہے جب میں اسبات پر غور کرتا ہوں کہ انکار قائم بالذات ہونے نار کا حقیقت
میں ا،

مین انکار نار ہے تو یہ آیت یاد آتی ہے - هٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ - یہی نار (دوزخ) ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے -

ترک تمسک احادیث کا رمز کہ چھوٹی تدبیروں سے بڑی تدبیرین

اب مین ترک تمسک احادیث کی ایک اور برائی بیان کرتا ہون کہ احادیث نبوی مین ہر چیز کی تعلیم موجود ہے چھوٹی سے چھوٹی بات اور بڑی سے بڑی بات کی - چھوٹی تدبیرون سے بڑی تدبیرین پیدا ہو جاتی ہین - چنانچہ اسکا بیان اس کتاب مین تفصیل سے ہو چکا ہے - مناسب ہے کہ یہان ایک نئی مثال بیان کیجائے جو ممکن ہے کہ فرضی ہو حقیقی ہو اور وہ یہ ہے - جب بچے چوری سیکھتے ہین پہلے اپنے مان باپ کی چیز چوراتے ہین جسمین استفادہ کا اونکو ایک حق ہوتا ہے پہر دوسرونکی بہت ہی چھوٹی چیز - اور ابتدائی درگذر کے سبب سے آخر کو بعض نامی چور ہوکر تمام عمر جیلخانہ مین رہتے ہین چنانچہ وہ قصہ اسکی مثال ہے جو ایک انگریزی کتاب مین دیکھا تھا -

حکایت

پہلے زمانہ مین سزا چوری کی قتل تھی - ایک شخص چوری کا ملزم ثابت ہوا اور اوسکی نسبت حکم قصاص دیا گیا - پہانسی سے پہلے اوس سے پوچھا گیا کہ اوسکے دل مین کیا آرزو ہے اوسنے جواب دیا کہ اپنی مان سے ملاقات کرنا چاہتا ہون - چنانچہ اوس سے ملاقات کرائی گئی جب مان بیٹون کا سامنا ہوا تو بیٹے نے مان سے خواہش کی کہ مجھے اپنی زبان کا بوسہ دیدیجئے - مان کچھہ نہ سمجھی اور اپنی زبان نکال دی - صاحبزادہ نے مان کی زبان منھہ مین لیکر اس زور سے

کاٹی کہ کٹ گئی - مان چلانے لگی غل ہوگیا - لوگ دوڑے اور جب دیکھا کہ عورت کے منہہ سے

خون جاری ہے زبان کٹ گئی ہے قیدی کو ملامت کی - تب اوسنے جواب دیا کہ میری

یہہ نوبت ان والدہ ماجدہ کی بدولت پہونچی ہے - جب مین بچہ سا تہا پہلی دفعہ مینے ایک

انڈا چورایا اور اماں جان کو لاکر دیا انہون نے اوسے اوبالا آدہا خود کہایا نصف باقی مجہے

دیا مینے اپنا حصہ کہالیا - اوسی دن سے مجہے چوری سے رغبت شروع ہوئی اور آخرکار

عادت ہوگئی اگر یہہ مان مجہے روک دیتی اور سزا دیدیتی مین اس حال کو نہ پہونچتا انصاف

یہی تہا کہ حصہ سزا سے بہی وہ محروم نہ رہے -

پس جو آدمی کو اعلی درجہ کا بنانے لازم ہے کہ ہر چہوٹی اور بڑی بات کی شرح کرے اور

ہر چہوٹی اور بڑی بات کے لیے احکام نافذ کرے اور چہوٹی برائیون سے اوسی طرح منع کرے

جیسے بڑی برائیون سے - کیونکہ صغائر کبائر کیطرف منجر ہوتے ہین - ایک دفعہ آنکہہ اوٹہاکر

دیکہہ لینا بہت ہی چہوٹی چیز ہے مگر نتائج بزرگ اوسکے محتاج بیان نہین ہین - اس اصول کے

مطابق غور کرنا چاہئے کہ جو لوگ احادیث کو ترک کرتے ہین وہ چہوٹی تدبیرین جنکے

بغیر بڑی تدبیر پوری نہین ہوتین چہوڑتے ہین - اور حقیقت مین اون عمدہ مدارج پر

پہونچنے سے باز رہتے ہین جہان پہونچانا مقصود الہی تہا -

تاہم یہی نہین ہے کہ احادیث سے قطع نظر کیجاتی ہے مینے دیکہا ہے کہ اونکی نسبت اعتراض و استہزاء

ہوتا ہے -

نا ہے کہ انمین چہوٹی چہوٹی باتین ہین اور وہ بے حقیقت ہونے کی وجہ سے قابل پابندی
ین - مجہکو تعجب ہوتا ہے کہ اتیکیٹ کی کتابون مین یہان تک بیان کیا گیا ہے کہ مسواک باہر کیطرف
ہتون مین کیجائے اندر کیطرف ہی کرنی چاہئی اس پر بے حقیقت ہونے کا کوئی الزام نہین لگاتا اور
ل ترک نہین سمجہتا - احادیث کے جزئیات کو چہوٹی باتین کہکر باعث ترک جانتے ہین - مسواک کا

(277)

یقہ بتلانا آخر کار دانتون کے لیے نفع عظیم کا ذریعہ ہوتا ہے ایسے ہی احادیث مین جزئیات کی تعلیم باعث نفع عظیم
ہے کہ چہوٹی باتون مین سے مثلاً ایک بات بیان کیجائے - جناب رسولخدا صلعم نے حدیث
ن ... مین ہر تشبہ کی ممانعت فرمائی ہے - اسپر بہت بحث کیجاتی ہے -
لباس کی تقلید کی وجہ سے یہہ حدیث یا غلط یا قابل تاویل یا ناقابل عمل سمجہی جاتی ہے - اسکے

etiquette
اتیکیٹ ۲

ابلہ مین اتیکیٹ کے بعض مقررات قابل توجہ ہین - جو شخص اپنے آپکو سوسائٹی مین داخل ہونے
لائق بنانا چاہے اوسپر لازم ہے کہ کالر اوسکا ایک خاص طرح کی حالت مین ہو - بٹن خاص
ح کے ہون - رومال خاص طرحکا ہو - خاص طرح سے رکہا ہوا ہو - خاص طرح کے بال ہون -
ہ ہمین خاص قسم کی ہون - ڈاڑہی خاص طور کی ہو یا اوسیدن کی منڈی ہوئی ہو - عمدہ دہلے
لے ہوئے کپڑے ہون - ان قیود کی نہایت خوشی سے پابندی کیجاتی ہے - مگر آنجناب صلعم نے
ہہ کی ممانعت فرمائی ہے اوسے غلط جانتے ہین حالانکہ نفع کا وجود اوسمین ظاہر ہے - جہانتک
علوم ہے وہ یہہ ہے کہ جسقدر حکام وقت ہین بیشتر ہندوستانیون کو جو انگریزی لباس

پہنے ہیں بہروپیہ سمجھتے ہیں۔ بعض ایسی مثالیں میں نے دیکھی ہیں کہ انگریزی کا ایک لفظ نہیں جانتے مگر کوٹ پتلون سے ایسے درست ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ابھی لندن سے چلے آتے ہیں۔ اگر اہل ہند وضع میں تغیر نہ پیدا کرتے میرا خیال یہ ہے کہ اس حالت کی بہ نسبت وہ جلدی میل جول پیدا ہونے کا ذریعہ ہوتا۔ یا بے وقعتی نہ ہوتی بہرحال اس حدیث کا غلط جاننا نہایت ہی غلط اسلئے ہے کہ زمانہ خیاب نبوی زمانہ لڑائیوں کا اور ابتدا و اسلام کا تہا۔ ایسے زمانہ میں لباس کی علیحدگی اور وضع اسلام کا جدا کرنا ضروری تھے۔ چنانچہ اب بھی وردیوں کی تاکید ہے۔ اور وضع ادعائی اختیار کرنا جرم ہے۔

متمسکین احادیث کے اوہام میں مبتلا ہونے کا بیان

یہی نہیں ہے کہ پابندی احادیث سے اعراض کیا جاتا ہے یہاں تک نوبت پہونچی ہے۔ بعض حضرات متبعین سنت کا استخفاف ~~[illegible]~~ کرتے ہیں جو لوگ پابند احادیث ہیں مبتلاء اوہام میں مبتلا اور نکلے ~~[illegible]~~ جانتے ہیں چنانچہ بعض چیزوں کا نام مذہبی اوہام رکہا گیا ہے۔ جو لوگ ایسا ارشاد فرماتے ہیں غالباً انکی غرض ~~[illegible]~~ تاریخوں میں سعد و نحس کے اعتقاد ~~[illegible]~~ تعویذوں کے اعتقاد۔ دعا کے اعتقاد اور اسیطرح کے اور اعتقادات سے ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امور نتیجہ ایک خاص امر کا ہیں یعنی اللہ سے ڈرنے کا۔ یہ خیال کہ اللہ تعالی موجود اور حاضر و ناظر ہے اسکا سبب ہوتا ہے کہ آدمی جیسا اوسوقت کہ گواہ موجود ہوں ارتکاب معاصی سے باز رہے اوسوقت بھی باز رہے جب گواہ موجود نہوں۔

بہ الہ

ایک بڑی خوبی ہے لیکن انسان جب خائف ہوتا ہے اور خوف بڑھ جاتا ہے تو ڈرنا اوسکی یہ حالت
دیتی ہے کہ وہ ہر چیز مین احتیاط کرتا ہے جیسے ہم لوگ نوکری کی حالتین کرتے ہین بعضو نکی
ہ حالت ہوتی ہے جو انسان کی ڈوبنے مین - ڈوبنے والے بچنے کی کوشش مین تنکے
پکڑنے لگتے ہین یہہ زیادتی ہے تاہم اس امر عظیم الشان یعنی خوف الہی کے بعد جب غلطیان

278

ہون وہ قابل برا کہنے کی نہین ہین - نہ اس سبب سے مذہب قابل استبعاد ہے - اسکا قانون
بتلانا چاہیے کہ بعض چیزین جو حالت خوف مین اوس طرف لیجاتی ہین جنکو تشبیہ شرعی
... کہتے ہین تو ہمات محض اور غلطی مین داخل ہین بعض ایسے نہین ہین چنانچہ
وہمات مذکور ہوئے اونمین ہی بعض ایسے ہین کہ قابل اعتراض نہین جیسے مبارک یعنی تاریخ ہائے سعد و نحس کی اعتقاد کی حالت بیان کیجاتی ہے۔
یعنی یہ سعادت و نحوست کا اعتقاد بے اصل نہین ہے ہر ملت اور قوم مین اسکا وجود پایا جاتا ہے
کہ جب کسی دن کوئی واقعہ عظیم پیش آتا ہے لوگون کو وہ دن یاد رہتا ہے - مثلاً جب کوئی
شاہ تخت پر بیٹھے اوسکا روز تخت نشینی روز جشن ہو جاتا ہے - جب پیدا ہو وہ دن روز
... ہو جاتا ہے - جب کوئی بڑا آدمی مرجاتا ہے تو وہ دن ہمیشہ یاد رہا کرتا ہے - جیسے
حضرت عیسیٰ کا روز غیبت - اور ۲۵ دسمبر کا یاد رہنا - یا جناب سید الشہدا کا روز شہادت
۱۰ محرم کا یاد رہنا - یا ہفتہ مین ایک دن کا خالی رہنا اس بنا پر کہ اللہ تعالے نے
۶ دن مین زمین و آسمان بنائے اور ساتوان دن خالی تھا - جب کوئی اتوار کو یا ہفتہ

~~کوئی جمعہ مانتا ہے - بس ہفتہ یا مہینے یا سال مین بعض~~

~~یاد~~ - جب وہ دن یا تاریخ آئے یاد رکہنے والے اوسکو خواہ مخواہ اور

دنون سے خود بخود ممیز جانتے ہین - پس اگر مسلمان بہی بعض ایام و تواریخ کو ممتاز جانیں

کیا برائی ہے - اگرچہ بڑہکر اونکو نامبارک خیال کرین کوئی بڑا الزام اونپر نہین اگر زیادہ تفتیش

کیجائیگی اور وجوہ بہی موجود ملینگے جو الزام سے پاک کردین علاوہ برآن یہہ امر خاص طور سے غور

کی قابل ہے کہ ایسے واقعات کو منانا اون واقعات کا استخفاف اور توہین ہو سکتا ہے - اور وہ

استخفاف و توہین بدترین اشیاء مین سے ہے وہ حضرات جو ایسی چیزون کو اوہام

مطلق کہکر استخفاف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک جو ایسا اعتقاد رکہے گویا

مذہب کا ہو برابر ہے اونکو چاہئے کہ وہ صاف کہین کہ ہم خدا کو نہین مانتے عیسائی - ہندو -

مسلمان ہنکر ایسا کہنا روا نہین ہو سکتا -

بعض ایسی سے بڑہجاتے ہیں اور وسمین سعادت یا نحوست خیال کرتے ہین -

اب باقی رہا یہہ امر کہ احادیث مین تنقید کی دقت ہے - ضرور دقت موجود ہے مگر آدمی

جسقدر مشکل کام کرتا ہے اوسیقدر اوسکا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے - جیسے لڑائی مین - بس مین

پوچہتا ہون کہ آپ تہوڑی دیر کے لئے انصاف کو کام فرماکر بتلائے کہ آپنے اتنی محنت احادیث

کی تنقید مین اوٹہائی ہے جسقدر طلب دنیا مین - جتنی محنت اون علوم کے پڑہنے مین جنمین

[illegible] آتے ہوتا ہے - اوٹہائی جاتی ہے (یہانتک کہ بعض صحت سے دستبردار ہو گئے ہین

[illegible]

احادیث میں تنقید کی دقت و تبرک سی پرکہنے

اتنی تنقید حدیث مین اوٹھائی - اگر اوٹھاتے تو غالبًا آپ انفراد تے -

غلطی اول کی وجوہ
اور اسکے کہ مذہب
ایک ہی ہو سکتا ہے

اسباب او غلطیان بیان کر دینے کے بعد اب حقیقت غلطی اول کی یعنی اوسکے وجوہ کا بیان کئے جاتے ہیں - اس ارشاد کی کہ مذہبی خود پسندی کے نشہ مین سرشار ہے اور تمام کلام پر نظر کرنے سے یہ معنی ظاہر ہین کہ خود پسندی مذہب کی بڑی چیز ہے اسلئے کہ مذہب ضرور ہے نہین کہ ایک ہی حق ہو - یہ صریحًا غلط ہے - اسلئے کہ اگر مذہب خدا پرستی کا مذہب ہے وہ دو ہو نہین ہو سکتے ایک ہی ہو سکتا ہے - ایک کے سوا جسقدر ہونگے وہ سب غلط ہونگے - اور پسند امر حق کی حق جاننے کے لئے لازم ہوگی - جتنا اس پسند کے نشہ مین سرشاری کی کمی ہوگی وہ پسند امر حق کی نہ ہوگی - تکبر اور خود پسندی منع ہے - امر حق کا حق جاننا واجب ہے اوسی کا صلابت فی الدین نام ہے - جب مذہبی خود پسندی نہوگی آدمی اوسپر قائم نہوگا - اور وہ حالت ہوگی جسکو اللہ تعالے فرماتا ہے مذبذبین ... لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء

ترجمہ کفر اور ایمان کے بیچ مین پڑے جھول رہے ہین نہ انکی طرف اور نہ اونکی طرف سو نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے ہوئے -

اس کتاب کا موضوع کسی خاص مذہب کا بتلانا نہین ہے البتہ عام مذہب اسلام کی تائید مقصود ہے - اسلئے جہانتک اس مقصود کو تعلق ہے مذہب کا ایک ہونا بیان کیا جاتا ہے - اول جناب باری تعالی کی نسبت یہ متعین کرنا چاہئے کہ ہے یا نہین - اگر ہے ایک ہے یا ایک سے زیادہ - وجود خداوند عالم

اوسکی مصنوعات سے اور اوسکی کمال حکمت سے ظاہر ہے - ان صنعتوںمین اصولاً ایک وحدت
موجود ہے یعنی سب ایک طرح سے پیدا ہوئے ہین ایک سا نظام ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -
فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا - یعنی او تم اللہ کے دستور مین کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے
او صنعت زور سے بتلا رہی ہین کہ خالق ہے اور خالق ایک ہے - خدا کا دو ہونا محتاج دلیل ہے -
جتنے دلایل خدا کے دو ہونے کے ہین وہ خدا کے وجود کے دلایل نہین ہین - دیکھیے اللہ تعالیٰ
ان سب باتونکو بہت ہی تہوڑے لفظون مین بطریق اعجاز بیان فرماتا ہے - لو کان فیھما آلھۃ
الا اللہ لفسدتا - ترجمہ - اگر زمین و آسمان مین خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو برباد ہوگئے ہوتے.
یعنی اگر دو اللہ ہوتے تو معاملہ بگڑ جاتا - مختصر بیان او سکا یہ ہے کہ دو برابر کی چیزونمین اطاعت
نہین ہوتی - نہ دو برابر کے بادشاہ یا افسرون مین - اب جو پارلیمنٹ سے کام چل رہا ہے
casting vote
وہ دہوکا دیتا ہے - یاد رکہنا چاہیے کہ کاسٹنگ ووٹ یعنی رائے مختتم ایک شخص کے ہاتہ
مین ہوتی ہے جسکی سب اطاعت کرتے ہین - خواہ وہ بادشاہ ہو یا پریسیڈنٹ - دو بادشاہ
یا دو پریسیڈنٹ کہین نہین ہین - شوری آدمی کی رائے کا مصحح ہے - خدا کو ضرورت شوری
man to err
کی نہین - اسلئے کہ انسان ضعیف پیدا ہوا ہے - خلق الانسان ضعیفا - یا مین تو ار —

۲۹۰

جب معین ہو گیا کہ خدا ایک ہے تو اوسکے بعد متعین کرنا چاہیے کہ طریقہ خدا شناسی اور طریقہ
بندگی یا مذہب ایک ہو سکتا ہے یا دو - ظاہر ہے کہ احکام بندگی ایک ہی ہو سکتے ہین جیسے ایک سلطنت کا
ایک قانون

ایک قانون دو نہین ہو سکتے ۔ (ملکون کے اعتبار سے جو قوانین مقامی بنائے جاتے ہین

وہ فرق کلیات و جزئیات کا ہے ۔ اس بیان کے مخالف نہین) ظاہر ہے کہ کسی چیز کے بننے کے

دو ذریعہ کبھی نہین ہوتے چنانچہ نوعیت و کیفیت خاص کا جو کہانا پکا ہے یا دوا بنائے جیسا وہ ہے

اوسکی ایک تدبیر سے غلط ہو یا صحیح بن سکتا تھا جس سے بنا یا تیار ہوا جب تدبیر مین فرق ہوگا کیفیت

اور نوعیت بدل جائیگی اور اوسیقدر جسقدر ترکیب مین فرق ہوا جتنی آنچ جتنے اجزاء جتنا مصالحہ

دینے سے ایک کہانا یا دوا تیار ہوئی بالکل ویسے ہی اوسیقدر مصالحہ اور اوسی طریقہ کی آنچ سے

خواہ غلط ہو خواہ صحیح حاصل ہو سکتی تہی ۔ ایک نتیجہ کی صحت کے دو دلائل ہونا جیسے اقلیدس کے

شکلون کے دو ثبوت اس دعوی کے مخالف نہین ہے اسلئے کہ نتیجہ جو نکلا ہے وہ ان دلیلون سے

حاصل ہو سکتا ہے جو دوسرے طریقے سے مساوی بنانی سے

نہین بنا تہا ۔ اوسکے اور ذریعے تہے مثلاً تساوی حقیقی دو چیزون مین

پس وہ ثبوت ایک چیز کا ہے

جب کسی چیز کے بننے کے دو ذریعے نہین ہوتے

تو خدا پرستی کے بہی دو ذریعہ اور ملک کے دو قانون نہین ہو سکتے ۔ اسیطرح اگر ہم ایک نقطہ مین

اور معرفت الٰہی ایک نقطہ ہے اور دونون کا ملانے والا خط مذہب ہے تو صحیح خط ایک ہی خط ہوگا

دو نہین ہو سکتے ۔ صحت و راستی خط مین اوسیوقت متروک ہوگی جب نظر اوس نقطہ سے

جسطرف خط کہینچا مقصود ہے علحدہ ہو جائے ۔ جب ایکدفعہ نظر چوکی پہر کون اوسے سیدہا کر سکتا ہے ۔

نقطہ جب پہر نظر آئیگا اوسیوقت سے راستی اور سیدہا پن شروع ہوگا جو لوگ سمجھتے ہین کہ تحقیق کر

ہي اگر خود نقطۂ مقصود تک پہونچ جائے جیسے کسي شہر کے دو راستے - اور آدمي دونون راستون سے

شہر مین پہونچ جائے - مگر یہ نہین ہے حقیقت مین غلط ہے - اسلئے کہ اس امتحان مین

اسباب سے غفلت کي گئي ہے کہ نقطۂ مفروضہ یعني خدا ہر مذہب کا جدا ہے - علاوہ اسکے

جو شخص چند مذاہب مین سے تحقیق مذہب حق کرے اوسے نقطۂ صحیح معلوم نہین نہ اس شہر کا

پتہ دو راستون سے ایک شہر مین پہونچنا اسلئے ممکن ہوتا ہے کہ شہر معلوم ہوتا ہے یہان جب خدا

دکھائي نہین دیتا ذریعہ پہونچنے کا یہہ مثال نہین ہوئي یعني شہر دیکھا نہین تھا پتہ پر جا رہے ہین

جب ایک دفعہ پتہ گم ہوا اگلے پتے جو شہر مین پہونچاتے نہین مل سکتے - یہہ امر کہ ہر مذہب کا خدا

واحد نہین ہے یعني نقطۂ مفروضہ متحد نہین۔ اسباب سے ظاہر ہے کہ بعض لوگ تین خدا کو ایک

جانتے ہین بعض لوگ اوتارونکو بھي خدا جانتے ہین - اور خدا کو وہي خدا جانتے ہین جو

تینون مین سے ہو کر دکھلائي دے - بعض اللہ کے قدیم ہونے کے ساتھہ مادہ کو بھي قدیم جانتے ہین

بعض آگ کو خدا جانتے ہین - یہانتک کہ بعض پانچ پیر کو خدا جانتے ہین جنکو یہہ بھي معلوم نہین کہ وہ

کون ہین - بڑا فرق یہہ ہے کہ ذات باریتعالی کي شناخت ناممکن ہے یعني کنہ ذات صفات

حجاب ایزدي کي شناخت ہو سکتي ہے جو داخل ذات ہین - صفات ثبوتیہ و سلبیہ دونون قسم

کي ہین پس شناخت صفات ہو سکتي ہے - جب صفات مین اختلاف ہو ذات مین اختلاف

لازم ہوگا اور جب صفت بدل جائیگي نقطۂ مفروضہ بدل جائیگا حقیقت مین یہہ کہنا کہ ہر مذہب کا

خدا ایک

خدا ایک ہے نہایت لغو ہے اور وہی شخص یہہ بات کہہ سکتا ہے جسنے کبھی غور نہ کیا ہو کہ ہمارا اللہ کیسا ہے

جب معین ہو گیا کہ احکام بندگی ایک ہو سکتے ہین تب یہہ امر غور کرنا چاہئے کہ سب سے پہلے وہ تار استاد اور

احکام بندگی کے کون بتلا سکتا ہے ظاہر ہے کہ وہی بتلا سکتا ہے جسکو اللہ تعالی کی شناخت کامل ہو چکی

ہو وہ کون ہو سکتا ہے جواب اسکا اسکے سوا اور کچھہ نہین ہے کہ وہ نبی ہو سکتا ہے۔ جناب محمد

(281)

مصطفے صلعم کی نبوت اسطرح صاف ظاہر ہے کہ قرآن اونہون نے ایسا معجزہ مستمرہ چھوڑا ہے کہ

وہ کامل ثبوت اونکی حقیقت کا ہے اور ساتھہ ہی وہ اسباب کا بھی ثبوت ہے کہ وہی نبی آخر الزمان

تہے ورنہ معجزہ مستمرہ کسی اور کو نہین ملا یہہ وہی نبی تہے جنکی خبر ہر نبی نے دی ہے اور یہہ

بہی ثبوت قطعی حضرت کی حقیقت کا ہے۔ بس اسکے علاوہ جو اور راہ پیدا کرتے ہین وہ اس ارشاد کے

اندر داخل ہین۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ

ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک

سبیلا ۝ اولئک ہم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مہینا ۝ والذین آمنوا باللہ

ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منہم اولئک سوف یؤتیہم اجورہم وکان اللہ غفورا رحیما ۝

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسولون سے برگشتہ ہین۔ اور اللہ اور اوسکے رسولون مین

جدائی ڈالنی چاہتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بعض پیغمبرون کو مانتے ہین اور بعض پیغمبرون کو

نہین مانتے اور چاہتے ہین کہ پیغمبرون مین مغایرت قرار دیکر کفر اور ایمان کے بیچ بیچ مین

(۲۹۳)

کوئی دوسرا رستہ اختیار کرین تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہین - اور کافرون کے لئے ہمنے ذلت کا
عذاب تیار کر رکہا ہے - اور جو لوگ اللہ اور اوسکے رسولون پر ایمان لائے اور اونمین ایک کو دوسرے
سے جدا نہ سمجہا تو ایسے ہی لوگ ہین جنکو اللہ آخرت مین اونکے اجر عطا فرمائیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -

اس بیان کے بعد یہہ بتلانا باقی نہین رہا کہ آجکل بیشتر اہل مذاہب مدعی ہین کہ ہم خدائے واحد
کی پرستش کرتے ہین - حقیقت مین وہ خدائے واحد کی پرستش نہین کرتے
دوسرون کی پرستش گو ایک خیال کی ہا چہتے ہین - چنانچہ جو جواب اللہ تعالے نے سوالات شیطان کا دیا ہے
اوسمین شیطان کو باوجود عبادت فرمایا ہے کہ وہ تصدیق الوہیت مین صادق نہ تہا - بس اونکا
کیا ٹہکانا ہے - نہ اوتار و انبیا مین فرق بتلانے کی ضرورت ہے کیونکہ انبیا صاف لفظون مین
اقرار عبودیت کرتے ہین اوتار اسکے خلاف ہین -

دوسری غلطی کا اثبات مدرکہ صوفیہ وعرفا

دوسری غلطی یعنی احکام شرعی کو قابل ترک جاننا اور اسباب کا دخل -
اسمین فقط بیان وجوہ کافی ہوگا مجمع اسبے کی ضرورت نہین - صرف یہہ کہنا کافی ہے کہ جن
اہل تصوف نے طریقہ طریقت اور طریقۂ شریعت کو جدا کیا ہے اونہون نے یہہ غلطی کی ہے کہ لازم
ملزوم کو جدا کیا کیونکہ خدا کا پہچاننا مستلزم اوسکے احکام پر عمل کرنے کا ہے

یہہ غلطی اسقدر ظاہر ہے کہ

یہہ تاویل کہ احکام شریعت احکام ظاہری و قابل ترک ہین اوسی قسم کی ہے
کہ ہم کہین کہ کہو آپ نہ کرین اور کہین کہ مین یہی سمجہا تہا - سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہہ

طریقہ طریقت کو قابل عمل اور طریقہ شریعت کو قابل ترک کس آیت سے سمجہا تہا - اسکا

جواب کچہ نہین - اور کسی آیت و حدیث سے نہین ملتا - برای اس اعتقاد کی اسیات پر غور

کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ طریقہ طریقت اور طریقہ شریعت مین اگر فرق ہو تو لازم آیگا کہ طریقہ

طریقت محض خداشناسی ہو - اور طریقہ شریعت محض عمل - محض ایمان بلا عمل جب ترک

عمل گناہ نہ جانا جائے باعث نجات نہین - اسیطرح محض عمل جب عمل بغیر خداشناسی کے

ہو باعث نجات نہین - نجات مین خداشناسی اور عمل دونون مشروط مین (ترک عمل

بطور گناہ دوسری چیز ہے جسے یہان داخل فہم مرام نکرنا چاہئے) طریقہ طریقت اوسوقت

باعث نجات ہوسکتا ہے جب اللہ تعالے کو بعد خلق عالم اوسے غرض نرہی - اور یہہ خیال

دوسری صورت اوس خیال کی ہے کہ اللہ نے دنیا کو بنایا اور اوس سے بے تعلق ہوگیا اب جو کچہ ہورہا ہے

بذریعہ اسباب ہورہا ہے - جب صحیح یہہ بات ہو کہ خداشناسی مین عمل ساتہہ ہے اور عمل مین

خداشناسی ساتہہ ہے وہی تصوف صحیح ہے اور وہی شریعت صحیح ہے اور دونون ایک

چیز ہین - غلط متصوفین نے آرام طلبی کے ذریعہ سے اس خیال کو پیدا کرکے خدائی ڈہونڈی

بلکہ حقیقت مین اپنے اولیاء اللہ کے طریقہ پر چلنے سے جنکو وہ اس طریقہ کا موجد مانتے

ہین روگردانی کی ہے - یعنی جناب امیر علیہ السلام - کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام

طریقہ شریعت پر نچلتے تہے - یہانتک کہ شاہ عبدالقادر صاحب جیلانی - اور سید معین الدین چشتی

چشتی الگون مین اور مولوی فضل الرحمن صاحب گنج مرادابادی اس زمانہ مین تارک صوم وصلواۃ نہ تھے اور سید المتصوفین تھے - پس وہ لوگ متصوف نہین ہین جو ایسا غلط خیال کرتے ہین -

تیسری اور چوتھی غلطی معنی رحم ومغفرت اور دونون کے دایرہ کی وسعت بیان کرکے بیان حیرت کرنا مناسب ہوگا اسلئے اول معنی رحم کے بیان کئے جاتے ہین اوسکے ضمن مین معنی مغفرت کے بیان ہوجاینگے -

صاحب صراح نے معنی رحم کے بخشودن لکھے ہین اور مہربانی کرنے کے -

صاحب قاموس نے معنی رحم سے رقت ومغفرۃ ومہربانی کے لکھے ہین -

مجمع البحرین مین لکھاہے کہ [illegible] فی [illegible] اوم [illegible] قۃ [illegible] تعطف [illegible]

[illegible] عطف [illegible] وزرقہ واحسانہ [illegible] ولا [illegible] بغیر [illegible]

[illegible] الرحم الذی [illegible] یعنی رحم جب باعتبار بنی آدم کے لیا جاے تو معنی اوسکے دل کی نرمی اور اوس نرمی کے مطابق مہربانی کرنے کے ہین - اور جب اللہ تعالی کے متعلق ہو معنی اوسکے مہربانی اور نیکی اور احسان کرنے اور روزی دینے کے ہین (یعنی یہہ فرق ہے کہ آدمی مہربانی نرمی قلب کی وجہ سے کرتا ہے اور اللہ تعالے اس ذریعہ سے نہین کرتا -) رحمن کے معنی صاحب رحمۃ کے ہین مگر وہ صرف اللہ تعالی کی صفت ہے دوسرے کی نہین - مگر رحیم صاحب رحمۃ عظیم کو کہتے ہین -

صفحہ

کتاب بحار الانوار مین جہان شرح اسماء حسنی کی لکھی ہے اوسمین اسماء الٰہی رحمٰن
ورحیم کے یہہ معنی لکھے ہین والرحمٰن الرحیم اسمان مشتقان من الرحمۃ علی وزن
ندمان ونادیم ومعنی الرحمۃ النعمۃ والراحم المنعم لما قال عزوجل لرسوله وما ارسلناک
الا رحمۃ للعالمین یعنی نعمۃ علیہم وقال [illegible] ہدی ورحمۃ وللغیث رحمۃ یعنی
نعمۃ [illegible] الرحمۃ [illegible] منفیۃ [illegible] سمی رقیق
القلب [illegible] منہ وقال [illegible] اقرب [illegible] اواتان
[illegible] رحمۃ [illegible] ۔ یعنی رحمن ورحیم دو
صیغہ اسم کے ہین وزن ندمان وندیم پر اور معنی رحمۃ کے نعمۃ ہین راحم یعنی نعمت دینے والا۔
چنانچہ اللہ تعالے اپنے رسول صلعم کی نسبت فرماتا ہے کہ ہمنے تمکو صرف بنظر رحمت تمام عالم
کیطرف بھیجا ہے جسکی غرض یہہ ہے کہ اہل عالم کو نعمت دی ہے۔ اور کلام مجید کے لیے کہا جاتا ہے
کہ ہدایت ورحمت ہے اور مینہ کو رحمت کہتے ہین یعنی نعمت۔ معنی رحم کے رقت کے نہین ہین
اسواسطے کہ رقت ایسی صفت ہے جو اللہ تعالے کی طرف منسوب نہین ہوسکتی یعنی نرمی۔ یا تنگی
۔ اور جو آدمی رقیق القلب ہوتے ہین وہ اسلیے رحیم کہے جاتے ہین کہ اونسے فعل رحمت بیشتر
صادر ہوتا ہے دلیل اسکی یہہ ہے کہ کہتے ہین کہ ما اقرب [illegible] فلان (کیا جلدی فلان شخص کو
رحم آتا ہے) جبکہ کوئی شخص صاحب مرحمت ہو اور نیکی کرنے والا۔ مرحمۃ بمعنی رحمت کے ہے

283

چنانچہ کہتے ہین رحمۃ مرحمۃ و رحمتہ یعنی مینے رحم کیا بطور رحمت و رحم کے -

مـعنی رحم صاحب تفسیر جلالین کے

صاحب تفسیر جلالین نے تعریف رحم کی یہ کی ہے وھی ارادۃ الخیر لاھلہ یعنی نیکی کرنا اوس شخص کے ساتھ جو مستحق نیکی کا ہو -

معنی رحم صاحب تفسیر کبیر کے

امام فخرالدین رازی نے معنی اوسکے یہ لکھے ہین فاعلم ان الرحمۃ عبارۃ عن التخلیص من الآفات وعن ایصال الخیرات الی اصحاب الحاجات یعنی رحم آفات سے بچانے اور خیر اور بہتری پہونچانے کو اصحاب حاجات کے کہتے ہین -

معنی رحم صاحب تفسیر مجمع البیان کے

تفسیر مجمع البیان مین لفظ الرحمن کی نسبت لکھا ہے - الرحمن وضعا للمبالغۃ واشتقاقہ من الرحمۃ وھی النعمۃ الا ان فعلان اشد مبالغۃ من فعیل - یعنی رحمن ورحیم دو نام ہین جو رحمت سے نکلے ہین اور رحمت بمعنی نعمت کے ہے لیکن وزن فعلان مین جو کیفیت مبالغہ کی ہے وہ اوس مبالغہ سے بہت بڑہی ہوی ہے جو وزن فعیل مین ہے -

تہوڑے فاصلے سے لکہا ہے کہ اللہ تعالی کی صفت رقت سے نہین ہو سکتی -

٥٦٨

معنی رحم تفسیر تبصیر الرحمن کے

مہایمی نے تفسیر تبصیر الرحمن مین لکہا ہے والرحمۃ رقۃ القلب وعطفہ وہی فی حق اللہ تعالی غایۃ من ایصال الخیر ودفع الشر وتنقسم الی ذاتیۃ عامۃ افاضۃ الوجود وخاصۃ تخصیص بعض العبید للتقریب الیہ وھما المرتبان علی اسم اللہ وصفیۃ عامۃ افاضۃ ما یلیق من اعراض وخاصۃ ما یتفضل بہ البعض علی البعض

وهما المرتبان على اسم الرّب - یعنی رحمت رقّت قلب کو کہتے ہین اور اوسکے مطابق مہربانی کرنے کو - اور اللہ تعالے کے متعلق معنی اوسکے انتہا مرتبہ کی خیر پہونچانے اور شر دور کرنے کے ہین اور اوسکی دو قسمین ہین ایک ذاتی اور اوسکی بہی دو قسمین ہین - اول عام افاضۂ وجود یعنی وجود مین لانے کی نیکی سب کے ساتھ - دوسری خاص یعنی بعض بندونکو اپنے تقرب دینا اور یہہ دونون اوس اسم کے متعلق ہین جو اللہ ہے - دوسری قسم وصفی ہے وہ بہی دو قسم پر منقسم ہے ایک عام یعنی جو اغراض مناسب ہون اونکو بہم پہونچا دینا اور ایک خاص یعنی بعض کو بعض پر فضیلت دینا اور یہہ متعلق اسم رب کے ہے -

(۲۸۱)

علامہ نیشاپوری نے غرائب القرآن مین لکھا ہے - الثالث عشر فیما یتعلق بالرحمن الرحیم الرحمن فعلان من رحم والرحیم فعیل منه واشتقاقه من الرحمة وهی [illegible] [illegible] [illegible] لا علة [illegible] صلة الرقة والتعطف ومنه الرحم اقتصاد [illegible] فيما على صافیها - یعنی تیرہوین بیان متعلقات رحمٰن رحیم کا - رحمٰن وزن فعلان پر ہے اور رحم سے مشتق ہے اور معنی رحمت کے یہہ ہین مستحق سزا کو سزا نہ دینا اور جس نیکی کے لائق ہو اوسکو وہ نیکی کرنا اور اصل اسکی رقت یعنی نرمی ہے اور نرمی کی مطابق وہ کام کرنا جسکی ضرورت ہے -

مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ حقیقت رحمت کی حق باری تعالے مین

ایصال خیر و دفع شر ہے اور رحمت اللہ تعالےٰ کی دو قسم پر ہے - ذاتی و صفاتی - اور ذاتی
بہی دو قسم کی ہے عام اور خاص رحمت عام افاضۂ وجود ہے کہ جو کچہہ دنیا مین ہے ہر ایک
کو اوسکا حصہ پہونچا ہوا ہے - اور خاص استعداد تقرب الی اللہ ہے کہ اپنے بعض بندونکو
اوسکے ساتہہ مخصوص فرمایا ہے - اور صفاتی بہی دو قسم کی ہے - عام اور خاص - عام کے
معنی دینا اوس چیز کا جو ہر موجود کے لئے لائق اور سزاوار ہو متعلق صفات و اعراض کے -
اور خاص کے معنی ہر موجود کو وہ چیز دینا کہ اوسکے ذریعہ سے مزیت و فضیلت دوسرون پر
حاصل کرسکے - پس اس سے معلوم ہوا کہ دوبارہ رحمن و رحیم کو جو اس سورہ مین ارشاد
فرمایا ہے باوجودیکہ بسم اللہ مین بہی ان دونون اسم کا ذکر کیا تہا تکرار نہین ہے اسلئے
کہ وہ رحمت جو بسم اللہ مین مذکور ہے ذاتی ہے - وہ رحمت جو سورہ مین ہے صفاتی ہے -
اور چونکہ ذاتی کی دو قسمین ہین یعنی عام اور خاص - دو نام رحمن و رحیم بسم اللہ مین اسلئے
ذکر کئے ہین کہ ان دونون قسم پر دلالت کرتے ہین اور چونکہ صفاتی کی بہی دو قسمین ہین یعنی عام و
خاص دو نام رحمن و رحیم کے یہان بہی لائے ہین تاکہ ان دونون قسم پر دلالت کرین -
بعد اسکے تہوڑے فاصلے سے فرمایا ہے کہ ابن مبارک نے کہا ہے کہ رحمن وہ ہے کہ جب
اوس سے سوال کرین دے - اور رحیم وہ ہے کہ اگر اوس سے کچہہ نہ مانگین خفا ہو - اور بعضون نے
کہا ہے کہ نعمتہائے گوناگون دنیا اور آخرت کے آثار رحمت رحمانی کے ہین و دفع بلیات

و آفات دنیا

وآفات دنیا وآخرت کی بمقتضاء رحمت رحیمی کے ہے -

صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج نے لکھا ہے کہ رحمن یعنی بہت دینے والا مخلوق کو دنیا مین بذریعہ دینے وجود اور زندگی کے اور رزق کے اور نعمت کے تاکہ اوس وسیلہ سے اوسکی شناخت حاصل کرین اور اوسکی عبادت مین مشغول ہون - رحیم یعنی اچھا دینے والا بندون کو آخرت مین بذریعہ عرفان کے اور اونکو باغ جنت مین پہونچانے کے -

تفسیر اردو مظہر العجائب مین لکھا ہے اور لغت مین رحمت کہتے ہین رقت قلب کو جو تفضل اور احسان کا مقتضی ہو - اکبر مین ہے کہ نص قران مین یہ رحمت بیس معنون مین مستعمل آیا یعنی - قران - وسید الرسل وتوفیق طاعات - ونبوت انبیا علیہم السلام واسلام - ونور عرفان - وعصمت - وافاضہ مطر ونجات ونصرت - والفت - و توریت - ومدح ابراہیم - واجابت دعوات زکریا - وافتتاح ابواب روح وریحان - وجنت - وبمعنی صفت ذات الہیہ - ومغفرت - وعافیت - ورزق - قال اللہ تعالی وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين - وما أرسلناك الا رحمة للعالمين - فبما رحمة من الله لنت لهم - أهم يقسمون رحمت ربك - والله يختص برحمته من يشاء - وآتاني رحمة من عنده - الا من رحم ربي - ينشر رحمته - فلولا فضل الله عليكم ورحمته - أو أراد بكم رحمة - اتبعوه

رافۃً ورحمۃً - من قبلہٖ کتاب موسیٰ اماماً ورحمۃً - رحمت اللہ وبرکاتہٗ

علیکم اھل البیت - ذکر رحمت ربک عبدہٗ زکریا - ما یفتح اللہ للناس

من رحمۃٍ - ان رحمت اللہ قریب من المحسنین - کتب ربکم علیٰ

نفسه الرحمۃ - لا تقنطوا من رحمۃ اللہ - ھل من ... ممسکات - قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی

رحم رحمت و مرحمت — انگریزی مین مرادف اسکا مرسی اور کمپیشن ہوسکتے ہین معنی مرسی کا خلاصہ جو ویبسٹر صاحب نے (Compassion mercy)

لکہا ہے یہہ ہے کہ وہ ہمدردی اور نرمی (جسے ملائمت دل کی کہتے ہین) جو کسی شخص کو

مجرمون سے درگذر کرنے یا کسی مجرم کے ساتہ استحقاق سے بہتر عمل کرنے یعنی درگذر کرنے

کا میلان پیدا کرے - اور وہ خیال جو انصاف کی طرف راجع ہوکر میلان اسبات کا پیدا

کرے کہ ضرر رسیدہ جرائم مداخلت بیجا یا ضرر کا معاف کرائے - یا سزا کم دلانا چاہے یا مطلق

نہ دلانا چاہے - اسکا استعمال مجرمون کی بسبت ہوتا ہے - اور خداوند عالم کی صفت

خاص ہے جس سے اوسکی ذات مخلوق سے ممتاز ہوتی ہے اور نیز معنی اوسکے کرم وبخشش

وخیرات وعنایت وحیات دوامی دینے وعفو کے ہین - کمپیشن کے معنی موثر ہونا

دوسرون کی تکلیف سے ہے اور اوس جوش کو کہتے ہین جو دوسرون کی تکلیف اور آفات

مین پڑنے سے پیدا ہوتا ہے - یعنی جوش شفقت وعنایت کا -

رحمت — جو معنی لفظ رحمت کے علمائے اسلام نے لکہے ہین پایا جاتا ہے کہ وہ تین معنی ہین - (اول)

نعمت

نعمت دنیا جسمین بر - عطف - رزق - احسان - داخل ہین - خواہ وہ دنیا مانگنے پر

ہو یا اپنی طرف سے بطور مہربانی کے - دوم تخلیص آفات کرنا یعنی آفتوں سے چھوڑانا اسیطرح -

(سوم) ترک عقوبت کرنا - جو ذریعہ نجات ہے اسیطرح -

(286)

جن لوگون نے تعداد معنی مستعملہ قران مجید کی ۲۰ لکھے ہین خوب صحیح نہین ہے اسلئے کہ

افراد کو معنی قرار دیا ہے - حالانکہ افراد نعمت حد حصر سے خارج ہین چنانچہ قران

سید الرسل - توفیق طاعات - نبوّت انبیا علیہم السلام - اسلام - نور عرفان - عصمت

افاضہ مطر یعنی مینہ برسانا - توریت - اجابت دعوت ذکریا - افتتاح ابواب روح وریحان

- جنت - عافیت - رزق - افراد نعمت ہین یعنی بر وعطف واحسان ورزق کے -

مثلاً آیۃ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ مین اگر لفظ رحمت سے قران کے

معنی لئے جائین تو آیہ کے یہ معنی ہونگے کہ قرآن شفا اور قران ہے - اور آیۃ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ مین اگر لفظ رحمت کے معنی سید الرسل کے ہون تو یہ معنی ہونگے کہ ہم نے

تمکو نہین بھیجا مگر سردار بھیجے ہوئونکا وقس علی ہذا - صاف ظاہر ہے کہ قرآن اور ذات

جناب رسول مقبول صلعم اور توفیق طاعت یا اسلام اعلیٰ درجہ کی نعمات الہی ہین - جنسے

لا تعد ولا تحصیٰ برکتین ہم پر نازل ہوئی ہین - نصرت والفت - تخلیص آفات ہین - نصرت

کی نسبت شرح کی ضرورت نہین - الفت اسلئے کہ اختلاف آفت ہے الفت اختلاف کے

جو دور کرنے کا ذریعہ ہے جو اختلاف آراء تحقیق حق کے لئے ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ

غرض ہوس اختلاف کی یہ ہوتی ہے کہ آخر کو اتفاق ایک رائے پر ہو جائے ۔

نجات مغفرت ۔ ترک عقوبت ہیں ۔ مدح ابراہیم ۔ صفت ذات الٰہیہ جو آیات رحمۃ اللہ

و من کان تا علیکم اہل البیت و کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ سے جدا کرکے نکالے ہیں غلطی ہے ۔

ان دونوں آیتوں میں رحمت کے صاف طور سے انہیں تین معانی میں سے ایک معنی متعین

ہیں ۔ یعنی نعمۃ ۔ چنانچہ آیۃ رحمۃ ... الخ میں ضرورت تصریح کی نہیں ۔ آیۃ کتب ربکم

میں اگر معنی رحمت کے صرف صفت ذات الٰہی کے ہوں تو یہ معنی ہونگے کہ اوس صفت کے

معنی ہمکو معلوم نہیں ۔ سخت تعجب ہے کہ اس کمال استقراء کی باوجود نعمت کو معنی رحمت نہیں

قرار دیا حالانکہ آیہ ... میں یہ معنی متعین ہیں کیونکہ اور معنی خوب نہیں بنتے

صاحب تفسیر جلالین نے جو معنی لکھے ہیں وہ ایک ہیں یعنی نیکی کرنا اوسکے ساتھ جو سزاوار نیکی کا

ہو ۔ نظاہر یہ معنی آیہ ... سے اخذ کیے ہیں حالانکہ ... انعام نعمت سے

بمعنی رقت
قلب سے

ان معانی میں ایک امتیاز علماء نے بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ وجہ نعمت دینے و تخلیص آفات

و ترک عقوبت کرنے کی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے رقت قلب نہیں ہوتی صرف نعمت خود

بخود یا بعد سوال کے نعمت دینے کے لئے دیتا ہے ۔ آدمی رقت قلب کے سبب سے نعمت دیتا

یا آفت سے چھڑاتا یا گناہ معاف کرتا ہے ۔ چنانچہ اون لوگوں میں سے جنکے اقوال نقل کیے گئے

مرقع جب

تصریح نہین کی
ملاحظہ حاشیہ تصحیح

صرف صاحب غرائب القرآن ایسے ہیں جنہوں نے یہہ [illegible] - اور سب نے [illegible]
کیا ہے کہ رقت قلب اللہ تعالے مین ہنین ہوتی - اہل یورپ اس غلطی مین اونکے شریک ہین
(287)
اور یہہ تعجب کی بات ہنین اسلیے کہ علوم الٰہیات کی طرف اونکو توجہ ہنین ورنہ وہ وجود ابتدائی
اور حیات ابدی کو صفت خاص ذات الٰہی کی قرار دیتے نہ رقت قلب اور عفو کو مگر خرابی یہہ ہے
کہ آجکل ہمیشہ رحم مین رقت قلب کا خیال شامل ہوتا ہے جو معنی لغوی تھا اوجسکا استعمال
انگریزی والون مین غالباً اسی وجہ سے بڑھگیا ہے چنانچہ وہی رقت قلب زیادہ رقیق القلب
لوگونمین اس راے کیطرف لیجانے کا باعث اور سبب ہے کہ اللہ رحیم ہے اسلیے بہت لوگون کو عذاب ہنین کر سکتا
پس اولاً ضرور ہے کہ اسبات کا بیان کیا جائے کہ اللہ تعالے مین رقت قلب ہنین ہے پہر یہہ
بیان کیا جائے کہ رحمن و رحیم مین کونسے معنی رحمت کے مراد ہین - تاکہ یہہ معلوم ہو کہ مغفرت
کیا چیز ہے اور رحم کیا چیز ہے - اور اللہ تعالے جلشانہٗ ~~[illegible]~~ کا علحدہ کیا ہے
رقت قلب - اول بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے اور اوسمین کیا برائی ہے - دوم یہہ کہ رقت
نسخ
اللہ تعالے مین نہیں ہے - سوم یہہ کہ اس معنی کے ملانے سے صفت رحم مین کیا سقم پیدا ہوتا ہے -
(۱) رقت بمعنی تنگی اور پتلا اور باریک کے ہے قلب کی رقت اوسکی نرمی ہوئی رقیق چیز جلد
متاثر ہوتی ہے - جن آدمیوں کا دل کمزور ہے وہ ہر چیز سے جلد متاثر ہوتے ہین - جو قلب
ایسا ہو ظاہر ہے کہ وہ کسی کام کا ہنین ہو سکتا - وہ انصاف ہنین کر سکتا - وہ کوئی قاعدہ

نہین کر سکتا ہے وہ حکومت نہین کر سکتا وہ دیہہ کو نہین اتا ہے - وہ ضائع ہوتا ہے -

انصاف نہ کر سکنے کی مثال یہہ ہے کہ نرم حکام کی دنیا مین یہہ حالت ہوتی ہے کہ اونکے زمانہ مین

چورون اور بدمعاشون کو زور ہوجاتا ہے - کبھی کبھی ایسے حکام کا یہہ حال دیکھا گیا ہے کہ حکم دیا -

چھہ مہینہ قید - اول تو وہ بجائے پانچ برس کے چھہ ماہ تہے - پہر جو روئے پیٹے آئے اور روئے

پیٹے کہ ہم مرجاینگے - اوسمین ایک دفعہ کمی ہوی - تین مہینے رہے - پہر واویلا ہوی اور بار بار

کمی ہونے لگی یہانتک کہ ایک مہینے کی قید رہگئی - یا محض جرمانہ جو خود حاکم نے دیدیا -

اون وقتومین بدمعاشون نے یہہ طریقہ اختیار کیا کہ ایسی صورتین پیدا کرین اور اوسپر

بہروسہ کرکے ارتکاب جرائم کرنے لگین - اسمین نہ انصاف ہوا نہ انتظام -

قاعدے مقرر نہ کر سکنے کی حالت ظاہر ہے کہ جب ذراسی بات مین آدمی پہسلجائے تو اوسکے لیے

کوئی قاعدہ قاعدہ نہین - ایک مثال کمزوری کی پابندی اوقات کے متعلق ہے کہ ایسے

آدمی اس قاعدے پر بہی عمل نہین کر سکتے مفت اوقات عزیز جو روپیہ سے بہی زیادہ قیمتی ہے

ضائع کرتے ہین مثلاً جو اونسے ملنے آتا ہے اوس سے نہین کہہ سکتے کہ میرا حرج ہے - یا دروازہ

بند کرین - جب یہہ نہو تو اور بڑے قاعدون کا کیا ذکر ہے -

حکومت کی قابلیت کی نسبت یہی ظاہر ہے کہ ریاست بغیر سیاست کے نہین ہو سکتی -

اور جب وقت قلب ہو سیاست کہانسے آئیگی - اور یہہ ظاہر ہے ضرورت تصریح کی نہین - مینے

ایسے آدمی

ایسے آدمی دیکھے ہین کہ مجرم کو ادہر پہانسی ہوی اودہر وہ بہی چکر کہا کر گرپڑے -

وہ کو ہمین آنے کی حالت بہی ایسی ہی ہے - چنانچہ ایک طریقہ چوری کا بڑے میلون مین یہہ،

(288) کہ جب لوگ تیرتہہ والے متبرک دریاؤ مین نہانے جاتے ہین کپڑے اوتارتے ہین مگر عورتین

زیور پہنین اوتارا کرتین - ایک دفعہ لوگون نے یہہ مشہور کردیا کہ ایک تیرتہہ مین چور ایسے

زبردست ہین کہ اندر ہی اندر پانی کے زیور والی عورت کی ٹانگ پکڑ کر کہینچ لیجاتے ہین- اوس وقت

عورتین زیور بہی اوتارنے لگین - اور بڑی حفاظت اوسکی یہہ کی گئی کہ ایک موڑہے کے

تلے زیور کو رکہہ کر اوسپر آدمی بٹہلادیا اور بڑی تقید کے ساتہہ کہہ دیا کہ ہرگز اوٹہنا نہین ورنہ

زیور جاتا رہیگا - اوتہائی گیرے نے دیکہا کہ زیور رکہا ہے اور آدمی بیٹہا ہے اوسنے یاتو

یہہ کیا کہ ایک لڑکے کو لایا اور اوسے سختی سے مارنا شروع کیا یہانتک کہ جو صاحب موڑہے

پر تہے رقت قلب کے سبب اوٹہے اور بیچ بچاؤ کرنے پر آمادہ ہوئے - دوسرا ساتہی

موڑہے کے تلے سے سارا زیور لیکر چلتا ہوا - اگر اسپر بہی موڑہے پر بیٹہا ہوا آدمی نہ اوٹہا

تو وہ لوگ چہری سے لڑنے لگے - اور بچا بچا کر ایک کو دوسرا چہریون سے مارنے لگا

تب تو وہ ضرور ہی اوٹہے - بس ادہر اوٹہے اودہر زیور غائب ہوگیا - جن لوگون نے

ٹہگون کے قصہ پڑہے ہین اونمین اکثر مثالین ایسی ہین کہ لوگ اسی رقت قلب کی بدولت

مارے گئے ہین - چنانچہ راستو نپر جو ٹہگ بیٹہتے تہے وہ آدمی کو پہچان کر لیتے تہے کہ

بیمار مرتا ہے ذرا دیکھ لیجئے - اس بہانے سے اندر لیگئے اور کام تمام کر دیا - بس رقت قلب
زیادہ کوئی بری چیز نہین - اور معنی یہہ ہوتے ہین کہ رقیق القلب خود اپنے بس مین نہین ہوتا -
چنانچہ عورتوں مین یہہ صفت مردون سے زیادہ پائی جاتی ہے - ذرا سی بات مین گھبرا اٹھنا
اور رونا اونکا پہلا کام ہے - ہمیشہ اپنی نا پارسائی مین اونکو اپنی کمزوری کا عذر ہوتا ہے -
یہانتک کہ انگریزی مین اونکا نام ویک سکس weak sex ہے -

(۲) رقت قلب اللہ تعالیٰ مین نہوتا - جناب باریتعالےٰ مین نرمی قلب نہونیکی تھوڑی سی
تفصیل یہہ ہے - جب موت آتی ہے بچے یتیم ہوتے ہین - نیک بی بی یا بچون کی مان کس
درد سے رویا کرتی ہے - باپ مان کی کیا حالت ہوتی ہے - دوست احباب اگر بادشاہ
او سکے ہوا خواہ کیس حالتمین ہوتے ہین لیکن وقت موت نہین ٹلتا - ایک منٹ کا
بھی تو فرق نہین ہوتا - اگر رقت قلب ہوتی ضرور ٹلجاتا - مرض موت کی بیشتر تکالیف
ایسی ہوتی ہین کہ لوگ دیکھ نہین سکتے - اللہ تعالےٰ جلشانہ وہ ہے جسنے یہہ تکالیف بنائی
ہین اوسنپر وبائو کیحالتمین تو عجب پریشانی ہوتی ہے - اور سارے اون لوگون کی جہات
دبا ہو حالت سخت مصیبت کی حالت ہوتی ہے مگر ذرا رعایت نہین ہوتی اور مصیبتون
کی یہہ حالت ہے کہ بعض لوگون پر مصیبت جب پڑتی ہے پڑتی چلی جاتی ہے - یکے بعد
دیگرے - امر ذرا اللہ تعالےٰ کیطرف سے نرمی نہین ہوتی - مثلاً بعض شہر غارت ہوگئے -

مثلاً بعض:

مثلاً قحط ہوا - اللہ اکبر کیا بری حالت ہوتی ہے تو میونکا کسقدر دل کڑھتا ہے -

مگر اللہ تعالیٰ کا نہیں کڑھتا - الغرض یہ حالت ایسی پر ظاہر ہے کہ اسیقدر بیان اوسکا کافی

ہوگا کیونکہ امراض و موت سے کوئی بھی تو خالی نہیں - اور ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی اپنی تکالیف

یاد کرے - اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نرمی نہیں ہے - اللہ تعالیٰ کے قاعدے میں خلق کی

پابندی کو وہ کیسے ہی نرم ہوں بڑی سختی سے کیجاتی ہے - نیا بات یہ ہے کہ رقت صفت قلب کی اللہ کے

(۳) رقت قلب ہے ... (۱) رقت قلب اگر اوس ذات پاک جل شانہ

مین ہو - اور جب صفت رحمت مین اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے مبالغہ کے صیغے استعمال ہوئے ہین تو

رحمت اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی ہو تو رقت قلب بھی اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی ہوگی - اون دونون

صورتونمین لازم آئیگا کہ ذات جناب باری تعالیٰ اون افعال پر قادر نہو جو بذریعہ ضرر کے نفع ہونیکے سے

حاصل ہوتے ہین او یہ غلط ہے - ایک مثال اوسکی طب ہے جسمین کڑوی دوا پلا کر بخار دور کیاجاتا ہے

یا ہاتھ کاٹ کر جان بچائی جاتی ہے - جو لوگ اعلیٰ درجہ کے رقیق القلب ہوتے ہین وہ خون نکلتا

ہوا دیکھ کر غش کر جاتے ہین - بچونکو دوا نہین پلا سکتے - ہیضہ مین کسیکو مبتلا دیکھ کر ایسا

صدمہ ہوتا ہے کہ خود مبتلا ہیضہ ہوتے ہین - شاک یعنی صدمہ قلبی سے اکثر مرجاتے ہین - اور

دوسری مثال اسکی فضیلت دنیا ہے ایک کو دوسرے پر جس سبب سے فضیلت سے محروم رہتے ہین

- اوسپر یہ اعتراض بھی کہ اللہ رحیم ہے اسلیے بہت تھوڑے کیون اچھے نہ ہوئے - لازم آئیگا -

(۲۹۰) (۲۸۹) (۵۱۰)

نسخہ ... جو رقت ... رحم ... ہوا ہو ...

(۲) استحسان افعال میں نیت پر موقوف ہوتا ہے بیشتر اوسی سے عمل کے اندر کمال پیدا ہوتا ہے مثلاً جو شخص علم پڑہے اسلئے کہ عالم ہونے کی خوبی حاصل کرے وہ وزریعہ علم میں حصول کمال کا ہوگا - اور علم علم کے لیئے حاصل کرنا ہوگا اور استحسان اوسکا اعلی درجہ کا ہو جائیگا - جو اسلئے پڑہے کہ پڑہ کر دنیا طلبی کرے وہ نہ علم میں کامل ہوگا نہ نیت اوسکی اسقدر اچھی ہوگی اسی لئے نہ اسقدر استحسان ہوگا - پس ہر نیکی کا اسلئے کرنا کہ وہ نیکی ہے زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ نیکی اس وجہ کے سوا کسی اور وجہ سے کیجائے - مثلاً اسلئے کہ میں نیک مشہور ہوں - یا اوسوقت کی ضرورت رفع ہو - پس نیک مشہور ہونا ممکن ہے کہ اصلی نیک ہونا ہو - دفع ضرورت وقت یعنی رقت قلب کے سبب سے نیکی باعتبار رقت کے مختلف ہوگی - اور یہ دونوں قسمیں ناقص نیکی کی ہین - کیونکہ ممکن ہے کہ طالب رحم کا اوس سے کام چلے یعنی تعلیم ہو جب نیکی نیکی کے لیے ہو وہ اعلی درجہ کی نیکی ہوگی اور پوری ہوگی جس سے صحیح کام چلے - پس جب ہم رقت قلب کو داخل تعریف رحم کرتے ہین جو نیکی ہے اس دخول سے اوسے ادنی قسم کی نیکی بناتے ہین اور اپنے مقصود کے خلاف کام کرتے ہین - اللہ تعالی فرماتا ہے کہ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ - یعنی اللہ تعالی اسلئے رحم کرتا ہے کہ اوسنے رحمت کو اختیار کر لیا ہے یعنی اپنے اوپر لازم - یہ ارشاد صاف بتلانا اسبات کا ہے کہ ہم رحم کے لیے رحم کرتے ہین اور کسی غرض سے ہین کرتے

(margin: دل کو رضا ہو جائے)

(margin: ۵)

اور معنی یہہ ہین کہ اگر ہم رحم نہ کرتے آدمی کو اختیار دیکر اوسکے ساتھ سختی سے معاملہ کرتے تو یہی ہمارے برابری تھی

یہہ ارشاد صفات کی عین ذات ہونے کے خلاف نہین ہے اسلئے کہ (۱) اس آیتہ مین

یہہ ارشاد نہین ہے۔ کہ جب سے تم پیدا ہوئے ہو تب سے ہمنے رحمت کو اختیار کر لیا ہے۔ یہہ

اختیار ہی قدیما ہے۔ (۲) اللہ تعالی کی صفات وانسان کی صفات مین ایک فرق بین ہے،

(۲۹۵)

اور وہ یہہ ہے کہ صفات انسانی جو عین ذات ہین اونمین انسان مجبور ہے۔ اللہ تعالی باوجود

صفات کے عین ذات ہونے کے اونپر مجبور نہین ہوتا۔ اور یہہ خاصہ اوسکی ذات مین

ہونا تمام آثار سے ظاہر ہے چنانچہ خلق کا کام ہر چیز کے ہر وقت نہین ہوتا جسکا بیان ہوچکا ہے

پس یہہ اختیار کر لینا اس معنی مین ہے کہ صفت تو قدیم ہے مگر ظہور اوسکا اور برتاؤ اوسکا

اسلئے زیادہ ہے کہ اس زیادتی کو برتاؤ اور ظہور کے اللہ تعالی جلشانہ نے اختیار کر لیا ہے۔

(۳) سیاق وسباق اسی ارشاد کا دوسری آیتہ مین خود دلیل اسکی ہے کہ یہی معنی ہین۔

چنانچہ وہ ساری آیت یہہ ہے۔ قُل لِّمَن مَّا فِي السَّمٰوَاتِ وَالأَرضِ قُل لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى

نَفسِهِ الرَّحمَةَ لَيَجمَعَنَّكُم إِلٰى يَومِ القِيَامَةِ لَا رَيبَ فِيهِ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُم فَهُم

لَا يُؤمِنُونَ ۝ ترجمہ اے پیغمبر پوچھو کہ جو کچہہ آسمان وزمین مین ہے کسکا ہے۔

اور کہو کہ اللہ تعالے کا ہے جسنے مہربانی کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور وہ قیامت

کے دن جسکے آنے مین کچہہ بھی شبہہ نہین تم لوگون کو ضرور جمع کرکے رہیگا۔ جو لوگ اپنا

نقصان کرتے ہین وہ ایمان نہ لائینگے - یعنی سب خلق کو اسلئے خلق کیا ہے کہ اپنے

نفس پر رحمت کو لازم کرلیا ہے - ایسی حالت نہین ہے جیسی خاصہ طبیعت بشری ہے

جو خاصہ مجبوری پیدا کرتا ہے رحمت کی ہو - چنانچہ قیامت کو جزا اور سزا ملیگی -

معنی رافت

یہان بیان کرنا معنی رافت کا بہی مناسب ہے جو قریب رحمت بمعنی رقت کے سمجہا جاتا ہے -

رؤف اسماے الہی مین سے ہے - پس جاننا چاہئے کہ صاحب قاموس نے لغت رؤف

مین لکہا ہے الرّأفۃ ... ن ولیس ... فۃ ... حمۃ - یعنی سکون کو رافت

کہتے ہین اور یہ رحمت نہین ہے - معنی یہ ہوے کہ رافت اوس حالت کو کہتے ہین جو جوش

کے خلاف ہو جب رحمت نعمت دینے کو کہتے ہون اور رافت رحمت ہو رقت ہرگز رحمت نہین ہو سکتی

اسطرح صفت غضب یا حُب یا رضا کا حال ہے چونکہ اللہ تعالے حکیم علی الاطلاق ہے اور مجرد عقل

اسلئے یہ سب حالتین نتیجۂ علم افعال کا ہوتی ہین ایسی حالت نہین ہوتی جیسے انسان

بسبب جوش خون یا خواہش کے غضب یا رضا یا عشق مین مبتلا ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ ذات

ایزدی تاثر سے پاک ہے دنیا مین بہی بعض اعلی درجے آدمی ایسے موجود ہین اور تہے جو افعال

کی جزا و سزا دیتے تہے اون معاملات مین اتنے متاثر نہین ہوتے کہ ... نظر ... تاثر معلوم ہو -

۵۱۴

بعض علما نے بیان کیا ہے کہ ان صفات مین دو چیزین ہوتی ہین

ایک مبدأ ایک منتہی - مبدا او تاثر ہے منتہی تاثر کے

... تعبار - اللہ کے صفات متعلق منتہی کے ہین - کیونکہ تاثر حق ہے

۲۹۵

یعنی صفات الہی عین ذات ہوں - اور صفات انسانی عین ذات ہوں ہم صحیح تصور
صفات الہی کا نہیں کر سکتے اسلئے کہ ہمارے ادراک کا ذریعہ حواس ہین - ذات خداوند عالم
(291)
اور جب اوسکے صفات داخل ذات ہوں ہمارے ذریعہ ادراک سے مافوق ہونگے - پس ذریعہ
تصور یہی ہے کہ جیسے اللہ تعالے کو اوسکی مخلوق اور حکمت خلق مخلوق سے پہچانتے ہین
اوسکی صفات کو اونہیں صفات کے ذریعے سے پہچانین مگر جو فرق انسان اور اللہ تعالے
مین ہے وہ ہر مقام پر ملحوظ رکھکر معنی صفات الہی کا تصفیہ کرین -

شرط دوم

دوسرے یہ - کہ اللہ تعالے کے اسماء حسنے بہت سے ہین جنکی تعداد اور حصر دشوار -
افراط انہین اوسیوقت ہوسکتی ہے کہ وہ جدا جدا ہوں ورنہ شے واحد کے لئے چند
الفاظ کا وجود زیادہ مفید نہیں ہے -

ان دونوں اصول کو تنقیح معنی رحم مین کسی وقت فرو گذاشت نکرنا چاہئے - اور اسی کو
ذریعہ صحیح معنی نکالنے کا گردانا چاہئے - اصول مذکورہ کی بموجب اول یہہ امر دیکھنا چاہئے
کہ بعض صفات کو اللہ تعالے نے سب سے مقدم بیان کیا ہے اور یہہ ایک تخصیص ہے اور اوسمین
خود مبالغہ کے صیغے استعمال فرمائے ہین بعض کو اسطرح مخصوص نہین فرمایا بعض
مین اعتبار درجہ کا مبالغہ و کثرت شامل ہے - بعض مین عام طور کی کثرت اور مبالغہ پس
ذریعہ صحیح امتیاز کا یہہ ہے کہ ہم اون چیزوں سے جو ہو رہی ہین نتیجہ نکالین کہ کونسے

معنو مین اللہ تعالےٰ کی ذات پر اطلاق سب سے زیادہ مبالغہ والے اسماء کا ہوتا ہے اور کونسے
معنی مین صرف اوسی پر اطلاق اوس صفت کا ہو سکتا ہے - اور کونسے معنو مین معمولی
مبالغہ کا جسمین اوسکی ذات اور دوسرے شریک ہین - لفظ رحمت سے رحمن و رحیم نکلے
ہین - لفظ رحمن مین انتہا کا مبالغہ ہے اور رحیم مین اوس سے کم بس اس لحاظ سے معنی
رحمن و رحیم کے وہ صحیح معنی ہونگے جنمین رحمت عملاً سب سے کثرت کے ساتھہ اور نہایت
مبالغہ کے ساتھہ پائی جائے اور اوسمین خصوصیت ہو -

معنی نعمت صحیح معنی ہیں

معنی اول صفت ... نعمت - یہہ بات یاد رہے کہ نعمت مین رزق و بر و عطیت
و احسان بھی داخل ہین مین ہر وہ چیز جسپر اطلاق نعمت کا ہو سکے داخل رحمت ہے چنانچہ
ارادہ خیر سزا اور خیر کے لئے نعمت ہے - لیکن اُسکو کبھی مہربانی جسکو لوگ تپاک کہتے ہین
محض تپاک نعمت نہین ہے - گو بعض صورتین ایسی نکلیں کہ وہ بھی نعمت سمجھا جاے -
مبالغہ کے لفظ کی بابت یہہ امر یاد رکہنا چاہئے کہ مبالغہ انسانو نمین اوسوقت بھی بولا جاتا ہے
جب کسیکی صفت کو بڑہا کر اسطرح بیان کرین جو زیادتی یعنی غلطی سے خالی نہو یہان مبالغہ بیان حقیقت سے

معصل بعض صورت

رحم الٰہی اس معنی مین اسقدر بڑا رحم ہے کہ ہماری سمجھہ سے باہر ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے
کہ ہماری نعمتون کا اگر شمار کرو حصر نہین کر سکتے - یہہ ارشاد نہایت صحیح ہے - جزئیات
تو گنتی ہی نہین جا سکتے - کلیات بھی حصر و شمار سے باہر ہین بعض یہہ ہین -

(۱) اول وجود کو لیجئے - جو جڑ اور ابتدا اور بنا ہر چیز کی ہے - وجود مین لانا بڑی نعمت ہے -
کیونکہ ہمکو ہمارا وجود اسقدر پیارا ہے کہ سب کام وجود کی بقاء کے لئے کرتے ہین - البتہ اسکا فائدہ ظاہر ہے کہ ہمارے وجود سے کچہ ہین - پس بڑی رحمت یہہ ہے کہ نعمت وجود عطا کی - یہہ نعمت اوسکے ساتہہ مخصوص ہے کوئی دوسرا اوسے نہین دیسکتا -

(۲) پہر ہمارے زندہ رکہنے کے لئے جو تدبیرین ہوسکتی تہین اونمین سے کوئی فروگذاشت نہین کی
ہوا چلائی اوسکو عام کیا جو کسیکے روکنے سے نہین رکتی - ہوا اگر ایک منٹ کے لئے نہو وہی موت ہے اسلئے جو بڑا ذریعہ حیات ہے کسیکے بس کا نہین - زمین کو بنایا جسکے بدون وجود مین رہنا ممکن نہ تہا اور اوسکو مثل ہوا کی عام کیا - پانی بنایا اوسکو عام کیا مگر جسقدر ہوا کے اوپر مدار زندگی ہے پانی پر نہین اسلئے اوس سے انتظام شروع کیا جنہ مہینونمین وہ برستا ہے - ہر وقت پانی برسے تو تری باعث ہلاکت ہو - آگ کو بنایا جسکے بدون کام نہین چلتا - مگر اوسکو زیادہ تر محدود کیا کہ ضرر اوسکا بڑا تہا - چاند اور سورج بنائے جس سے زمین روشنی رہے - غلہ پکے - اور آدمی کام بغیر روک ٹوک کے کرین - رات مین آرام کرین اور وہ حاجتین جنمین پوشیدگی مناسب ہے بر لاوٴین - چاند دانہ کو پکائے اور راحت ضروری دے - چونکہ کام پر مدار زندگی کا ہے اسلئے سورج روز نکلتا ہے - اور چاند مناسب اوقات مین - یہہ نعمت بہی مخصوص ہے کہ بعد انتظام بعض صورتین ایسی

ہوا ہوتی ہیں جنمین آدمی شریک ہوتا۔

نعمت ششم متعلق اسباب حیات

(۳) بعد اسکے ایسا قاعدہ مقرر کیا کہ اسباب زندگی کو ہم اسطرح کام مین لائین کہ خود ہمکو اونمین راحت ہو۔ اور اوسکے ذریعہ سے سب کام کرین مثلاً کہانا کہاتے ہین بہوک مین کہانا کسقدر مزہ کا معلوم ہوتا ہے اولاد پیدا کرتے ہین اوسکا ذریعہ کیا ہے۔ اولاد کی پرورش کرتے ہین اور اوسمین کسقدر راحت ہوتی ہے۔ یہہ نعمت بہی مخصوص ہے۔

نعمت سوم متعلق روح

(۴) پہر یہہ نعمت دی کہ ہمکو وہ روح دی جو اپنی طرف منسوب کی ہے اور اسکے سبب سے ہمکو عالم بنایا یہہ بہی مخصوص ہے

نعمت سوم اختیار

(۵) بعد اسکے یہہ نعمت دی کہ ہمکو اختیار دیا ہے کہ اس ذریعہ سے صدور افعال کرسکین لکڑی کی مثال اس اختیار کا نعمت ہونا سمجہہ مین آتا ہے۔ یہہ بہی مخصوص ہے۔

نعمت سوم اختلاف مراتب

(۶) یہہ نعمت دی کہ ہم مین اختلاف مراتب پیدا کیا ہے کہ ہم عمدہ تدابیر جو سوچین اونکو عملی طور پر ظاہر کرسکین باوجود اسکے قناعت بہی دی ہے اور امنگ ترقی مدارج کی بہی یہہ نعمت بہی مخصوص ہے

نعمت ہفتم تمتع مخلوقات متعلق دیگر

(۷) یہہ نعمت دی کہ ہمکو اسطرح کا پیدا کیا کہ ہم تمام اوسکی مخلوق سے متمتع ہوسکتے ہین اور ہمکو اونسے تمتع دیا ہے۔ آنکہہ سے دیکہہ سکتے ہین۔ اگر روشنی نہتی اور آنکہہ ہوتی تو ہمارے لئے سب کچہہ نکما ہوتا۔ قوت تمتع ہوتی سب ہمارے لئے کچہہ نہ تہا چنانچہ لوہا پتہر جواہرات سب یکسان اور نکمے ہوتے۔ جانورونکو ہمارا تابع کیا گوشت کہاتے ہین چمڑے کو کام مین لاتے ہین۔ نباتات سے ہمکو دوائین دین یہہ بہی مخصوص ہے

نعمت ہشتم ہدایت

(۸) اختیار دیکر ہمکو ہدایت کی اور اچہا راستہ چلنے کا حکم دیا اور ہدایت کے ذریعے پیدا اسکے

جناب رب

جنکا سب سے بڑا ذریعہ رحمۃ للعالمین ہمارے جناب رسول خدا محمد مصطفے صلعم ہین- اونکے بعد

زمانہ ہادیون سے خالی نہین رکہا- یہہ نعمت اولاً مخصوص ہے اسمین بعد کو ہادی شریک ہوجاتے ہین-

(۹) یہہ اصول قایم کیا کہ ہر ضرر اور برائی نیکی اور بہلائی مین بدل جائے- یہہ بہی اولاً مخصوص ثانیاً عام ہے

(۱۰) نیکی سے افزایش جزا مقرر کی بدی کے لئے نہین کی مثلاً ایک نیکی کرو دہ گونہ ثواب ملے

[illegible] بدی کا ایک ہی بدلا ملیگا- یہہ بہی مخصوص ہے-

(۱۱) ایک [illegible] آسان قاعدون کے ساتہہ جنّت کی وہ نعمتین ہمارے لئے بنائین جو ہمارے

افعال سے گو کیسی ہی اعلی درجہ کے ہون کچہہ مناسبت نہین رکہتین یعنی بہت بڑا عوض ہے-

(۱۲) دوزخ [illegible] دوزخ مین ڈالنے کو اِس اِس طرح روکا کہ جسکی کوئی حد نہین- یہانتک

کہ یہہ ارشاد فرمایا کہ جب تک حجّت تمام نہو عذاب نہو گا- یہہ بہی مخصوص ہین-

الغرض نعمت الہی کی ایسی حالت ہے کہ جسقدر سوچی جائے کلیات نعمت اسقدر نکلینگے

کہ حصر نہین ہوسکتا اور میری چہوٹی سی عقل جس عجیب و غریب نعمت کے سبب سے حیرت مین

وہ یہہ ہے کہ نعمتون کے دینے مین قاعدہ اطاعت کو ملحوظ نہین رکہا- اب خیال فرمائے کہ

نعمت وجود- نعمت آسایش- نعمت حکومت- نعمت ہدایت- نعمت کشایش رزق

و ثروت سے کوئی مستثنی نہین- کوئی اونسے محروم نہین- جتنی نعمتین ہین سب بحیثیت

مخلوق ملتی ہین اور دینے کو پیش کیجاتی ہین جس اعتبار سے اونکے بیان سے باہر ہین-

آپ نوکری مین غفلت کیجئے جرمانہ ہوتا ہے زیادہ قصور کیجئے موقوف ہوجائیگا اللہ تعالے جل شانہٗ

باوجودیکہ اوس سے ہزارون پھرے ہوئے ہین لاکھون منحرف ہین سب کو بحیثیت مخلوق روزی

دیتا ہے یہانتک کہ جن لوگون نے خدائی کا دعوی کیا (یعنی ایک تو خدا کو نماٹا پھر خود خدا بنتے)

اللہ تعالے اپنی نعمتون سے اونکو بھی محروم نہین کرتا - اور کسیکو موقوف نہین کرتا کچھہ پروا نہین

خدا بھی بنتے ہو بنے جاؤ - نعمت - کا قاعدہ جدا ہے مطابق قاعدہ کے ملے جائیگی یہانتک

کہ جو ایسے وجود مین جنکی برائی کرنا معلوم ہے اونکو بھی ملیگی اور مہلت بھی تاکہ امکان راہ راست

پر آنے کا باقی رہے - یہانتک اس قاعدہ مین عموم ہے کہ یہی نہین ہے کہ قاعدہ روزی

و وجود مین اطاعت کو دخل نہین - بلکہ اونکو زیادہ یہان ملتا ہے جو اس سے منحرف ہین اور سخت

پابندی قاعدہ رحم کی کیجاتی ہے -

۵۱

اس سے بھی زیادہ بزرگ ایک نکتہ بیان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ صفت رحمت اللہ تعالیٰ جل شانہٗ

کی اسقدر غالب ہے کہ ہر صفت مین جو اسماء حسنیٰ مین مذکور ہین یہ صفت پائی جاتی ہے فرق یہ ہے

کہ صفت رحمت بطور علت اون صفات کی ہے تعریف اونکی نہین ہے یعنی جو کلیات بیان کیگئی ہین

اونکی اور دوسری نعمتون پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ صفت رحم خداوند عالم کی ذات کے

ساتھہ ایسی مخصوص ہے جسے حقیقت کہنا چاہئے دوسرون کی نسبت جو اطلاق اس صفت کا

ہوتا ہے وہ مجاز ہے - اسلئے کہ انسان جو نعمتین دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دینے کے بعد دیتا ہے -

پس آدمیون کے ذریعہ سے نعمت دلانا مختلف ذریعیون سے نعمت دینا ہوا لیکن بعض ایسی

نعمتین ہین جنمین انسان بطور مجاز بہی شریک نہین ہے جیسے نعمت وجود دینا - رزق کا پیدا کرنا

آخرت مین حیات ابدی بقبول دیستر صاحب کے دینا - پس وہ صفتین صفت رحمن مین مراد

ہین جسکے ساتہہ آدمیونکو موصوف نہین کرتے - وہ صفات جنمین انسان مجازاً شریک ہے وہ

صفتین صفت رحیم سے مراد ہین - اور چونکہ حقیقت مین رحیم بہی صرف اللہ تعالے ہے اسلئے یہہ

صفت بہی ساتہہ رحمن کے استعمال کی گئی ہے پس جسقدر معنی رحمت کے نعمت کے صحیح ہوتے

ہین ایسے دوسرے معنی صحیح نہین ہوتے - شاہ عبد العزیز صاحب نے جو مثل صاحب تفسیر مہائمی کے

دو قسمین رحم کی فرمائی ہین یعنی ذاتی اور صفاتی - اور ذاتی کی دو قسمین کی ہین یعنی عام و خاص

اور صفاتی کی بہی دو قسمین کی ہین یعنی عام و خاص - بہت خوب ہے لیکن میری نظر مین اللہ تعالے

نے جو سورہ فاتحہ کی بسم اللہ مین رحمن و رحیم کی صفت کو شامل فرمایا ہے معنی یہہ ہین

کہ اللہ تعالے کا اسم ذات اللہ ہے اور صفت مقدم عین ذات رحمن و رحیم ہین لیکن بسم اللہ

الرحمن الرحیم صرف اسبات کی تعلیم ہے کہ اسم ذات مع صفات مخصوصہ اسطرح ہر ہر چیز کی ابتدا

مین لیا کرو - کیونکہ یہہ تینون ملکر ایک اسم ہوگئے ہین - چنانچہ روایات صحیحہ سے پایا جاتا ہے کہ سارا

جملہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اسم اعظم ہے بعد اسکے سورہ فاتحہ مین جو اس اسم کا تکرار بعد

رب العالمین کے فرمایا ہے اوسکے معنی یہہ ہین کہ یہان اسم مراد نہین ہے اوسکے معنی مراد ہین -

مگر اونپر غور کرنے کے بعد بھی یہہ یاد رکہو کہ وہ روز جزا کا مالک ہے اور رحمٰن و رحیم ہونا خلاف سزا
خلاف رحمۃ نہین۔
نہین۔ اسکے صاف معنی یہہ ہین کہ گناہ و بندگان مین اون قواعد پر عمل کرنا جو نعمت دینے کے لئے بنا ہین

جن حضرات نے فضل و تخصیص کو رحمۃ کے اقسام قرار دیا ہے وہ اقسام افراد نعمت ہین یعنی کے
اندر تخصیص نہین ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے کہ ... من ایتنا۔ پس اگر
نہ وہ تمام ہین
خود رحمت کے معنی مین تخصیص موجود ہو تو تخصیص مکرر مین زیادہ فائدہ نہوگا۔ اور معنی بعض
کو رحمت کے لئے مخصوص کرنے کے یہہ ہونگے کہ بعض نعمت کو بعض کے ساتہہ مخصوص کیا آخر کو
وہ خاص ہی نعمت دینا ہوا جو ایک فرد نعمت کی ہے۔ علاوہ برآن رحمت کے معنی مین تخصیص
۵۴۲
پیدا کرنا خلاف مبالغہ ہے۔ جب افراد عام ہونگے بعض افراد کی تخصیص خلاف مبالغہ ہوگی۔

یہہ تدقیق جن حضرات نے فرمائی ہے اوسکی ضرورت یہہ ہے کہ وہ آیہ ... الرحیم کو
صرف جزو سورہ فاتحہ کا جانتے ہین۔ مجھے اس سے اتفاق نہین ہے کیونکہ کلام مجید مین ہر سورہ
کی پہلے بسم اللہ لکہی ہوئی ہے اگر جزو ہر سورہ کا نہ مانی جائے یہہ تکرار بلا وجہ ہوگا۔ چنانچہ
جس سورہ کا جزو نہین ہے اوسمین نہین لکہی۔ وہ سورہ برأت ہے۔ الغرض یہہ آیۃ ایک
خاص آیۃ ہے جو ہمیشہ شروع مین ذکر کرنی چاہئے۔ اسلئے جب تکرار اوسکے الفاظ مین
پایا جائے ضرورت متعدد معنی پیدا کرنے کی نہین ہے۔

اب غور کرنا چاہئے کہ جب رحمت بمعنی نعمت ہو تو جسقدر نعمت زیادہ ہوگی اوسکی ناشکری
کی بادہم

کی پاداش اوسیقدر عظیم ہو جائیگی اور یہ خیال کسقدر غلط ہوگا کہ اللہ تعالے چونکہ منعم ہے اور رحیم

نہ فرمائیگا کیونکہ صاف بتلا دیا ہے کہ باوجود رحمن و رحیم ہونے کے مالک روز انصاف بھی ہے۔

آپ اسپر نہ بھولے رہیگا کہ وہ رحمن و رحیم بھی ہے ۔

296

دوسرے
تخلیص آ
شرح

اب ... سے معنی تخلیص :- تب کے دوسرے الفاظ وقع شرح مین اصول مذکور کے

ساتھ دیکھنے چاہیین - اللہ تعالے نے حضرت آدم کی طینہ کو چالیس دن تخمیر فرمایا -

اور حضرت آدم کو دنیا مین بھیجکر ہماری دنیا پیدا کی اور یہ بھیجنا جیسا مذکور ہوا اسلیے تھا

کہ بلا و امتحان مین ڈالکر معلوم کیا جائے کہ کون اچھا نکلتا ہے تاکہ اوسکو نعمات عجیبہ عطا ہو سکین -

جسکی مثال وہ حالت ہے جو جوہری کی ہیرے کی نسبت ہے یا عطار کی عطریات کی نسبت ہے -

یا باورچی کی کھانون کی نسبت ہے - یا سنار کی سونے کی نسبت ہے - ہیرا جبتک تراشا

نہین جاتا چمک نہین پیدا ہوتی - پھول جبتک جوش نہین دئے جاتے گلاب نہین نکلتا - آٹا

جبتک خمیر نہین ہوتا شیرمال نہین پکتا - سونا جبتک کسا نہین جاتا کیونکر اسے نہین پہچانا جاتا

نہ اوسکا زیور بنتا ہے - پس آفت مین ڈالنا بھی اصول رحمت ہے باقی رہا آفت آنے دینا اور

آفت سے نجات دینا او نمین سے وہ آفات جو لازمی نتیجہ افعال کا ہون یا اسباب تغیر عالم ہون

وہ رکے نہین جاتے - ان دونون خصوصیت یعنی نتیجہ لازمی افعال و اسباب تغیر کے ساتھ جن آفتون

نجات دیجاتی ہے وہ بعض اتفاقی آفتین ہوتی ہین یا وہ بعض جو نتیجہ لازمی افعال کا ہوں پس
اگر رحم کے یہ معنی لئے جاین تو اوسمین ایسی کثرت جس سے کوئی فرد خالی ہو ہرگز نہوگی اور ایسے
وہ معنی داخل رحمٰن و رحیم ہونگے - تخلیص آفت کے لے اور اسماء الہی ہین جسمین سے
بعض مین مبالغہ بہی موجود ہے جیسے یا مخلص یا ناصر یا حافظ یا حفیظ
غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ لوگون کو فہم معنی آفت مین غلطی ہوتی ہے - آفات مین
تین چیزین داخل ہین (۱) جان کا لینا (۲) نعمات کا لینا (۳) قدرت تمتع کا لینا -
جب جان لینے سے تخلیص ہوتی ہے وہ بقاء نعمت تمتع وجود جسمانی ہے - اور اوسپر معنی
نعمت کا اطلاق صحیح ہے - جب نعمت جاتی رہنے کے بعد تخلیص ہوتی ہے تو وہ نعمت کا
عود ہوتا ہے اور اوسپر ہی نعمت کا اطلاق صحیح ہے - جب قدرت تمتع لیلی جاتی ہے
جیسے بیماریون و عدم نصرت مین تو اوسکے دور ہونے سے قدرت تمتع کا عود ہوتا ہے
اور اوسپر بھی نعمت کا اطلاق صحیح ہے - اسلئے حقیقت مین تخلیص آفت ایک خاص طرح
کی نعمت کا دینا خاص صورتون مین ہے - الگ کوئی چیز نہین ہے اور افراد نعمت مین سے
ایک فرد ہے - پس معنی تخلیص آفت کا علیحدہ کرکے داخل رحم کرنا قلت تدبر ہے -
بے شک تخلیص آفت جہانتک ہے اس معنی نعمۃ مین رحم ہے نہ جدا معنی مین -
اب دیکھنا چاہئے کہ تخلیص آفت کو اس بحث سے کیا تعلق رہا کہ اللہ رحیم ہے بہت سے
بندون کو

بندون کو عذاب نفرمائیگا - کیونکہ آفت عذاب نتیجہ نافرمانی کا ہے - اوس سے تخلیص نہین ہو سکتی - جیسے ...

جاتا ہے بچتا نہین اسیطرح گناہ سے بہی دوزخ کی سزا پاتا ہے بچتا نہین - دوا سے

جیسے زہر اوترتا ہے استغفار سے گناہ دور ہوتے ہین -

296

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض متعارف کلام نقل کئے جائین جنمین شبہ ہوتا ہے کہ رحمۃ بمعنی

تخلیص آفت کے ہے اور شرح کیجائے کہ ان سب مین بہی رحمۃ بمعنی نعمت ہے چنانچہ ایک حریثہ،

- لبیک لبیک ... عبید ... ملجاء - یعنی مین اپنے مالک کے حضور

مین حاضر ہون - ایسے حقیر بندہ پر جسکا تو ملجا ہے رحم کر - یعنی نعمت

عطا فرما ایک جملہ یہ ہے ... - معنی اسکے یہ ہین کہ اوسوقت جب تغیر نعمت

کی وجہ سے آنسو نکل آئین وہ چیز عطا فرما جو اوس تغیر کو دور کرے - ایک ارشاد ہے - رب

... صغیرا - اے اللہ میرے مان باپ پر تو اوسطرح رحم کر جسطرح اونہون نے

مجہپر اوسوقت کیا جب مجہے پالا پوسا یہ ہمہ نعمت ہے - اردو مین جو عام اشعار مین بندہ ہے پایا

جاتا ہے جیسے مدحم کر رحم تیرے بندہ کو غم ہے یا رب ... کے بہی وہی معنی ہین یعنی

حالت ترک بعض افراد نعمت کو جس سے غم پیدا ہوا دور کردے کیونکہ غم کا مٹ جانا ذریعہ

حصول تمتع کے بحال خود پہیر دینے کا ہے - ... لفظ رحمہ مقابل غضب

اب تیسرے معنی ترک عقوبت مستحق کو جو مغفرت ہے اصول ہائے مذکورہ سے دیکہنا چاہئے -

یہ ہرگز داخل رحم نہیں ہیں گو وجود رحمت یعنی نعمت صفت غفران میں بھی ہو- اولاً

اسلئے کہ محققین علماء کا یہ رائے ہے کہ معنی رحم کے نعمت ہیں -

ثانیاً اسلئے کہ ترک عقوبت مستحق اللہ تعالی کبھی نہیں فرماتا - توبہ و استغفار و عفو ذریعہ زوال

استحقاق کا بعد قبول ہیں - اور معنی یہہ ہیں کہ ترک عقوبت کبھی نہیں ہوتا- توبہ و استغفار

و عفو کی یہہ حالت ہے کہ دنیا میں ان تینوں ذریعہ سے زوال استحقاق سزا نہیں ہوتا-

عقبی میں زوال استحقاق صورتہا سے بعینہ میں بعد اوس نرم سزا کے ہوتا ہے جو معافی مانگنے

میں ذلت کی ہوتی ہے - چنانچہ دنیا میں اکثر آدمیوں نے معافی نہیں مانگی سزا قبول کی ہے -

اس سے معافی مصطلح میں بھی وجود ایک گونہ سزا کا ہے پس جب کا بیش سزا ہر قصور کی ہوتی ہے

وہ کیسے داخل رحم ہوگا - اگر ترک عقوبت مستحق بذریعہ رحم کے ہو یا وہ خود رحم ہو تو غرض اللہ تعالی

کی کہ کمال مہربانی سے نعمت وجود عطا کی ہے اور کمال مہربانی سے اوسے بہتر سے بہتر بنانا چاہتا ہے

فوت ہو جائیگی - جو کوئی اس معنی کو رحم قرار دیتا ہے داخل رقت قلب کہ جو انسان میں

ہے صفت ذات ایزدی بھی سمجھتا ہے اور بڑی غلطی کرتا ہے -

جو سبب باطل ہے مسبب بھی باطل ہے - حقیقت میں اون علماء نے غایت قلت تدبر سے

متناقض اختیار کیا ہے اسلئے کہ وہ حدود شرعیہ کے قائل ہیں کہ کبھی ساقط نہیں ہوتیں اگر رحم ترک

عقوبت ہو لازم ہوگا کہ حدود شرعیہ قابل سقوط ہوں یا خداوند عالم دنیا میں رحیم نہو-

۱۴ جو صفات کے قائل ہیں کہ ترک عقوبت مستحق ...

اگر

اگر بطریق تنزل مان لیا جائے کہ اللہ تعالے ترک عقوبت مستحق بطور قلت سزا فرماتا ہے تو بھی وہ مغفرت ہوگی رحم ہوگا اسلئے کہ صفت رحمن مین رحم کا وجود اسقدر مبالغہ کے ساتھ ہے کہ جب ذرا بھی قلت آجائیگی مبالغہ جاتا رہیگا اور اوسپر اطلاق رحمن ہونے کا دشوار ہوگا۔ یہی جواب سوال کہ رحیم ہونا ہے

اب جو مینے بیان کیا اوسکی سند قران مجید سے لیجئے۔ کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَاَنَا الْغَفُورُ الرَّحِیمُ

(297)

وانا الـ علاوہ بران قران مجید مین بیشتر ان دونون صفتون کو ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ انصاف فرمائے کہ معنی اونکے یہہ اچھے ہین کہ اللہ تعالے اتنی ہی مہربانی ہین کرتا کہ گناہ کو بخشدیتا ہے بلکہ اسپر یہہ اور مہربانی کرتا ہے کہ نعمت بھی دیتا ہے (کوئی دوسرا ایسا ہے کہ سزا بھی نہ دے اور اوسپر نعمت بھی دے) یا یہہ اچھے ہین کہ اللہ تعالے بخشدیتا ہے اور بخشدیتا ہے شعر اے خدا قربان احسانت شوم + این چہ احسانست قربانت شوم۔

اگر تواب و غفور و رحیم کے ایک معنی ہون جو اس تعریف کے اوسمین داخل کرنے سے پیدا ہوتے ہین تو کلام الہی مین حشو کا وجود لازم آیگا۔ وہ حکیم ہے اور اوسکا کلام جو محض حکمت ہے اس سقم سے یقیناً پاک ہے۔ پھر ارشاد فرماتا ہے وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ۔ یعنی جسے اللہ تعالے چاہتا ہے بخشدیتا ہے۔ مطلب یہہ ہوا کہ جسے نہین چاہتا نہین بخشتا پس رحمن و رحیم مین وہ صفت جو کہین پائی جائے کہین نہ پائی جائے کیونکر داخل ہوسکتی ہے۔ اور فرماتا ہے۔ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ○ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○

ترجمہ اور اوسکے لوگون کے پیچھے برزخ ہے اوس دن تک کہ اوٹھا کر کھڑے کئے جاینگے - پہر جب صور پہونکا جایگا اوسدن نہ تو لوگومین رشتہ داریان رہنگی - اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھینگے - پہر جنکا پلہ بہاری نکلیگا تو وہی لوگ بامراد ہونگے اور جنکا پلہ ہلکا ٹھہرے کا تو وہی لوگ ہین جنہون نے خود اپنے آپ کو برباد کرلیا کہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے - آتش اونکے مونہہ کو جہلستی ہوگی اور وہ وہان بڑا مونہہ بناے ہوئے ہونگے - اسکے یہہ معنی ہین کہ وہ عادل ہے ترک عقوبت مستحق نہین کرتا اور پہر فرماتا ہے - اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

ترجمہ عورت و مرد زنا کرین تو اون دونون مین سے ہر ایک کو سو سو درّے مارو اور اگر تم اللہ اور روز آخرت کا یقین رکہتے ہو تو اللہ کے حکم کی تعمیل مین تمکو اونپر ترس دامنگیر ہو - اور اونکے سزا دیتے وقت مسلمانون کی ایک جماعت موجود رہے - یہہ ارشاد اسبات کا ہے کہ سزا مین نرمی بہی نکرو - اور اسطرح سزا دو کہ اورون کی عبرت کا باعث ہو - اب دیکہہ کہ [illegible] رحم نہیں - پہر جب رحم صفت الہی ہو -

یہ سب ارشاد واسباب کا ہے اول لازم ہے کہ انسان گناہ کو گناہ جانے یہ نہایت غلط ہے کہ اللہ تعالے کو غفور یا رحیم جانکر گناہ سے اجتناب نکرے اور مہمل طور پر معاف کرنیوالا جانکر چپ ہو رہے کہ دوزخ کے لئے بہت سے پیدا ہین ہوئے ۔ خیالعالی ۔ اگر تہوڑے ہی دوزخ کے لئے پیدا ہوئے ہین تو آپ کو کیونکر یقین ہوا کہ اون تہوڑون مین آپکی ذات بابرکات ہی داخل ہے اور کیونکر خداوند عالم کو آپنے مجبور سمجہہ لیا کہ وہ ضرور آپکو بخشدیگا اور آپکی بخشش خواہ مخواہ جائیگا ۔

(298)

دوسرے یہ [illegible] ۔ کہ اعمال خیر او نیک کرے اور اللہ سے ڈرتا اور استغفار کرتا رہے ان باتون کا اجر باعث غفران ہوگا ۔ الغرض یاد رکہنا چاہئے کہ ترک عقوبت بغیر زوال استحقاق کے نہین ہو سکتا جب معنی [illegible] او مغفرت کے معلوم ہو گئے اب دایرہ [illegible] الہی کو غلط سمجہنے اور دایرہ مغفرت کو غلط وسعت دینے کا بیان کیا جاتا ہے ۔

بیان وسعت دایرہ رحمت ۔ مغفرت

[illegible] کلام الہی یہہ ہے کہ جس اعتراض کا جواب ڈہونڈہے ملجاتا ہے گو وہ بعد کا ہو ۔ اسیطرح رحمۃ ومغفرۃ کو بہی اللہ تعالے نے دو جملون مین ملا کر بیان فرمادیا ہے اور یہہ اعتراض جکی بحث ہے اوٹہادیا ہے اعلموا ان اللہ شدید العقاب وان اللہ غفور الرحیم

یعنی جان لو کہ اللہ تعالے سخت عذاب کرنے والا ہے اور اللہ بخشنے والا اور نعمت دینے والا ہے اور اس سے صحیح معلوم ہوتا ہے کہ دایرہ رحمت کہان تک وسیع ہے اور دایرہ مغفرت کہانتک وسیع ہے ،

وسعت رحمت

بیان وسعت دایرہ رحمت الہی کا یہہ ہے کہ وہ ہر طرح کی نعمت اپنی تمام مخلوق کو دیتا ہے
جسکے وہ سزاوار ہین اور حد اوسکی یہہ ہے کہ جہانتک ذرایع دینے نعمت کے ہین اونکو
پیدا کرتا اور وسیع کرتا ہے اور جہانتک موانع عطاے نعمت کے ہین اونکو دور کرکے سزاوار
نعمت بناتا ہے جسقدر صفات الہی اسماء حسنے مین متعلق مخلوق کے ہین اون سب مین
صفت رحمت کی موجود ہے اور بطور علت غائی کے ہے ۔ علحدگی صرف یہہ ہے کہ رحمن
و رحیم بیان عام ایتاء نعمت کا ہے اور باقی اسماء حسنی مین یا ذرایع عطاے نعمت کے پیدا کرنے
کا بیان ہے یا ذرایع دفع موانع رحمت کا ۔ غلطی اوسمین یہہ ہوتی ہے کہ جو ذرائع دفع موانع
نعمت کے ہین وہ ذرائع دفع موانع کے نہین سمجھے جاتے ۔ مثال اول کی یہہ ہے کہ اللہ تعالی
محنت مین ڈالکر جو آفت سمجھی جاتی ہے انسان کو وہ نعمتین بعد پیدا کرنے قابلیت کے
دیتا ہے جو اوسی صورت مین مل سکتی ہین ورنہ وہ نعمت نہین ۔ جیسے بادشاہ ہونا
کسی ناقابل کا ۔ مثال ثانی کی یہہ ہے کہ اللہ تعالے برے افعال کی سزا دیتا ہے اسلئے

۵۳۱

کہ وہ ذریعہ دفع موانع ایتاء نعمت کا ہے پس یہہ دونون ذرائع نزول رحمت و عطاء
نعمت کے ہین ۔ یہہ سمجھنا کہ دایرہ رحمت بسبب فضل یا [illegible] عذاب کے تنگ ہوگا
غلطی ہے ۔ اور یہی اس خیال کا سبب ہے کہ اللہ رحیم ہے عذاب نکریگا اور بہت سے آدمی
جو دوزخ کے لئے نہین بنایا ۔ نعمت لا انتہا ہے اور ذرائع لا انتہا ۔ اسلئے حیرت

ہوتی ہے کہ عقل صحیح کام کرے -

وسعت مغفرت

بیان وسعت دایرہ مغفرت مین - بسط کی ضرورت ہے اسلئے اوسکے بیان مین زیادہ تفصیل کیجاتی ہے کیونکہ اسی نے بہت وہوکا دے رکہا ہے - اور اوس سے جب یہہ بات ظاہر ہوگی کہ وقع موانع نزول رحمت مین کسقدر رحم کو کام فرمایا ہے تو ظاہر ہوگا کہ اسپر بہی اگر بہت سے دوزخ مین جاپین تو نہ اللہ تعالے کے رحم کے خلاف ہے نہ حقیقت مین برا ہے - ایسون کو ضرور دوزخ مین جانا چاہے گو کتنے ہی ہون پہلے اون طریقونکو بیان کیا جاتا ہے جو توبہ کے قبول اور بخشش وعفو کے ارشاد ہوئے ہین - پہر گناہونکی کثرت بیان کیجاتی ہے پہر حسنات کی قلت بیان کیجاتی ہے - پہر گناہونمین سختی ہونے کی وجہ ظاہر کرکے نرمی قواعد کی وجہ بیان کیجاتی ہے - اوسکے بعد عدل کو بیان کیا جاتا ہے - تب سمجہہ مین خود بخود آجائیگا کہ گناہ کثرت سے ہین حسنات کچہہ ہین - گناہ سخت ہین جو عفو ہونے ہین اور بعد عفو نعمت ملتی ہے - بس دایرہ رحم وعفو کتنا وسیع ہے - اور اوس سے زیادہ وسعت دینا کسقدر برا ظلم ہے - اللہ تعالے نے جنون کو بخش دینے کا وعدہ فرمایا ہے وہ بہی اگر غفاری نہوتی ہرگز قابل بخشش نہ تہے -

طرق مغفرت

طریقے عفو وقبول توبہ ومغفرت کے - ان طریقون کے سوچنے سے مجہے نواب انشاء اللہ خان کا شعر یاد آکر وجد ہوتا ہے - وہ یہہ ہے - تصدق اپنے خدا کے انشاء

کہ پیدا ہوتا ہے میرے جی کو ڈر اوہر سے اتنے گناہ ہیں اور ادہر سے یہ ہے بے نوازش
سچ کہتے ہیں کہ اوسکی مہربانی پر فدا ہو جانا چاہئے اور ایسے خدا کے حکم کی تو ایک بہی نافرمانی نکرنی
ہر وقت تلاش کرنا چاہئے کہ حکم کیا ہے اور کوشش کرنی چاہئے کہ ہم وہی کریں جو اوسکے
کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے - اے خدا ہم بندہ ہیں ضعیف ہیں اگر ہم سے چوک سے کوئی گ
ہوا ہے یا سرکشی اور سخت یا جی پن سے تو اوسے معاف فرما -

اللہ تعالے مجبور نہیں ہے لیکن اوسنے جو طریقے اپنے اوپر ارشاد سے لازم فرمالئے ہیں وہ
سات ہیں (۱) اسلام - (۲) توبہ (۳) استغفار (۴) شفاعت (۵) حسنا
میں یہ قاعدہ کہ حسنات مضاعف یا مضاعف سے زیادہ ہو جا سکیں سیئات مضاعف
(۶) کبائر سے اجتناب کفارہ گناہان صغائر ہونا (۷) دوسروں کی دعا یا دوسرے کے اعمال

اسلام

(۱) اسلام - اسکی وجہ سے گناہان سابق معاف ہوجاتے ہیں اسکے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہ
مسلمہ اہل اسلام ہے - یاد رہے کہ طرق ذیل کا فائدہ بعد اسلام ہے -

٥٢٤

توبہ

(۲) توبہ - معنی اوسکے بازگشت ہیں - یعنی گناہوں سے پہرنا مقصود یہ ہے کہ ایسا
کرنا کہ اب میں گناہ نکرونگا - صحیح توبہ مطابق اوس قصد کے عمل کرنا ہے - اللہ تعالے فرما
یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّا
وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ - یعنی مسلمانو - اللہ کی جناب میں خا

توبہ کرو۔ عجب نہین کہ تمہارا پروردگار تمہارے گناہ تم سے دور کر دے۔ اور تمکو بہشت مین بیجا کر داخل کرے جسکے تلے نہرین بہہ رہی ہین اور پھر فرماتا ہے وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی - یعنی ہم بخشدینگے اوسکو جسنے توبہ کی ایمان لایا نیک عمل کئے اور اوسپر قائم رہا - یہہ تمام شرائط ملحوظ ہین - کسقدر غلطی ہے کہ یون سمجھا جائے اللہ تعالی رحیم یا غفور ہے اور اوسنے دوزخ کے لئے نہین بنایا اور عذاب نکریگا-

(۳) استغفار — غفر کے معنی پوشیدن و آمرزیدن ہین یعنی چھپانا اور ڈھک دینا- جیسے مرے آدمی کو مغفور کہتے ہین کہ وہ چھپ گیا او بخش گیا - یہان عموماً معنی اوسکے آمرزیدن کے ہین اسلئے استغفار کے معنی کئے ہوئے گناہ سے معافی مانگنے کے ہین - اللہ تعالی فرماتا ہے وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ اللہ سے طلب مغفرت کرو اور فرماتا ہے وَاِنَّہٗ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ضرور وہی بخشنے والا اور نعمت دینے والا ہے - یہان بہی یاد رہے کہ گناہ سے معافی مانگنا اسکے بعد ہے کہ گناہ کو گناہ جانے - ورنہ معافی مانگنا واقع نہین ہوسکتا - اور ضرور وہ ذریعہ ترک گناہ کا ہوگا یہہ نہین ہے کہ اللہ تعالے نے ہمکو دوزخ کے لئے پیدا نہین کیا اور وہ رحیم یا غفور ہے ضرورت استغفار کی نہین ہے -

(۴) شفاعت — یعنی سفارش سے گناہ کا معاف کرنا اور سزا سے بچا دینا - اللہ تعالے فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وہ کون ہے جو اوسکے پاس

سفارش بغیر اوسکے حکم کے کریگے - معنی یہہ ہوئے کہ اجازت سفارش کی جب ملے سفارش

سے گناہ معاف ہونگے - اول دیکھنا چاہئے کہ یہہ حکم کیوں ہے - اللہ تعالے نے فرمایا ہے

کہ اللہ اور رسول اور اولوالامر کی اطاعت کرو - اس ذریعہ سے رسول اور اولوالامر کو

حاکم بنایا ہے پس اگرچہ رسول اور اولوالامر کی اطاعت محض اطاعت اللہ کی ہے تاہم

جب انکو حاکم بنایا یہہ بہی اختیار دیا کہ وہ اس اطاعت کا اجر خود بہی دیسکیں ورنہ وہ ایسے بے

رعب ہونگے جیسے وہ حاکم جسے آقا خوش نہو اور اوسکا کہنا مانتا ہو حاکم کے لئے رعب لابد ہے

اب دیکھنا چاہئے کہ شفاعت اونکی کس حالت میں ہوگی - ضرور ہے کہ وہ صرف بحالت اطاعت ہو

وہ اطاعت کیا ہے اچہے کام کرنا - جب اطاعت ہو سفارش ہو ہی نہیں سکتی چنانچہ اللہ تعالے

فرماتا ہے - من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منہا ومن یشفع

شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا - ترجمہ جو شخص اچہی سفارش کرے

اوسکے اجر میں سے اوسکو بہی حصہ ملے گا - اور جو بُری سفارش کرے

اوس میں وہ بہی شریک ہوگا - پس شفاعت کب ہوسکتی ہے اوسیوقت جبکہ

بہت سے امور میں اطاعت ہو بعض میں کمزوری کے مادہ کی وجہ سے نہو - اور یہہ بہی جزاء

اطاعت ہوئی - اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا اور جسکا پلہ اعمال نیک کا بہاری

وہ نجات پائیگا - جیسا مذکور ہوا - پس اوسوقت جبکہ تہوڑی سی کسر رہ جاوے سفارش

بخشش

بخشش کرا کے زوال استحقاق عقوبت کرا کے پلہ کو سفارش بہاری کرا دیگی - یہ نہوگا کہ پلہ اعمال مین صفر ہو اور محض سفارش سے کام چل جاے - مثال اسکی دنیا مین بہی موجود ہے وہ طالبعلم جنہون نے امتحان مین بیشتر سوالات کے جوابات عمدہ دئے ہین بعض مین قلت وقت یا گہبراہٹ یا نافہمی سے قلیل غلطی کی ہے جو اونکو باعث ناکامی کا ہوسکتی تہی وہ گریس مارکس دیکر پاس کردئے جاتے ہین - یہی حالت شفاعت کی ہوگی یہہ بہی کسقدر بڑی مہربانی ہے - کیونکہ بعد محنت کے طالبعلم اس لائق ہوسکتا ہے کہ پاس ہو - اس مہربانی نکرنے سے اوسکی قابلیت اور محنت دونون کا نامناسب خون ہوتا تہا اسیطرح سفارش بڑی مہربانی ہے -

grace marks

(301)

پس ظاہر ہے کہ یہہ خیال کرنا کہ سفارش کے بہروسہ پر اعمال نیک کے پلہ مین زمین و آسمان کا اونچ نیچ ہو تو بہی سفارش سے وزن پورا ہوگا غلطی ہے - وہان سفارش ہی نہوگی -

ازدیاد اجر حسنات

[illegible] حسنات مین یہہ قاعدہ کہ حسنات مضاعف ہوجاینگے سیئات مضاعف نہونگے - اوسکی بابت اللہ تعالے فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ وَ اِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفْہَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْہُ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ - ترجمہ - اللہ [illegible] بہی ظلم نہین کرتا بلکہ [illegible] کوئی نیکی [illegible] ہو تو اوسکو دوچند کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب عطا فرما دیتا ہے - یہان بہی یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ حسنات ہونے چاہئین - یہہ نہین ہے کہ محض

اگر تم اون مین سے بڑے بڑے گناہون سے بچتے رہوگے تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے

قصور [illegible] محو کردینگے اور تمکو [illegible] مقام عزت مین جگہ دینگے -

تنبیہ - یہان یاد رہے کہ معنی رحم کے جب نعمت ہون کسقدر حیران ہین یعنی اللہ تعالے

تو تمکو نعمت دیتا ہے پھر تم پرایا مال ظلم سے کیون کہاؤ - یہہ صورت عفو کی نسبت گناہان صغیرہ کے

ہے - یہہ یاد رکہنا چاہئے یہہ نہین کہ کچھ ہی کیون نکرین دوزخ کے لئے بہت ہین ہین -

کثرت ذنوب کا بیان

سب گ[illegible] [illegible] ہے شمار اونکا مثل رحمت ہماری قدرت سے

باہر ہے جسطرح صرف گناہان متعلق عباد کے لئے سلطنت نے تعزیرات ہند تصنیف کی ہے

اور وہ بطور کلیات کے ہے شریعت نے بہی اسی طرح کلیات بیان کئے ہین - گناہان

متعلق ذات جناب ایزدی اونکے علاوہ ہین جسکا مختصر بیان کثرت یہہ ہے کہ آنکہہ آدمی کی

گنہگار ہے - کان آدمی کے گنہگار ہین دل آدمی کا گنہگار ہے جو تمام اعضا سے کام

لیتا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ ... وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

لئے یہہ حالت ہوتی ہے کہ آنکہہ سے نظر بد کی اور گنہگار ہوا - کان کو برائی کے لئے جیسے غیبت

کہولا اور گنہگار ہوا - دل مین نیت بد پیدا ہوئی اور راستے پہرے اور گنہگار ہوئے - اوس

نیت کے مطابق کام کیا اور گناہون کا ٹہکانا نرہا - ہاتہہ ہلایا گنہگار - پانون ہلایا گنہگار -

چہو لیا گنہگار - چکہہ لیا گنہگار - سونگہہ لیا گنہگار - الہی توبہ - یہین تک ختم نہین ہوا -

اسوقت کچہ بہی نہین کیا گنہگار ہوتا چلا جاتا ہے - کتاب ضلال کی تصنیف کی تہی - شراب
خانہ بنایا تہا وقس علی ہذا حقوق چہین لئے تہے - حقوق ادا نہ کئے تہے - وقس علی ہذا
الغرض کہان تک شمار کیا جائے اتنے زیادہ ہین کہ اللہ تعالے نے اونکے لکہنے کے لئے
دو فرشتے کاندہے پر متعین کئے ہین -

قلت حسنات کا بیان

اب [illegible] کی [illegible] تی آجکل اونکی اسقدر قلت ہے کہ
بیان بہی طوالت سے نہین ہو سکتا کیونکہ اطاعت احکام الہی کی جو حالت ہے محتاج بیان نہین -
پس معدوم شئے کے لئے یہ کہدینا کافی ہے کہ نہین ہے - اگر اونکا ظاہری ہونا اور قابل
ترک معرض بحث مین ہے - تاہم جو لوگ پابندی کرنا چاہتے ہین وہ بیشتر شرائط پوری نہین
کرتے مثلاً شرائط طہارت یا غصب سے اجتناب - اور جو اسکو بہی کرتے ہین وہ تعمیل احکام
اچہی طرح نہین کرتے - بس حسنات وہی رہ جاتے ہین کہ ہاتہ پاون کے زور سے کسی بندہ
کے ساتہ بہلائی کرو - یا وہ احکام بجا لاؤ جنمین بسبب اسلام کے ثواب حاصل ہوتا ہے -

گناہونکی سختی کا بیان

اب بیان کیا جا[illegible] کہ گنا[illegible]ن [illegible] سختی کیونکر [illegible] اول گناہ اللہ تعالے
کی نافرمانی کا وہ اسلئے سخت ہے (۱) کہ سخت قسم کی برائی ہے کہ جسنے پیدا کیا اکوئی
نوکر بہی نافرمانی کو نہین رکہتا اللہ تعالے کیسے نافرمانی کے لئے پیدا کر سکتا ہے) اپنی نعمتین
دین اور دنیا ہے اوسیکو ہم نہ جانین اور اوسکے بہرے رہین - (۲) اسلئے بہت ہی برا ہے

کہ احکام عبادت بندون کی بہتری کے لیے ہین بلکہ جملہ احکام - کوئی نہین کہہ سکتا کہ ایسے

احکام کا نماننا سخت تر ہین - اسکے بعد گناہون نسبت عباد کے باقی رہے اونمین سختی

اسلیے ہے کہ گناہ عباد مین دو چیزین شامل ہوتی ہین - ایک گناہ عبد - ایک گناہ الہی -

گناہ عبد مین بھی دو چیزین شامل ہوتی ہین - ایک ضرر نفس متضرر کا - دوسرے ضرر عامہ خلائق کا -

(303)

جیسے جرائم سخت سے بدامنی کا پیدا ہونا ہر گناہ بعد اسکے دو قسم پر منقسم ہوتا ہے اول

وہ جنکو بقا ہے - دوم وہ جنکو بقا نہین بعد ارتکاب ختم ہو جاتے ہین - گناہ الہی کی

بابتہ وجوہ سختی کے جو بیان کیے گئے وہ سختی یہان اور زیادہ بڑھ گئی -

(۱) اسلیے کہ اللہ تعالے نے انسان کو پیدا کیا کمال مہربانی سے نعمت وجود عنایت کی اور تمام

کام اوسکی تکمیل کے لیے اختیار فرماے تو بندون کو ضرر پہونچانا اللہ تعالے کی نافرمانی اور مخالفت

عظیم ہوئی اور یہہ بے ادبی اور گستاخی ہے - اللہ تعالے کی نسبت بے ادبی و گستاخی کو نسبت

مرتکب کے استحقاق خلود نار پیدا کرنا لازم ہے -

(۲) اسلیے کہ سب احکام بندون کی بہتری کے لیے ہین ایسے احکام کا نماننا اور بھی سخت ہے -

(۳) یہہ گناہ بغیر معاف کرونے متضرر کے معاف نہین ہوتے علی الخصوص وہ گناہ

جو بسبب ضرر عامہ خلائق کے عام ہو جاتے ہین اونکی معافی قریب ناممکن کے ہو سکتی ہے

کیونکہ معافی جن جن سے طلب کیجائیگی وہ معلوم نہین -

(۴) جو گناہ بوجہ اضلال کے گمراہ نے کیے ہین سب مضل کے ذمہ آجاتے ہین -

یہان یاد کرنا چاہئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے مَن یَّعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ خَیرًا یَّرَہٗ وَمَن

یَّعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ یعني جو ذرہ برابر اچھا کام کریگا اوسکا بدلہ پائیگا

اور جو ذرہ برابر برا کام کریگا اوسکا بدلا پاویگا -

وجہ اساسی قواعد معافي -

اب بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] اساسی [illegible] - اول گناہ یہي جونکہ

وہ نافرماني ذات عبد کي اچھا بنانے کي تہي جب آدمي بعد اسلام توبہ واستغفار

کرکے ایک حالت کا بن جائے جس سے زیادہ اچھا نہ بن سکتا ہو - تو پہر اوسکو اتني ضرورت

سزا کي باقي ہین رہي ~~[illegible]~~ - دوسرے گناہان متعلقہ عباد -

بندون کے لئے بہي معافي اسي لئے اچھي چیز ہے کہ وہ ایک بندہ کو سزا نہ دلواتا ہے

جب کہ ضرورت انسداد کي باقي نہین رہي - دنیا مین جو معافی نہین ہوتی اسي لئے ہے

کہ ضرورت انسداد کي باقي ہے - جب یہہ ضرورت باقي نہین بندون کو بقدر ضرورت

دیکر معاف کردینے کی طرف رغبت دلانا اللہ تعالی کا احسان ہوتا ہے اور بندون کے لئے

تعمیل حکم تخلقوا باخلاق اللہ (یعنی اللہ تعالی کے سے اخلاق اپنے بناؤ) ہے

اور احسان - احسان کي بہلائي محتاج بیان نہین - استحسان اس اساسي کا اس

مثال سے بخوبي سمجہہ مین آتا ہے کہ اگر اللہ تعالی یہہ قاعدہ نہ بناتا تو ایسي حالت

ہوتی

ہوتي کہ کپڑا میلا ہوگیا یا نجس ہوگیا تو اوسکا ضائع کرنا چاہئے - یہہ بہتر نہین وہ ہوکر ہر درست
فرق ہے کہ جو کپڑا زیادہ میلا ہو جائے وہ اب نہین صفائي کے قابل کم صفائي ہے
کرنا مناسب ہے -

بلکہ - کفر کي وہ حالت ہے جیسے کپڑا سڑجاتا ہے اور اچھے مکان مین اوسے
یا ایک رنگ چڑہ جاتا ہے جو دھل نہین سکتا -
نہین لیجاسکتے -

(306)

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالے جلشانہ نے باوجود اسکے کہ گناہون مین طرح طرح کي سختي ہے

قواعد عفو ایسے نرم بنائے ہین کہ بہت سے گنہگار دوزخ سے نجات پاینگے - یہہ نہین ہے،

کہ اللہ تعالے باوجود رحیم ہونیکے بہت سے آدمیونکو دوزخ مین ڈالتا ہے حقیقت مین

اللہ تعالے ایمان کے بعد بہانہ ڈھونڈہتا ہے کہ کسي طرح سے نعمت ہوجاوے اسپر بہي

اگر ہم کفر و کفران نعمت کرین اور سمجہین کہ دوزخ مین نجاینگے - تو صرف یہي خیال باعث

خلود نار ہونا چاہئے - یہہ وہي خیال ہے جسکي بحث ہے اور اس سے بچنا ضرور ہے -

بیان عملہ

بیان وسعت دائرہ رحمت کا بن بیان ہوچکا ہے،

کہ تمام صفات الہي جو اسماء حسنے مین شامل ہین خاص خاص صفات ہین - مگر بناء اور

علت ہر ایک کي رحم ہے اور مختلف تدابیر رحم کے شمول سے جو اونمین خصوصیت پیدا

ہوتي ہے وہ وجہ خاص نامون یعني جدا نامون کے ہوجانے کي ہے - یہي حالت

صفت غفران و عفو و قبول توبہ کي ہے - اونکي نسبت نرم قاعدے تجویز کرنا سبب

رحم کے بنیا - اگر قواعد مذکور سخت ہوتے موانع عطائے نعمت کے ہٹانے یہی حالت

~~عمل کی ہے جو حضرت یعقوب نے کہا ہے وہ رحم کی ہے~~ اگر قاطع مخوف

یہہ مطلب فوت ہوتا - یہی حالت صفت عدل کی ہے - کیونکہ ظلم مین وہ نعمت جو ~~چھین~~

لیجاتی ~~ہے علیحدہ مین~~ خلل انداز کیجاتی ہے جو اللہ تعالے نے دی تھی اوسکا واپس

دلانا یا خلل دور کرنا یا بدلا دینا عدل ہے اور وہ نسبت متضرر کے ایتاء نعمت ہے - نسبت

ظالم کے موانع ایتاء نعمت کا دور کرنا ہے - اور حقیقت مین دونون کے لیے عدل باعث

ہوتا ہے یعنی دینا نعمت کا - چونکہ عدل مین دو پلہ کا برابر کرنا ~~ہے~~ داخل ہے اور یہہ ایک

تدبیر خاص ہے اور رحم مین شامل ہو گئی ہے - اسلئے وہ خاص صفت اور اوس صفت

کا جدا نام ہو گیا ہے یعنی عدل -

اس سے ظاہر ہے کہ مخالفت عدل و رحم مین معنی رحم و عدل کے نہ سمجھنے سے پیدا

تھے - صحیح معنی کا دوسرا بیان یہہ ہے کہ نعمت دینا ہے اور عدل بسبب رحمت کے

دو پلون کا برابر کر دینا ہے جسمین ایک طرف متضرر ہوتا ہے اور دوسری طرف ضرر

دینے والا - اور دونون کا فعل تولکر مظلوم کو ظالم سے بدلا دلایا جاتا ہے بس مظلوم کے

واسطے نعمت ہے یا ایصال راحت بعوض نعمت باندازہ فقدان نعمت - ظالم

کے دفع موانع ایتائے نعمت تاکہ بعد سزا وہ قابل ایتاء نعمت دوسری حسنات

کی وجہ سے ہوسکی - اس سے صاف ظاہر ہے کہ رحم کی قسم عدل ہے جسمین ستحقاق اور

انصاف واسطے اہل اسلام و ایمان کے ہے کفار کے لیے صرف کفر خلود نار کا باعث ہے اونکے لیے کسی

تدبیر اتیان نعمت کی ضرورت ہین - آیہ مذکورہ بالا کا مضمون تعلت - [illegible] زِینُہٗ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

وَ [illegible] فَ [illegible] الَّذِیْنَ [illegible] اَنْفُ [illegible] فِیْ [illegible] خَالِدُوْ [illegible] ○

[illegible] ○ [illegible] - پہر جبکہ پلہ ہماری نکلیگا تو یہی لوگ مراد ہین

تو یہی ہین جنہون نے خود اپنے آپ کو برباد کر لیا کہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اور آگ اونکے مونہ کو جہلستی

ہوگی اور وہ وہان برا منہ بنائے پڑے ہونگے - کو یہ پہرہ لیجے اور اوسکے عدل سے جو رحیم کا

عدل ہے ہمیشہ ڈرتے رہئے -

اوسکا عمل سب
تمثیل
کہ وہ مضمون
دو شخصون کے
بیان سے
قدر کافر کے
نسبت رہین

(305)

نتیجہ بیانات بالا کا

بہمیات
جب دونون دائرہ رحمت و مغفرت کی وسعت معلوم ہوگئی تو اب لطور تنبیہ علی البدیہ

سیہ بیان کرنا باقی ہے کہ عمل نیک کے لیے دنیا بنائی گئی اور مقصود اختیار رو یکر مراتب اعلیٰ پر پہونچانا ہے

اس مقصود کو فوت ہونے دینا چاہئے - دنیا مین جب آدمی ایک قسم کے درجہ کا ہوجائے تو وہ

اوسی درجہ کا رہ سکتا ہے - اور اختلاف مدارج بعد شمول غفران و رحم کے ہے - یعنی اللہ تعالیٰ

نے کوئی ذریعہ درجہ اعلیٰ پر پہونچانے کا اوٹھا نہین رکھا - اسیر ہی جو جہانتک پہونچے وہین

تک رہیگا - در حسن صفت کوش کہ در روز جزا نہ حشر تو بصورت صفت خواہد بود -

اگر آجکل کے قانونی حضرات کے مذاق کے موافق گفتگو کیجائے تو یہ کہنا صحیح ہے کہ خدا نے علم

یعنی ضابطہ یا قانون اضافی نہایت نرم بنایا ہے - مگر قانون اصلی سخت ہے اور دونون کی پابندی سختی سے کیجاتی ہے

عدل ہے اور سب بوجہ رحم کے ہے -

اب حیرت کی شرح کیجاتی ہے اور رفع حیرت کی کوشش کیجاتی ہے - اور وہی صورت سوال ہے -

ضرور کارخانہ الہی اسقدر عظیم الشان ہے کہ جیسے ہم ہر کارخانہ عظیم الشان کو دیکھکر دھک دھک رہجاتے ہین سب سے زیادہ کارخانہ عالم کو دیکھنے سے متحیر ہونا چاہئے - لیکن جو لوگ صرف متحیر ہین سوائے حیرت کے اور فایدہ نہین اوٹھاتے - جو لوگ حیرت کے بعد غور کرتے ہین فایدہ اوٹھاتے ہین - پس ہمکو یہان بہی حتی الامکان ایسا ہی کرنا چاہئے - پس جاننا چاہئے کہ جن لوگون نے یہہ خیال کیا ہے کہ اللہ تعالے رحیم ہے وہ بہت سی مخلوق کو کیسے دوزخ مین جلاویگا - اور حیران ہو کر دایرہ رحمۃ الہی کو بخیال مذکورہ کی سلطنت ہی جیسا ہوجانا خیال فرمایا ہے

اونہون نے اللہ تعالے کی مخلوق کو صرف زمین کے کرہ مین اور زمین کے کرہ مین سے صرف زمین کے سطح مین - اور اوسمین سے بہی صرف آبادیون مین محدود کر لیا ہے - اور یہہ خیال نہین کیا کہ مخلوق الہی - ہوا - پانی اور آگ مین بہی ہے اور سطح زمین و زیر زمین و جنگل بہی اوسکی مخلوق سے خالی نہین - بہرے پڑے ہین - اور انسانون کی تعداد اونکے مقابلہ مین ایسی ہے جیسے کرور مین صفر - اور بالکل ایسی سمجہ والون کی حالت کی مثال صحیح وہ ہے جو ایک گوبر کے بہنگے کی ہے - ہر بہنگا جیسے گوبر کے ساتہہ آدمی کیا جانے

٥٢٥

کہاجائے یہہ خیال کرسکتاہے کہ اللہ تعالے اگر رحیم ہوتا ہمارے کرہ یعنی گولہ کو بلکہ ایک گولہ کے سارے
بنگون کو آدمی کے منہہ کی چکی نہ پیستا اور پیٹ کے دوزخ مین نہ جلاتا - اگر وہ جلاتا ہے
یا رحیم نہین ہے یا آدمی کا پیٹ ہمارا دوزخ نہین ہے - یہہ ایک ایسا امر ہے کہ اس سے
غفلت سم قاتل ہے - ہم کیا ہین ایک کرہ کے مخلوق مین سے ایک قلیل خرد - کرہ اتنے ہین
کہ جنکا حصر نہین ہوسکتا - اور وہ بہی اونکا جنکا دیکہنا ممکن ہے - ورنہ جیسا بیان کیاگیا نظام (٥٠٤)
شمسی جیسا یہہ نظام ہے ایسے بہت سے نظامات ہین جو سب طرف (ده) شامل ہین Constellation Hercules
کے دورہ کررہے ہین اور سب مین آبادی ثابت ہوچکی ہے - پس اگر آدمیون مین سے زیادہ
دوزخ کے لئے اپنے قصور کی وجہ سے ہوتے ہون اوس سے ہمارا کام یہہ ہونا چاہئے کہ ہم حد سے زیادہ
اللہ تعالے سے ڈرین اور اپنے آپکو بے حقیقت جانین او یہہ جان لین کہ اگر ساری دنیا کے
آدمی جہنمی ہون تو اوسکے رحم مین ذرا بہی بٹہ نہین لگتا اسلئے کہ یہہ ذریعہ رحم صحیح کے حصول
کا ہے - یہہ نہین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالے کے قواعد توڑ ڈالنے کے منصوبے گہڑا کرین - اور وہ ذریعہ
اپنے آتش دوزخ مین جلنے کا بنائین - حقیقت مین یہہ خیال اسلئے پیدا ہوتا ہے کہ آدمی
کی سمجہہ بیشتر چہوٹی ہوتی ہے اور ایسے آدمی جلدی دہوکہ مین آجاتے ہین - نظام عالم پر
غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالے جلشانہ نے جب مادہ کو خلق فرمایا اوسمین یہہ طریقہ
قائم کیا کہ بہت سے مادہ مین سے ایک چیز تہوڑی سی نکلی جو باعتبار خوبی نہایت اعلی درجہ

کی ہو - چنانچہ اعضاء رئیسہ انسانی مقدار میں تھوڑے اور دیگر اعضاء مقدار میں زیادہ ہیں -
انسان جو کھانا کھاتا ہے فضلہ مقدار میں زیادہ خون مقدار میں کم ہوتا ہے - معمولی پتھر زیادہ ہیں
لعل کم ہیں - تھوڑا سا عطر بہت پھولوں میں سے نکلتا ہے وقس علی ہذا چنانچہ یہہ ایسا اصول
مسلمہ ہے کہ کسی کو مجال انکار نہیں ہو سکتی جب انسان مادہ سے خلق ہو لازم ہے کہ اوسکے اصول
خلق میں بھی یہی اصول مرعی ہو - چنانچہ یقیناً مرعی ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء تھوڑے
غیر انبیاء بہت - بادشاہ تھوڑے غیر بادشاہ بہت - حکماء مثل ارسطاطلیس محدود غیر حکماء
نامحدود ہیں - اور ان سب میں وہی مناسبت ہے جو لعل کو پتھروں سے ہے - یہہ تفاوت جس
صورت سے وہی بیان کی گئی ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا دنیا باقی نہ رہتی - پس اس اصول کی مطابق
لازم آتا ہے کہ اعلی مرتبہ والے ادنی مرتبہ والوں سے تھوڑے ہوں اسلئے یہہ خیال بلکل
غلط ہے کہ جو لوگ خدا پرستی کریں اور جو لوگ نہ کریں جو لوگ اچھے کام کریں جو لوگ
نکریں سب برابر ہو جائیں - اونکو سزا ملے نہ اونکو سزا فرق اوٹھکر نظام عالم درہم برہم اور باطل
ہو جائے - جو اس سوال کے صحیح ہونے کی صورت میں لازم آتا ہے - اعجاز کلام مجید جسکی طرف بار بار
ہمنے اشارہ کیا یہہ ہے کہ اس سوال کا جواب بھی قرآن مجید میں موجود ہے - چنانچہ خداوند عالم
فرماتا ہے قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ ترجمہ ان لوگونسے کہو کہ گندے
اور ستھرے

سبب طریقہ خلق فضل کا ہے

اورستہرے درجہ مین برابر نہین ہو سکتے اگرچہ گندی چیز کی بہتات تمکو تعجب مین

ڈالے تو اے عقلمندو خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ - سطر نہ جنسوری

نیچے صاف جواب اس شبہ کا ہے اور صاف ارشاد اوس چیز کا جو باعث نفع و فلاح ہے،

اور عقلمندونکا کام اللہ تعالے سے ڈرنا ہے - یہ خیال ہرگز عقلمندی نہین ہے کہ اللہ رحیم ہے،

مُردون کو بھی دوزخ مین اگر نہ ڈالے تو وہ رحیم نہوگا - ایسے لوگون کی حالت ایک بڑھیا (٥٠٧)

کی حکایت کی مطابق ہے جو ذیل مین نقل کیجاتی ہے -

حکایت -

کسی گانون مین ایک بڑھیا رہتی تھی - ایک دفعہ اوسکو اتفاق کسی شہر مین جانیکا پڑا - وہان

سڑک پر اوسنے دیکھا کہ صدہا چھکڑے روئی سے لدے چلے جاتے ہین - بڑھیا چرخہ

ریتی کیا کرتی تھی اور دن بھر مین آدہ پاؤ روئی کات لیتی تھی - اوسنے جو دیکھا کہ ہزارون

من روئی دنیا مین ہوتی ہے تو اوسکا دل دفعتہً اس تصور کے ساتھ الٹ گیا کہ اے

اللہ اتنی بہت سی روئی کون کاتیگا اور اس دل الٹ جانے سے بڑھیا چپ ہوگئی اور مجنونہ

معلوم ہونے لگی - ہرچند اوسکی دوا کیجاتی تھی لیکن کچھ آرام نہوتا تھا ہر وقت

چپ رہتی تھی نہ کہانے کا ہوش نہ پینے کا - اتفاقاً اوسکے ورثاء نے ایک طبیب حاذق

سے رجوع کیا - طبیب موصوف نے سبب جنون کی تفتیش کی تو ورثاء

لیکن ایک شخص نے بیان کیا کہ بڑی بی اچھی بچی گہر سے شہر مین گئین تہین جسوقت سے
جنون شروع ہوا ہے اوسوقت بہت سے جہکڑے روئی کے لدے ہوئے سامنے سے
گذرتے تہے - اونکا مقابلہ اور بڑی بی کا جنون - یہہ سنتے ہی طبیب کی سمجہہ مین آگیا کہ جنون
کی یہہ وجہ ہے - وہ طبیب بڑھیا کے مکانپر آیا اور سب لوگون کو علحدہ کرکے اچانچک
بڑھیا کے سامنے گیا اور سلام کے بعد زور سے کہا کہ بڑی بی! کچہہ تمنے سنا! - بڑھیا تعجب سے
دیکھنے لگی - تب طبیب نے کہا - اوس ... روئی کے جہکڑون مین آگ لگ گئی اور وہ ساری
روئی جل گئی - بڑھیا کو اسقدر خوشی ہوئی کہ اوسنے تعجب سے پوچہا کہ بیٹا کیا سچ کہتے ہو
حکیم جی نے اوسے یقین دلایا اور مرض جاتا رہا -

اگر اس بیان سے بہی تسکین خاطر نہو تو جاننا چاہئے کہ ایک چیز عذاب کرتا ہے - ایک
ایک چیز جنت مین بہیجتا ہے - ایک چیز دونون صورتون کے درمیان مین ہے - اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ ہم جب تک حجّت تمام نہین کرتے عذاب نہین کرتے - بس ہمکو امرحق کا
چہوڑنا نچاہئے ہم پر حجّت تمام ہوگی - جن جن پر تمام نہین ہوچکی ہے اونکا اختیار خداوند
عالم کو ہے اونکی نسبت وہ خود فیصلہ فرمائیگا کہ حجّت تمام ہوئی یا نہین - ہم ہر معاملہ
مین حجّت تمام ہونے کا فیصلہ کرنے کی قابل نہین ہین - امرحق ایک چیز ہے اوسکا
عدم علم دوسری چیز ہے ہمارا اعتقاد ذہی ہے کہ کوئی شخص ناواقف قانون سے بری

قانون

قانون سے نہیں بچتا - اور بچنا نہیں چاہئے - حکام دنیا ناواقفوں کو بہ اسئلہ نام سزا دیتے ہیں -

اگر اللہ تعالی ہی نرمی کرے اور صرف سزاء محرومی نعمت دے کیا بعید ہے - اوسوقت بہت سے

آدمی دوزخ کے عذاب سے بچ جاوینگے - اور اتنے مزور حیرت رفع ہو جانی چاہئے - اور جب

یہ رفع ہوئے جان لیجئے کہ احکام و عمل اسلئے باطل نہیں ہیں - نیک عملوں کو جنت ملیگی

اور بدعملوں کو سزائے دوزخ ضرور ملیگی -

(308)

پانچویں غلطی اسباب کی غلطی کے بیان کی اب ضرورت نہیں ہے نفس غلطی کی بابت

اسقدر لکھنا کافی ہوگا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ترک خلاف احکام الہی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے -

ال... ... ... السا... ... ...

... بالمعروف ... ... المنکر ... ... المؤمنین ۝

ترجمہ - توبہ کرنے والے عبادت گذار حمد کرنے والے سفر کرنے والے - رکوع کرنے والے

سجدہ کرنے والے - نیک کام کی صلاح دینے والے - اور برے کام سے منع کرنے والے - اور

اللہ نے جو حدیں باندہ دی ہیں اونکی نگاہ رکھنے والے - اور ایسے مسلمانوں کو خوشخبریاں سنا دو

آجکل غل ہو رہا ہے کہ ریفارمر قوم کے پیدا ہوئے ہیں - تعجب ہے کہ ایک بزرگ ایک آدمی

کا ریفارمر ہی ہونا پسند نہیں فرماتا - جبکہ لوگ قوم کی خیرخواہی میں اپنے آپ کو فنا کئے ڈالتے

ہیں - نماز کی بابت جسقدر تاکید ہے اوسقدر اور چیزوں میں کتر ہے خداوند عالم فرماتا ہے

کی تصدیق کرے اوسپر آتش دوزخ حرام ہے -

وجہ شبہ کی یہہ ہے کہ جب اللہ تعالی صرف کلمہ طیبہ کے کہنے سے آتش دوزخ حرام کردے

یا کلمہ اور اقرار نبوت سے تو بہی مسلمانون کا کوئی فرقہ داخل دوزخ نہین ہوسکتا اور

ضرورت تارکین صوم وصلواۃ کے برا سمجہنے کی نہین نہ تہتر فرقون مین سے ایک فرقہ کے ناجی

سمجہنے کی - اولاً واضح رہے کہ اس شبہہ کو شبیہ مبحوث عنہ سے زیادہ تعلق نہین ہے

اسلیے کہ یہہ خوشخبری بعد اسلام کے ہے - مسلمانون کی تعداد غیر مسلمانون کے مقابلہ مین

بالنسبت قلیل ہے پس یہہ اعتراض تب بہی رفع نہین ہوگا کہ اگر نسبت سے دوزخ کے لیے

نباے گئے تو ارحیم نہین ہے - ثانیاً واضح رہے کہ معنی یہہ ہین جو آدمی یقین قلب سے یہہ کلمات

طیبات کہے اوسوقت جنت واجب اور آتش دوزخ حرام ہو جاینگی - اسکے بعد جب عذاب کا

کام کریگا عذاب لازم ہوگا حرمت دوامی مراد نہین کیونکہ جو آدمی معتقد حدیث ہو لازم ہے کہ

وہ ا ... ہو - کا مصداق ہو - ... بہی پڑہنا چاہیے یعنی اور احادیث

کو دیکہنا ضرور ہے - چنانچہ مشکواۃ شریف مین حدیث متفق علیہ یہہ بہی ہے ... ل ...

... لا ... حین یزنی وهو ... ولا ... ق ...

حین یسرق ... مؤمن ... یشرب ... حین یشربها وهو مؤمن الخ -

یعنی جب مومن زنا وسرقہ وشرب خمر کرتا ہے ایمان سے نکلجاتا ہے - پس صاف معنی

ہیں کہ کلمہ طیبہ سے جو وجوب ہوا ساقط ہو جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ وجوب بجا لانے نیک افعال باقی رہتا ہے

خود جناب رسول خدا نے فرمایا ہے چنانچہ صاحب ملل و نحل نے بطور جزم لکھا ہے کہ ستفترق

امتی علی سبعون سبعین و ثلث فرقۃ [illegible] فی النار الا واحدۃ اور یہ اوس روایت سے

موئد ہے جو بعض اصحاب کے دوزخ میں جانے کے متعلق مشہور ہے - میں [illegible] - اللہ یہ نہیں

کہتا کہ وہ اصحاب اصحاب مقبول تھے جنہوں نے ہمیشہ احکام خدا اور رسول خدا صلعم پر عمل کیا -

لیکن یہ بتلاتا ہوں کہ جب افعال بد صحابہ کو صحابیت سے نکالدیں تو افعال بد اور اختیار بد اب

ضلال ضرور اسلام سے نکالدینگے - مؤید اس بیان کے وہ روایت ہے کہ ایک روز جناب امیر

علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چند آدمی آتے تھے - آنجناب نے سوال کیا کہ کون ہو فرمایا کہ آپ کے

شیعہ - ارشاد ہوا کہ میرے شیعہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ خوف الہی سے روتے روتے آنکھوں میں

گڑھے پڑ گئے ہوں - اور بدن دبلے ہو گئے ہیں - تم میرے شیعہ نہیں ہو - پس شیعہ ہو یا مومن

سب کے لئے ضرور ہے کہ وہ اعمال نیک کرے - لیس للانسان الا ما سعی - خاص کر

قابل توجہ یہ امر ہے کہ انسان لاکھوں دفعہ اقرار توحید و نبوت کرتا ہے وہ حقیقت میں اقرار

و تصدیق صحیح نہیں ہوتا کیونکہ مثلاً زبان پر جاری ہوا کہ ساری تعریفیں اللہ تعالے جل شانہ کے لئے ہیں

مگر دل میں یہ ہے کہ اللہ تعالے نے شیطان کو پیدا کیا اور عجائب تکالیف میں ڈالا تو یہ خاک کہنا ہوا

کہ اللہ تعالے پاک ہے - دل میں تو یہ ہے کہ اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا وہ رحیم نہیں ہے زبان سے کہے

جاتے ہین کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم - پس اگر صحیح طور سے اللہ کی تعریف کرو صحیح طور سے

اوسے رحمن و رحیم جانو تو وہ صحیح کہنا ہوگا اور وہی موثر ہوسکتا ہے پہر گناہ نکروگے دوسری

حالت کا نہ صحیح کہنا ہے نہ اوسمین تاثیر ہے -

بعضے لوگونکو جو پہلے زمانہ مین تہے یہ خیال ہوا تہا کہ اللہ تعالے جلشانہٗ ایسا بڑا رحیم ہے کہ

اوسنے دوزخ کو پیدا ہی نہین کیا یا اگر کیا تو رحیم نہین ہے - اسکے متعلق وہ حکایت نقل کیجاتی ہے

جو اہل تصوف مین بہت ہی مشہور ہے - یعنی ایک فقیر کامل نے درگاہ ایزدی مین عرض

کیا کہ آپ اتنے بڑے رحیم ہیں پہر دوزخ کو پیدا ہی کیون کیا جب تک اسکی وجہ نہ معلوم ہوگی

نہ کہاؤنگا نہ پیونگا - فقیر اللہ کا بہت پیارا تہا جب اوسکی حالت مرگ کے قریب پہونچی

تو اوسوقت خواب پیغمبر علیہ السلام کو جو اوسوقت تہے حکم ہوا کہ جاؤ ہمارا دوست ہمسے خفا

ہے اوسکو سمجہاؤ کہ ایسی صورتین بہی ہین جہان دوزخ کی سزا دینا لازم ہے مگر فقیر کو کسی طرح تسکین

نہ ہوی اور خفگی باقی رہی اوسوقت ارشاد ہوا کہ اسکو معرکہ کربلا دکہلا دو - چنانچہ بذریعہ

اعجاز معرکہ کربلا دکہلایا گیا - جسوقت فقیر نے دیکہا کہ ایک شخص پیاسا ششماہہ بچہ گود مین لئے

سوال آب کرتا ہے - دونون کی پیاس کے مارے وہ حالت ہے کہ دیکہی نہین جاسکتی -

گرمی کی وہ حدت ہے کہ اوٹہائی نہین جاسکتی - اوسوقت کیا دیکہتا ہے کہ ایک

بے رحم نے بچہ کے تیر مارا بچہ شہید ہوگیا باپ زخمی اور پانی نملا - تہوڑی دیر کے بعد اوس

بزرگ کو دیکھا کہ زمین پر پڑا ہے قاتل سینہ پر بیٹھا خنجر سے گلا کاٹنا چاہتا ہے - فقیر اوسوقت چلا اوٹھا اور روتے روتے غش کر گیا - جب غش سے افاقہ ہوا تو عرض کیا کہ جہنم ایسے لوگونکی سزا نہین ہے بلکہ اس جہنم مین اور سخت جہنم ہونا چاہئے جسمین ایسے لوگون کو سزا دیجائے -

---

توضیح اگر یہ سوال و جواب جدا رسالہ بنا جائے بیان ختم ہوگا -

لائل تاویلیں
... نسبت
... اول کے

جب تاویلوں ... نا بیان ... مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اون وجوہ غیر متعلق نفس تاویل کا بیان کیا جائے جنکو ماولین زمانہ حال وجوہ اصلی اختیار تاویلات وسیعہ کے مجھکو فرماتے ہین -

دلیل اول -
ضرورت مقابل

دلیل ... آجکل تمام دنیا سے مقابلہ competition ہے - اور روتی پیدا کرنا تک اس ذریعہ مین منحصر ہو گیا ہے کہ انسان کمال پیدا کرے اور دوسرون سے مقابلہ کرے اپنے آپکو بہتر ثابت کرے - یہہ مقابلہ اون لوگون سے ہے جو ابتک علوم فلسفہ اور صنائع مین بڑی ترقی کر چکے ہین اسلئے ضرور ہے کہ مسلمانون کو علوم فلسفہ اور صنائع سکھلائے جاوین - علوم کا خاصہ یہہ ہے کہ لوگ مین ایسے جاگزین ہوتے ہین کہ جو چیز خلاف اصول علوم ہے قبول نہ کیجائے بیشتر دین کے اصول علوم کے اصول کے خلاف ہین اسلئے علوم فلسفہ علوم دین کو دلمین سے اوکھاڑ کر الگ پھینک دیتے ہین جب بعد ترقی کے دین دلمین سے جاتا رہا تو ہم مسلمان کہکر ترقی کیجائے نہین ہوی

جواب اسکا یہہ ہے کہ یہی تو وہ دہوکا ہے جسمین ابتداء سے اہل اسلام گرفتار ہوئے اور اونسے ترقی شاکر تنزل پیدا کیا ہے سمجھنا ضرور ہے - میرے نزدیک اچھی طرح علوم دنیا پڑہانے کے بعد وہ ضرر نہین ہوسکتا جسکا اندیشہ ہے جب علوم ...

اور مسلمانون ...

اور مسلمانون کو سب قومون کے مقابلہ کے لئے وقف کر دیجئے مگر اسلام سے نہ بولئے -

اوسوقت ہمارے مسلمان ایسے خراب نہ ہونگے

جیسے آپ ڈرتے ہین - ضرور بعض یا بہت سے عالم اور فلسفی ہوکر مسلمان نہ رہینگے لیکن جتنے

رہینگے وہ مسلمان رہینگے - اس تدبیر سے کوی مسلمان نہین رہتا - اگر اسلام بحالت خود ہو

فلسفہ پڑھنے کے لئے بعد ضعف اعتقاد پیدا ہونے دیجئے جو شخص اونمین سے پھر اسلام کو دیکھیگا

اور توفیق الہی رفیق ہوگی تو اصل دین کیطرف آجائیگا - آپکی تدبیر سے سیطرف آئیگا وہ فرق

دین ہوگیا - قطع نظر اسکے اب تو عالم نہین ہونے پاتے اور گمراہی شروع ہوجاتی ہے یعنی اوسوقت

صرف علماء فلسفہ مین بد اعتقادی پیدا ہوگی ابتو یہ بلا اسقدر عام ہوئی ہے کہ عالم نہین ہونے

پاتے بگڑ پہلے جاتے ہین حقیقت مین اسلام دنیا سے اوٹھتا جاتا ہے جو مخالف آپکی

اغراض کے ہے جیس مثال کی پیروی آپکو مقصود ہے اونکی حالت پر تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے -

عیسائیونکا اصل اصول مذہب تثلیث ہے اونکی حالت دیکھئے باوجودیکہ تثلیث خلاف

عقل ہے اور اونکے علماء دراصل اس مسئلہ کو نہین مانتے تاہم قومیت باقی ہے - اسلام

مین اصل اصول توحید ہے پس ہمارے علماء سے بعد فلسفی ہونے کے قومیت کیونکر جاسکتی

ہے فرمانے کہ مذہب مین مداخلت بالکل بیفایدہ ہے یا نہین - سب نے دیکھا ہے کہ بعد تکمیل علوم

مروجہ اور مسلمان رہنے کے جن لوگون نے تاویلون کے دیکھنے کی طرف رجوع کیا اون سے

کوئی اچھا اثر ہوا بعد اس تجربہ کے بھی اگر آپ اپنی غلطی کے قایل نہون تو اسکا علاج نہین۔

دلیل دوم — کہ پہلے جو تطبیق فلسفہ اور اسلام مین کیجاتی تھی وہ چل سکتی تھی۔ دلائل فلسفہ کو مسلمان توڑ سکتے تھے اسلئے کہ فلسفہ سابق محض خیال تہا۔ علاوہ اسکے اوسکا ایسا اثر (جب اسلام دل مین مضبوط ہو اور زوہ اسباب سلطنت سے اور دیگر وجوہ سے مضبوط تھا) نہین ہوسکتا تہا برخلاف اسکے اب کہ فلسفہ اور تمدن کے اصول خلاف اسلام کے ایسے زور سے بعض بذریعہ مشاہدات اور بعض بذریعہ بیانات واضح دکہلائے جاتے ہین اور اثر کرتے ہین کہ اون سے انکار نہین ہوسکتا۔ کچہہ تدبیر نہین بن پڑتی۔ دوسرے اسباب دلمین مضبوطی اسلام کے باقی نہین رہے تو اب سوائے اسکے جو ہمنے طریقہ اختیار کیا ہے کچہہ ہو ہی نہین سکتا۔

جواب۔ کچھ یہہ دلیل اسلئے غلط ہے کہ معنی یہہ ہین کہ ہمنے تسلیم کرلیا کہ اسلام غلط ہے اگر ایسا ہے آپ چہوڑ دیجے۔ اور تاویلین کرکے بیفائدہ کوشش اور تضییع اوقات نفرماے۔ اسلام غلط نہین ہے اسلئے کہ پہلے بتلایا گیا کہ اسلام کے بیانات کی حقیقت اب بھی بذریعہ تکمیل فلسفہ ہوتی ہے۔ آپ اگر مسلمان ہین ڈہونڈیے اور سچے اسلام پر باقی رہکر تلاش فرمائے واضح بیان کرسکئے اور کوشش کیجئے کہ جو غلطیان دوسرون کے اصول مین ہین صاف بتلای جاسکین اپنے اصول کے خوبیان ظاہر ہوسکین۔ آپنے کیون ہار مان لی۔ خدا مددگار ہے آپ اہل فلسفہ

فلسفہ کو دیکھئے کہ جب کسی امر کی وجہ سمجھہ مین نہین آتی او سمین غور کرتے ہین اور تدبیر و مین
جب ناکامی ہوتی ہے غلطیون کے ڈھونڈنے مین کوشش کرتے ہین آپ بہی کوشش
کیجئے - آپ نے کوشش چھوڑ دی اونکے پیچھے ہوئے سو یہہ امر کم ہمتی ہے اور کچھہ
نہین - وہ مین نے جو باتین بتلائی ہین یعنی متعلق قدرت اور وجود فرشتون کے اور روح اور
دیگر چیزون کے آپ اونکی تحقیقات مین مثل انگریزون کے ہی متوجہ ہوجئے - مسمریزم ہونے
نکالا اور روح کی بابت دریافت مین اون خوبیون سے جو علاوہ فلسفہ کے ہین مثل کرنیل
الکاٹ کے متوجہ ہین - سحر کی تحقیقات ہو رہی ہے - آپنے تو اون چیزون کو جھوٹ
مان لیا اور متوجہ ہی نہین ہوتے - آثار قدرت الٰہی زور سے معلوم ہو رہے ہین
جیسا مینے بیان کیا اونکی بابت آپ بالکل غفلت کرتے ہین - اگر یہہ علوم رائج
ہون اور مشاہدات عام ہون تو دلائل فلسفہ سے یہہ زور جاتا رہیگا بجاے اسکے کہ آپ
اسلام کے بدلنے مین کوشش کرین اصول اسلام کے ثبوت مین کوشش فرمائے وہ کوشش
زیادہ نفع دیگی - میری راے مین جو کچھہ اسوقت تک خرابی ہوئی ہے وہ اسی لیے ہوئی
کہ کوشش غلط کیجاتی ہے -

میری عقل مین اصول اسلام سب سے بہتر اصول ہین اصول تمدن ہمارے اصول سے کسی
دوسرے کے ہرگز بہتر نہین ہین - جسکا بیان علحدہ تصنیف مین ہوسکتا ہے - مثال کے طور پر

ان تن سے مادہ تکبر اور غفلت دور ہو - یاد الہی مین مصروف ہو -

اپنے بس مین رہے جسکی نظر مین یہہ اصول ہون ممکن نہین کہ شراب خواری کو جائز رکھے -

زنا اسقدر برا ہے کہ ہر مذہب و ملت و سوسائٹی و تمدن سب کے اصول کے مطابق

برا جانا جاتا ہے - اتفاق ہے کہ وہ برا ہے - مگر دیکھئے کہ زنا کے انسداد کامل کی تدابیر

شریعت کے سوا کسی اور نے بہی کی ہین —

اصول زنا

(3)

تعدد ازدواج کے متعلق بہی ایک بڑا اعتراض ہے اور دلیل یہہ بیان کیجاتی ہے

کہ مناکحت ایک طریقہ ہے جسمین غرض صرف اولاد پیدا کرنا ہی نہین ہوتی بلکہ دنیا مین

ایک ساتہی اختیار کیا جاتا ہے جو دوسرے کے مال کو اپنا سمجہے اور اسلئے ہر طرح کی خوبی

اور راحت کا باعث ہو - تعدد مین یہہ فائدہ نہین نکل سکتا یہہ اعتراض اسلئے

غلط ہے کہ شارع علیہ السلام نائب خدا ہے خدا کا کام خلق کرنیکا ہے پس اوسکے نبی

نے اس تعدد کے ذریعہ سے زیادتی خلق ہونے کی منظور نظر رکہی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے

اصول تعدد

یعنی نکاح کرو اور نسل بڑہاؤ مین تمہاری کثرت سے روز قیامت اور امتون پر فخر کرونگا

اور اگر حمل بہی گر گیا ہوگا تو اوسکو شمار مین لے لونگا پس دیکھئے کہ نظر آپکی اور شریعت

کی مصلحت ہے - اب اسباب پر خیال فرمائے کہ اور قومون نے اس بابت کیا کیا ہے

اسے ... - بعض قوموں میں طلاق ناجائز ہے بعض قوموں میں ایسے وقت
ہوتا ہے کہ قریب ناممکن کے ہوجاتا ہے - بعض قوموں میں نکاح ثانی عورات کا ناجائز ہے -
ان سبکو ملاکر اول ادن قوموں کو دیکھیے جو سرد ملک کے رہنے والے ہیں اونکی بھی ایسی
حالت ہوتی ہے کہ ان کو طبیعت مجبور کرتی ہے - e must its Course
مثلا جیسی مردوں مزد ... فیصدی ۹۰ غالبا مجبور ہوجاتے ہیں پہر اون ملکوں کو
بھی جن میں حرارت ہے اور حرارت کے ساتھ قوت بڑے زور کی ہے اوسکے ساتھ اسباب
پر خیال فرمائے کہ عورتوں کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ ہر مہینہ میں پانچ سات روز بیکار
ہوتی ہیں دو تین برس میں کئی کئی مہینہ بیکار رہتی ہیں یعنی ایام حمل میں - گرم ملک کے اقویا کی
ایسی حالت ہوتی ہے کہ ایک رات بھی بغیر عورت کے صبر نہیں کر سکتے - پس ایسا سخت قاعدہ
عام مقرر کرنا جو ہر ملک والوں کے لیے ... اب ملاحظہ فرمائے کہ
مناسب ہو ایسا سخت ہے یا ہتیں کہ ... بانندی ... ہو سکتی
اسلام نے کیا کام کیا - ان ضرورتوں پر نظر کر کے تعدد ازواج کو جائز رکہا اور طلاق کو آسان
کیا نکاح ثانی کو عورات کے جائز رکہا اور جو برائی تمدن کے متعلق ہوتی تہی اوسمیں عدالت کی
قید لگائی تاکہ وہی لوگ نکاح کر سکیں جنمیں ایسی صورت ہو کہ برائیاں پیدا نہوں پہر دیکھیے
اور جان لیجئے کہ جو شریعت کا اصول ہے سب سے بہتر ہے - عورتوں کو اسقدر قوت جتنی اب
دیگئی ہے صحیح نہیں اسلئے کہ خلاف اوس بناوٹ کے ہے جسپر قدرت نے بنایا ہے کہ ... اسکی مخلصت

جمہ اعتراض

یہ اعتراض ویسا مضبوط معلوم ہوتا ہے یہ قواعد جو اسوقت مقرر کئے گئے ہین اس اصول کے مان لینے کے بعد ہو سکتے ہین کہ اصل زنا زیادہ بری چیز نہین ہے جو شخص اصل زنا کو زیادہ برا سمجھے (جو فی الواقع برا ہے) ایسے قواعد مقرر نہین کر سکتا -

(۳۱۲)

مسئلہ تقسیم وراثت پر جو اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ تقسیم کے ذریعہ سے دولت ایک جگہ نہین رہتی اور ملک کا انتظام خراب ہوتا ہے اسمین یہ غلطی ہے کہ ولادت کے ذریعہ سے جب اولاد پیدا ہو اور پرورش اونکی پیدا کرنے والے پر لازم ہو تو کوئی وجہ نہین کہ ایام حیات مورث مین پرورش لازم ہو بعد وفات لازم نہ کیجائے - یہ طریقہ حق داروں کے محروم کریگا اس خیال محض سے ہے کہ دولت ایک جگہ جمع رہے یہ عزیزوں کے حق مین کیون جائز و برائی کا سامان ہو - یہ قاعدہ چند آدمیون کے لئے ہو سکتا ہے عام کے لئے بہتر نہین - کیونکہ مسلم ہے کہ شروع زندگی کا اچھی حالت سے دوسرا سامان پیدا کرتا ہے قاعدہ بہت سے لوگون کے لئے ہوتا ہے - ملاحظہ کیجئے کہ یہان قاعدہ بنانے کے اصول سے کتنی بڑی غفلت ہوئی ہے - اوس اصول سے جو نتیجہ ہوا وہ یہ ہے کہ سلطنت جمہوری ہوگئی یعنی امرا کا دخل زور سے ہوتے ہوتے وہ لوگ داخل سلطنت ہوگئے - یہ طریقہ اسلئے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے بادشاہون کے ذریعہ سے جو ظلم شخصی سلطنت مین ہوتا تھا جاتا رہا - لیکن اب اصول دین کو دیکھئے جب خمس و زکوۃ

واجب ہو اور دنیا کو خدا پرستی سکہلائی جائے اور سود منع ہو تو ضرورت دولت

اور زر دہیہ کے مجتمع ہونے کی باقی نہین رہتی - جو لوگ زیادہ خدا پرست اور سمجہدار

ہون وہ داخل شوری ہونگے چنانچہ شوری کا حکم شریعت مین بصحت زور کا موجود ہے

خود اسلام نے ایک طرح سے سلطنت کو مثل جمہوری قرار دیا ہے - خدا پرستی کے ساتہہ

انتظام اوس سے بدرجہا بہتر ہو سکتا ہے اور اگر کیا جائے ہوگا - بہت سے آدمی بلا محنت کے

کہانے والے جمع ہی نہین ہو سکتے اگر ہون یا واہی کرین اور مضر خلق ثابت ہون -

اصل امر یہہ ہے کہ مضبوطی جو ملک کے انتظام کی سلطنت جمہوری سے ہوتی ہے اوسکی بہلائی

ہمکو اسلئے نظر آتی ہے کہ اصل اصول سے غفلت ہوئی ہے - دنیا مین جب اسلام پہیلایا

مقصود ہو اور ہر جگہ اسلام کی سلطنت ہو جاے تو سلطنت واحد خود بخود مضبوط ہوگی

کیونکہ دوسرا مقابل نہوگا اور یہہ ضرورت ہی مضبوطی کی باقی نہ رہیگی - اب دیکہئے کہ یہہ

اعتراض نسبت طریقہ تقسیم وراثت کے اسلئے پیدا ہوا ہے کہ آپکی نظر مین یہہ بات ہے

کہ سلطنتین مختلف ہون اور ہر سلطنت اپنی اپنی جدا سلطنت کی مضبوطی کے قواعد بنائے -

سلطنت اسلام کو اسکی ضرورت نہین بس اوس غلطی کو جو اولاد کے عدم مساوات سے

ہوتی ہے کیونکر جائز رکہا جاتا اور اسی سے سود کو کیون جائز رکہا جاتا کہ ایسے طریقون سے

اس صورت مین دولت کی ترقی کی ضرورت ہے اسلام کو نہین ہے -

اصل

اصل یہ ہے کہ ... ات تاویل وتطبیق اکثر اون لوگون نے کی ہے

جنکو پوری واقفیت نہ اپنے دین سے ہے نہ فلسفہ اور صنائع سے جب

کہ حکمت اور فلسفہ کو بطور سیر اور تماشا کے دیکھتے ہین پوری ماہیت تو

اوسکے سمجھنے کی اور ترقی کرنے یعنی غلطی نکالنے کی ہوتی نہین حیران ہوکر فلسفہ

کو صحیح اور اسلام کو غلط جان لیتے ہین - چونکہ آبائی طریقہ سے موانست ہے

یعنی اسلام سے ہے اسواسطے باوجود غلط مان لینے کے اوسکو صحیح کرنا

چاہتے ہین اصول کی بات ہے کہ جو کوشش غلط طریقہ سے ہو کبھی ثمرہ

اوسکا نیک نہین ہوسکتا -

Science

تیسری دلیل یہ کہ علم اور سائنس ذریعہ شناخت ما... کا ہین - اگر دینی چیز کے ثبوت مین سے اوٹھا دی جاوین تو وہ ذریعہ ہی باقی

نہین ... چل سکتا ہے -

تیسری د... ذریعہ شنا... ہو تو او... ہو...

جواب ... ضمنا دیا گیا ہے مگر مستقلا بھی بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے

گو تکرار ہو - جواب اوسکا یہ ہے کہ سائنس چند قواعد ہین جنسے ماہیت

اشیاء پہچانی جاتی ہے اور عمل کے طریقے منضبط ہوتے ہین - یہ سب

جواب منکر نہین ...

[illegible] اشیاء کے ہین جو بذریعہ حواس قابلیت ادراک [illegible] کی رکہتے

ہین ۔ پس ابتک سائنس محسوسات مین محدود ہین ۔ جن جن چیزون کا

وجود عقلاً ثابت ہے مگر ماہیت کی نوعیت معلوم نہین وہ حیطہ علوم

(سائنس) سے باہر ہین پس اونسے علوم محدود (سائنس) کو متعلق کرنا سخت

غلط ہے اور اسیطرح یہہ کہنا کہ بغیر سائنس کے کام نہین چلیگا سخت غلط ہے ۔

کیونکہ ہم سائنس کا انکار نہین کرتے یہہ کہتے ہین کہ ہم آپ علوم دین اور قدرت

الہی جسطرح عمل کرتی ہے اوسکے سائنس سے واقف نہین ہین ۔ آپ پہلے اونکے

سائنس کے واقفیت اور ذرایع واقفیت حاصل فرمائے تب ایسے اعتراض فرمائے جب مجرد وجود ثابت ہو اور اثار

وجود ظاہر ہون گو ہمارے سائنس کے احاطہ سے باہر ہون اوسوقت صاف معلوم ہوگا

[illegible] جو چیزین ہماری عقل بالکل مین نہین اتین اونمین اوس حکمت سے

جو ہماری سمجھہ مین آنے کی قابل ہے بہت زیادہ بزرگ حکمت موجود ہے پس معترضین کی

مثال ایسی ہے کہ چھوٹی کنجی سے بڑا قفل کھولنے کا قصد کرتے ہین ۔

مناسب ہے کہ بعض وہ کرشمے قدرت کے بیان کئے جائین جہان اسوقت تک کے ترقی شدہ علوم کے [illegible] اصول در ماندہ ہین

پہلی مثال شرابون کی حالت ہے آپ شرابون مین اس بات پر غور فرمائے کہ گویا

[illegible] سے آتی ہین بطریقہ معینہ کی مطابق جاتے کہ جوتے [illegible] گر گئی ہو

وہ مرجاتے یا زخمی ہوکر گرپڑے - فوج کے لڑانے والے ہمیشہ آگے رہتے ہین -

مگر ہمیشہ آگے کے آدمی مارے ہین جاتے - آگے والے زندہ رہتے اور پیچھے والے مرتے

ہین - ایک سپاہی نے مجھ سے تصدیق کیا کہ ٹھیک آگے والا کھڑا رہا اور بعض فاصلہ کے پیچھے

والا گر گیا - بڑے بڑے سردار آگے رہتے اور لڑاتے ہین - اونمین ایک ہونا یا رتی گئے - وہ کبھی مارے

~~کہ ...~~

ہے کہ خدا کی قدرت باوجود ایسے قواعد کے غالب ہے - اور اسکے اثر سے زیادہ

دوسرے - مثال آجکل کے حالات ہین اونکو بغور ملاحظہ فرمائیے جب یہ رسالہ مینے

لکھا وہ زمانہ آگیا تھا جب جناب ملکہ معظمہ کی شصت سالہ جوبلی ہوئی اوسکی تاریخ ۲۲ ر

جون ۱۸۹۷ء مقرر ہوئی زمانہ بارش کا تھا اور بارش شروع ہوگئی تھی چنانچہ لوگون نے

جا بجا مبارکباد کے جلسون کی تیاریان کین اونمین روشنی کے لیے کاغذی محرابین بنائین

تیار کین جیسے ... اونمین جہاڑ فانوس ٹانگے موسم کے سبب بادل آئے ہوا چلی مگر

پانی ... ہوجائے نہ برسا نہ ایسی ہوا چلی - جب وہ وقت آیا کہ رسم مبارکباد ادا

کیجائے لوگ جمع ہوئے اقبال جناب ملکہ معظمہ کا ذکر ہوا تو رڑکی مین وہان کے حاکم نے

بیان کیا کہ ملک انگلستان مین پانی ہمیشہ برستا ہے اور اس موسم مین کوئی دن ہوگا جو پانی

برسنے سے خالی رہتا ہو مگر جب جناب ملکہ معظمہ کے متعلق جلسے ہوتے ہین مثل سالگرہ وغیرہ کے

ہرگز پانی نہین برستا با خلل انتظام اور اوسکے سامان مین وقفہ نہین ہوتا چنانچہ اسوجہ سے
Queens weather ایک مثل ہوگئی ہے یعنی ملکہ معظمہ کا موسم ایسا ہی
یہان بہی ہوا - لوگ اوسوقت صرف خوش ہوئے لیکن راقم حروف کا ایمان تازہ
ہوا میں ہمیشہ اس بات پر غور کیا کرتا تہا کہ جس کام مین نام ملکہ معظمہ کا آجاتے وہ ہمیشہ
اسیطرح پورا ہوتا ہے جنمین اون اسباب کو بہی دخل تام ہو جو ہماری قدرت سے باہر ہین
مثلاً جب بندوبست ہوتا تہا ہمیشہ فصلین غیرمعمولی طرح پر جہان مینے دیکہا اچہی ہوتی تہین
اور جمع بڑہانے کے ایسے دلائل ملتے تہے کہ اوٹہہ نہ سکین بعد ختم بندوبست وہ صورت
فصلون کی نہین ہوتی تہی مین سمجہا کرتا تہا کہ خداوند عالم موجود ہے جسنے اس سلطنت کو
اقبال اور مضبوطی دے رکہی ہے - یہان خیال فرمائے کہ ہمیشہ ہمیشہ ایسا اتفاق ہونا
کیسے اتفاق کہا جاسکتا ہے کہ موسم کا نام خاص ہوجاے موسم جناب ملکہ معظمہ کے
ہاتہہ مین نہین ہے - آپ غور فرمائے اور قائل ہوجئے کہ اسباب کے بغیر کچہہ نہین ہوتا مگر اسباب
جمع کرنا بلا اسباب ایک قادر مطلق کے ہاتہہ مین ہے جسنے بادشاہونکو ذریعہ انتظام
گردانا ہے - اور وہ قادر مطلق موجود ہے فلسفی کی عقل کچہہ نہین - سوچتے سوچتے
وہ احمق ہوگیا ہے اور محض بے خبر ہے - اوسکا سائنس پر ہونا حماقت ہے مدرکہ عقل کا سائنس اوسمین
تیسری مثال سحر ہے اور وجود ذریعہ سحر کا اگر کوئی غور کرے اور تحقیقات کرے
تو ہوسکتا ہے

تو اوسکو ماننا پڑیگا اسلیئے کہ مینے خود دیکھا کہ سحر ہوا - اور وہ قصہ یہہ ہے کہ مقام موترانی

پور ضلع جہانسی مین ایک اطلاع ہوئی کہ ایک آدمی قوم نوتیان کو سحر سے اسطرح مار ڈالا کہ

ایک کاچہی مسحور رہتا دوسرے ساحرون نے بتلایا کہ جب تک ادن خبائث کو جو اس کاچہی پر

متعین ہین جان نہ ملیگی کاچہی کی جان نہ بچیگی چنانچہ دہوکہ سے یہہ نوتیان بلایا گیا اور ساحرون نے

حلبہ کیا اور اپنے اعمال کیئے تین چار گہنٹہ مین یہہ نوتیان مرگیا اوسیوقت سے کاچہی کو صحت

شروع ہوگئی - اوسکی لعش مینے چروائی اور یہہ دیکہا کہ تمام اعضاء نعش خون سے بہرے ہوئے

ہین دل - دماغ - گردہ - معدہ - طحال شانہ - تمام اجزاء نعش کے اور ہر عضو و رگ کو

محنت سے دہلوایا - تو کوئی رگ پہٹی ہوئی نہ تہی مگر خون پیٹ مین لبالب بہرا ہوا تہا -

ڈاکٹر نے کہا کہ سبب موت کا خون کا اجتماع ان اعضاء مین ہے، مگر یہہ امر کہ خون کہان سے اور

کیونکر آیا دریافت نہین ہوا معدہ کی آلائش ممتحن کیمیا کے یہان بہیجی اونہون نے لکہا کہ

زہر نہین ہے - ڈاکٹر صاحب اور مجسٹریٹ صاحب ضلع چپ رہے کہ وجہ نہین معلوم ہوئی - کچہہ

ہوگی - اوسوقت مجہے یہہ خیال ہوا کہ انسان جب ایک بات و لمین ٹہرا لیتا ہے پہر دوسرے

کی نہین سنتا گو کیسی ہی مضبوط ہو - یہہ مثال تواعد سائنس کے ٹوٹنے کی بہی مثال ہے -

... رسبات کی تو بحث سے سائنس ہی جہان تک رسائی نہین ہوئی

چوتہی مثال سواریون کے تابع فرمانے کی ہے خداوند عالم نے جہان اپنی قدرتون کو

بیان فرمایا ہے ہر جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے یہہ کیا یہہ کیا - مثلاً راتدن پیدا کیئے چاند

سورج پیدا کئے - پانی برسایا - مُردہ زمین کو زندہ کیا - اور ہمنے جانور بنائے اونکو تمہارے
تابع کیا آپ غور فرمائے کہ سواریوں کے تابع ہونیکی اسباب ہین یعنی گھوڑیکو جنگل سے
پکڑ لائے جیسے اسٹریلیا مین پکڑے جاتے ہین اور اونکو مانوس کیجئے - پہلے دیکھئے کہ اوسا
خالق نے جسنے گھوڑا خلق کیا اگر اس جانور مین اُنس کا مادہ پیدا نکرتا پیدا نہوتا - پہر جب
وہ مانوس ہوا اپکو بذریعہ عقل سوجہایا گیا کہ اسکے منہ مین ایسا مادہ ہے کہ وہان نوکیا
سخت چیز ڈالنے سے تمہارا تابع ہوکر حکم مانیگا - یہہ سمجہہ اپکو کسنے دی - کیونکہ ہاتہی کا
منہہ بہی نرم ہے مگر اوسمین یہہ مادہ نہین مانے کا کہ اوسی خالق نے دی جسنے ہمکو پیدا
کیا - پہر گہوڑے کی پشت کو عادی کرنا سکہلایا - پشت مین عادی ہونے کا مادہ پیدا
کیا - پہر اوسکو ایک طرحکا چلنا یا گونبہر صاف ہو جانا سکہلایا - آپ مین سکہلانے اور گہوڑے
مین سیکہنے کا مادہ کسنے پیدا کیا - آپ مین عقل ہے گہوڑے مین آپ کیسی عقل نہین ہے
عقل حیوانی یکسان ہونی چاہئے کم سے کم ایک حیوان کی عقل حیوانی ایک سی ہونی چاہئے
باوجود اسکے ہم دیکہتے ہین کہ بعض گہوڑے ایسے ہین کہ سیکہہ سا کہہ کرکنا نہین مانتے
بگڑ کر سوار کو مار ڈالتے ہین - ایسی بدی یے آتے ہین جو نہین جاتی - فرمائے کہ
اسسے کیا یہہ نہین معلوم ہوتا کہ باوجود بتلا دینے اور دیدینے قوّت تدبیر کے آپکی عقل
مین اور خلق کر دینے مادہ اطاعت کے سواریون مین پہر قدرت الہی برقرار ہے

کہ جس جانور کو چاہے جتنی مدت کے لئے چاہے تابع انسان کا کرے - جسکو نہ چاہے اور جب نہ چاہے

نہ کرے - پس تدبیر محض سبب یکسان نتیجون کا نہین ہے - ہاتہیو کی مثال سے یہ امر کہ اسقدر مادہ اطاعت کا پیدا کرتا ہے

اچہی طرح ظاہر ہوتا ہے - ہمنے دیکہا ہے کہ ہاتہی نے چرکٹے کو مارڈالا فیلبان کی اور باتون مین اطاعت کرتا رہا

جس سے ظاہر تہا کہ اپنی اور ہر نوع انسان کی قوت کو وہ ہاتہی جانتا تہا مگر باوجود اسکے اطاعت سے باہر ہوتا

تہا - اگر قوت و تدبیر باعث اطاعت ہوتی ہاتہی آدمی کا مطیع نہوتا ہر وقت تدبیر اطاعت کہان - یہی مضمون

استعداد ... من اور قدرت ... ابہی کے عمل کا ... سے تیسرے معدوم ہونا ... طارق ...

پانچوین مثال مرضون کی حالت ہے کہ ایک دوا نفع کرتی ہے ایک دوا اوسی مرض مین نفع نہین

کرتی یہانتک کہ دست بند ہونے کی یہ حالت ہے کہ اوسی دوا سے ایک مریض کے بند ہوتے ہین

اور پہر اوسی دوا سے اوسی مریض کے بند نہین ہوتے طبیب ڈہونڈتا ہے کہ غلطی ہے یکر اسباب کو

بہی دیکہے کہ ہمیشہ غلطی ہوتی ہے پس یہ غلطی ہے یا کوئی دوسری قوت ہے جو تدبیرونکو باطل

کررہی ہے - پانی مین ہست نبد ... دوا ڈالی گئی گاڑہ ہوگیا مگر معدہ کا پانی ویسا ہی رہا - اوپر وبائون

کی حالت مین وہی ایک ہوا اب زہر پیدا کرتی ہے لوگ مرتے چلے جاتے ہین اور دفعتہ وہی اثر ہوا کا

ایسا ہو جاتا ہے کہ پہر کوئی نہین مرتا غور فرمائے کہ یہ اثر کسنے پیدا کیا - اور آپنے جب ایک وبا مین کچہ تدبیر

سیکہی دوسری کیسے پیدا ہوئی جیسے وبا ہیضہ اور طاعون - یہ علوم موجودہ سے بالا ہے یا نہین - اور اسکا

... دوسرا ... ہے یا نہین -

چوتہی دلیل یہ ہے کہ مسلمان چونکہ (۱) تقدیر - (۲) علم الہی - (۳) توکل - (۴) دعا کے قائل

ہین اونسے ضرر عظیم پہونچا ہے جب تک ان تینون کا اعتقاد رہیگا عادت محنت کی پیدا نہوگی علم و عمل

(مطابق علم میں ترقی ہوگی - یہ اوسی طریقہ سے جاسکتی ہے جو وسعت تاویل کا اختیار کیا گیا ہے-

جواب اسکا یہی ہے کہ یہ غرابی ناواقفیت کی ہے اصل اصول تقدیر و علم الہی و توکل و دعا رکے ہیں اور اصلی ماہیت قابل اعتراض نہیں ہے افسوس ہے غلطی کے دور کرنے کی کوشش نہیں کیجاتی ان چیزوں سے جو اصل دین میں ہیں انحراف کیا جاتا ہے اسلئے تینوں کی ماہیت اور وجوہ خوبی کے جدا جدا بیان کیے جاتے ہیں-

اول - تقدیر و قضا و قدر - تقدیر اندازہ کرنے کو کہتے ہیں - اوسکا وجود بیان ذیل سے روشن ہے - (۱) جب اللہ تعالے ہر شخص کی عقل اور قوتوں کو متفاوت پیدا کرے لازم ہوگا کہ مقدار اور اندازہ کرے کہ فلاں شخص فلاں مقدار قوت و عقل کا ہوگا اوسوقت یہ بھی لازم ہوگا کہ اندازہ کرے کہ کس قوت و عقل سے کتنے ثمرے پیدا ہونگے مثلاً ایک شخص جو غبی ہے وہ اگر پڑھیگا اور تعلیم پائیگا تو اوسکو ایک مقدار کا علم حاصل ہوگا جو غبی نہوگا اوسکو دوسری مقدار کا علم حاصل ہوگا اور دونوں کے نتائج مختلف ہونگے- یہ امر بمقدار اور وجہ اختلاف ظاہر ہے کہ کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا - پس ذہین آدمی کے ثمرے اور غبی آدمی کے ثمروں کا اختلاف کے ساتھ ہونا تقدیر ہے (۲) جب خداوند عالم سامان رزق پیدا کرے بغیر اندازہ کے پیدا کرنا لغو ہوگا - وہ بھی تقدیر ہے - (۳) جسمیں سامان ترفہ اور ثروت بھی داخل ہیں اور وہ بھی تقدیر ہے (۴) امور باہم کے ساتھ اور امور کو ملائے اور مثال کے لئے تجارت پر خیال فرمائے - ایک اچھی عقل کے آدمی نے تجارت کے لئے مال لندن سے منگایا - وہ مال ڈوب گیا - ایک کم عقل کے آدمی نے منگایا وہ نہ ڈوبا تو ثروت اور ترفہ کے ذریعے بدل گئے - یہ وہی تقدیر ہے جسکے ہم بھی قائل ہیں-

جواب کے معنی اس پیشگوئی کے صحیح ہیں

اول معنی تقدیر اور اوسکی تشریح

۵۷۲

دوام است

واضح رہے کہ یہ تقدیر ہے - اتفاق نہین ہے - اسلیے کہ اگر ان چیزون کو اتفاق مانا

جائے تو دنیا مین جسقدر ہو رہا ہے بے قاعدہ ہو جائیگا - اگر آپ مانتے ہین کہ حق تعالے

قادر ہے تو اتفاق کوئی چیز نہین ہو سکتا اتفاقات قدرت مین

بے سوچی ہوئی بات نہین ہین - اگر اتفاقات بلاوجہ مانے جائین یہ معنی ہوتے ہین کہ نظم دنیا

مین نہین ہے - حالانکہ صریحا موجود ہے مثلاً اگر انتظام نہوتا تو مرد اسقدر پیدا ہوتے کہ اونکو عورتین

نہ ملتین اور یا عورتین اسقدر پیدا ہوتین کہ اونکو مرد نہ ملتے - رجسٹر فوتی و ولادت کے دیکھنے

سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت ہر گانون تک مین برابر کے قریب ہوتی ہے تھوڑی سی کمی بیشی

بچون کی حیات اور ممات کی نظر سے ہے اور اس نظر سے کہ معاملت دوسرے موضعون سے ہوتی ہے -

بعض ملکون مین عورتین مردم شماری مین زیادہ نکلتی ہین وہ اسلیے ہے کہ یا مرد لڑائیون مین

مارے گئے یا دوسرے ملکون مین ہین مثلاً عدن چونکہ فوج ملکونمین ہے تعداد مردم شماری

عورات زیادہ ہے دلیل یہ ہے کہ کوئی عورت جن ملکونمین نکاح اور طریقون سے ہوتا ہے بے نکاح

کے نہین رہتی سب کو مرد ملجاتے ہین مثلاً غلہ اتنا ہی پیدا ہوتا ہے کہ صرف ہو جائے اور صدہا

اسکی مثالین ہین - پس تقدیر کا مان لینا ضروری ہے - اور میرے خیال مین سوچنے والا

اوس سے انکار کر ہی نہین سکتا - لیکن اس طریقے پر تقدیر کو مان لینے کے بعد ضرورت

تدبیر کی نہین جاتی اسلیے کہ ایک چیز خلق ہونا ہے ایک چیز شے عطیہ کو جو ساتھ خلقت کے

ملی سے کام مین لاتا ہے - جو شخص قوی ہو وہ اگر ہاتھ پاؤن نہ ہلائے قوت حاتی رہیگی

اور یہ خلقت مفقود ہو جائیگی قوی کمزور ہو جائیگا - کمزور جو ہاتھ پاؤن ہلائے وہ اوس

قوی سے زور آور ہو جائیگا - پس ... ہو نچنا جہانتک پہونچنا باعتبار ہر واحد

کی خلقت کے ہو سکتا ہے اپنے اختیار مین ہے - واقع مین جیسا مشیت مین اختیار داخل ہونے

کا بیان پہنے جواب سوال دوم مین کیا ہے تقدیر مین ہی اختیار داخل ہے - اور جیسے ہر چیز کا علم

اللہ تعالی کو ہے بیان ہی اوسی پر خیال فرمائے - اسباب کا بہی علم ہے کہ آپ اختیار کہانتک

کام مین لائیگے - جیسا وہ سلب اختیار نہین ہے تقدیر مانع تدبیر نہین ہے - چونکہ یہ نازک بات

ہے اسلئے ہر فہیم کا آدمی اسے نہین سمجہتا - غلطیان کرتا ہے اور کاہلی اوسکی مددگار ہوتی ہے چنانچہ

غلطی یہ ہوتی ہے کہ تدبیر یعنی کوشش کو درستی اسباب مین جسکا عملمین لانا ضرور ہے عمل مین نہین لائی جاتی جب اسباب

پیدا کرنے مین کاہلی ہو یا یہہ مانا جائے کہ بلا اسباب سب کچہہ ہوتا ہے وہ تقدیر پر عمل مانا

جاتا ہے جو غلط ہے اسلئے کہ آپ بلا اسباب کچہہ نہین کر سکتے جو بلا اسباب ظاہر کچہہ کرتا ہے

اور دوسرے اسباب پیدا کرتا ہے وہی تو خدا ہے - آپ مسلمانون کو اصل حقیقت سے

خبر دیجے اونکو بیدار فرمائے - جب وہ اصل شے کا اعتقاد کرین غلطی نکرینگے - اصل تقدیر

سے انکار کو ذریعہ اونکے بیدار کرنے کا نہ گردانئے -

دوسرے علم الہی - ذکر اسکا بار بار ہو چکا ہے لیکن بیان ہر اوسکا ذکر مناسب ہے -

واضح ہو

واضح ہو کہ وجہ شبہ کی یہ ہے کہ حق تعالے خالق مخلوق و قوت مخلوق ہے پس اوسنے خلق

اسطرح فرمایا ہے کہ اوسنے وہی افعال صادر ہوں جو ہو رہے ہیں اور جان بوجھکر بنایا ہے کہ وہی

افعال صادر کریں ۔ یہ شبہ غلط ہے اور تمام کتاب میں بذریعہ بیان اختیار اسکا جواب دیا گیا ہے

خصوصاً بحث مشیت میں ضرورت اعادہ نہیں ۔ اللہ تعالی کی نسبت علم آثار و نتائج کا پیدا

ہونا بظاہر علت اور سبب آثار کا معلوم ہوتا ہے ۔ غلطی اوسکی یہ ہے کہ افعال خلائق بذریعہ

اس علم کے پیدا نہیں ہوتے خود مخلوق خالق اپنے اپنے افعال کی ہے اور نتائج آثار کا علم بطور علم

خواص اشیاء کے ہے (بمرور سنی نگاہ) ۔ یعنی وسعت علم الہی سے اللہ تعالے کو معلوم ہو گیا ہے کہ اختیار دینے سے

یہ آثار و نتائج پیدا ہونگے ۔ پس خلق ہونا افعال کا مخلوق میں بسبب علم کے نہیں ہے ۔ بسبب اختیار

ہے اور علم و تقدیر الگ چیزیں ہیں اور اختیار الگ چیز ہے ۔ معنی یہ ہیں کہ اختیار دیا جاتا ہے مگر ہمکو

معلوم ہے کہ تم ایسی (ہوشیاری یا) حماقت کرو گے کہ بطور مناسب اختیار کام میں لاؤگے یا نہ لاؤگے اور اسلئے یہ

نتیجے پیدا ہونگے ۔ اگر یہ علم نہو تا آخر کو بعد اختیار دینے کے عالم اللہ تعالی کے بس میں نہ رہتا پس یہ

دو چیزیں ہیں ایک تدبیر الہی دوسرے افعال مخلوق ۔ دونوں کو الگ سمجھنا چاہئے ملانا نہیں چاہئے ۔

ہمارا کام یہ ہے کہ جسقدر ہمکو اختیار ہے اوسکے مطابق کام کریں اللہ کا کام یہ ہے کہ بعد دینے اختیار کے

اپنی تدبیریں فرمائے ۔ ہمارا کام عمل ہے اوسکا کام علم ہی ہے ۔ اور وہ علم سبب مجبوری کا نہیں ہے ۔

پس دیکھئے کہ خیال علم و تقدیر کی غلطی کے ذریعے جواب ہدایت مسلمانوں کو کرتے ہیں یہ ہی غلط ہے ۔ اوسکے تقدر غلط ہے ۔

آجکل کے اہل دنیا تقدیر کے اور علم کے مسئلہ سے اعراض اور اوسپر اعتراض سخت تعجب میں

ڈالنے والی چیز ہیں - اسلئے کہ سلطنت ہر چیز کا بجٹ بناتی ہے ہر صیغہ کا بجٹ علحدہ بناتے علی گڈہ (یعنی اندازہ کرتی ہے)

کالج میں بھی بناتے ہیں پس کیا جناب باریتعالے جو حکیم علیم ہے بجٹ بنانے سے غافل ہے - لا حول

ولا قوۃ - جیسے بجٹ بنادینا مجبوری نہیں آپ سمجھ لیجئے کہ تقدیر و علم بھی ذریعہ مجبوری نہیں ہے -

بجٹ اور تقدیر ایک چیز ہیں - چنانچہ جناب امام زین العابدینؑ دعا اوا[illegible] میں ارشاد فرماتے ہیں -

وعلمنی [illegible] جسکا ترجمہ یہ ہے کہ و بیا موزان مرا نیکی اندازہ خرچ - انسان جب مخلوق الہی ہو

اور اوسکو دنیا مقصود ہو تو نیکی اندازہ خرچ لازم ہوئی اور جب تک ہر مخلوق کا خرچ مقدر

نہ کرلیا جائے مجموعہ خرچ مقدر نہیں ہو سکتا - ارشاد امامؑ صاف دلیل اسبات کی ہے کہ اللہ تعالی

ایسا صحیح تقدیر خرچ کرنے والا ہے یعنی بجٹ بنانے والا کہ اوس سے سیکھنے کی خواہش ہے -

توکل کی شرح

[illegible] توکل کے معنی ہیں اپنی عاجزی کا اقرار کرکے دوسرے پر اعتماد کرنا - پس یہ عین ایمان ہے

کہ ہم خدا کو خدا جانتے ہیں - اپنے آپ کو بندہ جانتے ہیں - چونکہ اوسنے ہمکو پیدا کیا ہے اور وہ

قادر مطلق ہے ہم اوسکے مقابلہ میں عاجز ہیں - اسلئے اوسپر اعتماد کرتے ہیں کہ جسنے ہمکو پیدا کیا

وہ ضرور ہمپر مہربان ہے - سوائے سزا دینے کے جو ہماری برائی روکنے کے لئے ہو وہ ہمارے

ساتھ برائی نہیں کرسکتا پس جو ایماندار ہے وہ ضرور اللہ کی مہربانی پر بھروسہ

کریگا - اگر نہ کرے اوسنے اللہ کو نہیں پہچانا - پس توکل کمال ایمان کے بعد پیدا ہو سکتا ہے -

توکل کی بابت

توکل کی بابت جو غلطی ہے وہ یہ ہے کہ توکل میں ہماری مثال اچھے نوکر کی ہونی چاہیے

یعنی کام اچھا کریں۔ محنت سے روٹی پیدا کریں عبادت کریں۔ بھیک نہ مانگیں۔ ہاتھ پاؤں

جو اختیار کا ذریعہ ہیں اونکو بیکار نہ کردیں۔ اوسکے بعد بھروسہ اللہ پر کریں کہ وہ محنت کا

(۳۲۱) پھل بقدر ہماری وسعت اور اپنی مرضی کے جسکی وہ ہمکو لائق سمجھتا ہے دیگا چنانچہ

اب بھی جو نوکر ایسے ہوتے ہیں کہ آقا پر بھروسہ کرتے ہیں اون نوکروں سے جو بھروسہ

نہیں کرتے کہیں اچھے رہتے ہیں پھر بجائے اچھے نوکر ہونے کے بُرے نوکر بن جاتے ہیں

بلکہ یہ معنی پیدا ہوئے ہیں کہ معاذ اللہ اللہ ہمارا نوکر ہے وہ اپنے ہاتھ سے منہ میں

روٹی بدون ہاتھ ہلائے ہوئے ڈالدیگا۔ اور ہاتھ کی قوت کو بیکار کردیگا۔ ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ

اوسکو سستی کی سزا ہوگی یہ توکل نہیں ہے اصل میں باجی ہیں ہے۔ الغرض توکل منافی تدبیر

نہیں ہے جسکے لیے آپ کوشش فرمارہے ہیں کہ مسلمان کوشش سیکھیں اور ترقی کی تدبیر

کریں۔ آپ ارشادات نبوی کو دیکھئے چنانچہ منقول ہے کہ جب آیات توکل نازل ہوئیں۔ (جیسے

~~[illegible]~~ رب المشرق والمغرب لا اله الا هو فاتخذه وکیلا

(یعنی چونکہ وہ مشرق اور مغرب یعنی تمام جہان کا مالک ہے اور اوسکے سوا کوئی معبود نہیں تو اوسیا

کو اپنا معبود کارساز سمجھو اور وکیل بناؤ۔ وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون (یعنی اللہ پر توکل والوں

کو توکل کرنا چاہیے۔) لوگوں نے اپنے گدھے وغیرہ نہ باندھے وہ رات کو آپس میں تڑنے لگے۔

اسوقت جناب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد صادر ہوا کہ پہلے گھٹنا باندھ لیجئے

تب توکل فرمائے - اوسکے معنی یہی ہین کہ اختیار کو ضائع نہین کیا جاتا - اور اللہ مسبب الاسباب

وہ اسباب کو بلا ضرورت کے نہین توڑتا - لیکن اسباب ودیگر نتیجون کے پیدا کرتا ہے بس توکل

لازم ہے - مثلاً پانی برسنا اور زمین نرم ہو کر گڈھے کھل جانا وقس علی ھذا بہت سے اسباب

جو قوت بشری سے خارج ہین - الغرض کافی ہے کہ مسلمانون کو اصل معنی توکل کے بتلائے

جو جناب رسول خدا صلعم نے فرمائے ہین توکل کو برا نہ کہتے اور اسلئے ایسی چیز کو اسلام سے

مفقود نہ فرمائے جو عین اسلام ہے شیخ سعدی نے اسباب مین جو ایک قطعہ کہا ہے کسقدر

صحیح بیان ایسے امور کا ہے = رزق ہر چند و بیگمان برسد ؛ شرط عقل است جستن از درہا

+ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ؛ تو مرو در دہان اژدرہا + —

دعا - اب دعاء کے مسئلہ پر غور فرمائے - اول دیکھئے کہ دعاء کیا چیز ہے - اور پھر دیکھئے کہ اوسکا

حکم کسنے دیا - پھر دیکھیے کہ وہ غلط کیون مانی جاتی ہے - اور غلط ماننا اوسکا صحیح ہے یا نہین -

دعاء اور ندا کے لغت مین ایک معنی ہین - یعنی پکارنا - لیکن اصطلاح و عرف مین دعاء کے معنی

رغبت کرنا اللہ تعالے کی طرف اور اوسی سے طلب رحمت کرنا بطریق فروتنی اور حاجت کا مانگنا -

اور کبھی کبھی دعاء کے معنی تحمید اور تقدیس کے بھی ہوتے ہین - یعنی اللہ کی تعریف کرنا

اور کہنا کہ وہ پاک ہے تعریف کرنا بھی ایک قسم کی طلب ہے - اب یہ دیکھنا ہے کہ دعا کا حکم کسنے

دیا ہے

دیا ہے - ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے خود دیا ہے اور دعا کرنے کو بصیغہ امر ارشاد فرمایا ہے

اور قصے بھی بیان کئے ہین کہ اللہ تعالے نے دعائین حاجتون مخلوق کی قبول فرمائی ہین -

بعض آیات جنمین حکم دعا ہے نقل کرتا ہون - ادعونی استجب لکم - دعا کرو مجھے

استجابت کرونگا تمہارے لئے - ادعوا ربکم - دعا کرو اللہ سے - و اذا سالک

عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی

ولیؤمنوا بی لعلہم یرشدون - ترجمہ اے پیغمبر جب ہمارے بندے تجھ سے

ہمارے بارہ مین دریافت کرین تو اونکو سمجھادو ہم اونکے پاس ہین - جب کوئی

ہم سے دعا کرے تو ہم ہر ایک دعا کرنے والے کی دعا کو سنتے ہین تو اونکو چاہئے کہ ہمارے

حکم بھی مانین اور ہم پر ایمان لائین تاکہ وہ سیدھے رستے لگین - و اسئلوا اللہ

من فضلہ - یعنی اللہ سے اوسکا فضل مانگتے رہو ظاہر ہے کہ یہ حکم دعا ہے - یہ تاویل

کرنا کہ معنی اسکے محض اللہ کو پکارنے کا حکم ہے جسکو اللہ سن لیگا اسلئے غلط ہے کہ اس چلانے

سے اگر فائدہ نہین ہے تو حکم کیون ہے - اور اگر فائدہ ہے تو یہی ہے کہ جب کسیکو دنیا مین بلانے

سے مدد ملتی ہے اللہ کے یہان سے بھی ملیگی - اللہ جسکی سن لے اوسے سب کچھ ملگیا - علاوہ برآن دعا کے معنی حاجت مانگنا

اسکے یہ وہ معنی ہین کہ انبیاء اور اولیاء اور تمام مسلمانون نے باستثناء بعض مشککین اور

فلسفیون کے سمجھے ہین - ان معنون کی تائید خود خداوند عالم نے قصص ذیل بیان کرکے فرمائی ہے -

چنانچہ سورہ مریم مین ارشاد ہوا۔ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى

رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا

وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ

امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ

يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ

امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ

لِّيْ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى

قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝

اے پیغمبر اوس مہربانی کا مذکور ہے جو تمہارے پروردگار نے اپنے بندہ زکریا پر کی

تھی۔ کہ جب اونہون نے اپنے پروردگار کو دبی آواز سے پکارا (اور دعا کی) کہ اے میرے

پروردگار میری ہڈیان کمزور ہو گئی ہین اور سر سفیدی سے آگ کی طرح چمک رہا ہے اور اے

میرے پروردگار تیری جناب مین دعا کر کے مین کبھی محروم نہین رہا اور میرے پیچھے مجھکو

اپنے چچازاد بھائیون سے خوف ہے۔ اور میری بی بی بانجھ ہے پس اپنی طرف سے مجھکو ایک

جانشین یعنی فرزند عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو۔ اور نسل یعقوب کا بھی وارث ہو۔

اور اے پروردگار

اور اے پروردگار اوسکو پسندیدہ کر - (خدانے فرمایا) اے زکریا ہم تمکو ایک لڑکے کی

خوشخبری دیتے ہین جسکا نام یحیٰ ہوگا اور (اس سے پہلے اس نام کا کوی آدمی پیدا نہین کیا زکریا

نے بتقاضاء بشریت عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے یہان لڑکا کیسے ہوسکتا ہے -

اور حال یہ ہے کہ میری بی بی تو بانجھ ہے اور ضرور پہونچ گیا ہون مین حد سے زیادہ بڑہاپے کو -

فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا - تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تمکو اس عمر مین بیٹا دینا ہمارے لیے آسان ہے

اس سے پہلے ہمین تمہین پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بہی نہ تھے - زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار

اسیات کی کہ میرے بیٹا ہوگا مجھے کوی نشانی بتا - فرمایا کہ تمہاری نشانی یہہ ہے کہ تم برابر

تین رات دن لوگون سے بات نہین کروگے - پہر زکریا محراب سے نکلکر اپنے لوگون کے پاس آئے

تو اشارہ سے اونکو سمجہا دیا کہ صبح و شام خدا کی تسبیح مین معروف رہو - (غرض یحیٰ پیدا ہوئے) -

تنبیہ یہہ مقام ظاہر کرتا ہے کہ دعا جب ایسے نیک کام کے لیے ہو معجزے کے طور پر بظاہر بلا

اسباب قبول ہوتی ہے کیونکہ بڑہاپا اور عقر و بانجھ ہونا طبعاً مانع ولادت ہین -

قصہ نوح

پہر سورہ نوح مین ارشاد ہوا ہے - [illegible] الارض من الکفرین دیاراً

ترجمہ اور نوح نے کہا کہ اے میرے پروردگار کافرون مین سے کوئی رہنے والا

زمین پر نہ چھوڑ - اور سورہ مومنون مین ارشاد ہوا ہے - فاوحینا الیہ ان

اصنع الفلک باعیننا و وحینا فاذا جاء امرنا و فار التنور فاسلک

فيها من كل زوجين اثنين و اهلك الا من سبق عليه القول منهم و لا

تخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون ٥ فاذا استويت انت ومن

معك على الفلك فقل الحمد لله الذي نجانا من القوم الظالمين ٥

ترجمه اسپر ہمنے نوح کیطرف وحي بہيجي کہ ہمارے سامنے اور ہماري وحي سے ایک

کشتي بناؤ پہر جب ہمارا حکم آئے اور تنور ابلنے لگے تو ناؤ مین ہر قسم کے جوڑے. دو

دو بٹہالو اور اونکے ساتہہ اپنے لوگون کو بہي - مگر اونمین سے جنکي نسبت پہلے سے غرق ہوگا

حکم ہو چکا ہے اونکو نہین - اور جن لوگون نے نافرمانیان کي ہین اونکے بارہ مین ہمسے کچہہ

گفتگو نہ کرنا کیونکہ وہ بہر حال ڈوبے جائینگے - پہر جب تم اور تمہارے ہمراہي سب اطمینان سے

کشتي مین بیٹہہ جاؤ تو کہو کہ خدا کا شکر ہے جسنے ہمکو ان ظالمون سے نجات دي - پہر سورہ انبیا

مین فرماتا ہے ونوحا اذ نادی من قبل فاستجبنا له فنجینه واهله من الکرب العظیم ٥

خلاصہ ترجمہ - جب نوح نے ہمکو پکارا تو ہمنے اونکو اور اونکے اہل کو بڑے کرب سے نجات دي -

تنبیہ - اس سے اثر دعا ایسا تک معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح کو منع کیا گیا کہ تم اب کیسیکے بچانے

کي دعا نکرنا - اور دعا سے بڑي سختي سے نجات ہوئي -

پہر سورہ طہ مین ارشاد ہوا ہے - اذ هب الی فرعون انه طغی ٥ قال رب

اشرح لي صدري ٥ و یسر لي امري ٥ و احلل عقدة من لساني ٥ یفقهوا

قولي

قال واجعل لي وزيرا من اهلي ○ هرون اخي ○ اشدد به ازري ○

واشركه في امري ○ كي نسبحك كثيرا ○ ونذكرك كثيرا ○ انك كنت بنا

بصيرا ○ قال قد اوتيت سؤلك يموسى ○ ترجمہ اب تم فرعون کے پاس جاؤ اوسنے

بہت سر اوٹہا رکہا ہے - موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرا سینہ کہولدے -

اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر - اور میری زبانمین جو لکنت ہے اوسکو بہی کہولدے

تاکہ لوگ میری بات سمجہین - اور میرے کنبہ والون مین سے میرے بہائی ہارون کو میرا

وزیر کردے اور میرے کام مین اونکو شریک کر تاکہ ہم کثرت سے تیری تسبیح کرین - تیری یاد بہت

کرین - تو ہی ہماری دیکہہ بہال کرنے والا ہے - فرمایا اے موسیٰ تمہارا سوال تمہین دیا گیا -

تنبیہ یہان خاص لفظ سوال استعمال فرمایا ہے - اگرچہ بمقام دعا

قصہ حصول دعا ایوب

پہر سورہ انبیا مین ارشاد ہوا ہے - وايوب اذ نادى ربه انى مسنى الضر وانت ارحم الرحمين

فاستجبنا له فكشفنا ما به من ضر واتينه اهله

ومثلهم معهم رحمة من عندنا وذكرى للعبدين ○

ترجمہ اور ایوب کی وہ حالت یاد کرو جب اوہونے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجہکو بیماری

لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے - تو ہمنے اونکی فریاد

سنلی اور جو دکہہ اونکو تہا اوسکو دور کردیا - اور اونکو اونکے اہل و عیال عطا فرمائے بلکہ

اونکے ساتھ اوتشفہ بہی اور - یہ محض ہماری مہربانی تہی اور اسلئے کہ عبادت کرنیوالوں کے لئے یادگار ہو -

پہر سورہ انبیا مین ارشاد فرماتا ہے - وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ اور ذوالنون (یعنی یونس کو یاد کرو) جب خفا ہوکر (اپنی قوم سے) چلدئے اور گمان یہ ہوا کہ ہم تنگی نہ کرینگے اونپر بس پکارے وہ تاریکیون مین تیرے سوا کوئی معبود نہین تو پاک ذات ہے ضرور مین ظالمون سے تہا تو ہمنے اونکی فریاد سن لی اور اونکو غم سے نجات دی اور ہم ایمان والون کو اسیطرح نجات دیتے ہین -

تنبیہ - یہ ترغیب بہی دعا کے لئے ہے - حضرت یونس نے مچہلی سے نجات پائی تہی -

پہر ارشاد ہوا ہے - اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

ترجمہ آیا کون ہے کہ جو سنتا ہے گہبرائے ہوئے بے بس کی جبکہ وہ پکارتا ہے اوسے اور کہول دیتا ہے اوسے اور دور کرتا ہے مصیبت کو -

افسوس ہے کہ منکرین دعا اتنی موٹی بات نہین سمجہتے کہ دعا سے بیٹا ملا - اور کسکو بانجہ بوڑہے کو - دعا سے رتبہ ملا کہ نبی تہی اور وزیر ہوگیا - دنیا غرق ہوگئی - بیماریان اچہی ہوگئین - مچہلی سے زندہ درگور کو نجات ملگئی - بس دیکہئے دعا فرض ہے یا نہین اور اوسمین اثر ہے یا نہین -

ان ثمنا ون پر

ان مثالون پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دعاؤن مین دو طرح کے اثر ہین

ایک الفاظ مین - ایک بلا خیال الفاظ محض طلب و دعا مین -

ثبوت دعا کے اثر کا

الفاظ کے اثر کا ثبوت - خود خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے لو انزلنا ھذا القرآن [illegible] لرأیتہ [illegible] خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ - ترجمہ (اے پیغمبر) اگر ہم یہ قرآن

325

کسی پہاڑ پر اوتارتے تو تم اوسکو دیکھ لیتے کہ خدا کے ڈر کے مارے جھک گیا ہوتا اور پھٹ

پڑا ہوتا - تاثیر اس ارشاد سے اسلئے ثابت ہے کہ اگر پہاڑ فہم مین مثل آدمی کے ہوتا تو ضرورت

اس بیان کی ہوتی - بلکہ یہ معنی ہین کہ ایسی تاثیر پیدا ہوتی اور الفاظ قرآنی سے کہ انسان

بوجہ اختیار ایسا ہے کہ اوسکا یہ حال نہین ہوتا اوسمین ڈر کا مادہ پیدا ہوکر وہ مادہ اوسے

پہاڑ دیتا علاوہ اسکے اثر الفاظ کا ثبوت یہ ہے کہ ہر مطلب کے لئے علحدہ الفاظ کی

دعا منقول ہے چنانچہ کتابین اسکے لیے تدوین ہو چکی ہین - صحیفہ علویہ و صحیفہ کاملہ مہج الدعوات

و حصن حصین و سفینۃ النجاۃ اور بہت سی کتابون کو دیکھئے - اگر ایسا نہوتا یہ نوبت نہ آتی -

خواص سورہ ہائے قرآنی جو تفاسیر مین منقول ہین وہ بھی ثبوت اثر کا ہین -

- اس سے بھی قطع نظر کلام مین تاثیر کی نسبت ہر شخص

کچھہ نہ کچھہ قائل ہے - ایک بیان کو بری طرح سے کیجئے اوسیکو اچھی طرح سے کیجئے اثر دوسرا ہوگا-

بعض آثار جو بیان مین مثالون کے لکھے گئے ہین اوس سے مفہوم ہوتا ہے کہ کلام مین تاثیر خاص ہے

اور پھر اوسی سے نکلا ہے جب ایسے کلام مین تاثیر ہونا ممکن ہے کہ اللہ تعالی کے کلام مین ہمارے فائدون کے تاثیر ہو

محض طلب کا اثر ارشاد مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ جب مضطر ہوکر دعا کرتے ہو تو کون برائی دور

کرتا ہے - یہہ علی العموم عنایت اور کمال شفقت ہے اور یہہ صرف مانگنے سے ملجاتا ہے -

سوء فہمی دعا — اب دیکھئے کہ دعا غلط کیون مانی جاتی ہے - اوسمین دو طرح کے خدشات پیدا ہوتے ہین -

اول دین کے مذاق پر - دوسرے اہل دنیا کے مذاق پر -

[illegible] — اہل دین کے مذاق پر اعتراض اور جواب مناسب ہوگا کہ کلام علماء دین سے نقل کیا جائے -

میر سید علی خانصاحب کی تقریر کا خلاصہ یہہ ہے بعض متکلمین جو محض ظاہر پر عمل کرتے ہین

اونکو یہہ وہم باطل پیدا ہوتا ہے کہ دعا مین کچھہ فائدہ نہین - اسلئے کہ اگر مطلوب ایسا ہے

~~[illegible]~~ کہ ضرور ہوگا اور اللہ تعالی کے علم مین اوسکا ہونا گذر چکا ہے اور حکم قضاء و قدر

جاری ہوکر قلم نے لکھہ دیا ہے [illegible] تو ضرور ہوگا اگر ایسا نہین ہے

نہین ہوگا پس دعا سے اوسمین کمی اور بیشی نہین ہوسکتی - علاوہ اسکے اگر دعا نیک

کام کے واسطے ہے جسمین بندون کی مصلحت اور بہتری ہے تو اللہ جواد ہے یعنی سخی

وہ بخل نہین کرسکتا - اس سے بہی قطع نظر عمدہ بندون کے لئے ایک مقام مقام رضا ہے یعنی

اللہ تعالے کے احکام پر راضی رہنا - اور نفس کشی کرنا جسمین تذ تو نکا کم کرنا چاہئے دعامین
معروف ہونا اسکے خلاف ہے - یہہ گمان نہایت فاسد اور نہایت سخیف ہے اوسکو وہی شخص کریگا
جو اصول حقائق سے بے خبر ہے نظر اوسکی صحیح نہین - اسلئے کہ دعا وہ چیز ہے جو قضا کا مقابلہ
کرتی ہے - (یعنی حکم الہی کا) - یہہ مقابلہ اس حیثیت سے کہ وہ فعل بندہ کا ہے نہیں ہے - اس حیثیت سے
(32b)
تو قضا حاکم ہے - اگر حکم ہوتا دعا ہوتی پس وہ مقابلہ حیثیت فعل الہی سے ہے - یعنی اللہ نے
حکم دیا ہے کہ دعا کرو مین قبول کرونگا - اور اپنے پروردگار سے مانگو - پس اس حیثیت سے
دعا جسطرح پیدا ہوتی ہے قضا اور حکم اوسیطرح پیدا ہوتا ہے - اور اسلئے قضا کو غلبہ دعا پر نہین
کیا معنی کہ دونون اللہ کیجانب سے ہین اور دعا اور وہ حالت جو وقت دعا پیدا ہوتی ہے بطور
ترجمان کے ہوتی ہے کیونکہ دعا خود تو ان ان نے کی ہی نہین - اللہ نے حکم سے کی ہے - جو شخص
کسیکے حکم سے کوئی کام کرے اوسکا کرنا خود حاکم کا کرنا ہوتا ہے مثال اوسکی یہہ ہے کہ بادشاہ
کسی نوکر کو حکم دے کہ اوسکے بیٹون مین سے کسی ایک کو مارو - پس یہہ ہاتھ نوکر کا اوسوقت
بادشاہ کا ہاتھ سمجہا جائیگا - اگر وہ ہاتھ اوسوقت بہی نوکر کا ہاتھ سمجہا جاوے تو بہلا خادم
اور نوکر کی مجال ہوسکتی ہے کہ بادشاہ کے بیٹے پر دست درازی کرے - بلکہ ہاتھ جہان
ہے وہین رہ جائیگا - آپ جانتے ہین کہ دعا ہمارے اوپر حکم ہے اسپر نہین ہے اللہ کا
حکم سب پر غالب ہے پس جب دعا کو اس حیثیت سے دیکہیگا اور وہ قضا کی برابر ہوگی

توقضا اور دعا دونون ایک دوسرے کا علاج ہونگی اور حکم الہی جبکی مدد کریگا وہی غالب
ہو جائیگی - یہہ بیان بعض اہل تحقیق کا ہے - نظام نیشاپوری نے تفسیر آیہ وَاِذَا سَئَلَکَ
عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ - مین ارشاد فرمایا ہے کہ تمام عقلا کے نزدیک دعا اعظم مقامات
عبودیت مین سے ہے اور قران اسپر ناطق ہے کہ دعا صحیح چیز ہے اور صدیقین کی ہمیشہ
قبول ہوتی ہے اور احادیث و ادعیہ ماثورہ اس سے بہری پڑی ہوئی ہین - اسقدر کثرت
ہے کہ انکار اور تاویل نہین ہو سکتی - سبب عقلی اوسمین اور کیفیت دعا مین یہہ ہے کہ اللہ تعالے
کے علم مین جو کچہہ گذرا ہے اور جو اوسنے حکم دیا ہے بندہ کو معلوم نہین - عقل سے پوشیدہ ہے -

۶۸۹

حکمت الہی اسکے مقتضی ہوتی ہے کہ بندہ خوف و رجا یعنی امید و بیم مین معلق رہے
ایک طرف نہ ہو جائے - کیونکہ بندہ ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے اور تکمیل بندہ ہونے کی یہی ہے -
اسی طریقہ سے مسئلہ تکلیف صحیح ہوتا ہے یعنی اوسپر سے اعتراض اوٹہہ جاتا ہے
کیونکہ وہان بھی یہی ہے کہ اللہ تعالے کے حکم سے سب کچہہ ہوتا ہے اور اوسکے قضا و قدر جاری
ہین باوجود اسکے تکلیف دی گئی ہے یعنی بندہ کو مکلف بنایا ہے کہ وہ کام کرے
بدلا پائے - چنانچہ اسکی تائید اوس روایت سے ہوتی ہے جو حضرت جابر سے منقول ہے کہ
سراقہ ابن مالک حضور اقدس جناب رسالتمآب مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے
دین کی توضیح فرمائے - گویا ہم آج پیدا ہوئے ہین پس کس چیز مین عمل کرینگے جو اللہ تعالے نے
لکہ دیا ہے ،

لکھہ دیا ہے اور پہلے سے مقدر کر دیا ہے یا وہ کرینگے جو آئندہ ہوگا۔ جواب مین ارشاد ہوا
کہ وہی جو اللہ نے پہلے سے مقدر کر دیا اور لکھہ دیا ہے۔ سراقہ نے عرض کیا کہ پس عمل کیون
کرین۔ جواب مین ارشاد ہوا کہ عمل ضرور ہے کیونکہ ہر شخص کے لئے وہ چیز کہ جسکے لئے وہ خلق ہوا ہے
آسان کر دی گئی ہے اور جو عامل ہوگا وہ مطابق علم الہی کے عمل کریگا۔ اس حدیث سے ثابت

(327)

ہوتا ہے کہ آنحضرت نے دونون امر مین بندہ کو معلق ظاہر فرمایا ہے پہلے ڈرایا ہے کہ خدا نے پہلے
سے مقدر کر دیا ہے۔ پھر رغبت دلائی ہے کہ عمل کرو۔ اور دونون باتون مین سے ایک کو ہی
ترک نہین فرمایا اسی سبب سے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جو چیزین دنیا مین انسان کو
میسر آتی ہین وہ بحالت بندگی بسبب عمل کے میسر ہوتی ہین اور اسلئے میسر آتی ہین کہ اللہ تعالے
نے قبل خلق انسان اونکو مقدر کر دیا ہے اور وہ میسر آنا بسبب عمل کے ہوتا ہے لیکن ضرور ہے
کہ میسر اور مسخر مین فرق کیا جائے تاکہ آدمی گرداب قضا و قدر مین ہلاک نہو جائے پھر نظام
کہتے ہین کہ اسیطرح رزق اور کسب یعنی کمانے مین بحث ہو سکتی ہے حاصل جواب یہ ہے
کہ اسباب اور ذریعے اور طریقے ہر امر مین لازمی چیز ہین اس عالم مین بغیر اسباب کے کچھہ نہین
ہو سکتا لیکن جہان بہت سے اسباب ہین جنکے سبب سے حاجتین پوری ہوتی ہین ایک سبب
دعا مانگنا اور اللہ سے التماس کرنا ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے بندہ کی دعا کو سبب
بعض حاجتون کے برآنے کا گردانا ہے اور جب یہ ہو مفید ہے کہ انسان دعا کرے۔

اور اوسکے ذریعہ سے مطلب تک پہونچے اور یہہ امر قانون قضا و قدر کے خلاف نہین ہے۔ نہ اوس

لازم آتا ہے کہ جو کچہہ لکہا گیا ہے بدلا گیا ہے۔ جناب ابو القاسم نیشاپوری نے ارشاد فرمایا ہے

کہ اگر دعا غیر معقول ہو تو عبادت بہی غیر معقول ہوگئی۔ بلکہ طاعت اور عبادت کی بعض صورتوں میں

مین مسئلت اور مانگنا شامل نہین ہوتے۔ لیکن دعا اور مسئلت مین ہمیشہ طاعت اور عبادت

موجود ہوتی ہین۔ کیونکہ دعا کے ساتہہ لازم ہے کہ آدمی اقرار اپنی خواری اور نقص اور اضطرار

اور بیچارگی کا ہر طرح یعنی عقل سے۔ زبان سے۔ صورت سے کرے۔ اگر ایسا نکریگا تو

معنی یہہ ہین کہ وہ دعا نہین کرتا اور نہ یہہ جانتا ہے کہ حاجت سوائے اپنے آقا کے اور کوئی

نہین دیسکتا۔ بہتری اور کسی جگہہ سے نہوگی۔ کیونکہ جب انسان قول سے اور دل سے ایسا

کرتا ہے تب اوسکی زبان مین طرح طرح کی گڑگڑاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اعضا مین مختلف

حرکات پیدا ہوتے ہین۔ آسمان کیطرف ہاتہہ اوٹہہ جاتے ہین۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق

صلواۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ دیکہو رغبت اللہ کیطرف اسکو

کہتے ہین۔ اور حضرت نے ہاتہہ بڑہائے اور ہتیلیون کیطرف سے آسمان کی جانب بلند کئے۔

پہر فرمایا کہ رُھبت یعنی ڈرنا اللہ سے یون ہوتا ہے۔ اور دونون ہاتہہ پشت دست کی

طرف سے آسمان کیطرف بلند کئے۔ پہر فرمایا کہ تضرع اسے کہتے ہین اور انگلیون کو داہنے

بائین جانب حرکت دیدی۔ پہر فرمایا کہ تبتّل یعنی خدا کیطرف منقطع ہو رہنا

یون ہوتا ہے

یون ہوتا ہے اور او نگلیان کبھی اونچی کین کبھی نیچی کین - پہر فرمایا کہ انچیان اسے کہتے
ہین یعنی زاری کرنا یشہ کے سامنے دونون ہاتہ قبلہ کی طرف بلند فرمائے آنکہون سے آنسو
جاری ہوئے اور آنکہین کبھی کہولین کبھی بند کین - غور فرمائے کہ اخلاص عبادت کیا
ان صورتون سے زیادہ اور کسی صورتین ہوسکتا ہے - پس دعا اشرف عبادت ہوئی۔

(328)

کیونکہ عبادت سے شرف انسانی تمام ہوتا ہے اور جو خالص غرض اللہ کی انسان کے پیدا کرنے
سے ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے جن وانس کو عبادت کے لئے خلق فرمایا ہے حاصل
ہوتی ہے - ہرچند کہ اللہ تعالے کی رحمت کا ظہور اور اجرا سوال اور مانگنے ہی سے نہین ہوتا
لیکن باوجودیکہ اللہ تعالے جواد ہے اور رحمت اوسکی ہمیشہ نازل ہوتی ہے تاہم دعا قبول کرنے
مین جو مہربانی ہے جس سے اطمینان ہوتا ہے کہ اللہ فضل کرنے والا ہے اور بہروسہ ہوتا ہے کہ
وہ قبول کریگا اور اسلئے بناح جاتا ہے کہ - ہمنے جب اللہ سے دعا کی اوسنے قبول کی وہ دوسری
چیز ہے یعنی دعا زیادہ اسباب نزول رحمت کا جمع کرنا ہوتا ہے - یہہ مرتبہ طاعت اور عبادت سے
ہی بلند ہے - یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے دعا کی اپنے مصاحبین کو تاکید فرمائی۔
بلکہ خود اپنے حق مین دعا کرنے کو فرمایا - باقی رہا یہہ امر کہ اشتغال دعا مین یعنی مصروف دعا
رضا رضا کے رتبہ کے خلاف ومنافی ہے تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ منافات اوسوقت لازم آتی ہے جب دعا
خواہش نفسانی کے لئے ہو - اگر دعا مانگنے والا یہہ بات جانتا ہو کہ اللہ کچہہ نہین کرتا بجز اسکے کہ اوسکو مناسب

معلوم ہو اور اوسکی تعمیل حکم مین دعا کرے اور وہ دعا حظ نفس کی نہو تو دعا رضا مین کچہ منافات نہوگی۔

راقم اس سب تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی قادر مطلق ہے اوسنے حکم دعا دیا ہے اور

اوسکو سبب برآنے حاجات کا مقرر کیا ہے جیسے دنیا مین اور اسباب ہین یہہ بہی سبب ہے

اور چونکہ یہہ اللہ سے مانگنا ہے اور اوس سے مانگنا بغیر اوسکی شناخت کامل کے ہینن ہو سکتا ہین

ایمان ہے اور چونکہ بتعمیل حکم ہے اوسمین ثواب ہے۔ تقدیر کے مخالف اسلئے ہینن کہ جب

اسباب داخل تقدیر ہین یہہ بہی سبب ہے اور داخل تقدیر ہے۔ قضا اور دعا مین بہیر اور منافات

ہینن اسلئے کہ دونون احکام الہی ہین ―

اہل دنیا کے مذاق پر جو اعتراضات ہین وہ زیادہ تر عدم اجابت کے متعلق ہین ۔

بعض کہتے ہین کہ بہلا دعا کیجئے کہ بیمار نہ آتا ہو پانی مین گرتے دیکہین دعا کرتے کیسے

بچ جاتے ہین۔ آگ مین کود پڑتے دیکہین دعا سے بچاتی ہے ۔ دعا کیجئے کہ آپکو بادشاہت

مل جائے دیکہین کیسے ملجاتی ہے ۔ ایسے ہی بعضون نے اچہی باتون کے لئے دعا کی۔

قبول ہینن ہوئی اگر دعا مین ایسا اثر ہوتا جیسا دعوا مین ہے ضرور قبول ہوتی۔ توضیح

اسکی یہہ ہے کہ آیات قرآنی مذکورہ صدر سے اور نیز احادیث مرویہ سے معلوم ہوتا ہے

کہ دعا کے لئے شرائط ہین وہ شرائط تقدیر اور توکل اور خدا کی قدرت کے سبب سے

مافوق ہونے کو اور مشیت کے اجرا کو ملاکر دیکہنے سے سمجہ مین آتے ہین۔

(329)

پہلی شرط یہہ معلوم ہوتی ہے کہ دعا کرنے والے مین قابلیت ہو - چنانچہ ایسی دعائین
جو مثل معجزات قبول ہوئی ہین اونہین لوگون کی تہین جو بڑے برگزیدہ تہے حضرت خلیل اللہ
علیہ السلام آگ مین ڈال دئے گئے - آگ نے اونکو نہ جلایا - حضرت موسی علیہ السلام کو
پانی نے نہ غرق کیا - پس یہہ تاثیر آب و آتش کا توڑنا معجزہ تہا - ایسی قبولیت عام
لوگون کے لئے نہین ہوسکتی مثال اوسکی یہہ ہے کہ خوب کلان بخار مین نافع ہے اور سنکہیا
مگر دونون کے اثر کی قوت مین فرق ہے - دعا چونکہ زبان سے پیدا ہوتی ہے اور کلام
ہوتا ہے اوسکی تاثیر مین قوت اور ضعف متکلم کو دخل ہے - اللہ تعالے نے ہم بندون کو
جو گنہگار ہین جب دعا کا حکم دیا ہے پہلے استغفار کو ساتھہ لگا دیا ہے - جیسے بغیر مسہل کے
دوا کا اثر نہین ہوتا یا کم ہوتا ہے - بہت سی صورتون مین دوا کچہہ کام نہین دیتی بہت سی
صورتون مین دعا بہی کچہہ کام نہین دیتی جیسے مرض موت مین دوا بیکار ہے جب مشیت الہی
ضرورتاً خلاف مراد ہو اوسوقت دعا بہی بیکار محض ہوگی - افسوس ہے کہ اب دوا کے لئے
بے اثری سے اوسکے اثر پر معترض نہین ہوتے دعا کی بے اثری سے اوسکے اثر پر جو معلوم اور
ثابت ہے معترض ہوتے ہین - دعاؤن کا قبول ہونا مینے دیکہا ہے اور حکایتین جو کہانیان
نہین ہین کتابون مین ہزارہا مسطور ہین - مثلاً دعاؤن سے پانی برسنا - دعاؤن سے امراض مین شفا ہونا -
دعاؤن سے ہر قسم کی حاجتون کا ملجانا کہ اسباب پورے ہی ہوجائین - آپکے معتقدہ اتفاق نہ تہین

دوسری شرط یہ معلوم ہوتی ہے کہ دعا ایسی نہو کہ آدمی جس کام کے لئے خلق ہوا ہے
اوسکے خلاف مانگے - کیونکہ اللہ نے عقول کو متفاوت پیدا کیا ہے - اور ہر ہر شخص کو جدا
جدا کام کے لئے پیدا کیا ہے پس جو شخص کھیتی کرنے کو پیدا ہوا ہو وہ چاہے کہ بادشاہ
ہو جاوں تو یہ دعا غلط ہوگی - اوسکی ایسی مثال ہوگی کہ آدمی مانگے کہ میرے پر لگ جاویں -
١٥
اگر وہ پردار ہو جاوے دنیا کی بے ستری لازم ہوگی - اسیطرح اگر بادشاہت مانگے جب
نہ کرنی آتی ہو خود مارا جاویگا - اوسکا قبول کرلینا خلاف رحمت ہے -

تیسری شرط یہ معلوم ہوتی ہے کہ دعا متعلق کشف سوء یعنی بدی اور برائی دور کرنے کی ہو -
ایسی دعا نہو کہ وہ فی نفسہ بدی ہو - یا ایسی ترفہ نہو جو بے ضرورت ہو اکثر وہی دعائیں قبول
ہوتی ہیں جو متعلق بدی دور کرنے کے ہوتی ہیں — [illegible]

چوتھی شرط یہ معلوم ہوتی ہے کہ دعا میں ضرورت کی وجہ سے اضطراب ہو ہر مثال میں جو
نقل کئے گئے ہیں اضطراب کا وجود ہے -

پانچویں شرط یہ ہے کہ اللہ سے مانگے - امتحان لینا اور بات نیانا جسکی مثالیں ابھی دین
ہیں دعا نہیں ہے - یہ بھی نہیں چاہئے کہ اللہ کو تابعدار جانے کہ وہ دیگا اسلئے کہ وعدہ کرلیا ہے -
وعدوں میں اللہ تعالے نے اجابت کا لفظ استعمال فرمایا ہے جسکا مادہ جواب دینا ہے - یعنی
جب اللہ کہے کہ میں جواب دونگا - چونکہ وہ حکم اور ترغیب دیتا ہے یہ معنی تو نہیں ہوسکتے کہ

وہ جواب

وہ جواب سوکہا انکار ہوگا - مگر یہ اوس رتبہ کا بھی جواب نہین ہے کہ ایسا وعدہ ہر دعا کے

قبول کا ہو جس پر اللہ تعالی کی نسبت خلف وعدہ لازم آئے - اسی پر بھی حدیث مین آیا ہے

کہ مومن کی دعا مسترد نہین ہوتی - اگر یہان قبول کرنا اوسکا مصلحت نہین ہوتا وہان

یعنی عقبی مین اوسکا عوض دیا جائیگا - مگر اسباب سے یہ امر کسی طرح لازم نہین آتا کہ دعا سے

حاجت نہین ملتی بلکہ اللہ تعالی جب دعا معقول کرو اور شرائط دعا موجود ہون حسب وعدہ

اوسپر حکم مناسب دیتا ہے اور جب قبول مناسب ہو ضرور قبول کرتا ہے -

پس عدم قبول کے اسباب پر غور کرنا چاہئے ایسے لغو اعتراض جو خلاف ایمان ہین نہین

کرنے چاہئین - بالکل ایسی مثال ہے جیسے آجکل حکام وقت کی ہے بڑا وعدہ یہ ہوتا ہے

کہ تم درخواست کرو ہم غور کرینگے - یعنی ایک دعا دیکھی جو جناب سید الساجدین نے اپنی اولاد

کے لئے فرمائی اوسمین اور دیگر دعاؤن مین فرماتے ہین کہ وہ گناہ عفو فرما دے جو دعا کو

رد کرتے ہین اسکے معنی صاف یہ ہین کہ بسبب گناہون کے دعا زبان اور قلب سے آگے بڑھتی

ہی نہین اور جب بڑھتی نہین دعا ہوئی - اس حالت مین دعا کی عدم قبول کے نسبت کوئی

اعتراض نہین ہوسکتا اور استجابت کا وعدہ یعنی قبول صحیح ہوتا ہے - اب غور فرمائے

کہ ایسی دعا اور ایسا مانگنا جو عبادت ہے کیونکر عامۂ اسلام پر باعث طعن ہوسکتا ہے -

آپ اس خوف کے مارے کہ دعا پر بھروسے سے تدبیر کرنے کی عادت جاتی ہے دعا کو

کیون باطل کرکے قائم مانین کہ وہ محض طلب مغفرت ہے دنیا کے متعلق ہینن- کیا دنیا مین

اللہ کے سوا اور کوئی دینے والا ہے - پہر اوسی سے کیون نہ مانگین - ہم تو جب آدمی سے مانگتے

ہین سمجھتے ہین کہ اللہ چاہیگا تو اسکے دلمین ڈالدیگا کہ وہ دیدے وہ دیگا ہینن تو ہینن دیگا

پس حقیقی دینے والا اللہ ہے -

آخر مین مین یہہ عرض کرتا ہون کہ باوجود ان شرائط اور سارے نکات کے اللہ تعالے

کی عجب قدرت ہے کہ وہ ہمسے گنا ہگارون کے بہی دعائین قبول کرلیتا ہے اور ظاہر طور سے

معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دعا کا اثر ہے مینے اسکو خود اپنے معاملات مین دیکہا ہے اور روز روز

دیکہتا ہون - اور مجہے تعجب ہوتا ہے کہ مجہسے گنا ہگار کی دعا بہی قبول ہوگئی - وہ اتفاق ہینن

تہا - جیسے بیان ہوا کہ اتفاق میں جو آدمی ہوگا ہینن ... کوئی چیز ہینن ہے غلط ہے

چونکہ اوس عجیب و غریب مالک ذوالجلال والاکرام نے میری دعائین قبول کی ہین خاص

معتقد دعا اور اوسکے اثر کا ہون باوجود اسکے پوری محنت اپنے کامومین کرتا ہون-

اور وہ اعتقاد حارج کام کا ہینن ہوتا اسیطرح مین جانتا ہون کہ دعا اور تقدیر بہی اور توکل

حارج ہینن ہین - نہ ضرورت تاویل کی ہے البتہ ضرورت تشریح کی ہے - جو کیجاتی ہے -

اب آخر مین یہہ دعا کرتا ہون کہ جیسے تونے میرے عیوب ڈہکے - نیکیان مشہور

کین اسیطرح اس رسالہ کے عیوب کو ڈہک دے - اور مقبول خلایق کرکے

حیز قبول

خوبو قبول فرمالے تونے بلا وجہ ہزاروں دعائیں قبول فرمائی ہیں اُسے اللہ تجھے اپنے

نبی پاک کا صدقہ اونکی آل پاک کا صدقہ اپنے ائمہ طاہرین کا صدقہ - خون ناحق جناب

سید الشہدا اور اونکے ساتھیوں کا صدقہ - اور اپنی خلاقی اور قاضی الحاجات ہونے کا

صدقہ اسے بھی قبول فرما - آمین ثم آمین

331

تو اقلم ناقص رقم احقر العباد اقل المومنین سید مقبول حسین متوطن قصبہ سکارپور ضلع سعید شہر تو

تو تحریر تاریخ ۲ / اپریل ۱۸۹۹ء تو

اونھون نے قصیدہ مین تعریف شاعرانہ کی ہے جسمین مبالغہ کے بغیر

لطف نہین آتا - مگر جن خوبیون اور ضرورتون کو نثر مین بیان کیا ہے اونکے

الفاظ مین شاید اغراق ہے مگر جس بات کو کہا ہے اصل مضمون نہایت

صحیح اور لاجواب ہے - اوسکے بعد جو دوسری تقریظ ہے اور قطعات تاریخ

ہین وہ بہی جناب سید محمد مرتضی صاحب کے بہائیون کے ہین اور اونکو دیکہکر

ہم کہہ سکتے ہین - کہ این خانہ تمام آفتاب است - یہان سے حضرت بانی کا بیان

- قصیدۂ آہ جدید مطرا -

در تمہید تقریظ کتاب مستطاب - وصحیفہ لاجواب - گلوئے عقائد اہل ایمان را

رشک عواقید الجمان - وگرون اخلاص ارباب ایقان را غیرت قلائد العقیان - نسخہ شفا

آلام ارواح وادیان - ودارونامہ استقام دل وجان معشر جن وانسان - اعنی کتاب

شفاء الجنان من سبہات الشیطان تصنیف تاج تارک عظمات ثغور و

دہور طرہ اکلیل کبرائے سنین وشہور - مرجع کبار غزو جلال - مجمع بحار فضل وکمال - بدر

کامل اوج حکمت وحکومت ذیشان - مطمح انظار عواطف سبحان وسلطان -

~~[illegible]~~ - سمی حضرت خلیفۃ الرحمان امام مہدی دین صاحب العصر

والزمان - عالیجناب مولوی سید مہدی علیخان - ڈپٹی کلکٹر وانڈشنل جج عدالت

مطابع جعفریہ

مطالبہ حنیفہ روڑکی ضلع سہارنپور - ادام اللہ ظلال جلالہ الی یوم النشور

(333)

— مطلع اول —

بہترین ڈپٹی کلکٹر حاکم جم اقتدار ۔۔۔ مولوی محمد علیخان سید والا تبار

در طلسم آباد روڑکی جلوہ کرسی زند ۔۔۔ جود و بخشش بحر زیر جیب و جوہر آبشار

اسمان سربلند آفتاب عز و شان ۔۔۔ آفتاب نور پاش آسمان اقتدار

در ممالک بختیار و در مسالک رہنما ۔۔۔ در معارج شاہباز و در معارک شہسوار

داور عادل بہ نوشیروان ایران ہمقرین ۔۔۔ سید حیدر ز سلطان خراسان یادگار

مہربان صدرے کہ اندر کیش او کین شد حرام ۔۔۔ قہرمان بدرے کہ اندر دور او ظلم است خوار

از فروغ عدل او ہیبت کسری کہ ہا ۔۔۔ وز علوے جاہ او در شان دارا افتد شرار

شمع حسن صورتش بر طارم عیسیٰ ست نور ۔۔۔ نور شمع معنیش در وادی موسیٰ است نار

روے او در جاہ و مکنت مہ بود در نیم ماہ ۔۔۔ راے او در ملک و ملت مہر در نصف النہار

از کف جودش مساکین در مساکن میوہ چین ۔۔۔ گوئیا وشتنش بود از نخل طوبی شاخسار

با کفش گر قحط آب افتد در اقلیم سحاب ۔۔۔ بار بار اے ابر احسان ابر گوید بار بار

در کنار دامنش احسان چو گوہر گوشہ گیر ۔۔۔ گرچہ باشد دامن جودش محیط بے کنار

نزلہ کش از خوان احسانش فقیع و ہم وضیع ۔۔۔ خوشہ چین از خرمن جودش صغار ہم کبار

در سرای عقل و علم و حکمت افلاطون پناه   بر سریر غزنوی شان و حکم اسکندر وقار

بر سپهر فرهی صاحبقران صد سعود   در بسیط آگهی مجموعهٔ چندین بحار

در زمانش عقل افلاطون دروغ بی‌فروغ   با نوالش جود حاتم قصهٔ پار و پیرار

در لسان یثرب و بطحی لسانش گلفشان   در زبان برطن کبری زبانش در نثار

در علوم خاک مغرب روکش بدر الظلام   در فنون ملک مشرق همسر شمس النهار

نکته‌ها زیر لبش چون آب باران بی حساب   جلوه‌ها در سینه‌اش چون سلک انجم بیشمار

غوص فکرش در حقایق موسی دریاشکاف   غوص طبعش در دقایق یونس ماهی شکار

از فروغ رای تابانش نه پیچد سر کسی   کافتابش جلوه زد به همت راس روزگار

خامه‌اش در کار دین و دولت و ایقان و شک   گاه کلک و گاه سیف و گه عصا و گاه مار

حمله زد ثعبان کلکش تا به میدان دین   رنگ و ریو دیو شد چون سحر فرعون تار و مار

در جهاد خامه دارد زیر منجوق لواش   شاه مردان شیر یزدان قوت پروردگار

نعره زد بانگ صریر کلک او در حرب دیو   لافتی الّا علی لا سیف الّا ذوالفقار

در صف تحقیق حق باشد زبانش تیغ زن   وز پی ابطال باطل کلک تندش [illegible] نیزه وار

شبهه پیدا میکند ابلیس و او تیر شهاب   او هدف می‌سازد و این ناوک سندان گذار

ناصر دین است و گفتارش شهاب ثاقبی   دیو را آتش زند در عرصهٔ شبهات تار

سبکسر تمام

بسکه سرتاسر سرو کارش بفقه دین بود   شد ز سرکار علومش منکشف صد سر کار

تار و پود مکر شیطانی چو نسج عنکبوت   از خدنگ کلک دشمن دوز او شد تار تار   ۱۳

قدسیان را آنکه پیر مسند تعلیم بود   کودک آمد در جدال و کرد چون کودک فرار

قول او در احسن تقویم شد صورت پذیر   گشت ایدون دفتر پیشینیان تقویم پار   (384)

آن محقق حق که بهر کشف اسرار کلام   همچو رومی فخر رازی راند اندر راز وار

بسکه تنقیح ملل فرمود و تنقید نحل   شد ز روی فضل شهرستانیان را شهریار

سد باب مکر شیطانی معطل بود و بس   مرد میدانی برون آمد ز غیب کردگار

نزد آدم کی بود ابلیس را فر و فروغ   پیش مهدی کی بود دجال را عز و وقار

جلوه ریز و مطلع ثانی سر بزم حضور   تا کند چون صبح ملک مدح را لامع دو بار

مطلع ثانی

ای تو چون کشورکشایان در بسیط روزگار   کامیاب و کامجوی و کامبخش و کامگار

در شهامت قیصر هندوستان را اعتماد   در شریعت خسرو ملک عرب را اعتبار

از درون شو آفتاب و از برون شو ماهتاب   شمع خلوت خانه دل نور باشد در عذار

از پی یک زینت اسلام صد زحمت کشید   تا به جدت ز خون دل همی بندد نگار

خامه ات چون سد ذو القرنین در ملک یقین   بست محکم رخنه ها کانداخت شیطان در حصار

غرهٔ دین داری و فرمان دنیا نیز هم — در دور جهان ضمیرت را نباشد انتشار

عدل تو تا در جهان کوس تن آسانی زند — ناخن ضیغم کشد از پای آهو نوک خار

~~[illegible]~~

۱۰۴

بسکه گلها بر فشانی در افاضات نکات — بزم تو گلزار خلد و خلق تو باد بهار

ای که گفتارت کمند کردن دلها بود — صورت فتراک در تار نفس بندی شکار

کلک سرتیزت عدو الله را گردن برید — وه که تیغ از چوب بود و کرد کار ذوالفقار

همچو موسی کرده دریای وقت را دو نیم — خود برون جستی و شیطان غرق شد فرعون وار

در فضای شرع گلبانگ صریر کلک تو — لحن مرغ زیرکی باشد درون مرغزار

آنچه حق پوشیده در استار فرقان حمید — کرد حسن سعی تفسیرت چو بیضا آشکار

در شفایت نوش جان دردمندان شکوک — دارو اما بود سینا سینه از نشکش فگار

خشک و تر همه وه اندر عالم علم کتاب — طبع مواجت گهی چون خضر و گه الیاس وار

جند شیطان را سر کلکت چو سیف منتقم — رانده از پیش حریم حرمت پروردگار

اوج فکرت مایه از کوه شکوه آسمان — هم بیارد چون سحاب و هم بباره ابروار

حکمت خلاق بی همتا و مبدی آفرید — او بین پنهان ز چشم خلق و دیگر آشکار

بو دین چون آفتاب از نور سبحان مستنیر — وین دگر ضو گیرد از وی همچو مه در روزگار

دوّمین

دو مین بر بستر فیضان او چون شیر حق　　　اولین چون احمد محمود در جلباب غار

آن یکی فرمانروائے دین بیضا چون رسول　　　وین دگر نائب مناقبش چون امام ذی وقار

نامور نامت چو معراج محمد سر بلند　　　کاخ والائے حیات ہمچو مہدی استوار

335

حصر اوصافت کجا و حیطۂ امکان است　　　بر کُند دست مناجاتے ز روئے اختصار

در کف ہمت بود سر رشتۂ عہد دوام　　　مر ترا روز نخستین باد ختم روزگار

تا جہان در سایہ ات بنشیند و چیند ثمر　　　باد یا رب تا قیامت نخل جود ش پایدار

تقریظ - پائین باغ بیان

رباعی

این نسخہ بود شفائے دلہائے خراب　　　فصلی است ز باب فیض رب الارباب

در مہد دہد جواب شافی چو مسیح　　　فرزند آمد نجابہ امّ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　تیر شہابت بدیو رجیم

اقلام سے تعالیٰ شانہ کے بلند نام کا اونچا نشان او نچا نیو الی - اوراق سے توحید

مجید کے جہان کشا پہریرے اوڑانیوالی - براہین ساطعہ سے اللہ متم نورہ

کی کوندتی ہوئی بجلیاں چمکانیوالی - حجج قاطعہ سے تائید دین محمدی کے

ان شانئک ہو الابتر کی چمکتی ہوئی تلواروں کی جوہر دکہانیوالی - دلائل باہرہ سے

آوارگان وادئ وسواس کو جادہ اھدنا الصراط المستقیم پر لانیوالی معانی

زاہرہ سے خرمن شبہات ابلیس پر برق شہاب گرانیوالی - نکات پرجوش

سے دریائے حقیقت کو کوزہ مین بند کرنیوالی - عبارات پرخروش سے

کلمتہ اللہ ہی العلیا کے گران گوشون کے لئے ومن یہدی اللہ فمالہ من

مضل کے نعرے بلند کرنیوالی - سوختگان آتش شکوک کو یانار کونی بردا

وسلاما کی بشارت پہنچانیوالی - فالج زدگان سردمہری اعتقادات

سخیفہ کے رگ وپے مین تاثیر مضامین گرم سے نار اللہ الموقدۃ التی تطلع

علی الافئدہ کے عقے دوڑانیوالی مضامین سربلند سے نوبت کدہ

اسلام مین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا کے ڈنکے بجانیوالی -

تفسیر غوامض فرقانی سے بے بصران ظلمت نفسانی کے دیدہ باطن مین

ذالک الکتاب لاریب فیہ کا سرمہ لگانیوالی - انکشاف اسرار قرانی سے

خوابیدگان فرش غفلت کے بالین پر ہذا کتابنا ینطق علیکم بالحق کے

صیدا کا شور

صور کا شور مچانے والے - ایجاد مضامین شیعہ مجاہران منابر علوم کی مغرور گردنین سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا کے ادب آموز محراب مین جھکانیوالی - اظہار عجز علمائے متقدمین سے فضلائے متاخرین کو و لایحیطون بشی من علمہ الا بما شاء کا سبق پڑھانیوالی شرح دقائق غریبہ سے مجامع علمائے امت محمدی مین واللہ فضل اللہ یوتیہ من یشاء کا اقرار لینے والی - استحکام اقوال عجیبہ سے مدعیان علم تفاسیر کو الراسخون فی العلم کی تعلیم دینے والی - افتادگان بستر ضعیف الاعتقادی کے دلون کو مقولات برجستہ سے ہاتون اوچھالنے والی - فریب خوردگان غولان بادیہ مذہب بین ذالک کو مسلک سواء السبیل پر ڈالنے والی - گم گشتگان صحرائے حیرانی کیلئے صواعق روشن بیانی سے چراغ ہدایت جلانی والی - تشنہ لبان ریگستان شرک و بدعت سے سوکھے ہوئے گلوئے اطمینان مین آب زندگی ٹپکانیوالی متکلمین فرق مختلفہ کے دہان تقریر پر جا بہم بافتی ہی احسن سے مہر سکوت لگانیوالی - معترضین ملل متبائنہ کے سینہ پر کینہ مین رشحات انک لعلی خلق عظیم سے نار حسد کے شعلہ بجھانیوالی - حسن بیانات شافیہ کی دلفریبیون سے ان من البیان لسحرا کا رنگ جمانیوالی - عقلی استدلالات کافیہ کے ثبوت حقیت سے جاء الحق وزھق الباطل کے سکہ بٹھانیوالی -

(336)

تکمیل جبر نقصانات عظیمہ وساوس شیطانی سے جوامع ایمانی میں الیوم

اکملت لکم دینکم کی صدا دینے والی۔ اظہار نزول فیوض ربانی سے مجامع

عرفانی میں اتممت علیکم نعمتی کی صلا دینے والی۔ یعنی کتاب انتخاب صحیفہ

لاجواب مشحون بہ الہامات رب دوجہان المسمی بہ شفاء الجنان عن شبہات

الشیطان تصنیف شریف اعلی حضرت قبلہ دوجہانی منتہی نشین مراتب انسانی۔

برگزیدہ بزرگ منشان دودہ حضرت ابو البشر مسیح امراض الجبر والاختیار

والخیر والشر

[illegible] المجدد لفن الکلام علی راس المائۃ الرابع عشر [illegible]

لائق عبادت سید السادات نقاوہ اکوان خلاصہ بنی نوع انسان عالیجناب مولوی سید مہدی علیخان

صاحب [illegible]

لامعۃ

[illegible]

نظم

در ظلمت بود این دیر خراب ؎ آفتابیست آفتابست این کتاب

یافت صدہا نکتہ باریک را ؎ کرد روشن عالم تاریک را

یوسفے آمد برون از مصر ما ؎ مہدئی آمد برون در عصر ما

آن جمال دین حق آراستہ ؎ وین نہال دین حق پیراستہ

لوح حسن یوسف مصری است این ؎ خوش ہدایت نامہ مہدیست این

اوسعر

او غیر ولاین کتاب صاحب است ؛ زانکہ صاحب را انجام نائب است

نور آیات منیفہ است این کتاب ؛ زانکہ قران را خلیفہ است این کتاب

این کتاب بنظیر و شبیہ ؛ بعد قران مبین لاریب فیہ

(337)

اعلیحضرت مصنف کی قدرت قدسیہ کی اعجاز نمائیاں پکار رہی ہین کہ طاقت

انسانی بدون القائے ربانی ایسا زور کلام نہین دکہا سکتی۔ اور ابلیس ایسے

پیرانے معلم الملکوت کو شکست فاش دینا بدون کرشمہ اعجاز نصر اللہ و الفتح

ظہور مین نہین آسکتا۔ تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مصنف کے کرامت رقم قلم کو

کوئی جبروتی قوت زور دے رہی ہے اور کوئی لاہوتی کلک معجز نگار ہاتہ کی پیش دستیان

کر رہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے طائر فکر کی بلند پروازیان کنگرہ ہائے

عرش کو سر انگشت ہائے دست رقم سمجہے ہوئے ہین۔ اور ذہن فلک رسا کی رسائیان

ملکوت سموات کے کف دست میدان کو کف دست خیال کر رہی ہین۔

نظم

اے قلم اے پائے جولانت روان ؛ سرزمین تست گوئی آسمان

نکتہ ہا روشن نوشتی در کتاب ؛ در پئے شیطان زدی تیر شہاب

مضامین بلند کا اوج موج پکار رہا ہے کہ الحق یعلو و لا یعلی اسے کہتے ہین۔

ہمت عالی کی اولوالعزمیان علی روس الاشہاد کہہ رہی ہین کہ آیہ انتم الاعلون

کے گویا یہی معنی ہین۔ ہم دیکھتے ہین کہ اعلی حضرت مصنف کا تبحر دل آگ اوبلتے
ہوئے چشمہ تہ جوش کیطرح بڑے زور شور کے ساتہہ موج مار رہا ہے۔ اور فیض آلہی کا دریا
روان سر انگشت محمدی کیطرح نوک قلم سے بڑے جوش و خروش کیساتہہ جاری ہوتا ہے۔
میرے نزدیک اگر دست قدرت ازلی ایسے افتخار عالم علوم کی تجمیر و جود باوجود
کیطرف متعلق ہوتا تو وہ دہوکے کی ٹیٹان جو ابلیس پر تلبیس نے سوالات کے
پردہ مین کوتاہ نظری آدم کے آنکہونکے سامنے استادہ کی ہین زلزلہ اذا
السماء انشقت کے بعد بہی قایم رہتین۔ اور وہ جادو کے چراغ جنکے نلے تیرہ
و تاریک وسوسونکا عالم آشوب اندہیرا رہتا تہا تہلکہ ~~[illegible]~~ ۔ اذا النجوم انکدرت
کے بعد بہی کسی انقلاب ہوا سے گل نہوتے۔ چنین کنند بزرگان چو کرد باید کار
عالم ایک ایسا بیمار خانہ ہے جسمین موسمون کے تبدل اور طبعیتون کے اختلاف سے
ہر زمانہ مین نئے نئے جسمانی امراض کیساتہہ روحانی اسقام بہی پیدا ہوتے رہتے ہین۔
جسطرح ہر حصہ دنیا مین ایک طبیب اجسام کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسیطرح اک حکیم ارواح
کا بہی زمانہ محتاج رہتا ہے۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ~~[illegible]~~ دینی فسادات کا علاج آپ سے متعلق تہا تو بدنی
خرابیون کا معالج افلاطون یونانی تہا۔ جس طرح اپنے عہد مین حضرت مسیحؑ روحانی طبیب تہے
اسیطرح ~~[illegible]~~ جسمانی چارہ فرماتا تہا۔ اس زمانے مین قدیم طب کی خرابیان ڈاکٹرون نے
دور کین بلکہ

وور کین لیکن پرانے خیالات درستیونکی ضرورت مندرہتے اسلئے حال کے
قومی حکمانے ایمان و ایقان کو علیل اور اعتقادات کو ضعیف پاکر روحانی تندرستیونکے
لیے نسخے لکہنے شروع کیے اور دعوی کیا کہ ہم اسلام کے نیم بسمل تن بدن کی پوری
پوری اصلاح کرینگے مگر جودوا ین تجویز کین تہین اونسے شلہ برگشت کا عالم ہو
اور زمانیکی ضرورت رفع نہو سکی اتنے مین ون سے حضرت غدر آپہنچے اور قیامت بپاکردی
پہر تو دنیا بالکل کایہ پلٹ ہوگئی او تغیرات عظیم سے جدید خیالات نے خروج کیا
عام جاہلیت نے جس طرح سطوت سلطان پر حملہ کیا اسیطرح شریعت سبحانی پر بہی صدمہ پہونچا یا۔
۔ اس حملہ اور فوجکی نشان یہ دوا رہاصات تہی اور مقدمۃ الجیش دونوکی بہگانیوالی
مذہبی احکام سے نا واقفیت اور اوراض کے اسباب ہانے نے اور علامات کا ظہور ہوچکا
تو حال کے ریفارمرونے دینی حفاظت اور دنیوی تعلیم مین سعی شروع کی بغرض تعلیم
ترک مفاسد اور استحصال مراحم خسروی تہی تو حفظان مذہب اسلئے ضروری ہوا کہ
علوم جدیدہ کی ترقی اصول دین پر تیشہ زنی کریگی حالانکہ اسلام مافوق فلسفہ ہے۔
کسی حکیم شاعر نے کیا اچہا کہا ہے۔ شعر۔
صوفی و فقیہ و عارف و دانشمند :: این جملہ شدی ولے مسلمان نہ شدی
او سیر العلم حجاب الاکبر کی صدا بہی دیر سے کانونمین گونج رہی تہی اس خوف سے

کوشش کی رگوں مین اور خون دوڑنے لگا کہ ایسا ہو تازہ علوم سے مسلمان ڈگمگا جائیں ۔

کیونکہ فلسفہ و اسلام مین ہمیشہ سے جنگ ٹھنی چلی آتی ہے

ناچار پرانی شاہ راہ سے پلٹ کر دوسرے طرف مڑے ۔ فی الحقیقت

ٹھیک ڈگر پر آ گئے تھے اور مناسب اصول پر پیش قدمی کی تھی مگر افسوس ہے کہ راستہ

مین تیز ہی چال چلے اور طریق عمل کیلئے مفید انجام نہ سوچا اس غلط فہمی سے لنگر

موسی کیطرح ایسمین بہوت بڑہ گئی اور اسلام کا سواد اعظم اون فوائد سے محروم رہا

جنکا حاصل ہونا ضرور تہا ۔ سوال ہے کہ نیک کوشش سے بد نتیجہ کسطرح پیدا ہوا یہ اب

یہ ہے کہ تاویلات کو اسقدر پھیلا دیا کہ فلسفہ و اسلام کے تطابق کی غرض پوری ہو سکی

یہاں اوہوری سمجہ نے دہوکا کہایا اور یہ سمجہا کہ معجزات اور ملائکہ اور دیگر ارواح

مخفیہ سے مکر جانا ضرور ہے اسلئے کہ نئی حکمت شہودی دیکھے بغیر کسی امر کو تسلیم

نکرے گی اور خلاف عادت کسی شی کی قابل نہوگی تو اسلامی دنیا مین تزلزل پیدا ہوگا ۔

یہ راے بظاہر دین کی موید معلوم ہوتی ہے لیکن جمہور کے تخالف نے مسلمانوں کو

بہڑکا دیا اور تکبیر کی جگہہ تکفیر کے نعرہ بلند ہونے اس نقصان سے وہ امور جو دولت کے

پاؤں

پاؤں سے راہ چلتے تہتک رہے اور ضرورتیں آپاہج ٹہری رہگئیں ایسے ستم عظیم کے

سمجھنے والے کہاں۔ اور ایسے نازک معاملہ کے سلجہانیوالے کہاں مگر حقتعالی اپنے نور کا تمام

کرنیوالا ہے تاکہ جزا و سزا کیلئے حجت تمام ہو پس آخرکار اونکے اعلی حضرت مصنف کے

ذات مقدس سے زمانیکو زینت دی آپکی جامعیت کمال اور واقفیت اسرار اور حدت

ذہن اور جدت خیال نے اس کتاب میں انتہائی قوت دکہائی اور ارباب عقول کو

بتادیا کہ صحیح طریق یہ تہا اور کوشش اس رنگ ڈہنگ سے ہوتی۔ الحق ع

مہدی از غیب برون آید و کارے بکند ہم کسی قرابت قریبہ یا کسی غرض نفسانی سے

آپکی مدح و ثنا نہیں کرتے بلکہ یہ وحید العصر کتاب جو کچہہ اپنے منہ سے بول رہی ہے

زبان بیان اوسکا ترجمہ کر رہی ہے ۔

وصف اینہا از حجابات نہ زمن می آید — بلکہ خود شوخی حسنت بسخن می آید

یہانتک مجمل بیان ہوا اب میں قلت فرصت اور تقاضا مقام کے سبب تہوڑی سی تفصیل

کرتا ہوں۔ یہ ہوا کہ فلسفہ حال کی بنا محسوسات پر دیکہکر مدبران وقت نے معجزات

اور ملائکہ کے ساتہہ وجود شیطان اور مسئلہ تقدیر سے بہی انکار کرنا لازم سمجہا اور پکار دیا کہ

بن ہاتہہ پیر ہلائے کوئی شے دستیاب نہیں ہوتی آدمی خود مختار ہے مجبور نہیں ہے تدبیر کے

بل پر تقدیر کے منکر بن بیٹہے چونکہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا تکیہ تقدیر پر ہے اسلئے ایسے کلمات

راس نہ آئے اور بہر بھی پھیلگئی - یہ وہی مثل ہوئی - تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ -

اعلی حضرت مصنف نے دونوں مسئلوں پر زور دیا اور ثابت کر دکہایا کہ معجزات

اور فرشتے اور شیطان وجود حقیقی رکھتے ہیں اور جبر و اختیار کے گورکہہ دہندے کی

گتہیان کہولکر ایسا صاف و شفاف کر دیا کہ انسانی عقلیں دنگ رہگئیں - تقدیر و توکل
و دعا کے مسئلوں کو ایسا صاف بیان کیا کہ تدبیر و تقدیر دونوں کی صحت سے کوئی شک نہیں ہوسکتا -
آنکار کنی کہ کس نیارد انکار و انجا برد کہ بعد ازان جا نبود

١١٢)

سبحان اللہ کس انوکھی تمہید سے ان مسائل کو چہیڑا کہ جو آجتک نہوا نہوگا یعنی

شیطان کے مشہور سوالات کو کتاب کا موضوع ٹہیرایا اور اوسی پر مطالب کتاب کی بنیاد رکہی

یہان بڑے بڑے گران قدر مصنفوں نے قلم رکہدیے ماتہے ٹیک دئے تہے اور عجز کا

اعتراف کیا تہا بعض نے کچھہ جنبش کی لیکن شکوک کی بیماریان رفع نہ کر سکے گویا

قلم قدرت نے لوح تقدیر میں شافی جوابات اسی نسخہ شفا کیلیے محفوظ رکہے تہے انشاء اللہ

اب سے دنیا کی آیندہ نسلوں میں جبر و اختیار کے خیالات ردیے کسیکو اختلاج قلب کا عارضہ پیدا نہوگا -

~~ذیل میں زمانہ حال کی ضرورتوں کے شفا بخش بیان فرمایا~~

~~مثلاً وجود باری کا اثبات ... اور شیطان کا ثبوت اور حدوث عالم~~

~~نظام عالم - غرض ایجاد عالم - انتشار عالم - تقدیر و تدبیر کی ... بیشک کہان تک انکار~~

~~افعال تعبدی ... احکام الہی ... ہوتا ... اجہتا ... ہیں ... تادیا~~

~~کہ توضیح تاویلات کی ضرورت نہیں اور بادشاہ وقت سے ہی امید کرنا احکام دین کی ہو~~

~~لازم تھا بعض جن [illegible] کی بحث ہوا کرتی ہے اونکو بھی قرآن کے موافق ایسا [illegible]~~

~~میں اوتارا ہے کہ یہ بزرگ کار زمانے دیکہکر سارے اسلامی دنیا پر [illegible]~~

~~ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند~~

(340)

دعا ہے کہ اس نیک ذریعہ سے باہمی اختلافات اوٹھ جائیں رعیت بادشاہ کو پیاری ہو

دین کیساتھ دنیا کے فوائد بھی حاصل ہوں —

اس معجز نما کتاب میں بڑی خوبی یہہ ہے کہ اعلی حضرت مصنف نے بیان مقاصد کا سلسلہ

عجیب اختیار کیا یعنی آغاز میں کتاب و سنت سے کہیں استدلال نہیں کیا دلائل کی

دقتیں بیان فرماکر ایک ایسا حیرت ناک اثر دکھلایا ہے کہ حال کے ریفارمر اپنے ادراک

و اجتہاد کی فاش غلطیاں سمجھکر متحیر و مبہوت رہجائیں پہر اوس تحیر کو قدرت الہی اور انسان

پیش پا افتادہ روزمرہ کی باتوں سے مندفع کیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ وجود شیطان کا

اعتقاد صحیح بلکہ ضروری ہے پہر اونہیں مضامین کا کلام الہی سے پورا پورا ثبوت دیا ہے -

اسپر طرہ یہہ ہے کہ کہیں تفسیر بالرائے نہیں باینہمہ عقلی مضامین کو نقل سے ایسا [illegible] کیا ہے کہ باید

و شاید - اس کتاب میں ایک اور تعجب انگیز لطف یہہ پیدا ہوا ہے کہ آدمی جب اون سوالات کو

دیکھے حیران ہو پہر تمہید تمام کر کے وہ حیرت بالکل مضمحل ہوجاتی ہے - [illegible]

پہلے باب اول سے تسکین شروع ہو اور اطمینان قلب بڑھتا چلے یہانتک کہ باب پنجم میں

اوس کی تکمیل ہو اور وہ انتہائی یقین آجائے کہ دل باغ باغ ہو کر بول اوٹھے کہ

دین حق ہے اور بیانات دین لاریب فیہ صحیح ہیں اور اوسکے ساتھ قانون سلطنت کی

اطاعت کو بھی مستحسن مانے - اعلیٰ حضرت مصنف نے بعض مسائل مشکلہ کو ایسا

حل کیا ہے کہ سواے اعلیٰ حضرت مصنف کے دوسرے کا کام نہتا ہم اونمیں سے بعض کو درج [illegible]

مثلاً زمانہ حال میں وجہ انکار وجود شیطان یہ ہے کہ دین میں شیطان کا مادہ خلق

تحقیقات حال کے موافق آگ کو ارشاد فرمایا ہے - اور آگ کوئی عنصر نہیں ثابت ہوئی تو مادہ خلق کیونکر ہو سکتی ہے

اس مقام کو اسطرح صاف اور روشن کیا ہے کہ اوذعان کلی ہو جاتا ہے کہ اس وجہ کی بنا پر

انکار کسقدر غلط تھا -

مثلاً یہ شبہ تھا کہ رحم وعدل دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اس گرہ کو اسطرح کھولا ہے

کہ کسی عاقل کو صفات رحم وعدل کا یکجا ہونا تسلیم کئے بغیر نہ بن پڑے -

مثلاً - جبر واختیار میں یہ شبہ تھا کہ باہم متناقض ہیں اور اجتماع نقیضین محال ہے

یہاں ایسی معجز نمائی کی ہے کہ تناقض کا شبہ یک قلم جاتا رہا -

مثلاً لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ تھا کہ حقتعالے رحیم ہے زیادہ مخلوق کو عذاب

نہ فرمائیگا اس شبہ کو ایسا دور کیا ہے ~~[illegible]~~

[illegible]

~~انداز بیان~~ کہ اعلیٰ حضرت مصنف کے جوہر دماغ کی قابلیت پر

سخت تعجب آتا ہے مجھ کو - ایسے ہی پشہ ہوتے ہیں قدرت سے خدا کی -

مثلاً - تاویل کی بحث ایسی لکھی ہے کہ ماوّلین کو معلوم ہو جائیگا کہ وسعت تاویل کا

(341)

طریقہ ایسا ناکارہ اختیار کیا گیا تھا کہ اوس سے زیادہ تر کوئی خرابی نہ تھی ~~[illegible]~~

وجود مستطال کو دلائل عقلی سے ثابت کیا ہے وہ مضمون تو ایسا ہے کہ ہم اوس معجزے کی داد دینے سے عاجز ہیں -

~~مثلاً [illegible] کو ایسا شافی بیان کیا ہے کہ کوئی شخص مذہبی ہو یا غیر مذہبی فلسفی ہو~~

~~یا عالم عین اوسکے وجود سے ممکن نہیں کہ انکار کر سکے -~~

مثلاً غرض ایجاد عالم کو اسطرح بیان فرمایا کہ آجتک کسی عالم کے فرشتوں کا وہم و خیال

بھی وہاں تک نہیں پہنچا تھا - الغرض جس مسئلہ کو لیا ہے اس خوبی سے بیان کیا ہے اور

اسقدر اوسمیں نئی باتیں نکالی ہیں کہ ہماری عقل حیران ہے کہ کس بلا کا ذہن ہے -

شعر

بجودت تو کسے کمتر آفرید خدا   ترا کشیدہ ودست از قلم کشید خدا

اور ایک خوبی اس تصنیف میں یہہ ہے کہ سنی شیعہ کی بحث کو دخل نہیں دیا اور یہہ

بھی نہیں کیا کہ صرف شیعوں کی کتابوں سے استدلال ہو یا صرف اہل سنت کی

کتابوں سے بلکہ ہر جگہ تحقیق حق پیش نظر رکھی ہے جیسی مخالفت رائے امام فخرالدین

رازی سے کی ہے ویسی ہی قاضی نور اللہ شوشتری سے بھی - جہاں واقعہ شہادت

جناب سید الشہداؑ کو بیان کیا ہے وہان بھی اسطرح لکھا ہے کہ دونون مذہب والے اختلاف نہین کر سکتے - عبارت مین یہ حسن ہے کہ مطلب مین کو آسان سی آسان لفظون مین ادا کیا ہے - اور عربی الفاظ کم استعمال ہوے ہین - مگر جب پڑھتے پڑھتے لیاقت بڑھ جاوے اور ناظر بلند نظر ہو تو عربی لفظون سے چندان احتراز بھی نہین کیا تاکہ فصاحت کی چاشنی باقی رہے اور عبارت بیدنی اور پھیکی ہونے پاے - اعلی حضرت مصنف نے جہان جہان دنیا حال بیان کیا ہے وہ ایسا عبرت خیز ہے کہ اگر آدمی اور کتاب کو نہ دیکھے دیباچہ اور متفرق مقامات مین وہی مضمون دیکھے اور ذرا غور طبیعت کو بھی کارفرما ہو تو وہین سے راہ راست کا سرا ملجاے اور ایصال الی المقصود مین کوئی وقت واقع ہو -

اب ہم قطعات تاریخ طبع کتاب سے اپنے پایان باغ کو زیب و زینت دیتے ہین

قطعہ تاریخ طبع جناب سال ہجری -

این کتاب باصواب لاجواب ... ہست در دوران شہابے ثاقبے

خرق عادت بین کہ خیزد از زمین ... اندرین آوان شہابے ثاقبے

این چنین نادیدہ از روز ازل ... دیدۂ بوالجان شہابے ثاقبے

گشت دیو آتشین خاک سیاہ ... سوختش سامان شہابے ثاقبے

تا روانها رفته از نور شفاش | تا شد افروزان شهابے ثاقبے

سال طبعش را بیان ناچار گفت | از پے شیطان شهابے ثاقبے

قطعه تاریخ طبع بحساب سال عیسوي

(342)

مرحبا دافع علل زملل | حبذا نسخهٔ شفاے جنان

زین کتاب مبین مبارکباد | فتح ادم هزیمت شیطان

کس ندیدش دگر نخواهد دید | در هزاران هزار جزو زمان

از عبارات روشنش پیدا | هست سحر حلال حسن بیان

عرب و عجم و هلے اردو | هر دو گوے سبق ازین وازان

نه از عرب این چنین کتاب رسید | نه از عجم عالمے نوشته چنان

پے تاریخ سال عیسویش | رفته بر اوج عرش فکر بیان

قبله مهدي علي مصنف او | شد مسمّیٰ خلیفة الرحمان

جهل را سر فرو فگند و گفت | شده نامش خلیفة القرآن

۱۹ ۶ ۹۹

تقریظ

رشحهٔ قلم حقائق رقم تقدس مآب - فخر امرای منبر و محراب - عالیجناب

مولانا سید اصغر حسین [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے اس کتاب کے اکثر مقامات کو خود حضرت مصنف مدظلہ العالی کی زبانی سنا۔
میں اپنے حق الیقین کے بہروسہ پر سچائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ میرے پاس
ایسے وسیع الفاظ نہیں ہیں کہ اس لاجواب کتاب کی ایک سطر کا بھی پورے پورے
طور سے ریویو کر سکوں۔ ہاں اظہار کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ ابتدائی آفرینش
اسلام سے محمدن پبلک نے آج تک ایسی کتاب نہ دیکھی ہو گی۔ پھر اپنے سچے کانشنس کی
صادقہ شہادت کی رو سے گواہی دیتا ہوں کہ اس کتاب کی ایک ایک حرف سے
تعلق خدا تعالی کی معرفت اور اوسکے مبنی مصالح احکام کی تصدیق اسقدر ہر سٹی
جسطرح علم حساب میں ایک سیاہی کے نقطہ سے جب صفر کہتے ہیں مراتب اعداد۔
فی الحقیقت یہ کتاب اس زمانہ کے لیے ایسی ضروری ہے جیسے
ایک مرے ہوئے بوسیدہ پیکر کے لیے حضرت مسیح کی زندگی بخش انفاس
انگلستان کے حکیم سر اسحاق نیوٹن نے اشیاء کی کشش کو مرکز کی طرف دریافت
کیا اور اوس سے ہزارہا مفیدہ نتائج استنباط کئے لیکن شیطانی شبہات کی طرف
ضعیف الاعتقاد قلوب کی کشش کا دریافت کرنا اور اوسکے نقصانات عظیمہ کے
انتشار کو روکنا حکیم نیوٹن سے بدرجہا زیادہ تر کام ہے شکر ہے کہ وہ فیاض

۶۱۹

ہر حق (خدا) نے ہمارے قبلہ وکعبہ مولوی سید مہدی علیخان صاحب ~~بہادر~~

~~...~~ کا حصہ فرمایا۔ اور آپ کے مبارک

ہاتھ سے اسلامی دنیا کے ہر ایک سلیم العقل باشندے کو بڑا فائدہ رسان

(343) بہرہ پہونچایا۔ آخر مین میری عام رائے اس قیمتی کتاب کی بابت یہی ہے کہ یہ

مستطاب صحیفہ آیات الہی سے ایک تعجب انگیز آیت ہے اور معجزات محمدی سے

ایک تحیر نیز معجزہ۔ اللہ تعالی ایسے بزرگون کو ملک کے سر پر ایک مکمل تاج بیرح

قائم رکھے اور ہماری دعائین قبول فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام

علی سید المرسلین و الہ الطیبین الی یوم الدین ۔ آمین

عالیجناب منشی سید حسین صاحب تحصیلدار منجن پور ابن مرحوم سید گوہر علی صاحب رئیس میرٹھ نے

جب اس تصنیف کو ملاحظہ فرمایا ایک قطعہ بطور تقریظ و تاریخ لکھا ۔

وہو ہذا

قبلہ کونین نے لکھی شفا ۔ نسخہ شافی ہے اہل جہان

دافع اوہام مزیل شکوک ۔ تازہ گر قلب و مسیحائے جان

سرد کیا شیطان کے سوالات کو ۔ فتح ہوا معرکہ امتحان

343 Sheets

فکر جب کی پئے تاریخ طبع — ہاتف غیبی نے کہا ناگہاں

[illegible] شرف ازروے ہدایت لکھو — نسخۂ نامی ہے غلطات جنان